حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلوی کی تعمیل ارشاد میں
اعمال اوراد عیہ کی اہمیت و فضیلت پر لکھی ہوئی کتاب

الانوار المنتخبة

کا اردو ترجمہ

منتخب ابواب

جلد دوم

تالیف:

حضرت جی ثالث مولانا محمد انعام الحسن صاحب کاندھلوی

مترجم:
حضرت مولانا محمد یونس صاحب مظاہری
فرزند حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالن پوری

نظر ثانی:
حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری
استاذ حدیث وفقہ دار العلوم دیوبند

دارالہدیٰ

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلوی کی تعمیل ارشاد میں
اعمال اور ادعیہ کی اہمیت و فضیلت پر لکھی ہوئی کتاب

الابواب المنتخبة

کا اردو ترجمہ

منتخب ابواب

تالیف: حضرت جی ثالث مولانا محمد انعام الحسن صاحب کاندھلوی

جلد دوئم

مترجم:
حضرت مولانا محمد یونس صاحب مظاہری
فرزند حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالن پوری

نظر ثانی:
حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری
استاذ حدیث و فقہ دار العلوم دیوبند

دار الہدیٰ

11010907

کتاب کا نام .... منتخب ابواب (جلد دوم)

مترجم .... حضرت مولانا محمد یونس پالنپوری دامت برکاتہم

تاریخ اشاعت .... ستمبر ۲۰۰۷ء

باہتمام .... احباب دارالہدیٰ

ناشر .... دار الہدیٰ

دفتر نمبر ۸ پہلی منزل، شاہ زیب ٹیرس، نزد زم زم پبلشرز، اردو بازار کراچی

فون: 0092-21-0300-8213802 ای میل: maktabadarulhuda@inbox.com

تصویب

محدث کبیر مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی
سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم
شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی ، وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ، اَمَّا بَعْد :

اس امت کی صلاح وفلاح کتاب وسنت کی پیروی میں ہے، نبی ﷺ نے لوگوں میں ایسی دو چیزیں چھوڑی ہیں کہ جب تک امت ان کو مضبوط پکڑے رہے گی: ہرگز گمراہ نہیں ہوگی: ایک: اللہ کی کتاب، دوسری: رسول اللہ کی سنت یعنی آپ ﷺ کا طریقہ۔ اور اللہ پاک نے نبی ﷺ کو حکم دیا ہے کہ آپؐ بتادیں کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو: اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے، اور تمہاری کوتاہیاں معاف کردیں گے (سورۂ آل عمران ۳۱) اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی اسی وقت ممکن ہے جب آپؐ کی احادیث ہمیں معلوم ہوں، آپ کی سیرتِ طیبہ سے ہم واقف ہوں اور آپ کے صحابہ کے احوال سے بھی ہم باخبر ہوں، اور ہم صدق دل سے اس نمونہ کی پیروی کریں تو ہماری زندگیاں بن سکتی ہیں۔

حضرت جی ثالث: حضرت مولانا محمد انعام الحسن صاحب قدس سرہ نے دعوت وتبلیغ اور اصلاح خلق کے مقصد کو پیش نظر رکھ کر مشکوۃ شریف کے ایسے آٹھ ابواب کا انتخاب فرمایا تھا جو لوگوں کے دلوں میں دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کا یقین پیدا کرنے کے لیے ایک بہترین نصاب ہے، پہلے یہ "منتخب ابواب" عربی میں طبع کئے گئے اور عربوں نے اس سے خوب فائدہ اٹھایا۔ پھر جب تجربہ سے اس کی افادیت سامنے آئی تو اس کے اردو ترجمہ کی ضرورت محسوس ہوئی، تاکہ عربی سے ناواقف حضرات بھی اس سے فائدہ اٹھائیں۔

نہایت خوشی کی بات ہے کہ لسانِ تبلیغ حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالن پوری قدس سرہ کے والا تبار صاحبزادے: حضرت مولانا محمد یونس صاحب پالن پوری زید مجدہ نے اس طرف توجہ مبذول کی، اور دو سالہ محنت شاقہ برداشت کر کے ان ابواب منتخبہ کو اردو کا جامہ پہنایا، اور چونکہ قرآن و حدیث کا ترجمہ ایک نازک کام ہے، ہر قدم پر لغزش کا اندیشہ رہتا ہے، اور ذراسی تبدیلی سے بات بگڑ جاتی ہے، اس لیے مولانا محمد یونس صاحب نے نظر ثانی کی خدمت: دار العلوم دیوبند کے درجۂ علیاء کے استاد حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری زید مجدہ کے سپرد کی، مفتی صاحب عرصہ سے دار العلوم دیوبند میں مشکوۃ شریف پڑھاتے ہیں، خاص طور پر جلد ثانی ــــ جس کے یہ ابواب ہیں ــــ بار بار پڑھائی ہے۔ آپ نے سرسری نہیں بلکہ دیدہ ریزی سے ترجمہ پر نظر ثانی کی، اور خود پر اعتماد کرنے کے بجائے مظاہر حق قدیم کو پیش نظر رکھا، مظاہر حق کا ترجمہ حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب دہلوی قدس سرہ کا ہے، اور ایسا برجستہ ترجمہ ہے کہ بعض جگہ طبیعت عش عش کرنے لگتی ہے۔ مفتی صاحب موصوف نے ہر حدیث پر عنوان کا بھی اضافہ کیا ہے تاکہ قارئین کرام آسانی سے حدیث کا مدعا سمجھ لیں، میں نے عناوین پر ایک نظر ڈالی ہے اور مختلف جگہ سے ترجمہ بھی دیکھا ہے، عناوین برجستہ اور حدیث کا نچوڑ ہیں اور ترجمہ نہایت آسان اور مستند ہے، امید ہے اگر یہ ابواب مطالعہ میں رکھے جائیں گے اور لوگ ان احادیث کو حرز جان بنائیں گے تو ان کی زندگیوں میں انقلاب آئے گا۔

دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تین حضرات کی خدمت کے اس مجموعہ کو قبول فرمائیں، اور حضرت جی کو جنت میں بلند درجات عنایت فرمائیں، مترجم کو مزید خیر کے کاموں کی توفیق ارزانی فرمائیں، اور مفتی صاحب کو قبول عام وتام سے بہرہ ور فرمائیں اور اس کتاب سے امت کو خوب فیض یاب فرمائیں، آمین یارب العالمین!

حررہ: سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری

خادم دار العلوم دیوبند

۱۴۲۸/۴/۲۹ھ

تعارف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ، وَالصَّلَاۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ ، وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ، اَمَّا بَعْدُ!

مِشْکَاۃُ الْمَصَابِیْح حدیث شریف کی نہایت معتبر اور مشہور و معروف کتاب ہے اور تمام مدارس عربیہ میں داخل درس ہے، اسی کتاب کے آٹھ ابواب (۱) کی حدیثوں کو حضرت جی ثالث مولانا محمد انعام الحسن صاحب کاندھلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ کے ایماء پر مرتب فرمایا تھا، جو "اَلْاَبْوَابُ الْمُنْتَخَبَۃ" کے نام سے شائع شدہ ہے، اہل علم اور عربی داں حضرات اس سے خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

اسی "اَلْاَبْوَابُ الْمُنْتَخَبَۃ" کا اردو ترجمہ حضرت مولانا محمد عمر صاحبؒ پالن پوری کے بڑے صاحب زادے حضرت مولانا محمد یونس صاحب مظاہری نے کیا ہے جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس میں دو ہزار تین سو بیس (۲۳۲۰) احادیث مبارکہ کا سلیس ترجمہ اور بین القوسین مختصر وضاحت ہے۔

---

(۱) وہ آٹھ ابواب یہ ہیں: (۱) کتاب الایمان (۲) کتاب العلم (۳) کتاب فضائل القرآن (۴) کتاب الدعوات (۵) کتاب الجہاد (۶) کتاب الآداب (۷) کتاب الرقاق (۸) کتاب الفتن۔

احقر نے اس ترجمہ کو خوب غور سے از اول تا آخر دیکھا ہے، اور اس کی مکمل تصحیح کی ہے، ہر حدیث پر عنوان کا اور جہاں ضرورت پیش آئی فوائد کا اضافہ بھی کیا ہے، اور تصحیح کے وقت مشکوۃ شریف کو بھی پیش نظر رکھا ہے اس لیے اگر کوئی حدیث "اَلْاَبْوَابُ الْمُنْتَخَبَۃ" میں نہ ملے تو مشکوۃ شریف میں دیکھیں ——— نیز میں بحمد اللہ پچیس (۲۵) سال سے دارالعلوم دیوبند میں مشکوۃ شریف کا درس دیتا ہوں، اور مظاہر حق قدیم (۱) کو دیکھتا رہتا ہوں، جہاں ضرورت محسوس ہوئی اس ترجمہ کو مظاہر حق قدیم سے ملا کر دیکھا ہے، اس لیے میں پورے وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ احادیث مبارکہ کا یہ ترجمہ نہایت عمدہ، صحیح اور عام فہم ہے۔

نیز ناشر (الامین کتابستان دیوبند) نے ضروری اعراب لگا کر اردو داں حضرات کے لیے اور آسان کر دیا ہے، اس لیے عام وخاص سبھی حضرات کے لیے ان شاء اللہ یہ ترجمہ نہایت مفید ثابت ہوگا۔

نیز مدارس عربیہ کے باتوفیق طلبہ اگر اس ترجمہ کو غور سے بار بار پڑھیں گے، اور اپنی اصلاح کی نیت کریں گے تو ان شاء اللہ احادیث مبارکہ کا یہ ترجمہ ان کے لیے بہترین مُرشد ثابت ہوگا، اللہ تعالیٰ احادیث مبارکہ کے اس ترجمہ کو امت مسلمہ کے لیے صلاح وفلاح کا ذریعہ بنائیں! آمین یارب العالمین!

محمد امین پالن پوری غُفِرَلَهٗ وَ لِوَالِدَيْهِ
خادم حدیث وفقہ دارالعلوم دیوبند
۲۸ ربیع الثانی سنہ ۱۴۲۸ھ

---

(۱) مشکوۃ شریف کا یہ قدیم اردو ترجمہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے نواسے حضرت شاہ محمد اسحاق صاحبؒ نے کیا ہے، مظاہر حق قدیم کے مقدمہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔

فہرست مضامین

فقراء کی فضیلت اور نبی کریم کی زندگانی کا بیان

آرزو اور حرص کا بیان

طاعت وعبادت کی غرض سے مال

و دولت اور عمر سے محبت کرنے کا بیان

توکل اور صبر کا بیان

دکھانے اور سنانے کا بیان

رونے اور ڈرنے کا بیان

لوگوں کے احوال بدل جانے کا بیان

عذاب سے ڈرانے اور نصیحت کرنے کا بیان

(۸) فتنوں کا بیان (حدیث ۱۴۳۱ —— ۲۳۲۰)

جنگوں کا بیان

قیامت کی علامتوں کا بیان

قیامت سے پہلے پیش آنے والی

نشانیوں کا بیان اور دجال کا تذکرہ

ابن صیاد کا قصہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے اترنے کا بیان

قرب قیامت کا ذکر اور اس بات کا بیان

کہ جو شخص مر گیا اس کی قیامت قائم ہو چکی

قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی

صور پھونکنے کا بیان

حشر کا بیان

حساب، قصاص اور میزان کا بیان

حوض اور شفاعت کا بیان

جنت اور اہل جنت کے حالات کا بیان

اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا بیان

دوزخ اور اہل دوزخ کے حالات کا بیان

جنت اور دوزخ کو پیدا کرنے کا بیان

آغاز پیدائش کا بیان اور انبیاء کرام کا تذکرہ

فضائل سید المرسلین ﷺ

نبی کریم ﷺ کے اسماء و اوصاف کا بیان

آنحضرت ﷺ کے اخلاق وعادات کا بیان

بعثت نبوی اور آغاز وحی کا بیان

علامات نبوت کا بیان

معراج کا بیان

معجزات کا بیان

کرامتوں کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت اور وفات کا تذکرہ

پہلے باب کا تتمہ

قریش کے مناقب وفضائل کا بیان اور دیگر قبائل کا تذکرہ

صحابہ کرام کے مناقب وفضائل کا بیان

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مناقب وفضائل کا بیان

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مناقب وفضائل کا بیان

ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے مناقب و فضائل کا بیان

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب وفضائل کا بیان

ابو بکر و عمر اور عثمان کے مناقب و فضائل کا بیان

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب و فضائل کا بیان

عشرۂ مبشرہ کے مناقب وفضائل کا بیان

نبی کریم کے اہل بیت کے مناقب وفضائل کا بیان

نبی کریم کی ازواج کے مناقب وفضائل کا بیان

بعض مشہور صحابہ کرام کے مناقب وفضائل کا بیان

یمن وشام اور اویس قرنی کا تذکرہ

اس امت مرحومہ کے اجر وثواب کا بیان

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ (اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَ مَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَیْهِ اُنِیْبُ) وَ اَسْاَلُ اللّٰهَ التَّوْفِیْقَ وَ الْاِعَانَةَ وَ الْهِدَایَةَ وَ الصِّیَانَةَ وَ التَّیْسِیْرَ فِیْمَا اَقْصِدُهٗ وَ اَنْ یَّنْفَعَنِیْ وَ جَمِیْعَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ فِی الْحَیَاةِ وَ بَعْدَ الْمَمَاتِ (حَسْبِیَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِیْلُ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ)اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِیْرًا وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِیْرًا وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا.

اما بعد ! کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ شریعت اسلامی کا اصل سرچشمہ ہیں ، رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو یہی دو چیزیں عنایت فرمائی ہیں، جب تک امت ان دونوں سرچشموں سے اپنا تعلق مضبوط رکھے گی اس وقت تک راہ حق پر قائم رہے ہوگی، ہادیٔ عالم خاتم الانبیاء سید المرسلین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے :

تَرَكْتُ فِیْكُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا، كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهٖ: میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں، جب تک تم ان پر عمل کرتے رہو گے اس وقت تک گمراہ نہیں ہو گے (۱) اللہ کی کتاب (۲) اور اس کے رسول کی سنت (موطا امام مالک)

سنت رسول اللہ ﷺ کی اسی اہمیت کے پیش نظر علمائے دین کی ایک بہت بڑی جماعت ہمیشہ سے اس کی ترویج وبقا میں مشغول رہی، اور تقریر وتحریر کے ذریعہ ہر دور میں اس کی حفاظت کرتی رہی، چنانچہ تحریری میدان میں آج سنت رسول پر جتنا بڑا سرمایہ اسلامی لٹریچر میں موجود ہے، اس کی کوئی نظیر کسی دوسرے مذہب وملت میں موجود نہیں۔

دین وشریعت میں سنت کی اسی اہمیت کے پیش نظر داعی الی اللہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلویؒ کے حکم کی تعمیل میں حضرت جی ثالث مولانا محمد انعام الحسن صاحب کاندھلویؒ نے "اَلْاَبْوَابُ الْمُنْتَخَبَة" مرتب فرما کر امت پر عظیم احسان فرمایا، یہ "اَلْاَبْوَابُ الْمُنْتَخَبَة" حدیث شریف کی مشہور کتاب مشکوۃ شریف کے منتخب ابواب کا مجموعہ ہے۔

لہذا بندہ نے اللہ جل شانہ پر بھروسہ کرتے ہوئے ۸ ذی قعدہ سنہ ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰ دسمبر سنہ ۲۰۰۴ء بروز پیر مدینہ منورہ میں روضہ اقدس کے سامنے "اَلْاَبْوَابُ الْمُنْتَخَبَة" کو اردو زبان میں منتقل کرنے کا آغاز کیا ——— اور متواتر سوا دو سال کی محنت وکوشش کے بعد ۲ محرم الحرام سنہ ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۲ جنوری سنہ ۲۰۰۷ء بروز پیر اللہ کے فضل وکرم سے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا، فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ!

یہ ناچیز مترجم حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری استاذ حدیث وفقہ دار العلوم دیوبند کا ممنون ومشکور ہے کہ موصوف نے اپنی علمی اور درسی مصروفیتوں کے باوجود میری فرمائش کو شرف قبولیت سے نوازا، اور نظر ثانی فرما کر اس کو شائع کرنے کی ذمہ داری قبول فرمائی۔

اللہ تعالیٰ موصوف کو دنیا اور آخرت میں اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے، اور ارشادات نبوی کے اس ترجمہ کو اس کی اصل کی طرح قبول عام نصیب فرمائے، میرے لیے اور میرے والدین کے لیے صدقہ جاریہ اور نجات کا ذریعہ بنائے، نیز امت محمدیہ کے لیے صلاح وفلاح کا سبب بنائے! آمین یارب العالمین!

نوٹ: قارئین کرام سے درخواست ہے کہ دوران مطالعہ اگر کتاب میں کوئی غلطی نظر آئے تو اس کی تصحیح کی طرف راقم الحروف کو متوجہ کریں، اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے ہماری کوتاہیوں سے ہم کو باخبر کیا، اور سیدھے راستے کی رہنمائی کی (آمین!)

اللہ کی رضا کا طالب: محمد یونس پالن پوری

۱۴۲۸/۲/۳ھ ۲۰۰۷/۲/۲۲ء

بروز جمعرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فقراء کی فضیلت اور نبی کریم ﷺ کی زندگانی کا بیان

(فصل اول)

فقراء کے فضائل

(۱۲۸۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "بہت سے لوگ ایسے ہیں جو (بظاہر) پراگندہ بال اور غبار آلود (یعنی نہایت خستہ حال) نظر آتے ہیں جن کو دروازوں سے دھکیلا جاتا ہے، لیکن (وہ خدا کے نزدیک اتنا اونچا درجہ رکھتے ہیں کہ) اگر وہ اللہ کے بھروسہ قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم کو یقیناً پورا کرے۔" (مسلم)

(۱۲۸۸) حضرت مُصعَب بن سَعْد (تابعی) فرماتے ہیں کہ (میرے والد) حضرت سعد نے اپنے بارے میں یہ گمان کیا کہ وہ اس شخص سے افضل ہیں جوان سے کمتر ہے، چنانچہ رسول خدا ﷺ نے (ان کا یہ گمان ختم کرنے اور دوسروں کو آگاہ کرنے کے لیے) فرمایا "تمہیں (دشمنانِ دین کے مقابلہ پر) مدد اور رزق ان لوگوں کی برکت سے ملتا ہے جو ضعیف و ناتواں اور غریب و نادار ہیں۔" (بخاری)

(۱۲۸۹) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا ﷺ فرمانے لگے کہ "میں (معراج کی رات، یا خواب میں، یا حالت کشف میں) جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو میں نے دیکھا کہ جو لوگ جنت میں داخل ہوئے ان میں زیادہ تعداد غریبوں کی ہے، اور مالداروں کو قیامت کے میدان میں روکا

سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ ہو، اور اگر کوئی بات کہے تو اس کی وہ بات سننے پر کوئی تیار نہ ہو (یعنی یہ شخص اپنے فقر وافلاس کی وجہ سے اتنی قدر ومنزلت بھی نہیں رکھتا کہ کوئی شخص اس کی بات سننے پر آمادہ ہو جائے اور اس کی طرف التفات وتوجہ کرے) رسول خدا ﷺ نے (یہ سنا تو) ارشاد فرمایا: "یہ شخص (جس کو تم نے حقارت کی نظر سے دیکھا ہے اور ایک بے حیثیت انسان سمجھا ہے) اس شخص جیسے زمین بھر لوگوں سے بہتر ہے (جس کی تم نے تعریف کی ہے۔)" (بخاری ومسلم)

نبی کریم ﷺ کی زندگانی

(۱۲۹۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ محمد ﷺ کے اہل بیت (یعنی بیوی بچوں) نے دو روز مسلسل جَو کی روٹی سے پیٹ بھرا ہو (چہ جائیکہ گیہوں کی روٹی سے) یہاں تک کہ رسول خدا ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ (بخاری ومسلم)

(۱۲۹۴) حضرت سعید مقبری (تابعی) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ (ایک دن) حضرت ابو ہریرہ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے (جو ایک کھانے کے دستر خوان پر جمع تھے) اور ان کے سامنے بھنی ہوئی بکری رکھی تھی، انہوں نے (کھانے کے لیے) حضرت ابو ہریرہ کو بھی بلایا، لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور (اپنے نہ کھانے کے عذر میں) فرمایا کہ رسول خدا ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے اور کبھی آپ نے جو کی روٹی سے بھی اپنا پیٹ نہیں بھرا (لہٰذا یہ کیسے گوارا ہو سکتا ہے کہ میں بھنی بکری جیسی لذیذ غذا سے اپنا پیٹ بھروں جب کہ حضور ﷺ کو پیٹ بھر جو کی روٹی بھی میسر نہ ہوتی تھی۔) (بخاری)

(۱۲۹۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جَو کی روٹی اور ایسی چربی لے کر آئے جو زیادہ دن رکھی رہنے کی

وجہ سے بدبودار ہوگئی تھی، اور حضرت انس نے (یہ بھی) بیان کیا کہ، نبی کریم ﷺ نے (ایک مرتبہ) اپنی زرہ مدینہ میں ایک یہودی کے پاس گروی رکھ کر اس سے اپنے اہل بیت کے لیے کچھ جو لیے۔ نیز حضرت انس کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ محمد ﷺ کے اہل بیت کی ایسی کوئی شام نہیں ہوتی تھی جس میں ان کے پاس ایک صاع گیہوں یا کوئی اور غلہ رہتا ہو جب کہ آپ کی نو بیویاں تھیں۔ (بخاری)

(۱۲۹۶) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) میں رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حضور ﷺ کھجور کے پات کی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، آپ کے بدن مبارک اور چٹائی کے درمیان کوئی بچھونا وغیرہ نہیں تھا جس کی وجہ سے حضور کے پہلوئے مبارک پر چٹائی کے نشان پڑ گئے تھے، نیز آپ نے سر مبارک کے نیچے جو تکیہ رکھا تھا وہ چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، میں نے (سرکار دو عالم ﷺ کو اس حالت میں دیکھ کر) عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ آپ کی امت کو مالی وسعت و فراخی عطا فرمائے، فارس و روم کے لوگوں کو کس قدر مالی وسعت اور فراخی عطا کی گئی ہے، حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی بندگی نہیں کرتے! حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ابن خطاب! یہ تم کیا کہہ رہے ہو، کیا تم ابھی تک اسی مقام میں ہو (اور تمہارے سوچنے سمجھنے کا معیار اتنا آگے نہیں بڑھا جو تم حقیقت تک پہنچ سکو؟ یاد رکھو!) یہ (اہل فارس و روم اور تمام کفار) وہ لوگ ہیں جن کو تمام نعمتیں اور خوبیاں بس ان کی دنیاوی زندگی میں ہی دے دی گئی ہیں (جب کہ ہمیشہ کی زندگی یعنی آخرت میں ان کو فقر و افلاس، ذلت و خواری اور خسران و نقصان کے سوا کچھ نہیں ملے گا)۔'' (بخاری و مسلم)

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ کیا تم اس پر راضی اور خوش نہیں ہو کہ ان کے لیے دنیا کی نعمتیں ہوں اور تمہارے لیے آخرت کی نعمتیں۔

اصحاب صفہ کا حال

(۱۲۹۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اصحابِ صفہ میں سے ستر (۷۰) افراد کو دیکھا جن میں سے کوئی شخص ایسا نہیں تھا کہ اس کے پاس کوئی چادر ہو (جس کو وہ تہبند کے اوپر اوڑھ لے یا کاندھوں پر ڈال لے یعنی کسی کے پاس ایک سے زائد کپڑا نہیں تھا) اور وہ ایک کپڑا یا تو تہبند تھا یا کملی تھی، جس کو وہ اپنی گردن میں باندھ لیتے تھے، اور (اس کے ذریعہ اپنے جسم وستر کو ڈھانکتے تھے) ان میں سے بعض کپڑے تو ایسے تھے جو صرف آدھی پنڈلیوں تک آتے تھے، اور بعض ایسے تھے جو دونوں ٹخنوں تک پہنچ جاتے تھے، چنانچہ جب کوئی شخص سجدہ میں جاتا (یا گھٹنے اٹھا کر بیٹھتا) تو وہ اس خوف سے کہ کہیں اس کا ستر نہ کھل جائے اپنے اس تہبند یا کملی کو ہاتھ سے پکڑے رہتا تھا''۔ (بخاری)

بدحال کو دیکھو، خوشحال کو نہ دیکھو

(۱۲۹۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تم میں سے جو شخص کسی ایسے آدمی کو دیکھے جو اس سے زیادہ مالدار اور اس سے زیادہ اچھی شکل وصورت کا ہو (اور اس کو دیکھ کر اپنی حالت پر رنج وحسرت ہو) تو اس کو چاہیے کہ وہ اس آدمی پر نظر ڈالے جو اس سے کمتر درجہ کا ہے (تاکہ اس کو دیکھ کر اپنی حالت پر خدا کا شکر ادا کرے اور نعمت عطا کرنے والے پروردگار سے خوش ہو۔)''
(بخاری ومسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ تم سے جو کمتر ہے اس کو دیکھو، اور تم سے جو برتر ہے اس کی طرف نظر نہ کرو، تاکہ تم اللہ کی نعمتوں کو جو تم پر ہیں ان کو حقیر نہ جانو۔

(فصل دوم)

مسکینوں کے فضائل

(۱۲۹۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''فقراء جنت میں مال داروں سے پانچ سو سال پہلے داخل ہوں گے جو آدھے دن کے برابر ہے'' (ترمذی)

(۱۳۰۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی ''اے اللہ! مجھ کو مسکین بنا کر زندہ رکھ! مسکین ہی کی حالت میں مجھے موت دے اور مسکینوں ہی کے زمرہ میں میرا حشر فرما'' حضرت عائشہ (نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا فرماتے ہوئے سنا تو) کہنے لگیں: یا رسول اللہ! آپ ایسی دعا کیوں کرتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اس لیے کہ مساکین مال داروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے، اے عائشہ! کسی مسکین کو اپنے دروازے سے ناامید نہ جانے دینا، اگرچہ اس کو دینے کے لیے تمہارے پاس کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ عائشہ! (اپنے دل میں) مسکینوں سے محبت رکھو اور ان کو اپنی قربت سے نوازو (یعنی ان کو حقیر و کمتر جان کر اپنے یہاں آنے جانے سے مت روکو) اگر تم ایسا کرو گی تو اللہ تعالیٰ تمہیں قیامت کے دن اپنی قربت سے نوازے گا'' (ترمذی، بیہقی، ابن ماجہ)

(۱۳۰۱) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''تم لوگ مجھے اپنے کمزور لوگوں میں تلاش کرو کیوں کہ تم میں جو کمزور لوگ ہیں ان کی برکت سے تمہیں رزق دیا جاتا ہے ـــــ یا آپ نے یہ فرمایا کہ تمہاری مدد کی جاتی ہے'' (ابوداؤد)

(۱۳۰۲)حضرت اُمَيَّه بن خَالِد بن عبدُ اللّٰه بن اَسِيد رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فقرائے مہاجرین کے واسطہ سے (کافروں پر) فتح طلب کرتے تھے (یعنی آپ اس طرح دعا مانگتے تھے : اَللّٰهُمَّ انْصُرْنَا عَلَى الاَعْدَاءِ بِعِبَادِكَ الْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ : اے اللہ! کافر دشمنوں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما بواسطہ اپنے ان بندوں کے جو تنگ دست مہاجر ہیں)(بغوی)

بدکاروں کی خوشحالی پر رشک نہ کرو

(۱۳۰۳)حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''کسی فاجر (یعنی کافر یا فاسق) کو دنیاوی نعمتوں سے مالا مال دیکھ کر اس پر رشک نہ کرو کیوں کہ تم نہیں جانتے کہ مرنے کے بعد (قبر میں یا حشر میں) اس کو کیا کیا پیش آنے والا ہے، اور (یادرکھو) فاجر کے لیے خدا کے یہاں ایک ایسا قاتل ہے جس کو موت اور فنا نہیں ہے۔'' اور اس قاتل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد ''آگ'' ہے۔(بغوی)

مؤمن مصیبتوں سے کب نجات پاتا ہے؟

(۱۳۰۴)حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''یہ دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور قحط ہے، جب وہ مومن دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو (گویا) قید خانہ اور قحط سے نجات پاتا ہے۔''(بغوی)

اللہ کے دوست کا حال

(۱۳۰۵)حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو اس کو دنیا سے بچاتا ہے، جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنے مریض کو پانی سے بچاتا ہے۔''(احمد)

فقر اور افلاس کے فضائل

(۱۳۰۶) حضرت مَحمُود بن لَبِید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''دو چیزیں ایسی ہیں جن کو ابن آدم (انسان) ناپسند کرتا ہے، چنانچہ انسان ایک تو موت کو ناپسند کرتا ہے، حالانکہ مومن کے لیے موت فتنہ سے بہتر ہے، دوسرے مال و دولت کی کمی کو ناپسند کرتا ہے، حالانکہ مال کی کمی حساب کی کمی کا موجب ہے۔'' (احمد)

(۱۳۰۷) حضرت عبداللہ بن مُغَفَّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: میں آپ سے محبت رکھتا ہوں! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ (سن کر) ارشاد فرمایا: دیکھ لو کیا کہہ رہے ہو؟ اس شخص نے عرض کیا: خدا کی قسم! میں، آپ سے محبت رکھتا ہوں۔ اور تین بار یہ بات کہی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اگر تم (میری محبت کے دعوے میں) سچے ہو تو پھر فقر کے لیے پاکھر (یعنی آہنی پوشاک جو لڑائی کے وقت گھوڑے کو پہنایا جاتا ہے) تیار کرلو، کیوں کہ جو شخص مجھ سے محبت رکھتا ہے اس کو فقر و افلاس، پانی کے اس بہاؤ سے بھی زیادہ جلد پہنچتا ہے جو اپنی انتہا کی طرف جاتا ہے'' (ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اور صحابہ کا فقر و فاقہ

(۱۳۰۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''خدا (کے دین کو ظاہر کرنے اور اس کی طرف لوگوں کو بلانے) کی راہ میں جس قدر مجھ کو خوف و دہشت میں مبتلا کیا گیا اس قدر کسی اور کو خوف و دہشت میں مبتلا نہیں کیا گیا، اور خدا (کے دین) کی راہ میں جتنی ایذاء رسانیوں سے میں دوچار ہوا ہوں اتنی ایذاء رسانیوں سے کوئی اور دوچار نہیں ہوا ہے، بلاشبہ مجھ پر متواتر تیس دن اور تیس

راتیں ایسی گذری ہیں جن میں میرے اور بلال کے لیے کھانے پینے کی ایسی کوئی چیز نہیں تھی جس کو کوئی جگر والا (یعنی حیوان) کھاتا ہے (یعنی ان دنوں میں ہم دونوں کے پاس کھانے کی چیزوں میں سے کوئی چیز نہیں تھی جن کو جانور کھاتے ہیں، چہ جائیکہ آدمیوں کے کھانے پینے کی کوئی چیز ہوتی) علاوہ اس نہایت معمولی سی چیز کے جس کو بلال اپنی بغل میں چھپائے ہوئے تھے (اور ظاہر ہے جس چیز کو انسان اپنی بغل میں دبالے اس کی حیثیت ہی کیا ہوتی ہے خاص طور سے اس صورت میں جب کہ باہر سے یہ نظر نہ آئے کہ بغل میں کیا چیز ہے)'' (ترمذی)

(۱۳۰۹) حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بھوک کی شکایت کی اور اپنے پیٹ پر بندھا ہوا پتھر دکھایا، (یعنی ہم میں سے ہر شخص نے بھوک کی شدت سے بیتاب ہو کر اپنے پیٹ پر ایک ایک پتھر باندھ رکھا تھا جس کو ہم نے اپنا پیٹ کھول کر حضور کو دکھایا) تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پیٹ کھول کر دکھایا تو اس پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔ (ترمذی)

(۱۳۱۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب فقرائے صحابہ کو بھوک کی شدت نے پریشان کیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (میں سے ہر ایک) کو ایک کھجور عطا فرمائی (ترمذی)

صابر و شاکر کون ہے؟

(۱۳۱۱) حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' دو خصلتیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں پائی جاتی ہیں اس کو اللہ تعالیٰ شاکر و صابر قرار دیتا ہے، ایک یہ کہ جب وہ شخص اپنی دینداری میں ایسے آدمی کو دیکھتا ہے جو (علم و عمل، طاعات و عبادات، قناعت و استقامت اور ریاضت و مجاہدہ کے اعتبار سے) اس سے برتر ہو تو اس کی اقتداء کرے، اور دوسری یہ

کہ جب اپنی دنیا کے معاملہ میں اس آدمی کو دیکھے جو (مال و دولت اور جاہ و منصب کے اعتبار سے) اس سے کم تر ہو، تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے اور اس کا شکر ادا کرے کہ اس نے اس آدمی پر اس کو فضیلت و برتری بخشی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو "صابر و شاکر" قرار دیتا ہے، اور جو آدمی کسی ایسے شخص کو دیکھے جو دینی اعتبار سے اس سے کمتر درجہ کا ہے، اور دنیا کے اعتبار سے اس سے برتر ہے، پھر اس چیز پر رنج و غم کرے جس سے وہ محروم ہے تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ نہ "شاکر" قرار دیتا ہے اور نہ "صابر" (ترمذی)

(فصل سوم)

فقیر کون ہے؟

(۱۳۱۲) حضرت اَبُوْ عَبْدُالرَّحْمٰن حُبُلِی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا، جب ایک شخص نے ان سے سوال کیا اور کہا کہ کیا ہم (ان) فقراء مہاجرین میں سے نہیں ہیں (جن کے بارے میں یہ بشارت دی گئی ہے کہ وہ دولتمندوں سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے؟) حضرت عبداللہ نے (یہ سن کر) اس شخص سے پوچھا: کیا تم بیوی والے ہو کہ جس کے پاس تمہیں سکون و قرار ملتا ہے؟ اس شخص نے کہا: ہاں! پھر حضرت عبداللہ نے پوچھا: کیا تمہارے پاس مکان ہے جس میں تم رہائش اختیار کرو؟ اس شخص نے کہا: ہاں مکان بھی ہے! حضرت عبداللہ نے فرمایا: تب تو تم دولت مندوں میں سے ہو، اس شخص نے کہا: میرے پاس ایک خادم بھی ہے، حضرت عبداللہ نے فرمایا: "تب تو تم بادشاہوں میں سے ہو۔"

ابوعبدالرحمٰن نے یہ بھی بیان کیا کہ (ایک دن) حضرت عبداللہ بن عمرو کے پاس تین آدمی آئے، اس وقت میں بھی ان کی خدمت میں حاضر تھا، ان تینوں نے کہا: "ابو

محمد! بخدا! ہم کسی چیز کی استطاعت نہیں رکھتے، نہ تو خرچ کرنے کی نہ کسی جانور کی، اور نہ کسی دوسرے سامان کی (کہ جس کو فروخت کر کے اپنے ضروری مصارف پورا کر سکیں) حضرت عبداللہ نے (ان کی بات سن کر) فرمایا: تم کیا چاہتے ہو؟ اگر تمہاری (یہ) خواہش ہے کہ (میں تمہاری مدد کروں اور تمہیں اپنے پاس سے کچھ دوں) تو تم لوگ پھر کسی وقت آنا، میں تمہیں وہ چیز دوں گا جس کا خدا تمہارے لیے انتظام کر دے گا (کیوں کہ تمہیں دینے کے لیے اس وقت میرے پاس کچھ نہیں ہے) اور اگر تم چاہو تو میں تمہاری حالت بادشاہ (امیر معاویہ) سے بیان کر دوں (وہ تمہیں اپنی عطاء سے فارغ البال کر دیں گے) اور (سب سے بہتر بات یہ ہے کہ) اگر تم (اہل کمال کا رتبہ حاصل کرنا) چاہو تو صبر کرو کیوں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''فقرائے مہاجرین قیامت کے دن جنت میں دولتمندوں سے چالیس سال پہلے جائیں گے۔'' ان تینوں نے (یہ حدیث سنی تو) کہا: ''بے شک ہم صبر کرتے ہیں، اب (ہم آپ سے) کچھ نہیں مانگتے (یا یہ کہ آئندہ ہم کسی سے کچھ نہیں مانگیں گے۔)'' (مسلم)

فقراء کے لیے بشارت

(۱۳۱۳) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ مسجد (نبوی) میں بیٹھے ہوئے تھے اور فقرائے مہاجرین کا حلقہ جما ہوا تھا کہ اچانک نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے اور فقراء کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئے۔ میں بھی اپنی جگہ سے اٹھا اور (حضور کی اتباع میں) فقراء کے قریب پہنچ کر ان کے پاس بیٹھ گیا (تاکہ آنحضرت ﷺ ان سے جو کچھ فرمائیں، اس کو میں بھی سن سکوں) چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''فقرائے مہاجرین کو وہ بشارت پہنچا دینی چاہیے جو ان کو خوش کر دے، اور (وہ بشارت یہ ہے کہ) فقرائے مہاجرین جنت میں دولت مندوں سے چالیس سال

پہلے داخل ہوں گے۔" حضرت عبداللہ فرماتے ہیں: بخدا! میں نے دیکھا کہ (یہ بشارت سن کر) فقراء (کے چہروں) کا رنگ روشن و تاباں ہو گیا۔ پھر حضرت عبداللہ نے فرمایا: یہ (بشارت سن کر اور فقراء کے چہروں کی تابانی و شگفتگی) دیکھ کر میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ (کاش!) میں بھی ان ہی جیسا ہوتا، یا ان میں سے ہوتا" (دارمی)

سات باتوں کی تاکید

(۱۳۱۴) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو سات باتوں کا حکم دیا ہے۔

چنانچہ آپ نے ایک حکم تو یہ دیا کہ میں فقراء و مساکین سے محبت کروں اور ان سے قریب رہوں۔

دوسرا حکم یہ دیا کہ میں اس شخص کی طرف دیکھوں جو (دنیاوی اعتبار سے) مجھ سے کمتر درجہ کا ہے اور اس شخص کی طرف نہ دیکھوں جو (جاہ و مال اور منصب میں) مجھ سے بالاتر ہے۔

تیسرا حکم یہ دیا کہ میں قرابت داروں سے ناتے داری کو قائم رکھوں اگرچہ کوئی (قرابت دار) ناتے داری کو منقطع کرے۔

چوتھا حکم یہ دیا کہ میں کسی شخص سے کوئی چیز نہ مانگوں۔

پانچواں حکم یہ دیا کہ میں (ہر حالت میں) حق بات کہوں اگرچہ وہ (سننے والے کو) تلخ معلوم ہو۔

چھٹا حکم یہ دیا کہ میں خدا کے دین کے معاملہ میں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلہ میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈروں۔

اور ساتواں حکم یہ دیا کہ میں کثرت کے ساتھ "لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" کہا کروں، کیونکہ یہ کلمات اس خزانہ میں سے ہیں جو عرشِ الٰہی کے نیچے ہے" (احمد)

حضور ﷺ کی پسندیدہ چیزیں

(۱۳۱۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ دنیا کی چیزوں میں سے تین چیزیں رسول خدا ﷺ کی نظر میں پسندیدہ تھیں۔

ایک تو کھانا (کہ جس کے ذریعہ جسم و بدن کو محفوظ و توانا رکھ کر دینی خدمات پر قدرت وطاقت حاصل کی جا سکے)

دوسری عورتیں (کہ جن کے ذریعہ نفس کو برے خیالات سے محفوظ رکھا جا سکے)

اور تیسری خوشبو (کہ جس کے ذریعہ دماغ کو نشاط و تقویت حاصل ہو)

چنانچہ ان تین چیزوں میں سے دو چیزیں حضور ﷺ کو (کثرت کے ساتھ) حاصل ہوئیں اور ایک چیز (زیادہ) حاصل نہیں ہوئی، یعنی ایک تو عورتیں آپ کو زیادہ ملیں، اور دوسری خوشبو آپ کو بہت ملی، لیکن تیسری چیز کھانا، آپ کو (زیادہ) نہیں ملا" (احمد)

(۱۳۱۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "خوشبو اور عورتیں میرے لیے پسندیدہ بنائی گئی ہیں، اور میرا قلبی سکون و نشاط، نماز میں رکھا گیا ہے" (احمد، نسائی)

اللہ کے خاص بندے کیسے ہوتے ہیں؟

(۱۳۱۷) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب انہیں رسول خدا ﷺ نے (قاضی بنا کر) یمن بھیجا تو ان کو یہ نصیحت فرمائی کہ "اپنے آپ کو راحت طلبی اور تن آسانی سے بچانا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے آرام و آسائش کی زندگی نہیں گذارتے" (احمد)

قلت رزق کی فضیلت

(۱۳۱۸) حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو شخص تھوڑے سے رزق پر اللہ سے راضی ہوتا ہے، (یعنی رزق کی قلیل مقدار پر قناعت کرتا ہے) تو اللہ تعالیٰ اس سے (طاعات وعبادت کے) تھوڑے سے عمل پر راضی ہو جاتا ہے'' (بیہقی)

تنگ دستی کو چھپانے کی فضیلت

(۱۳۱۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو شخص بھوکا ہو، یا (کسی چیز کا) محتاج ہو اور اپنی اس بھوک اور محتاجگی کو لوگوں سے چھپائے تو اللہ تعالیٰ کا یہ یقینی وعدہ ہے کہ وہ اس شخص کو حلال طریقہ پر ایک سال کا رزق پہنچائے گا'' (بیہقی)

(۱۳۲۰) حضرت عِمرَان بن حُصَین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ اس مسلمان کو محبوب رکھتا ہے جو مفلس، پارسا اور عیالدار ہو۔'' (ابن ماجہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پرہیزگاری

(۱۳۲۱) حضرت زید بن اسلم (تابعی) فرماتے ہیں کہ ایک دن امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پینے کے لیے پانی مانگا تو ان کی خدمت میں جو پانی پیش کیا گیا اس میں شہد ملا ہوا تھا، حضرت عمر نے (اس پانی کو دیکھ کر اور یہ جان کر کہ اس میں شہد ملا ہوا ہے) فرمایا ''یقیناً یہ پانی پاکیزہ اور نہایت خوشگوار ہے لیکن میں اس کو نہیں پیوں گا۔ کیوں کہ میں سنتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر عیب لگایا ہے جو لذیذ

چیزوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَ اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا﴾ ''تم اپنی لذت کی چیزیں اپنی دنیوی زندگی میں حاصل کر چکے، اور ان کو خوب برت چکے (اب آخرت میں تمہارے لیے کیا رہ گیا ہے)'' لہٰذا میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ہماری نیکیوں کا اجر و ثواب (دنیاوی نعمتوں اور لذتوں کی صورت میں) جلد ہی (اسی دنیا میں) ہمیں دے دیا جائے (اور پھر آخرت میں محرومی کا منہ دیکھنا پڑے)'' چنانچہ حضرت عمر نے شہد ملا ہوا وہ پانی نہیں پیا (رزین)

فتح خیبر سے پہلے مسلمانوں کا حال

(۱۳۲۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم (صحابہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے (فقر و افلاس کی وجہ سے) کھجوروں سے کبھی پیٹ نہیں بھرا، یہاں تک کہ ہم نے خیبر کو فتح کر لیا (جہاں کھجوریں بہت ہوتی تھیں تب ہمیں پیٹ بھر کھانے کو کھجوریں ملیں)'' (بخاری)

آرزو اور حرص کا بیان

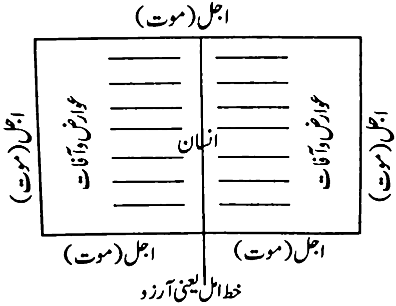
(فصل اول)

انسان کی حرص کا حال

(۱۳۲۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سمجھانے کے لیے چار خط کھینچ کر ایک مربع شکل بنائی، پھر اس مربع شکل کے درمیان ایک اور خط کھینچا جو مربع شکل سے باہر نکلا ہوا تھا، اس کے بعد آپ نے اس درمیانی خط کے اس حصہ کی طرف جو (مربع شکل کے) خطوں کے درمیان تھا،

چھوٹے چھوٹے کئی خطوط کھینچے، پھر ارشاد فرمایا ''اس خاکہ کو اچھی طرح سمجھ لو! درمیانی خط کا یہ حصہ جو مربع شکل کے خطوں کے درمیان ہے، گویا انسان ہے، اور یہ خط (جس نے چاروں طرف سے مربع مشکل بنا رکھی ہے) اس انسان کی موت ہے (یعنی مربع شکل کے چاروں خطوط گویا اس کی موت کا وقت اور اس کی عمر کی آخری حد ہے جس نے چاروں طرف سے اس کو گھیر رکھا ہے) اور درمیانی خط کا یہ حصہ جو مربع شکل سے باہر نکلا ہوا ہے، اس انسان کی آرزو اور تمنا ہے، اور درمیانی خط کے اندرونی حصے پر جو یہ چھوٹے چھوٹے خطوط ہیں وہ عوارض اور آفات ہیں، پس اگر وہ (انسان) کسی ایک حادثہ وعارضہ سے بچ جاتا ہے تو دوسرا حادثہ وعارضہ گھیر لیتا ہے، اگر اس حادثہ وعارضہ سے بھی بچ نکلتا ہے تو پھر تیسرا حملہ کردیتا ہے (غرضیکہ متعدد حوادث وآفات اس کی تاک میں رہتے ہیں جن سے وہ یکے بعد دیگرے دوچار ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ موت آکر اس کا کام تمام کردیتی ہے۔)'' (بخاری)

فائدہ: اس حدیث پاک میں جو شکل ذکر کی گئی ہے اس کی ظاہر تر صورت یہ ہے:



(۱۳۲۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی

خطوط کھینچے (جیسا کہ پہلی حدیث میں گذرا) پھر ارشاد فرمایا: درمیانی خط کا یہ حصہ (جو مربع شکل سے باہر نکلا ہوا ہے) انسان کی آرزو ہے، اور یہ خط (جس نے چاروں طرف سے ایک مربع شکل بنا رکھی ہے) اس (انسان) کی موت ہے، پس انسان اسی حالت میں (یعنی امیدوں اور آرزوؤں کے پورا ہونے کی فکر میں) رہتا ہے کہ اچانک موت کا خط اس کو آدبوچتا ہے جو اس کے زیادہ قریب ہے۔" (بخاری)

بوڑھے کی حرص کا حال

(۱۳۲۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"انسان بوڑھا ہو جاتا ہے مگر اس میں دو چیزیں جوان اور قوی ہو جاتی ہیں، ایک تو مال (جمع کرنے) کی حرص، اور دوسری درازئ عمر کی آرزو۔" (بخاری و مسلم)

(۱۳۲۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بوڑھے کا دل دو چیزوں میں ہمیشہ جوان رہتا ہے، ایک دنیا کی محبت میں اور دوسری آرزو کی درازی میں (بخاری، مسلم)

توبہ میں تاخیر نہ کرو

(۱۳۲۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
"اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کے لیے عذر کا کوئی موقع نہیں چھوڑا جس کی موت کو اتنا مؤخر کیا کہ اس کو ساٹھ سال کی عمر تک پہنچا دیا۔" (بخاری)

انسان کا پیٹ کب بھرتا ہے؟

(۱۳۲۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا "اگر (بالفرض) آدمی کے پاس مال و دولت سے بھرے ہوئے دو جنگل ہوں تب بھی وہ تیسرے جنگل کی تلاش میں رہے گا (یعنی اس کی حرص و طمع کا یہ

عالم ہے کہ کسی بھی حد پر پہنچ کر اس کو سیری حاصل نہیں ہوتی) اور آدمی کے پیٹ کو مٹی کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی (یعنی جب تک وہ قبر میں جا کر نہیں لیٹ جاتا اس وقت تک اس کی حرص وطمع کا خاتمہ نہیں ہوتا) اور اللہ تعالیٰ حرص سے جس بندہ کی توبہ کو چاہتا ہے قبول کر لیتا ہے۔'' (بخاری ومسلم)

دنیا میں کس طرح رہنا چاہیے؟

(۱۳۲۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے جسم کے ایک حصہ (یعنی دونوں مونڈھوں) کو پکڑ کر ارشاد فرمایا: ''تم دنیا میں اس طرح رہو گویا تم مسافر ہو یا راہ گیر ہو، اور تم اپنا شمار ان لوگوں میں کرو جو دنیا سے گزر گئے ہیں اور اپنی قبروں میں آسودۂ خواب ہیں (یعنی تم مردوں کی مشابہت اختیار کرو کہ جس طرح وہ دنیا کی تمام چیزوں سے منہ موڑ کر ایک گوشہ میں پڑے ہوئے ہیں اسی طرح تم بھی دنیا داری کے علائق سے اپنا دامن بچا کر نہایت سادگی اور یکسوئی کے ساتھ زندگی گزارو۔)'' (بخاری)

(فصل دوم)

اپنی اصلاح کی فکر کرو

(۱۳۳۰) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) میں اور میری والدہ گارے سے کسی چیز کو (یعنی اپنے مکان کی دیوار یا چھت کو) لیپ پوت رہے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہماری طرف ہو گیا، آپ نے (ہمیں اس حالت میں دیکھ کر) ارشاد فرمایا: عبداللہ یہ کیا ہے؟ (یعنی یہ لیپ پوت کس وجہ سے ہو رہی ہے؟) میں نے عرض کیا: ایک چیز ہے جس کو ہم درست کر رہے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"موت اس سے بھی زیادہ جلد آنے والی ہے۔" (احمد و ترمذی)

موت سے کسی لمحہ غافل نہ رہو

(۱۳۳۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (کبھی) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کرنے کے بعد مٹی سے تیمّم کر لیتے، میں عرض کرتا: یا رسول اللہ! پانی تو آپ کے بہت قریب ہے؟ (یعنی جب پانی بہت قریب ہے تو پھر تیمّم کیوں کرتے ہیں؟) حضور صلی اللہ علیہ وسلم (میری اس بات کے جواب میں) ارشاد فرماتے مجھے کیا معلوم کہ میں اس پانی تک پہنچ بھی سکوں گا یا نہیں؟" (بغوی و ابن جوزی)

موت: آرزو سے زیادہ قریب ہے

(۱۳۳۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "یہ تو ابن آدم (انسان) ہے، اور یہ اس کی موت ہے۔" یہ فرما کر آپ نے اپنا ہاتھ پیچھے کی طرف رکھا (یعنی پہلے تو ایک جگہ اشارہ کر کے بتایا کہ یہ انسان ہے، پھر اس جگہ سے ذرا پیچھے کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ یہ اس کی موت ہے) اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کو پھیلایا (اور دور اشارہ کر کے) ارشاد فرمایا: اس جگہ انسان کی آرزو ہے (یعنی انسان کی موت اس کے بہت قریب ہے جب کہ اس کی آرزو اس سے بہت دور ہے۔) (ترمذی)

(۱۳۳۳) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سامنے ایک لکڑی (زمین میں) گاڑی، پھر ایک اور لکڑی پہلی لکڑی کے برابر میں گاڑی، اس کے بعد ایک اور تیسری لکڑی (دونوں لکڑیوں سے یا دوسری لکڑی سے) کافی فاصلہ پر گاڑی، پھر ارشاد فرمایا: "تم لوگ جانتے ہو یہ کیا ہے؟ (یعنی ان لکڑیوں سے کیا مراد ہے اور یہ کس چیز کی مثالیں ہیں؟)" صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول

بہتر جانتے ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''(سنو!) یہ (پہلی) لکڑی (گویا) انسان ہے، یہ (دوسری) لکڑی (گویا) اس کی موت ہے (جو انسان سے اتنی ہی قریب ہے جتنی یہ دوسری لکڑی پہلی لکڑی کے قریب ہے۔)'' حضرت ابوسعید فرماتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ اس کے بعد حضور ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ''اور یہ (تیسری) لکڑی (جس کو میں نے کافی فاصلہ پر گاڑا ہے گویا) اس (انسان) کی آرزو ہے (جو اس سے بہت دور ہے) پس انسان اپنی امید اور آرزو کی تکمیل کی جستجو میں رہتا ہے (اور اپنا وقت اس کوشش میں صرف کرتا رہتا ہے کہ اس آرزو کو حاصل کرلے مگر ہوتا یہ ہے) کہ اس کی موت، اس کی آرزو کے پورا ہونے سے پہلے ہی اس کو آدبوچتی ہے۔'' (بغوی)

امت محمدیہ کی عمریں

(۱۳۳۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''میری امت (کے لوگوں) کی عمر ساٹھ سے ستر سال تک ہے'' (ترمذی)

(۱۳۳۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میری امت کے (بیشتر) لوگوں کی عمر ساٹھ اور ستر سال کے درمیان رہے گی، اور میری امت میں ایسے لوگوں کی تعداد کم ہی ہوگی جو اس (ستر سال) سے تجاوز کر جائیں'' (ترمذی، ابن ماجہ)

(فصل سوم)

یقین وزہد کی فضیلت اور بخل وآرزو کی مذمت

(۱۳۳۶) حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے نقل کرتے

ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اس امت کی پہلی نیکی یقین کرنا اور زہد اختیار کرنا ہے، اور اس امت کا پہلا فساد بخل اور دنیا میں باقی رہنے کی آرزو کو دراز کرنا ہے۔'' (بیہقی)

زہد کی حقیقت

(۱۳۳۷) حضرت سفیان ثوری سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''زہد (یعنی دنیا سے بے رغبتی) اس کا نام نہیں ہے کہ موٹے اور سخت کپڑے پہن لیے جائیں اور روکھا سوکھا اور بدمزہ کھانا کھایا جائے بلکہ دنیا سے زہد اختیار کرنا حقیقت میں آرزوؤں اور امیدوں کی کمی کا نام ہے۔'' (بغوی)

(۱۳۳۸) حضرت زید بن حسین فرماتے ہیں کہ جب امام مالک سے پوچھا گیا: کہ دنیا سے زہد اختیار کرنا کس چیز کا نام ہے؟ تو میں نے امام مالک کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: ''حلال کمائی اور آرزوؤں کی کمی کا نام زہد ہے۔'' (بیہقی)

طاعت وعبادت کی غرض سے مال ودولت اور عمر سے محبت کرنے کا بیان

(فصل اول)

اللہ کا محبوب بندہ

(۱۳۳۹) حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''یقیناً اللہ تعالیٰ اس بندے کو بہت پسند کرتا ہے جو متقی وغنی اور گوشہ نشین ہو۔'' (مسلم)

(فصل دوم)

کون سا بندہ بہتر ہے؟

(۱۳۴۰) حضرت اَبُوْبَکْرَہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا: "یا رسول اللہ! کون سا آدمی بہتر ہے؟" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "وہ شخص جس کی عمر زیادہ ہو اور عمل اچھے ہوں۔" پھر اس شخص نے پوچھا "اور کون سا آدمی برا ہے؟" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "وہ شخص جس کی عمر زیادہ ہو اور عمل برے ہوں۔"
(احمد، ترمذی، دارمی)

(۱۳۴۱) حضرت عبید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شخصوں کے درمیان بھائی چارہ کرادیا تھا ان میں سے ایک شخص خدا کی راہ میں مارا گیا (یعنی جہاد میں شہید ہوگیا) اور اس کی شہادت کے ایک ہفتہ یا قریب ایک ہفتہ کے بعد دوسرا شخص بھی (اپنے بستر پر) فوت ہوگیا۔ صحابہ نے اس شخص کی نمازِ جنازہ پڑھی اور (جب وہ نمازِ جنازہ سے فارغ ہوئے تو) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: تم نے مرحوم کی جو نماز جنازہ پڑھی ہے اس میں تم نے کیا پڑھا ہے اور کیا کہا ہے؟ (یعنی تم نے نماز جنازہ میں مرحوم کے لیے کیا دعا کی ہے؟) صحابہ نے عرض کیا: ہم نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی ہے کہ اس کے گناہ بخش دے، اس پر رحمت نازل فرما، اور اس کو اس کے (شہید ہوجانے والے) ساتھی کے پاس (جنت کے اعلیٰ درجہ میں) پہنچا دے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا "تو پھر اس کی وہ نمازیں کہاں گئیں جو اس نے (اپنے ساتھی کی نمازوں کے بعد) پڑھی تھیں؟ اور اس کے ان اعمال کا ثواب کہاں گیا جو اس نے اپنے ساتھی کے اعمال کے بعد کیے تھے؟" یا یہ ارشاد فرمایا: "اس کے ان روزوں کا ثواب کہاں گیا جو اس نے اپنے ساتھی کے روزوں کے بعد رکھے تھے؟ بلاشبہ جنت کے اندر، اور قربِ الٰہی میں دو شخصوں کے درمیان جو فاصلہ ہے وہ اس

فاصلہ سے بھی زیادہ ہے جو زمین و آسمان کے درمیان ہے۔" (ابوداؤد، نسائی)

تین برحق باتیں اور چار بندوں کے احوال

(۱۳۴۲) حضرت اَبُوْ کَبْشَہ اَنْمَارِی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ "تین باتیں ہیں جن کی حقانیت وصداقت پر میں قسم کھا سکتا ہوں، اور میں تم سے ایک بات کہتا ہوں تم اس کو یاد رکھنا، پس وہ تین باتیں جن کی حقانیت وصداقت پر میں قسم کھا سکتا ہوں، یہ ہیں کہ (۱) بندہ کا مال خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی وجہ سے کم نہیں ہوتا (۲) اور جس بندہ پر ظلم کیا جائے اور اس کا مال ناحق لے لیا جائے اور وہ بندہ اس ظلم وزیادتی پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت کو بڑھاتا ہے (۳) اور جس بندہ نے اپنے نفس پر سوال کا دروازہ کھولا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے فقرو افلاس کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

اور رہی وہ بات جس کے بارے میں میں نے کہا تھا کہ اس کو یاد رکھنا وہ یہ ہے کہ یہ دنیا بس چار آدمیوں کے لیے ہے، ایک تو وہ بندہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال وزر بھی عطا کیا اور علم کی دولت سے بھی نوازا، پس وہ بندہ اپنے مال ودولت کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے (یعنی اس کو حرام وناجائز کاموں میں خرچ نہیں کرتا) اس کے ذریعہ اپنے قرابت داروں اور عزیزوں کے ساتھ حسن سلوک اور احسان کرتا ہے اور اس مال و زر میں اس کے حق کے مطابق اللہ تعالیٰ کے لیے کام کرتا ہے (یعنی مال ودولت کے تئیں اللہ تعالیٰ نے جو حقوق متعین کیے ہیں ان کو ادا کرتا ہے) پس یہ بندہ مرتبہ کے اعتبار سے کامل ترین ہے۔

دوسرا وہ بندہ جس کو اللہ تعالیٰ نے علم تو عطا کیا، لیکن اس کو مال عنایت نہیں فرمایا پس وہ بندہ (اپنے علم کے سبب سچی نیت رکھتا ہے اور) کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو فلاں شخص جیسے اچھے کام کرتا، پس ان دونوں کا اجر وثواب برابر ہے۔

تیسرا بندہ وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا ہے لیکن علم نہیں دیا، پس وہ بندہ بے علم ہونے کی وجہ سے اپنے مال کے بارے میں بہک جاتا ہے، وہ اس مال و دولت کے بارے میں اپنے رب سے نہیں ڈرتا ہے، اور اپنے قرابت داروں اور عزیزوں کے ساتھ مالی احسان و سلوک نہیں کرتا ہے اور نہ ان حقوق کو ادا کرتا ہے جو اس مال و دولت سے متعلق ہیں، پس یہ بندہ مرتبہ کے اعتبار سے بدترین ہے۔

اور چوتھا بندہ وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے نہ تو مال عطا کیا ہے اور نہ علم دیا ہے، پس وہ بندہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی اس کو فلاں شخص کی طرح (برے کاموں میں) خرچ کرتا، پس یہ بندہ بدنیت ہے، اور ان دونوں کا گناہ برابر ہے۔" (ترمذی)

موت سے پہلے نیک کاموں کی توفیق

(۱۳۴۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس سے بھلائی کے کام کراتا ہے۔" پوچھا گیا: "یارسول اللہ! اس سے بھلائی کے کام اللہ تعالیٰ کس طرح کراتا ہے؟" ارشاد فرمایا "موت سے پہلے اس کو نیک کام کی توفیق عطا فرمادیتا ہے" (ترمذی)

عقل مند اور بہادر شخص کون ہے؟

(۱۳۴۴) حضرت شَدَّاد بن اَوْس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "عقل مند اور بہادر شخص وہ ہے جو اپنے نفس کو زیر کردے، اور اس اجر و ثواب کے لیے (اچھے) کام کرے جو موت کے بعد پائے گا، نیز ناداں اور بزدل شخص وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہشات کا تابع بنادے، اور اللہ تعالیٰ سے آرزو اور خواہش رکھے (کہ اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے اور جنت میں داخل کردے) (ترمذی، ابن ماجہ)

(فصل سوم)

تین نعمتوں کا تذکرہ

(۱۳۴۵) نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صحابی فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول خدا ﷺ آکر ہمارے درمیان تشریف فرما ہو گئے اس وقت آپ کے سر مبارک پر (غسل کے) پانی کی تری تھی، ہم نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! اس وقت ہم آپ کو بہت خوش دل و شاداماں دیکھ رہے ہیں'' حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہاں!'' راوی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اہل مجلس دولتمندی کے ذکر میں مشغول ہو گئے (یعنی آپس میں یہ گفتگو کرنے لگے کہ مالداری و دولتمندی اچھی چیز ہے یا بری؟) رسول خدا ﷺ نے (ہماری یہ گفتگو سن کر) ارشاد فرمایا ''اس شخص کے دولت مند ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے، اور (جسم کی) صحت مندی،، اسے ڈرنے والے کے لیے دولت مندی سے زیادہ بہتر ہے، نیز شادمانی وخوش دلی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے'' (جس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا واجب ہے، اور اس کے بارے میں قیامت کے دن بندے سے سوال ہوگا، جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے ﴿ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ﴾ (احمد)

مال کی اہمیت

(۱۳۴۶) حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ اگلے زمانے میں مال کو برا سمجھا جاتا تھا، لیکن جہاں تک اس زمانہ کا تعلق ہے تو اب مال و دولت مسلمانوں کی ڈھال ہے۔

حضرت سفیان نے یہ بھی فرمایا کہ ''اگر (ہم لوگوں کے پاس) یہ درہم و دینار اور روپیہ پیسہ نہ ہوتا تو یہ (آج کل کے) سلاطین و امراء ہمیں ذلیل و پامال کر ڈالتے۔''

نیز انہوں نے فرمایا ''کسی شخص کے پاس اگر تھوڑا بہت مال ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ اس کی اصلاح کرے (یعنی اس تھوڑے سے مال کو یوں ہی ضائع نہ ہونے دے بلکہ تدبیر و ہنر مندی کے ساتھ اس کو کسی تجارت وغیرہ میں لگا کر بڑھانے کی سعی کرے (کیوں کہ ہمارا یہ زمانہ ایسا ہے کہ اس میں اگر کوئی محتاج و مفلس ہوگا تو (دنیا حاصل کرنے کی خاطر) اپنے دین کو اپنے ہاتھ سے گنوانے والا سب سے پہلا شخص وہی ہوگا۔'' حضرت سفیان کا ایک قول یہ بھی ہے کہ ''حلال مال، اسراف کو برداشت نہیں کرتا (یعنی حلال مال میں اسراف نہیں کرنا چاہئے)'' (بغوی)

بڑھاپے کا پیغام

(۱۳۴۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اعلان کرنے والا (فرشتہ) قیامت کے دن (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) یہ اعلان کرے گا کہ ساٹھ سال کی عمر والے لوگ کہاں ہیں؟ (یعنی دنیا میں جن لوگوں نے ساٹھ سال کی عمر پائی، وہ اپنی عمر کا حساب دینے کے لیے اپنے آپ کو پیش کریں) اور یہ عمر، وہ عمر ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے ﴿اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَايَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَ جَاءَكُمُ النَّذِيْرُ﴾ ''کیا ہم نے تم کو ایسی عمر نہیں دی جس میں نصیحت حاصل کرنے والا نصیحت حاصل کرے اور تمہارے پاس ڈرانے والا (بڑھاپا) بھی آچکا ہے۔'' (بیہقی)

افضل مسلمان کون ہے؟

(۱۳۴۸) حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، بنی عذرہ قبیلہ کے کچھ لوگ جن کی تعداد تین تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا (پھر وہ لوگ حصول دین کی خاطر اور خدا کی راہ میں ریاضت و مجاہدہ کی نیت سے

حضور ﷺ کے پاس ٹھہر گئے، ان کی مالی حالت چونکہ بہت خستہ تھی اور وہ اپنی ضروریات زندگی کی کفالت خود کرنے پر قادر نہیں تھے اس لیے) رسول خدا ﷺ نے فرمایا: کون ہے جوان لوگوں کی خبر گیری کے سلسلے میں مجھے بے فکر کر دے؟ حضرت طلحہ نے عرض کیا: میں اس ذمہ داری کو قبول کرتا ہوں! چنانچہ وہ تینوں حضرت طلحہ کے پاس رہنے لگے (کچھ دنوں کے بعد) جب نبی کریم ﷺ نے کسی طرف ایک لشکر بھیجا تو اس (لشکر) میں ان تینوں میں سے ایک شخص گیا، اور میدانِ جنگ میں (دشمنوں سے لڑتا ہوا) شہید ہو گیا، اس کے بعد حضور ﷺ نے ایک اور لشکر بھیجا، اس کے ساتھ دوسرا شخص گیا اور وہ بھی شہید ہو گیا، اور پھر تیسرا شخص اپنے بستر پر اللہ کو پیارا ہو گیا۔

راوی فرماتے ہیں کہ حضرت طلحہ نے بیان کیا کہ (ان تینوں کے انتقال کے بعد ایک دن خواب میں) میں نے دیکھا کہ وہ تینوں جنت میں ہیں، نیز میں نے دیکھا کہ جو شخص اپنے بستر پر اللہ کو پیارا ہوا تھا وہ تو سب سے آگے ہے اور جو شخص دوسرے لشکر کے ساتھ جا کر شہید ہوا تھا وہ اس کے پیچھے اور اس کے بالکل قریب ہے، اور ان تینوں میں سے جو پہلے لشکر کے ساتھ جا کر شہید ہوا تھا، سب سے آخر میں ہے، چنانچہ (ان تینوں کو اس طرح ایک دوسرے کے آگے پیچھے دیکھ کر) میرے دل میں شبہ پیدا ہو گیا، چنانچہ میں نے نبی کریم ﷺ سے اپنے اس خواب کا ذکر کیا، حضور ﷺ نے (وہ خواب اور اس پر میرا شبہ سن کر) ارشاد فرمایا: "اس میں شک وشبہ اور انکار کی باعث کون سی چیز ہے؟ (تم نے اپنے خواب میں ان تینوں کو جس ترتیب کے ساتھ دیکھا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے) کیوں کہ اللہ کے نزدیک اس مسلمان سے زیادہ افضل کوئی نہیں ہے جس نے اسلام کی حالت میں زیادہ عمر پائی اور اس کی وجہ سے اس کو خدا کی تسبیح وتکبیر اور تہلیل کا زیادہ موقع ملا۔" (امام احمد)

نیک بندے کی آرزو اور حسرت

(۱۳۴۹) حضرت مُحَمَّد بن اَبُوعَمِیرَہ رضی اللہ عنہ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ہیں، فرماتے ہیں: ''اگر کوئی بندہ اپنی پیدائش کے وقت سے بوڑھا ہو کر مرنے تک (اپنی پوری اور طویل زندگی کے دوران) صرف خدا کی طاعت وعبادت میں سرنگوں رہے تو وہ بھی اس (قیامت کے) دن (عمل کا ثواب دیکھ کر) اپنی تمام طاعت و عبادت کو کم جانے گا، اور یہ آرزو کرے گا کہ کاش! اس کو دنیا میں پھر بھیج دیا جاتا تو اس کا اجر وثواب زیادہ ہو جاتا۔'' (امام احمد)

توکل اور صبر کا بیان

(فصل اول)

توکل کی فضیلت

(۱۳۵۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میری امت میں سے ستر (۷۰) ہزار لوگ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے جو نہ منتر پڑھواتے ہیں، نہ شگونِ بد لیتے ہیں، اور (اپنے تمام امور میں) صرف اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔'' (بخاری ومسلم)

(۱۳۵۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: (حالت کشف یا خواب میں) میرے سامنے امتوں کو (ان کے انبیاء کے ساتھ) پیش کیا گیا (یعنی ہر نبی کو اس کی امت کے ساتھ مجھے دکھایا گیا) پس (جب ان انبیاء نے اپنی امتوں کے ساتھ گزرنا) شروع کیا تو (میں نے دیکھا کہ) ایک نبی کے ساتھ صرف ایک ہی شخص تھا، اور ایک نبی کے ساتھ دو شخص تھے

،ایک اور نبی گزرا تو اس کی معیت میں پوری جماعت تھی، پھر ایک نبی ایسا بھی گزرا کہ اس کے ساتھ ایک بھی شخص نہیں تھا، اس کے بعد میں نے (اپنے سامنے) ایک بہت بڑا انبوہ دیکھا جو آسمان کے کناروں تک پھیلا ہوا تھا (اتنی بڑی امت دیکھ کر) میں نے امید باندھی کہ یہ میری امت ہوگی، لیکن مجھے بتایا گیا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت کے لوگ ہیں۔

پھر مجھ سے کہا گیا کہ ذرا آپ نظر اٹھا کر تو دیکھیں، میں نے (جو نظر اٹھائی تو اپنے سامنے) دیکھا کہ ایک بڑا ہجوم ہے جو آسمان کے کناروں تک پھیلا ہوا ہے، پھر مجھ سے کہا گیا کہ ذرا اِدھر اُدھر یعنی دائیں بائیں بھی نظر گھما کر تو دیکھیں۔ چنانچہ میں نے (دائیں بائیں نظر گھما کر) دیکھا تو (دونوں طرف) بے پناہ ہجوم تھا جو آسمان کے کناروں تک پھیلا ہوا تھا۔ اس کے بعد (مجھ سے) کہا گیا کہ (آپ کے سامنے اور دائیں بائیں آسمان کے کناروں تک جو انسانوں کا ایک بحر بیکراں نظر آتا ہے) یہ سب آپ کی امت کے لوگ ہیں، اور ان کے ساتھ ان کے آگے ستر (۷۰) ہزار لوگ ایسے ہیں جو جنت میں بغیر حساب کے جائیں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ تو براشگون لیتے ہیں، نہ منتر پڑھواتے ہیں اور نہ اپنے جسم کو داغتے ہیں، اور اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں۔

یہ سن کر ایک صحابی عُکّاشَہ بن مِحْصَن کھڑے ہوئے اور عرض کیا: (یا رسول اللہ!) اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ وہ مجھے ان لوگوں میں شامل فرمادے (جو خدا پر توکل کرتے ہیں اور بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی ''الٰہی عکاشہ کو ان لوگوں میں شامل فرما۔'' پھر ایک اور شخص کھڑا ہوا اور اس نے بھی عرض کیا: اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ وہ مجھے ان لوگوں میں شامل فرمادے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اس دعا کے سلسلے میں عکاشہ تم پر سبقت لے گئے۔'' (بخاری و مسلم)

صبر و شکر کی فضیلت

(۱۳۵۲) حضرت صُہَیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن کی بھی عجیب شان ہے کہ اس کی ہر حالت اس کے لیے خیر و بھلائی کا باعث ہے اور یہ بات صرف مومن کے لیے مخصوص ہے، کوئی اور اس کے وصف میں شریک نہیں ہے، اگر اس کو خوشی حاصل ہوتی ہے تو وہ خدا کا شکر ادا کرتا ہے، پس یہ شکر اس کے لیے خیر و بھلائی کا باعث ہوتا ہے، اور اگر اس کو مصیبت پہنچتی ہے تو وہ اس پر صبر کرتا ہے۔ پس یہ صبر بھی اس کے لیے خیر و بھلائی کا باعث ہوتا ہے۔'' (مسلم)

نیک عمل اور صبر کرنے کی تاکید

(۱۳۵۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''قوی مسلمان، ضعیف مسلمان سے بہتر اور خدا کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے، اور ہر مسلمان (خواہ وہ قوی ہو یا ضعیف) اپنے اندر نیکی و بھلائی رکھتا ہے، جو چیز تمہیں (دین و آخرت کے اعتبار سے) نفع پہنچانے والی ہو اس کی حرص رکھو، اور اللہ تعالیٰ سے (نیک عمل کرنے کی) مدد طلب کرتے رہو اور (مدد طلب کرنے) سے عاجز نہ ہو، نیز اگر تمہیں کوئی مصیبت و آفت پہنچے تو یوں نہ کہو 'اگر میں اس طرح کرتا تو ایسا ہوتا (بلکہ زبان قال یا زبان حال سے) یہ کہو کہ ''اللہ تعالیٰ نے یہی مقدر کیا تھا'' لہٰذا جو کچھ بھی پیش آیا ہے قضا و قدرِ الٰہی کے مطابق پیش آیا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ کیونکہ ''اگر'' کا لفظ شیطان کے عمل دخل کا دروازہ کھول دیتا ہے (اور دل میں یہ غلط وسوسہ اور خیال سما جاتا ہے کہ ہر کام کا نتیجہ ہماری تدبیر سے نکلتا ہے، تقدیر الٰہی کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔)'' (مسلم)

(فصل دوم)

توکل کی برکت

(۱۳۵۴) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ''کہ اگر تم اللہ تعالیٰ پر توکل واعتماد کرو جیسا کہ توکل کا حق ہے تو یقیناً وہ تمہیں اسی طرح روزی دے گا جس طرح پرندوں کو روزی دیتا ہے، وہ (پرندے) صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے (اپنے گھونسلوں میں) واپس آتے ہیں'' (ترمذی، ابن ماجہ)

حلال روزی حاصل کرنے کی تاکید

(۱۳۵۵) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''لوگو! کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو تم کو جنت سے قریب کردے اور دوزخ سے دور کردے، مگر اس (کو اختیار کرنے) کا حکم میں نے تمہیں دیا ہے، اور کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو تم کو دوزخ سے قریب کردے، اور جنت سے دور کردے، مگر اس سے میں نے تمہیں منع کیا ہے، اور روح الامین اور ایک روایت میں ہے کہ روح القدس (یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام) نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ بلاشبہ کوئی شخص اس وقت تک نہیں مرتا جب تک اپنا رزق پورا نہیں کرلیتا، لہٰذا غور سے سنو! تم خدا کی نافرمانی سے ڈرتے رہو، اور حصولِ معاش کی سعی وجدوجہد میں نیک روی اور اعتدال اختیار کرو (تاکہ تمہارا رزق تم تک جائز وحلال وسائل وذرائع سے پہنچے) اور رزق پہنچنے میں تاخیر تمہیں اس بات پر نہ اُکسائے کہ تم گناہوں کے ارتکاب کے ذریعہ رزق حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگو، کیونکہ جو چیز خدا کے پاس ہے اس کو اس کی طاعت وخوشنودی ہی کے ذریعہ پایا جاسکتا ہے۔'' (بغوی، بیہقی)

زُہد کی حقیقت

(۱۳۵۶) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ”دنیا سے زہد اختیار کرنا یہ نہیں ہے کہ حلال چیزوں کو حرام کرلیا جائے اور مال واسباب کو ضائع کر دیا جائے بلکہ دنیا سے زہد اختیار کرنا یہ ہے کہ (مال و دولت اور دیگر دنیاوی اسباب میں سے) جو کچھ تمہارے ہاتھوں میں ہے اس پر اس چیز سے زیادہ اعتماد و بھروسہ نہ کرو جو اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں میں ہے، نیز زہد یہ ہے کہ تم جب کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو طلب ثواب کی خاطر اس مصیبت کی طرف زیادہ رغبت رکھو اگر وہ مصیبت تمہارے لیے باقی رہے۔“ (ترمذی، ابن ماجہ)

اللہ کے سوا نہ کوئی نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان

(۱۳۵۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن (سفر کے دوران) میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا کہ آپ نے (مجھے مخاطب کر کے) ارشاد فرمایا ”لڑکے! اللہ تعالیٰ کے تمام احکام کا خیال رکھو، اللہ تعالیٰ تمہارا خیال رکھے گا، نیز تم اللہ تعالیٰ کے حق کا خیال رکھو گے تو تم اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے پاؤ گے (یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی کو ہر لمحہ یاد رکھو گے، اس کے نظام قدرت میں غور وفکر کرو گے اور ان کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے رہو گے تو تم اس کی بے پایاں رحمتوں اور اس کے انعامات کو اپنے سامنے پاؤ گے) جب تم سوال کا ارادہ کرو تو صرف اللہ تعالیٰ کے آگے دست سوال دراز کرو، جب تم مدد چاہو تو صرف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو، اور یہ جان لو کہ اگر تمام مخلوق مل کر بھی تمہیں نفع پہنچانا چاہے تو ہر گز تمہیں نفع نہیں پہنچا سکے گی، علاوہ اس چیز کے جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقدر میں لکھ دی ہے، اور اگر دنیا کے تمام لوگ مل کر بھی تمہیں کسی طرح کا کوئی نقصان وضرر پہنچانا چاہیں تو وہ ہرگز تمہیں

کوئی نقصان وضرر نہیں پہنچا سکیں گے علاوہ اس چیز کے جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقدر میں لکھ دیا ہے، قلم اٹھا کر رکھ دیئے گئے اور صحیفے خشک ہو گئے" (احمد و ترمذی)

ابن آدم کی نیک بختی اور بد بختی

(۱۳۵۸) حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ابن آدم (انسان) کی نیک بختی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے مقدر میں جو کچھ لکھ دیا ہے وہ اس پر راضی رہے، اور ابن آدم کی بد بختی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے خیر و بھلائی مانگنا چھوڑ دے، نیز ابن آدم کی بد بختی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اس کے مقدر میں لکھ دیا ہے وہ اس سے ناخوش و ناراض ہو"۔ (احمد و ترمذی)

(فصل سوم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا توکل

(۱۳۵۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس جہاد میں شریک تھے جو نجد کے اطراف میں ہوا تھا اور جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جہاد سے فارغ ہوئے تو جابر بھی آپ کے ساتھ ہی واپس ہوئے (اسی سفر کے دوران یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک دن) صحابہ دوپہر کے وقت ایک ایسے جنگل میں پہنچے جس میں کیکر کے درخت زیادہ تھے، چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (صحابہ کے ساتھ) وہیں اتر پڑے اور تمام لوگ درختوں کے سایہ کی تلاش میں ادھر ادھر پھیل گئے، اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی کیکر کے ایک بڑے درخت کے نیچے فروکش ہو گئے، اور اپنی تلوار کو اس درخت کی ٹہنی میں لٹکا دیا (حضرت جابر فرماتے ہیں کہ) ہم لوگ سو چکے تھے کہ اچانک ہم نے سنا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں آواز دے رہے ہیں، چنانچہ ہم لوگ (اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کر)

آپ کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ آپ کے پاس ایک دیہاتی کافر موجود ہے، آنحضرت ﷺ نے (ہمارے جمع ہونے پر) ارشاد فرمایا: ''یہ دیہاتی اس وقت جب میں سو رہا تھا مجھ پر میری تلوار سونت کر کھڑا ہو گیا، اور جب میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ میری ننگی تلوار اس کے ہاتھ میں ہے، اس نے مجھ سے کہا: اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے فوراً جواب دیا: میرا خدا مجھے بچائے گا، حضور ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ کہی اور اس دیہاتی کو کوئی سزا نہیں دی، پھر آپ بیٹھ گئے (بخاری و مسلم)

اور اس روایت میں جس کو ابوبکر اسماعیلی نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے یہ الفاظ ہیں کہ اس دیہاتی نے (آنحضرت ﷺ پر تلوار سونت کر) کہا: اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ بچائے گا'' (یہ سنتے ہی) دیہاتی کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی، حضور ﷺ نے تلوار کو اٹھالیا، اور فرمایا: (اگر میں تمہیں قتل کرنا چاہوں تو، بتاؤ) تمہیں کون مجھ سے بچائے گا؟ دیہاتی نے جواب دیا: آپ بہترین (تلوار) پکڑنے والے ہو جائیں (یعنی آپ مجھے معاف کر دیں) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اچھا اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بلاشبہ میں اللہ کا رسول ہوں، دیہاتی نے کہا: مسلمان تو نہیں ہوتا البتہ آپ سے یہ عہد ضرور کرتا ہوں کہ میں نہ خود آپ سے لڑوں گا اور نہ ان لوگوں کا ساتھ دوں گا جو آپ سے لڑیں گے۔

بہر حال آپ ﷺ نے اس دیہاتی کو چھوڑ دیا، اور جب وہ دیہاتی اپنی قوم میں پہنچا تو کہنے لگا کہ میں تمہارے درمیان ایک ایسے شخص کے پاس سے آ رہا ہوں جو سب سے بہتر انسان ہے۔ (بخاری مسلم)

پرہیزگاری کی فضیلت

(۱۳۶۰) حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''بلاشبہ میں ایک ایسی آیت جانتا ہوں کہ اگر لوگ (صرف) اسی آیت پر عمل

کریں تو ان کو وہی ایک آیت کافی ہو جائے، وہ آیت یہ ہے ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ یعنی جو شخص خدا سے ڈرتا ہے خدا اس کے لئے دنیا اور آخرت کے (غموں سے) نجات کا راستہ پیدا کر دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جہاں وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔" (ابن ماجہ و دارمی)

روزی دینے والا صرف خدا ہے

(۱۳۶۱) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یہ آیت سکھائی ﴿اِنِّیْ اَنَا الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾ بلاشبہ میں ہی روزی دینے والا ہوں (اور) غالب طاقت والا ہوں۔ (ابوداؤد، ترمذی)

مصاحبت رسول کی برکت

(۱۳۶۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو بھائی تھے جن میں سے ایک تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا کرتا تھا، اور دوسرا بھائی کماتا تھا، چنانچہ کمانے والے بھائی نے اپنے دوسرے بھائی کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی (کہ میرا بھائی نہ تو میرے کام کاج میں ہاتھ بٹاتا ہے اور نہ خود الگ سے کوئی کام کر کے کماتا ہے، اور اس طرح اس کے کھانے پینے کا خرچ مجھے ہی برداشت کرنا پڑتا ہے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کی یہ شکایت سن کر) ارشاد فرمایا: "شاید تمہیں اسی کی برکت سے رزق دیا جاتا ہے" (ترمذی)

توکل کا فائدہ

(۱۳۶۳) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "بلاشبہ انسان کے دل کے لئے ہر جنگل میں ایک شاخ ہے (یعنی انسان کے دل میں رزق کے اسباب و ذرائع اور اس کے حصول کے تعلق سے طرح طرح کی فکریں

اورغم ہیں) پس جس شخص نے اپنے دل کوان شاخوں کی طرف متوجہ رکھا (یعنی اس نے اپنے دل کوان تفکرات اور غموں میں مشغول ومنہمک رکھا) تو اللہ تعالیٰ کو کوئی پروانہیں کہ اس کو کس جنگل میں ہلاک کرے، اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ پر توکل واعتماد کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔'' (ابن ماجہ)

اطاعت خداوندی کا فائدہ

(۱۳۶۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بزرگ و برتر تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ اگر میرے بندے میری فرمانبرداری کریں، تو یقیناً میں ان پر رات میں بارش برساؤں، اور دن کو ان پر دھوپ نکالوں، اور ان کو بادل گرجنے کی آواز نہ سناؤں۔ (احمد)

توکل کی برکت

(۱۳۶۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص (کا واقعہ ہے کہ وہ ایک دن) اپنے گھر والوں کے پاس آیا جب اس نے گھر والوں پر محتاجی اور فاقہ کے آثار دیکھے، تو جنگل کی طرف چلا گیا، ادھر جب اس کی بیوی نے دیکھا (کہ شوہر کے پاس کچھ نہیں ہے اور وہ شرم کی وجہ سے گھر سے باہر چلا گیا ہے) تو وہ اٹھی اور چکی کے پاس گئی، چکی کو اس نے اپنے آگے رکھا، پھر وہ تنور کے پاس گئی اور اس کو گرم کیا، اس کے بعد خدا سے یہ دعا کی: الٰہی! ہمیں رزق عطا فرما۔'' پھر جو اس نے نظر اٹھائی تو کیا دیکھتی ہے کہ چکی کا گرنڈ آٹے سے بھرا ہوا ہے۔ راوی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد جب وہ آٹا (گوندکر) تنور کے پاس گئی (تا کہ اس میں روٹیاں لگائے) تو تنور کو روٹیوں سے بھرا ہوا پایا۔

راوی فرماتے ہیں کہ کچھ دیر بعد جب خاوند گھر آیا تو بیوی سے پوچھا: کیا میرے

جانے کے بعد تمہیں (کہیں سے) کچھ (غلہ وغیرہ) مل گیا تھا (کہ تم نے یہ روٹیاں تیار کر رکھی ہیں؟) بیوی نے کہا: ہاں! یہ ہمیں خدا کی طرف سے ملا ہے (یعنی عام طریقہ کے مطابق کسی انسان نے ہمیں نہیں دیا ہے بلکہ یہ رزق محض غیب سے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے) خاوند نے یہ سنا تو اس کو بہت تعجب ہوا اور وہ اٹھ کر چکی کے پاس گیا (اور چکی کو اٹھایا تا کہ اس کا کرشمہ دیکھے) پھر جب اس واقعہ کا ذکر نبی کریم ﷺ کے سامنے کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''اگر وہ شخص اس چکی کو نہ اٹھاتا تو وہ چکی مسلسل قیامت کے دن تک گردش میں رہتی اور اس سے آٹا نکلتا رہتا۔'' (احمد)

رزق بندے کو تلاش کرتا ہے

(۱۳۶۶) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اس میں کوئی شبہ نہیں کہ رزق بندے کو تلاش کرتا ہے، جس طرح انسان کو اس کی موت ڈھونڈتی ہے۔'' (ابونعیم)

حضور ﷺ کی دشمنوں کے حق میں دعا

(۱۳۶۷) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''گویا میں اس وقت بھی رسول خدا ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ ایک ایسے نبی کا قصہ بیان فرما رہے ہیں جن کو ان کی قوم نے مارا، اور لہولہان کر دیا لیکن وہ نبی اپنے چہرے سے خون پونچھتے جاتے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے: اے اللہ! میری قوم کو بخش دے کیونکہ یہ لوگ میری حقیقت سے واقف نہیں ہیں'' (بخاری و مسلم)

دکھانے اور سنانے کا بیان

(فصل اول)

اخلاص عمل کی اہمیت

(۱۳۶۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مال ومتاع کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں کو اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے (یعنی اس کے یہاں تو بس اس چیز کو دیکھا جاتا ہے کہ تم اچھے کام اخلاص کے ساتھ کرتے ہو یا دکھانے کے لیے)'' (مسلم)

ریاکاری کا انجام

(۱۳۶۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں شرک سے تمام شرکاء میں سب سے زیادہ بے نیاز ہوں (یعنی لوگ اپنے معاملات اور کاروبار میں ایک دوسرے کے اشتراک وتعاون کے محتاج ہوتے ہیں مگر میں کسی کے اشتراک وتعاون کا محتاج نہیں) لہذا جس شخص نے کوئی ایسا کام کیا جس میں میرے ساتھ میرے علاوہ کو شریک کیا تو میں اس کو اس کے شرک کے ساتھ چھوڑتا ہوں، ——— اور ایک روایت میں یوں ہے کہ میں اس سے بیزار ہوں اور وہ کام اس کے لیے ہے جس کو خوش کرنے کے لیے اس نے کیا ہے۔ (مسلم)

(۱۳۷۰) حضرت جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جو شخص لوگوں کو سنانے اور شہرت حاصل کرنے کے لئے کوئی عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ

اس کا حال لوگوں کو سنائے گا (یعنی قیامت کے دن، لوگوں کے سامنے اس کے عیوب ظاہر فرما کر ذلیل ورسوا کرے گا) نیز جو شخص لوگوں کو دکھانے کے لئے کوئی عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ریاکاری کی سزا دے گا۔" (بخاری ومسلم)

مؤمن کو جلد ملنے والی بشارت

(۱۳۷۱) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا: مجھے اس شخص کے بارے میں بتایئے جو کوئی نیک کام کرتا ہے اور اس کی وجہ سے لوگ اس کی تعریف وتوصیف کرتے ہیں، اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ "اور لوگ اس سے محبت کرتے ہیں" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سوال سن کر) ارشاد فرمایا: "لوگوں کا اس شخص کی تعریف وتوصیف کرنا اور اس کو محبوب رکھنا درحقیقت مؤمن کو جلد ملنے والی بشارت ہے۔" (مسلم)

(فصل دوم)

ریاکاری اور شہرت پسندی کی مذمت

(۱۳۷۲) حضرت اَبُوْ سَعْد بن اَبِیْ فَضَالَہ رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا "جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کہ جس کے آنے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے، لوگوں کو (حساب اور جزا وسزا کے لئے) جمع فرمائے گا، تو ایک اعلان کرنے والا فرشتہ یہ اعلان کرے گا کہ جس شخص نے اپنے اس عمل میں جس کو اس نے خدا کے لئے کیا تھا، خدا کے سوا کسی اور کو شریک کیا ہو (یعنی جس شخص نے دنیا میں لوگوں کو دکھانے کے لیے کوئی نیک عمل کیا ہو) تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنے اس عمل کا ثواب اسی غیر اللہ سے طلب کرے جس کو اس نے شریک کیا تھا کیونکہ خدا تعالیٰ شرک

سے تمام شریکوں میں سب سے زیادہ بے نیاز ہے۔'' (احمد)

(۱۳۷۳) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ''جو شخص اپنے عمل کو لوگوں کے درمیان شہرت دے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ریا کارانہ عمل کو اپنی مخلوق کے کانوں تک پہنچائے گا۔ (یعنی جو شخص کوئی نیک کام کر کے لوگوں کو سنائے گا کہ اس نے یہ کام کیا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی ریا کاری کو ظاہر کر دے گا) نیز (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ اس کو رسوا کرے گا اور (دنیا و آخرت میں) ذلت و خواری سے دوچار کرے گا۔'' (بیہقی)

اصلاح نیت کی تاکید

(۱۳۷۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جس شخص کی نیت محض آخرت کی طلب ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو غنی کر دیتا ہے اور اس کی پریشانیوں کو جمع کر کے اطمینان خاطر بخشتا ہے، نیز اس کے پاس دنیا آتی ہے لیکن اس کی نظر میں اس دنیا کی کوئی وقعت نہیں ہوتی، اور جس شخص کی نیت اور اصل مقصد دنیا کی طلب ہو تو اللہ تعالیٰ اس کا فقر و احتیاج اس کی آنکھوں کے سامنے پیش کر دیتا ہے، اور اس کو ہر معاملہ میں پراگندہ خاطر بنا دیتا ہے، اور دنیا اس کو صرف اسی قدر ملتی ہے، جتنی خدا نے اس کے لیے مقدر کر دی ہے۔'' (ترمذی)

یہ ریا کاری نہیں ہے

(۱۳۷۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اپنے گھر میں مصلے پر (نماز پڑھ رہا) تھا کہ اچانک ایک شخص میرے پاس آیا، اور مجھے اس بات سے خوشی ہوئی کہ اس نے مجھے نماز پڑھنے کی حالت میں دیکھا (تو کیا اس وقت میرا خوش ہونا ریا کاری ہے؟) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

''ابو ہریرہ! تم پر اللہ کی رحمت نازل ہو، تمہارے لیے دوہرا ثواب ہے، ایک پوشیدہ عبادت کرنے کا، اور دوسرا اعلانیہ عبادت کرنے کا'' (ترمذی)

ریاکاروں کا حال اور ان کا انجام

(۱۳۷۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''آخر زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دین کے نام پر دنیا کے طلب گار ہوں گے (یعنی دینی واخروی اعمال کے ذریعہ دنیا کمائیں گے) اور لوگوں کے سامنے نرمی ظاہر کرنے کے لیے دُنبوں کی کھال کا لباس پہنیں گے (تاکہ لوگ انہیں عابد و زاہد، دنیاوی نعمتوں سے بے پروا، اور آخرت کے طلبگار سمجھ کر ان کے مرید و معتقد ہوں) ان کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہوں گی لیکن ان کے دل بھیڑیوں کے دل کی طرح (سخت) ہوں گے، اللہ تعالیٰ (ایسے لوگوں کو تنبیہ کرنے کے لیے) فرماتا ہے:

''کیا یہ لوگ میری طرف سے مہلت دیئے جانے کی وجہ سے فریب میں مبتلا ہیں؟! یا یہ لوگ میری مخالفت پر کمربستہ ہیں؟! پس میں اپنی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یقیناً ان لوگوں پر انہیں میں سے کچھ لوگوں کو فتنہ اور بلا کی شکل میں مسلط کردوں گا، جو بڑے سے بڑے دانشور و عقل مند شخص کو بھی عاجز و حیران کردیں گے'' (ترمذی)

(۱۳۷۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے ایک ایسی مخلوق پیدا کی ہے جس کی زبان شکر سے زیادہ شیریں ہے، اور جس کے دل ایلوے سے زیادہ تلخ ہیں، پس میں اپنی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں یقیناً ان پر ایسی بلائیں نازل کروں گا جو بڑے سے بڑے دانشور و عقل مند شخص کو بھی حیران و عاجز بنا دیں گی، کیا وہ لوگ مجھے دھوکہ دیتے ہیں؟! یا مجھ پر جرأت و دلیری دکھاتے ہیں؟!'' (ترمذی)

میانہ روی اختیار کرنے کی تاکید

(۱۳۷۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ہر چیز کے لیے زیادتی ہے، اور ہر زیادتی کے لیے سستی ہے۔ پس اگر عمل کرنے والے نے میانہ روی سے کام لیا اور اعتدال کے قریب رہا تو اس کے بارے میں امید رکھو (کہ وہ اپنی مراد پالے گا) اور اگر اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا گیا تو تم اس کو کچھ بھی شمار نہ کرو'' (ترمذی)

(۱۳۷۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''انسان کی برائی کے لیے اتنا کافی ہے کہ دین و دنیا کے اعتبار سے اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جائے، مگر جس کو اللہ تعالیٰ بچائے (وہ برائی سے بچ سکتا ہے)'' (بیہقی)

(فصل سوم)

ریاکاری، حرام خوری اور ناحق قتل سے بچنے کی تاکید

(۱۳۸۰) حضرت اَبُو تَمِیْمَہ (تابعی) فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت صفوان اور ان کے ساتھیوں کی مجلس میں اس وقت حاضر ہوا جب (مشہور اور جلیل القدر صحابی) حضرت جندب بن عبداللہ بن سفیان بَجَلی رضی اللہ عنہ حضرت صفوان اور ان کے ساتھیوں کو (ریاکاری اور شہرت پسندی سے پرہیز کرنے کی) نصیحت فرما رہے تھے، پھر حضرت صفوان اور ان کے ساتھیوں نے ان سے کہا: کیا آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے؟ ۔ حضرت جندب نے کہا: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''جو شخص سنائے گا (یعنی لوگوں کو سنانے اور شہرت حاصل

کرنے کے لیے جو کوئی نیک کام کرے گا) تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو رسوا کرے گا۔ اور جو شخص (اپنے آپ کو یا دوسرے شخص کو) مشقت میں ڈالے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن مشقت میں ڈالے گا۔" (یہ سن کر) انہوں نے (یعنی حضرت صفوان اور ان کے ساتھیوں نے حضرت جندب سے) کہا کہ ہمیں (کچھ اور) نصیحت فرمایئے، تو (حضرت جندب نے) فرمایا: "انسان کی جو چیز سب سے پہلے گندی اور خراب ہوتی ہے وہ اس کا پیٹ ہے، پس جو شخص اس کی قدرت رکھتا ہو کہ حلال اور پاکیزہ چیز کے علاوہ کوئی چیز نہ کھائے تو بے شک اس کو ایسا ہی کرنا چاہیے، اور جو شخص اس کی قدرت رکھتا ہو کہ اس کے اور جنت کے درمیان ناحق بہایا ہوا خون کا ایک چلو حائل نہ ہو تو بے شک اس کو ایسا ہی کرنا چاہیے۔" (بخاری)

ریا کاری اور اللہ کے ولی سے عداوت رکھنے کا انجام

(۱۳۸۱) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں تشریف لے گئے تو انہوں نے حضرت معاذ بن جبل کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس بیٹھ کر روتا ہوا پایا، حضرت عمر نے ان سے پوچھا: کیوں رو رہے ہو؟ حضرت معاذ نے جواب دیا "مجھے ایک بات کی یاد نے رلا دیا ہے جس کو میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا، میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "تھوڑی سی ریا کاری (بھی) شرک ہے۔"

(نیز آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ) جس شخص نے خدا کے دوست سے دشمنی اختیار کی تو اس نے گویا خدا سے مقابلہ کیا اور اس کے ساتھ جنگ کی، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نیکو کاروں، پرہیز گاروں اور مخفی حال لوگوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور یہ وہ لوگ ہیں (جن کی ظاہری حالت تو اتنی خستہ اور عام نگاہوں میں اس قدر نا قابل توجہ ہوتی ہے) کہ جب وہ نظروں سے غائب ہوں تو ان کو پوچھا نہ جائے، اور جب موجود ہوں تو انہیں

(کسی دعوت و مجلس میں) بلایا نہ جائے۔ اور اگر وہ بلائے بھی جائیں تو پاس نہ بٹھائے جائیں (مگر) ان کے دل ہدایت کے چراغ ہیں، اور یہ لوگ ہر تاریک زمین سے نکل کر آتے ہیں (ابن ماجہ، بیہقی)

اللہ کا برحق بندہ

(۱۳۸۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''بندہ جب کھلے طور پر (سب کے سامنے) نماز پڑھتا ہے اور خوبی کے ساتھ پڑھتا ہے، اور جب پوشیدہ طور پر (یعنی تنہائی میں) نماز پڑھتا ہے تب بھی خوبی کے ساتھ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرا یہ بندہ برحق ہے (کہ عبادت میں ریاکاری نہیں کرتا)'' (ابن ماجہ)

(۱۳۸۳) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''آخر زمانہ میں ایسی قومیں اور جماعتیں پیدا ہوں گی جو ظاہر میں تو دوست ہوں گی مگر باطن میں دشمن ہوں گی۔'' عرض کیا گیا: یارسول اللہ! ایسا کیونکر اور کس سبب سے ہوگا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ایسا اس وجہ سے ہوگا کہ ان میں سے بعض بعض سے غرض و لالچ رکھیں گے، اور بعض بعض سے خوف زدہ ہوں گے۔'' (احمد)

شرک خفی اور چھپی خواہش کی مذمت

(۱۳۸۴) حضرت شَدّاد بن اَوْس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''جس شخص نے دکھلانے کے لئے نماز پڑھی اس نے شرک کیا، جس شخص نے دکھلانے کے لیے روزہ رکھا اس نے شرک کیا، اور جس شخص نے دکھلانے کے لیے صدقہ خیرات کیا اس نے شرک کیا۔'' (احمد)

(۱۳۸۵) حضرت شَدّاد بن اَوْس رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ ایک موقع

پر وہ رونے لگے، پوچھا گیا کہ رونے کا سبب کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے اس بات نے رلایا ہے جو میں نے رسول خدا ﷺ سے سنی تھی، اس وقت مجھے وہ بات یاد آگئی تو میں رونے پر مجبور ہو گیا، اور وہ بات یہ ہے کہ آپ ﷺ ارشاد فرمایا کرتے تھے: میں اپنی امت پر شرک (خفی) اور چھپی خواہشات سے خوف کھاتا ہوں۔ حضرت شداد فرماتے ہیں کہ میں نے یہ سنکر عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ کی امت آپ کے بعد شرک میں مبتلا ہو جائے گی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ہاں! یاد رکھو، میری امت کے لوگ سورج کو نہیں پوجیں گے، چاند کو نہیں پوجیں گے، پتھر کو نہیں پوجیں گے اور کھلم کھلا بت پرستی نہیں کریں گے (یعنی وہ شرک جلی میں تو نہیں مبتلا ہوں گے) لیکن لوگوں کو دکھلانے کے لئے نیک کام کریں گے۔ (اور یہ شرک خفی ہے جس میں وہ مبتلا ہوں گے) اور چھپی خواہش یہ ہے کہ (مثلا) تم میں سے کوئی شخص روزہ کی حالت میں صبح کرے، پھر اس پر نفسانی خواہشات میں سے کسی خواہش کا غلبہ ہو جائے، اور وہ (اس خواہش کے غلبہ کی وجہ سے کھانا کھا کر یا ہم بستری کر کے) اپنا روزہ توڑ ڈالے" (احمد، بیہقی)

(۱۳۸۶) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) ہم لوگ آپس میں مسیح دجال کا ذکر کر رہے تھے کہ رسول خدا ﷺ آکر ہمارے درمیان تشریف فرما ہو گئے (پھر ہماری بات چیت سن کر) فرمانے لگے کہ "کیا میں تمہیں اس چیز کے بارے میں نہ بتلاؤں جو میرے نزدیک تمہارے حق میں مسیح دجال سے بھی زیادہ خوفناک ہے۔" ہم نے عرض کیا: ہاں! یارسول اللہ! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "وہ چیز شرک خفی ہے (اور شرک خفی یہ ہے کہ مثلاً) ایک آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور نماز پڑھتا ہے اور اپنی نماز میں زیادتی کرتا ہے، محض اس لئے کہ کوئی شخص اس کو نماز پڑھتے دیکھ رہا ہے۔" (ابن ماجہ)

(۱۳۸۷) حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد

فرمایا ''مسلمانو! بہت زیادہ خوفناک چیز جس کا مجھے تمہارے بارے میں خوف ہے وہ شرک اصغر (چھوٹے درجہ کا شرک) ہے۔'' صحابہ نے (یہ سن کر) عرض کیا: یارسول اللہ! اور وہ شرک اصغر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ریاکاری'' (احمد)

بیہقی نے شعب الایمان میں یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس دن جب وہ بندوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے گا۔ (یعنی قیامت کے دن) ریاکاروں سے فرمائے گا: تم ان لوگوں کے پاس جاؤ جن کو دکھلانے کے لئے تم عمل کرتے تھے اور دیکھو! تمہیں ان کے پاس جزا یا بھلائی ملتی ہے؟!''

خود بخود عمل کی شہرت ہو جائے تو وہ ریاکاری نہیں

(۱۳۸۸) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اگر کوئی شخص ایسے بڑے پتھر کے اندر کوئی نیک کام کرے جس میں نہ کوئی دروازہ ہو، نہ کوئی روشن دان، تو اس کا وہ عمل لوگوں میں مشہور ہو جائے گا۔ خواہ وہ عمل کسی طرح کا ہو'' (بیہقی)

(۱۳۸۹) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس شخص کے اندر کوئی چھپی ہوئی اچھی یا بری عادت ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس عادت وخصلت کو نمایاں کرنے کے لیے کوئی ایسی علامت ظاہر فرماتا ہے جس سے وہ شخص پہچانا جاتا ہے'' (بیہقی)

ریاکاری کی مذمت

(۱۳۹۰) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''میں اس امت (محمدیہ) کے بارے میں جس چیز سے ڈرتا ہوں وہ ہر ریاکار (کا شر) ہے جو باتیں تو علم وحکمت کی کرتا ہے، لیکن کام ظلم وزیادتی کے کرتا

ہے۔"(بیہقی)

اخلاص نیت کی فضیلت

(۱۳۹۱) حضرت مہاجر بن حبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں عقلمند ودانشور کی ہر بات قبول نہیں کرتا بلکہ اس کی نیت اور محبت کو قبول کرتا ہے، پس اگر اس کی نیت ومحبت میری طاعت وفرمانبرداری کے تئیں ہوتی ہے تو میں اسکی خاموشی کو (بھی) اپنی حمد وثنا اور حلم وبزرگی قرار دیتا ہوں اگرچہ وہ کوئی بات نہ کہے۔"(دارمی)

رونے اور ڈرنے کا بیان

(فصل اول)

اللہ کے عذاب سے ڈرنے اور رونے کی تاکید

(۱۳۹۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو القاسم (محمد) صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم اس چیز کو جان لو جس کو میں جانتا ہوں تو یقیناً تمہارا رونا زیادہ اور ہنسنا کم ہو جائے۔" (بخاری)

(۱۳۹۳) حضرت اُمُّ الْعَلاَءَ اَنْصَارِیَّہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "باوجود یکہ میں اللہ کا رسول ہوں لیکن خدا کی قسم! یہ نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔"(بخاری)

(۱۳۹۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "(معراج کی رات میں یا اور کسی موقعہ پر) میرے سامنے دوزخ کی آگ پیش کی گئی، تو میں نے اس میں بنی اسرائیل کی ایک عورت کو دیکھا کہ اس کو ایک بلی کے معاملہ میں عذاب دیا جا رہا تھا، جس کو اس نے باندھ چھوڑا تھا، نہ تو کھانے پینے کے لیے اس کو کچھ دیا کرتی تھی، اور نہ اس کو کھولتی تھی کہ وہ (چل کر) حشرات الارض (یعنی چوہوں وغیرہ) میں سے کچھ کھالے، آخر کار وہ بلی بھوک سے تڑپ تڑپ کر مر گئی۔ نیز میں نے (دوزخ میں) عمرو بن عامر خزاعی کو بھی دیکھا جو اپنی آنتوں کو دوزخ کی آگ میں کھینچ رہا تھا، یہ (عمرو بن عامر خزاعی) سب سے پہلا شخص ہے جس نے (بتوں کے نام پر) اونٹنی چھوڑنے کی رسم نکالی تھی۔" (مسلم)

کثرتِ فسق و فجور کا انجام بد

(۱۳۹۵) حضرت زَینَب بنت جَحْش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گھبرائے ہوئے تشریف لائے، پھر فرمانے لگے کہ "اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، افسوس صد افسوس عرب کے لیے اس شر و فتنہ پر! جو (اپنی ہلاکت آفرینی کے ساتھ) قریب آپہنچا ہے۔ آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں اس قدر سوراخ ہو گیا ہے۔" یہ کہہ کر آپ نے انگوٹھے اور برابر والی انگلی کے ذریعہ حلقہ بنایا، حضرت زینب فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! کیا ہم اس صورت میں بھی ہلاک کر دیئے جائیں گے جب کہ ہمارے درمیان نیک اور پاکباز لوگ موجود ہوں گے؟" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ہاں! جب کہ فسق و فجور کی کثرت ہوگی" (یعنی جب معاشرہ میں برائیاں بہت پھیل جائیں گی اور ہر طرف فسق و فجور کا دور ہوگا تو ان برائیوں اور فسق و فجور کے سبب نازل ہونے والے فتنے اور آفات کو صلحاء اور بزرگوں کی موجودگی اور ان کی برکت بھی نہیں روک سکے گی) (بخاری و مسلم)

(۱۳۹۶) حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ یا حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ''میری امت میں کچھ ایسے گروہ اور طبقے پیدا ہوں گے جو ریشمی کپڑے کو اور شراب کو اور باجوں کو حلال و جائز کر دیں گے، اور ان میں سے کچھ لوگ بلند پہاڑ کے پہلو میں قیام کریں گے، رات کے وقت ان کے مویشی (جو چرنے کے لیے گئے ہوں گے) پیٹ بھرے ہوئے واپس آیا کریں گے، اور جب کوئی شخص اپنی ضرورت لے کر ان کے پاس آئے گا، تو وہ اس کو یہ کہہ کر ٹال دیں گے کہ کل ہمارے پاس آنا، پھر رات ہی میں اللہ تعالیٰ ان پر اپنا عذاب اس طرح نازل کرے گا کہ ان میں سے بعض پر تو پہاڑ الٹ دے گا (تاکہ وہ اس کے نیچے دب کر تباہ و ہلاک ہو جائیں اور ان کا نام و نشان باقی نہ رہے) اور ان میں سے بعض کی صورتوں کو مسخ کر کے بندر اور سور بنا دے گا قیامت تک (بدکاروں پر ایسا عذاب نازل ہوتا رہے گا)'' (بخاری)

دنیا میں اللہ کا عذاب عام ہوتا ہے

(۱۳۹۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر اپنا عذاب نازل کرتا ہے تو وہ عذاب ہر اس شخص کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے جو اس قوم میں ہوتا ہے، پھر (آخرت میں) لوگوں کو ان کے اعمال کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔'' (بخاری و مسلم)

(۱۳۹۸) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''قیامت کے دن ہر بندہ کو اسی حال پر اٹھایا جائے گا جس حال پر وہ مرا ہے۔'' (مسلم)

(فصل دوم)

دوزخ کی آگ اور دیگر عذابوں کا تذکرہ

(۱۳۹۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''(شدت وسختی اور ہولناکی کے اعتبار سے) میں نے دوزخ کی آگ کے مانند کوئی چیز نہیں دیکھی کہ اس سے بھاگنے والا سو رہا ہے، اور (سرور وشادمانی کے اعتبار سے) میں نے جنت کے مانند کوئی چیز نہیں دیکھی کہ اس کا طلب کرنے والا سو رہا ہے۔'' (ترمذی)

(۱۴۰۰) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جو کچھ میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے اور جو کچھ میں سنتا ہوں تم نہیں سنتے۔ آسمان (بوجھ کی وجہ سے) آواز کر رہا ہے، اور اس کا آواز کرنا بجا ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! آسمان میں چار انگشت کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں جہاں فرشتے خدا کے حضور اپنا سر سجدہ ریز کئے ہوئے نہ پڑے ہوں، خدا کی قسم! اگر تم اس چیز کو جان لو جس کو میں جانتا ہوں تو یقیناً تم بہت کم ہنسو اور زیادہ روؤ، اور بستروں پر اپنی عورتوں سے لذت حاصل کرنا چھوڑ دو، اور یقیناً تم خدا سے نالہ وفریاد کرتے ہوئے جنگلوں کی طرف نکل جاؤ''۔ حضرت ابوذر نے (یہ حدیث بیان کرکے) کہا: ''کاش! میں درخت ہوتا جس کو کاٹ دیا جاتا'' (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

خوف خدا اور یاد الٰہی کی تاکید

(۱۴۰۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' جو شخص ڈرتا ہے (کہ اس کا دشمن رات کے آخری حصے میں دھاوا بولنے والا ہے) تو وہ رات کے پہلے ہی حصہ میں بھاگتا ہے (تاکہ دشمن کی غارتگری سے محفوظ رہ سکے) اور

جو شخص رات کے پہلے حصے میں بھاگنا شروع کر دیتا ہے وہ منزل تک پہنچ جاتا ہے۔ جان لو! خدا کا مال بہت قیمتی ہے، اور یاد رکھو! خدا کا مال جنت ہے۔" (ترمذی)

(۱۴۰۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "(قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ (دوزخ پر متعین فرشتوں سے) فرمائے گا کہ اس شخص کو دوزخ سے نکالو جس نے مجھے کسی وقت یاد کیا ہے، یا کسی موقع پر مجھ سے ڈرا ہے۔" (ترمذی، بیہقی)

نیک لوگوں کا حال

(۱۴۰۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں پوچھا: ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ (وہ لوگ جو دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں، اور ان کے دل لرزاں و ترساں ہیں) کہ کیا یہ وہ لوگ ہیں جو شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "صدیق کی بیٹی! نہیں، یہ وہ لوگ نہیں ہیں جو شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں بلکہ وہ لوگ ہیں جو روزے رکھتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اس کے باوجود ڈرتے ہیں کہ ان کے اعمال کو (شاید) قبول نہ کیا جائے (اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آگے فرماتا ہے) ﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ﴾ یعنی یہی وہ لوگ ہیں جو نیک کاموں میں جلدی کرتے ہیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

قیامت اور موت آیا چاہتی ہیں

(۱۴۰۴) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب دو تہائی رات گذر جاتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (تہجد کی نماز کے لیے) اُٹھتے اور ارشاد فرماتے "لوگو! اللہ کو یاد کرو، اللہ کو یاد کرو، زلزلہ آیا چاہتا ہے (یعنی پہلا صور پھونکا ہی جانے والا ہے جس کے

ساتھ ہی سب مر جائیں گے) اس کے پیچھے پیچھے وہ بھی آرہا ہے جو پیچھے آنے والا ہے (یعنی پہلے صور کے بعد دوسرا صور بھی بس پھونکا ہی جانے والا ہے جس کی آواز پر سب دوبارہ زندہ ہو جائیں گے اور اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کر میدانِ حشر میں جمع ہو جائیں گے) موت اپنی تمام سختیوں کے ساتھ آرہی ہے، موت اپنی تمام سختیوں کے ساتھ آرہی ہے۔'' (ترمذی)

موت کو بہت یاد کیا کرو

(۱۴۰۵) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے (مسجد میں) تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ لوگ ہنس رہے ہیں، آپ نے (ان کو اس طرح ہنستے ہوئے دیکھ کر) ارشاد فرمایا: ''خبردار! اگر تم لذتوں کو فنا کردینے والی چیز کا کثرت سے ذکر کرتے رہو تو وہ تم کو اس چیز سے باز رکھے جس کو میں دیکھ رہا ہوں، اور وہ (یعنی لذتوں کو فنا کردینے والی چیز) موت ہے، پس تم لذتوں کو فنا کردینے والی چیز یعنی موت کو بہت یاد کیا کرو! حقیقت یہ ہے کہ قبر پر ایسا کوئی دن نہیں گذرتا جس میں وہ یہ نہ کہتی ہو کہ میں غربت کا گھر ہوں، میں تنہائی کا گھر ہوں، میں مٹی کا گھر ہوں، اور میں کیڑوں مکوڑوں کا گھر ہوں۔''

(پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا) ''جب کسی مومن بندہ کو دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے: خوش آمدید! تم ایک اچھی کشادہ، آرام کی جگہ اور اپنے ہی مکان میں آئے ہو، تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تم میرے نزدیک ان لوگوں میں سب سے زیادہ پیارے تھے، جو مجھ پر چلتے تھے، پس آج جب کہ میں تم پر حاکم وقادر بنائی گئی ہوں اور تم میرے پاس پہنچے ہو تو تم عنقریب میرے اس نیک سلوک کو دیکھو گے جو میں تمہارے ساتھ کروں گی۔'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اس کے بعد وہ قبر اس بندہ کے لیے کشادہ وفراخ ہو جاتی ہے اور وہ کشادگی وفراخی اس کو اپنی حد نظر تک معلوم ہوتی ہے،

پھر اس کے لیے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔“

اور جب کوئی فاسق یا کافر بندہ دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے: نہ تیرا آنا مبارک اور نہ تو اچھی کشادہ آرام کی جگہ اور اپنے مکان میں آیا ہے۔ تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ تو میرے نزدیک ان لوگوں میں سب سے برا تھا، جو مجھ پر چلتے تھے، پس آج جب کہ میں تجھ پر حاکم و قادر بنائی گئی ہوں اور تو میرا مجبور و مقہور ہوا ہے تو جلد ہی دیکھ لے گا کہ میں تیرے ساتھ کیسا برا سلوک کرتی ہوں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ”پھر قبر اس کو دباتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں اِدھر کی اُدھر ہو جاتی ہیں۔“ ابو سعید فرماتے ہیں کہ حضور نے (ان پسلیوں کی صورتِ حال دکھانے کے لیے) اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کیا (اور بتایا کہ اس طرح قبر کے دبانے کی وجہ سے اس کافر کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں) اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اس کافر پر ستر (۷۰) اژدھے مسلط کر دیئے جاتے ہیں (اور وہ ایسے اژدھے ہوتے ہیں کہ) اگر ان میں سے کوئی ایک اژدہا بھی زمین پر پھنکار مار دے تو وہ زمین، جب تک دنیا باقی ہے سبزہ اُگانے کے قابل نہ رہے، وہ اژدھے اس کافر کو کاٹتے اور نوچتے ہیں (اور یہ عمل اس وقت تک جاری رہے گا) جب تک اس بندہ کو (قیامت کے دن) حساب کے لیے نہ لے جایا جائے۔“ حضرت ابو سعید فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ”اس میں کوئی شک نہیں کہ قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا آگ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے“ (ترمذی)

حضور ﷺ کو کس چیز نے بوڑھا کر دیا؟

(۱۴۰۶) حضرت ابو جُحَیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب صحابہ نے یہ عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ تو بوڑھے ہو گئے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”سورۂ ہود اور اس جیسی سورتوں نے مجھ کو بوڑھا کر دیا ہے۔“ (ترمذی)

(۱۴۰۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) حضرت ابوبکر کہنے لگے: یارسول اللہ! آپ تو (بہت جلد) بوڑھے ہو گئے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! سورۂ ہود، سورۂ واقعہ، سورۂ مُرسَلاتْ، عَمَّ یَتَسَآءَ لُوْنَ اور اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ نے مجھ کو بوڑھا کر دیا ہے۔'' (ترمذی)

(فصل سوم)

چھوٹے گناہوں سے بچنے کی تاکید

(۱۴۰۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے (اپنے زمانہ کے مسلمانوں کو مخاطب کر کے) فرمایا ''تم ایسے کام کرتے ہو جو تمہاری نظر میں بال سے بھی زیادہ باریک ہیں لیکن ہم ان کاموں کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تباہ کن شمار کرتے تھے۔'' (بخاری)

(۱۴۰۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''عائشہ! تم اپنے آپ کو ان گناہوں سے دور رکھو جن کو بہت معمولی اور حقیر سمجھا جاتا ہے کیوں کہ ان گناہوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مطالبہ کرنے والا ہے (یعنی ایک طرح کا عذاب ہے)'' (ابن ماجہ، بیہقی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اللہ سے ڈرنے کا حال

(۱۴۱۰) حضرت ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری (جو اونچے درجہ کے تابعین میں سے ہیں) فرماتے ہیں کہ (ایک دن) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مجھ سے کہنے لگے کہ تمہیں معلوم ہے میرے والد (حضرت عمر فاروق) نے تمہارے والد (حضرت ابو موسیٰ اشعری) سے کیا کہا تھا؟ حضرت ابو بردہ فرماتے ہیں کہ میں نے جواب دیا: میں نہیں جانتا۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا ''میرے والد نے تمہارے والد سے کہا تھا کہ

اے ابو موسیٰ! کیا یہ بات تمہارے لیے خوش کن ہے کہ ہمارا اسلام جو رسول خدا ﷺ کے ساتھ تھا، ہماری ہجرت جو آپ کے ساتھ تھی، ہمارا جہاد جو آپ کے ساتھ تھا اور ہمارے سارے اعمال جو آپ کے ساتھ تھے وہ سب ہمارے لیے ثابت و برقرار رہیں ،اور ہم نے جو کام رسول خدا ﷺ کے بعد کیے ہیں ان سے اگر ہم برابر سرابر بھی چھوٹ جائیں تو ہماری نجات کے لیے کافی ہیں'' تمہارے والد نے (یہ سن کر) میرے والد سے کہا: ''نہیں، خدا کی قسم! ایسا نہیں ہے، حقیقت یہ ہے کہ ہم نے رسول خدا ﷺ کے بعد جہاد کیا ہے، نمازیں پڑھیں ہیں، روزے رکھے ہیں اور دوسرے بہت نیک کام کیے ہیں، اور بہت سے لوگ ہمارے ہاتھوں پر مسلمان ہوئے ہیں، اور یقیناً ہم (مذکورہ چیزوں) کا اجر و ثواب پانے کی امید رکھتے ہیں'' میرے والد (حضرت عمر) نے کہا: ''لیکن میں تو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں عمر کی جان ہے! اس بات کو زیادہ پسند کرتا ہوں کہ ہم نے جو اعمال رسول خدا ﷺ کے ساتھ کیے ہیں وہ ثابت و برقرار رہیں اور جو کام ہم نے آپ کے بعد کیے ہیں ان سے برابر سرابر چھوٹ جائیں۔'' (حضرت ابو بردہ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر) میں نے حضرت ابن عمر سے کہا: تمہارے والد، خدا کی قسم! میرے والد سے بہتر تھے (بخاری)

نو باتوں کا حکم

(۱۴۱۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے رب نے مجھ کو نو باتوں کا حکم دیا ہے، (۱) ظاہر و پوشیدہ ہر حالت میں اللہ سے ڈرنے کا (۲) غصہ اور ناراضگی کی حالت میں راست و درست بات کہنے کا (۳) غریبی اور مالداری کی حالت میں میانہ روی اختیار کرنے کا (۴) اور جو میرے ساتھ بدسلوکی کرے، اس کے ساتھ میں نیک سلوک کروں (۵) جو مجھے محروم رکھے، اس کو میں داد و دہش سے نوازوں (۶) اور جو شخص مجھ پر ظلم کرے، اس سے درگزر کروں (۷) اور میری

خاموشی، فکر ہو (۸) میرا بولنا، ذکر ہو (۹) اور میرا دیکھنا عبرت ہو —— نیز میرے رب نے مجھے یہ بھی حکم دیا ہے کہ میں نیکی کی تلقین کرتا رہوں۔ (رزین)

خوف خدا سے رونے کی فضیلت

(۱۴۱۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ہر وہ بندۂ مومن جس کی آنکھوں سے خدا کے خوف سے آنسو نکلیں اگرچہ وہ آنسو مکھی کے سر کے برابر کیوں نہ ہوں، پھر وہ آنسو بہہ کر اس کے حسین چہرے پر پہنچیں، تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کی آگ پر حرام کردے گا۔" (ابن ماجہ)

لوگوں کے احوال بدل جانے کا بیان

(فصل اول)

لوگوں کا حال

(۱۴۱۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لوگوں کا حال ان سو (۱۰۰) اونٹوں کی طرح ہو جائے گا جن میں ایک بھی سواری کے قابل نہ ہو" (بخاری، مسلم)

یہود ونصاریٰ کی پیروی سے بچو

(۱۴۱۴) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یقیناً تم ٹھیک ٹھیک برابر سرا بر ان لوگوں کے طور وطریق کو اختیار کرو گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے بل میں گھسے ہوں گے تو تم اس میں بھی ان کی

پیروی کرو گے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ لوگ جن کے طور طریقوں کو ہم اختیار کریں گے کیا وہ یہود و نصاریٰ ہیں؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر وہ یہود و نصاریٰ نہیں ہیں تو اور کون ہیں؟ (یعنی پہلے لوگوں سے مراد یہود و نصاریٰ ہی ہیں) (بخاری، مسلم)

بدکار اور ناکارہ لوگوں کی کثرت

(۱۴۱۵) حضرت مِرْدَاس اَسْلَمِی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نیک اور اچھے لوگ یکے بعد دیگرے اس دنیا سے گذرتے رہیں گے اور بدکار و ناکارہ لوگ جَو یا کھجور کی بھوسی کی طرح باقی رہ جائیں گے جن کی اللہ تعالیٰ کو کوئی پروا نہیں ہوگی (یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسے لوگوں کی کوئی قدر و منزلت نہیں ہوگی)۔ (بخاری)

(فصل دوم)

چند پیش گوئیاں

(۱۴۱۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جب میری امت کے لوگ تکبر کی چال چلنے لگیں گے، اور بادشاہوں کے بیٹے یعنی فارس و روم والے ان کی خدمت کریں گے، تو ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ امت کے برے لوگوں کو بھلے لوگوں پر مسلط کر دے گا۔'' (ترمذی)

(۱۴۱۷) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم (مسلمان) اپنے امام و خلیفہ کو قتل کرو گے، اور تمہاری تلواریں آپس ہی میں ایک دوسرے کی گردن اڑائیں گی، اور تمہاری دنیا کے

وارث ووالی بدکار لوگ ہو جائیں گے۔" (ترمذی)

(۱۴۱۸) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "قیامت اس وقت تک نہ آئے گی یہاں تک کہ دنیا میں سب سے بڑا اقبال مندوہ شخص ہوگا جو کمینہ اور احمق ہے اور کمینہ کا بیٹا ہے" (ترمذی، بیہقی)

(۱۴۱۹) حضرت مُحمّد بن کَعْب قُرَظِی فرماتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے یہ حدیث بیان کی جس نے حضرت علی سے اس کو سنا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "(ایک دن) ہم لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ مُصْعَب بن عُمَیْر بھی وہاں آگئے اس وقت ان کے بدن پر صرف ایک چادر تھی اور اس چادر میں بھی چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو رو پڑے کہ ایک زمانہ وہ تھا جب مصعب کس قدر خوشحال اور آرام وراحت کی زندگی گذارتے تھے، اور آج ان کی کیا ٹوٹی پھوٹی حالت ہے، پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار تعجب وحسرت کے طور پر ارشاد فرمایا "اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب کہ تم میں کا کوئی شخص صبح کو ایک جوڑا پہن کر نکلے گا، اور شام کو دوسرا جوڑا پہن کر نکلے گا، تمہارے سامنے کھانے کا ایک بڑا پیالہ رکھا جائے گا اور دوسرا اٹھایا جائے گا، اور تم اپنے گھروں پر اس طرح پردہ ڈالو گے جس طرح کعبہ پر پردہ ڈالا جاتا ہے۔ بعض صحابہ نے (یہ سن کر) عرض کیا: یارسول اللہ! ہم اس دن آج کے دن سے بہتر حال میں ہوں گے۔ کیوں کہ اس وقت ہم عبادت کے لیے آزاد وفارغ ہوں گے، اور ہمیں محنت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوگی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا: "نہیں، بلکہ تم اس دن کی بہ نسبت آج کے دن زیادہ بہتر ہو" (ترمذی)

آخر زمانہ میں دین پر ثابت قدم رہنا سخت دشوار ہوگا

(۱۴۲۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

''لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اس وقت لوگوں کے درمیان اپنے دین پر صبر کرنے والا (یعنی دینی احکام کی حفاظت وپیروی کرنیوالا) اس شخص کے مانند ہوگا جس نے اپنی مٹھی میں انگارہ لے لیا ہو۔'' (ترمذی)

موت زندگی سے کب بہتر ہوگی؟

(۱۴۲۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جب تمہارے قائد وسردار وہ لوگ ہوں جو تم میں بہترین لوگ ہیں، اور تمہارے مال دار لوگ تم میں سب سے زیادہ سخی ہوں، اور تمہارے معاملات باہمی مشوروں سے انجام پاتے ہوں، تو اس وقت زمین کی پشت تمہارے لئے زمین کے پیٹ سے بہتر ہوگی (یعنی ایسے مبارک زمانہ میں زندگی موت سے بہتر ہوگی) اور جب تمہارے قائدوسردار وہ لوگ ہوں جو تم میں بدترین لوگ ہیں، تمہارے دولت مند لوگ بخیل ہوں، اور تمہارے معاملات کی باگ ڈور عورتوں کے ہاتھ میں ہو، تو اس وقت زمین کا پیٹ تمہارے لئے زمین کی پشت سے بہتر ہوگا (یعنی ایسے زمانہ میں مرنا، جینے سے بہتر ہوگا)'' (ترمذی)

دنیا کی محبت اور موت سے بیزاری کا انجام

(۱۴۲۲) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عنقریب ایسا وقت آنے والا ہے جب کفر وضلالت سے بھرے ہوئے لوگوں کا گروہ آپس میں ایک دوسرے کو تم سے لڑنے اور تمہاری شان وشوکت کو مٹانے کے لئے بلائیگا جیسا کہ کھانے کے دسترخوان پر جمع ہونے والے آپس میں ایک دوسرے کو کھانے کے پیالہ کی طرف متوجہ کرتے ہیں، کسی صحابی نے (یہ سن کر) عرض کیا: (ان کا ہمارے خلاف جمع ہونا اور ہم پر غالب آجانا) کیا اس سبب سے ہوگا کہ اس وقت ہم کم

تعداد میں ہوں گے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں، بلکہ اس وقت تمہاری تعداد تو بہت ہوگی، لیکن تمہاری حیثیت پانی کے اس جھاگ کی سی ہوگی جو دریا، یا نالوں کے کناروں پر ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہاری ہیبت اور تمہارا رعب نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں ضعف وسستی پیدا کردے گا، کسی نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے دلوں میں ضعف وسستی پیدا ہوجانے کا سبب کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا کی محبت اور موت سے بیزاری۔ (یعنی جب زندگی تمہارے لئے عزیز اور موت تمہارے لئے ناپسندیدہ ہوجائے گی تو تم دشمن کا مقابلہ کرنے اور بہادری کے جوہر دکھانے کے قابل نہیں رہ جاؤ گے) (ابوداؤد، بیہقی)

(فصل سوم)

چند حرام کاموں کا وبال

(۱۴۲۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"جب کوئی قوم مال غنیمت میں خیانت کرنے لگتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دلوں میں دشمن کا رعب وخوف پیدا کردیتا ہے۔

جس قوم میں زناکاری پھیل جاتی ہے اس میں اموات کی زیادتی ہوجاتی ہے۔

جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے، اس کا رزق اٹھالیا جاتا ہے (یعنی برکت ختم کردی جاتی ہے یا اس قوم کو حلال رزق سے محروم کردیا جاتا ہے)

جو قوم ناحق احکام جاری کرنے لگتی ہے، ان کے درمیان خونریزی پھیل جاتی ہے۔

اور جو قوم اپنے عہد وپیمان توڑ دیتی ہے، اللہ تعالیٰ اس پر اس کے دشمن کو مسلط کردیتا ہے۔" (مالک)

عذاب سے ڈرانے اور نصیحت کرنے کا بیان

(فصل اول)

حضور ﷺ کا ایک اہم خطبہ

(۱۴۲۴) حضرت عِیَاض بن حِمَار مُجَاشِعِی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول خدا ﷺ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: (لوگو) سنو! میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں وہ باتیں بتادوں جو تم نہیں جانتے، اللہ تعالیٰ نے آج مجھے جو باتیں بتائیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو مال میں نے اپنے کسی بندہ کو دیا ہے وہ حلال ہے (یعنی کسی شخص کو جو مال و اسباب جائز ذرائع سے حاصل ہوا ہے وہ اس کے حق میں حلال ہے، کوئی اس کو اپنی طرف سے حرام قرار نہیں دے سکتا) نیز اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ میں نے اپنے سب بندوں کو غلط راہ سے ہٹ کر سیدھی راہ پر قائم رہنے والا پیدا کیا ہے لیکن یہ شیاطین ان بندوں کے پاس آئے، اور ان کو ان کے دین سے پھیر کر گمراہی میں ڈال دیا اور ان پر وہ چیزیں حرام کر دیں جن کو میں نے ان کے لیے حلال کیا تھا، اور ان ہی شیاطین نے ان کو حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ اس چیز کو شریک کریں کہ میں نے اس کی کوئی دلیل نہیں اتاری، اور (اللہ تعالیٰ نے آج مجھے جو باتیں بتائیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے زمین والوں پر نظر ڈالی تو (ان کے شرک و کفر کی وجہ سے) سخت ناراض ہوا خواہ وہ عرب کے رہنے والے ہوں یا عجم کے، مگر اہل کتاب (یعنی یہود و نصاری) میں سے جو لوگ دین پر باقی اور ثابت قدم رہے (ان سے اللہ تعالیٰ ناراض نہیں ہوا) اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے آپ کو پیغمبر بنا کر دنیا میں اس لیے بھیجا ہے تاکہ میں آپ کو

آزماؤں (کہ آپ اپنی قوم کی ایذا رسانی پر کس طرح صبر کرتے ہیں) اور آپ کے ساتھ آپ کی قوم کو بھی آزماؤں (کہ آیا وہ لوگ آپ پر ایمان لاتے ہیں یا نہیں) اور میں نے آپ پر ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جس کو پانی دھو اور مٹا نہیں سکتا (یعنی عام طور سے کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب کو پانی سے دھویا جائے تو مٹ جاتی ہے لیکن وہ کتاب جو آپ پر نازل ہوئی ہے وہ ایسی نہیں ہے کہ اس کو کوئی پانی سے دھو اور مٹا دے بلکہ وہ ہر قسم کی تحریف اور تغیر و تبدل سے محفوظ ہے بایں طور کہ اس کو قیامت تک کے لیے دلوں میں محفوظ کر دیا گیا ہے اور اس کے احکام کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے باقی و جاری رکھا ہے) آپ اس کتاب کو سوتے جاگتے (ہر وقت) پڑھتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو یہ حکم دیا ہے کہ میں قریش کو جلا دوں (یعنی اہل قریش میں سے جو لوگ ایمان نہیں لاتے، اور کفر کی حالت پر قائم ہیں ان کو اس طرح تباہ و ہلاک کر دوں کہ ان کا نام و نشان تک باقی نہ رہے) میں نے عرض کیا: میرے پروردگار! قریش تو میرا سر کچل ڈالیں گے اور کچل کر روٹی کے مانند (چوڑا) کر دیں گے (یعنی اہل اسلام کے مقابلہ میں ان کی طاقت اور تعداد بہت زیادہ ہے، میں ان سے کس طرح نمٹ سکوں گا اور کیسے ان پر غلبہ پاؤں گا) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: تم ان کو ان کے وطن سے نکال دو جس طرح انہوں نے آپ کو وطن بدر کیا تھا اور ان کے ساتھ جہاد کرو، ہم آپ کے جہاد کے سامان کا انتظام کریں گے، آپ اپنے لشکر والوں پر مال و اسباب خرچ کیجیے، اگر آپ کے پاس مال و اسباب نہیں ہوگا تو ہم دیں گے اور اس کا انتظام کریں گے۔ آپ ان سے جنگ کرنے کے لیے اپنا لشکر بھیجیے، ہم دشمن کے لشکر سے پانچ گنی زیادہ طاقت کے ساتھ آپ کی مدد کریں گے، اور جن لوگوں نے آپ کی اطاعت کی ہے ان کو ساتھ لے کر ان کے خلاف جنگ کیجیے جنہوں نے آپ کی نافرمانی کی ہے۔ (مسلم)

عذاب سے ڈرانے کے واقعات

(۱۴۲۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَکَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴾ (یعنی اپنے قریب ترین کنبہ والوں کو ڈرایئے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوہِ صفا پر (جو خانہ کعبہ کے قریب ہے) چڑھے اور وہاں سے پکارنا شروع کیا: اے بنی فِهر! اے بنی عدی! یعنی قریش کی تمام شاخوں کو (نام بنام) بلانا شروع کیا، چنانچہ جب لوگ جمع ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کہ جنگل میں ایک لشکر آ کر اترا ہے اور تمہیں تباہ و غارت کر دینا چاہتا ہے تو کیا تم مجھ کو سچا جانو گے؟ ان سب نے (ایک زبان ہو کر) کہا بیشک! کیوں کہ ہمارا ہمیشہ کا تجربہ ہے کہ آپ نے جب بھی کوئی بات کہی ہے سچ کہی ہے، آپ کی زبان سے ہم نے کبھی سوائے سچ کے کوئی بات نہیں سنی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (اگر تم مجھے سچا سمجھتے ہو تو سنو!) میں خدا کی طرف سے تمہیں اس کے سخت ترین عذاب کے اترنے سے پہلے ڈرانے والا ہوں (یعنی میں خدا کے رسول کی حیثیت سے تمہارے سامنے اسلام کی دعوت پیش کرتا ہوں، اس کو قبول کرو، اگر تم اس دعوت کو قبول نہیں کرو گے اور مجھ پر ایمان نہیں لاؤ گے تو پھر میں تمہیں یہ خبر دیتا ہوں کہ تم پر خدا کا نہایت سخت عذاب نازل ہوگا) ابولہب (جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا اور جس کا نام عَبْدُ الْعُزّٰی تھا یہ بات سن کر) بولا: سارے دن تیرے لیے تباہی ہو، کیا اسی لیے تو نے ہمیں اکٹھا کیا تھا؟! اس پر یہ سورت نازل ہوئی ﴿ تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ﴾ یعنی ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ برباد ہو جائے۔ (بخاری و مسلم)

(۱۴۲۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَکَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴾ (یعنی اپنے قریب ترین کنبہ والوں کو ڈرایئے) تو نبی

کریم ﷺ نے قریش کے لوگوں کو (آواز دے کر) بلایا، جب وہ جمع ہو گئے تو آپ نے عام و خاص سب کو (اس طرح) خطاب فرمایا: ''اے کعب بن لوی کے بیٹو! اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ (یعنی ایمان قبول کرو اور نیک عمل کرو تا کہ دوزخ کی آگ سے نجات پا سکو) اے مرہ بن کعب کے بیٹو! اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ، اے عبد شمس کے بیٹو! اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ، اے ہاشم کے بیٹو! اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ، اے عبدالمطلب کے بیٹو! اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ، اور اے (میری لختِ جگر) فاطمہ! اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچا۔ اس لیے کہ میں تم میں سے کسی کو خدا کے عذاب سے نہیں بچا سکتا، البتہ مجھ پر تمہاری قرابت کا حق ہے جس کو میں اس کی تری کے ساتھ تر کرتا ہوں (یعنی میں تمہارے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہوں) اس روایت کو مسلم نے نقل کیا ہے۔

اور جس روایت کو بخاری و مسلم دونوں نے نقل کیا ہے اس میں یہ الفاظ ہیں کہ (حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا) اے قریش کے گروہ! اپنے آپ کو خرید لو (یعنی مجھ پر ایمان لانے اور خدا کی طاعت و فرمانبرداری کے ذریعہ اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ) میں تم سے خدا کے عذاب میں سے کچھ بھی دور نہیں کر سکتا۔ اے عبد مناف کے بیٹو! میں تم سے (بھی) خدا کے عذاب میں سے کچھ دور نہیں کر سکتا، اے (میرے چچا) عباس بن عبدالمطلب! میں آپ سے (بھی) خدا کے عذاب میں سے کچھ دور نہیں کر سکتا، اور اے رسول اللہ کی پھوپھی صفیہ! میں آپ سے (بھی) خدا کے عذاب میں سے کچھ دور نہیں کر سکتا، اور اے فاطمہ بنت محمد! میرے مال میں سے جو کچھ تو چاہے مانگ لے (میں دوں گا) لیکن خدا کے کسی عذاب سے میں تجھ کو (بھی) نہیں بچا سکتا۔

(بخاری، مسلم)

(فصل دوم)

یہ اُمت: اُمت مرحومہ ہے

(۱۴۲۷) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میری یہ امت، امت مرحومہ ہے (یعنی دوسری امتوں کی بہ نسبت میری امت پر اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت زیادہ ہے) اس امت پر آخرت میں عذاب نہیں ہے اس کا عذاب دنیا میں فتنے، زلزلے اور قتل ہے۔" (ابوداؤد)

چند پیشین گوئیاں

(۱۴۲۸) حضرت ابو عُبَیْدَہ بن جرّاح اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما (جو دونوں اونچے درجے کے صحابہ میں سے ہیں) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: یہ امر (خلافت وسلطنت) نبوت و رحمت کے ساتھ ظاہر ہوا، پھر وہ خلافت و رحمت ہوگا۔ پھر وہ کاٹ کھانے والی بادشاہت ہوگا، پھر وہ جبر وتشدد اور حد سے تجاوز کرنے والا، اور زمین پر فتنہ وفساد بن جائے گا، اس وقت لوگ ریشمی کپڑوں کو جائز (جان کر استعمال) کریں گے، عورتوں کی شرمگاہوں کو اور شراب کو حلال قرار دیں گے۔ لیکن ان چیزوں کے باوجود ان کو رزق دیا جائے گا اور (کفار اور ان کے مخالفین کے مقابلہ پر) ان کی مدد کی جائے گی یہاں تک وہ اللہ تعالیٰ سے جاملیں گے (بیہقی)

(۱۴۲۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ "اسلام میں سب سے پہلے جس چیز کو اوندھا کر دیا جائے گا جیسے برتن اوندھا کیا جاتا ہے وہ شراب ہوگی۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! یہ کیوں کر ہوگا؟ جب کہ شراب کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے نہایت وضاحت کے ساتھ حکم بیان

فرمایا ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لوگ اس کا نام بدل دیں گے اور اس کو حلال جانیں گے۔'' (دارمی)

(فصل سوم)

خلافت وسلطنت کے بارے میں پیش گوئی

(۱۴۳۰) حضرت نعمان بن بشیر، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تمہارے درمیان نبوت باقی رہے گی جب تک اللہ چاہے گا، پھر اللہ تعالیٰ نبوت کو اٹھا لے گا، اس کے بعد نبوت کے طریقہ پر خلافت قائم ہوگی، اور وہ اس وقت تک قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا، پھر اللہ تعالیٰ خلافت کو بھی اٹھا لے گا، اس کے بعد کاٹ کھانے والی بادشاہت ہوگی، اور وہ بادشاہت اس وقت تک قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا، پھر اللہ تعالیٰ اس بادشاہت کو بھی اٹھا لے گا، اس کے بعد زور زبردستی والی بادشاہت ہوگی، اور وہ اس وقت تک باقی رہے گی جب تک اللہ چاہے گا، پھر اللہ تعالیٰ اس بادشاہت کو بھی اٹھا لے گا، اس کے بعد پھر نبوت کے طریقہ پر (یعنی عدل وانصاف کو پورے طور پر جاری کرنے والی) خلافت قائم ہوگی، اتنا فرما کر آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔''

اس حدیث کے راوی اور نعمان بن بشیر کے مولی حبیب بن سالم کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تو میں نے یہ حدیث شریف ان کو لکھ بھیجی، اور میں یہ حدیث شریف ان کو یاد دلا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ آپ کاٹنے والی اور زور زبردستی والی بادشاہت کے بعد امیر المؤمنین (یعنی خلیفہ برحق) ہوں گے، چنانچہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اس (نصیحت) کی وجہ سے خوش ہوئے اور اس کو پسند کیا۔ (احمد، بیہقی)

فتنوں کا بیان

(فصل اول)

قیامت تک پیش آنے والے فتنوں کا تذکرہ

(۱۴۳۱) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (ایک دن) ہمارے درمیان خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس خطبہ میں قیامت تک جتنی چیزیں پیش آنے والی تھیں ان کو بیان کیے بغیر نہیں چھوڑا ، ان باتوں کو یادرکھنے والوں نے یادرکھا، اور بھولنے والے بھول گئے، میرے یہ ساتھی اس واقعہ کو جانتے ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ باتوں میں سے کوئی بات جس کو میں بھول گیا ہوں جب وجود میں آتی ہے اور میں اس کو دیکھتا ہوں تو فوراً مجھے وہ بات یاد آجاتی ہے، جس طرح ایک مرد دوسرے مرد کا چہرہ یادرکھتا ہے جب وہ غائب ہوتا ہے، پھر جب اس کو دیکھتا ہے تو فوراً اس کو پہچان لیتا ہے (بخاری، مسلم)

فتنوں کے زمانہ میں لوگوں کے دلوں کا حال

(۱۴۳۲) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں کے دلوں پر فتنے اس طرح پیش کیے جائیں گے جس طرح چٹائی میں تنکے پر تنکا لگایا جاتا ہے، پھر جو دل ان فتنوں کو قبول کرے گا، اس میں ایک سیاہ داغ لگایا جائے گا، اور جو دل ان فتنوں کو قبول کرنے سے انکار کرے گا اس

میں ایک سفید داغ لگایا جائے گا، چنانچہ لوگوں کے دل دو قسم کے ہو جائیں گے، ایک سنگ مرمر کی طرح بالکل سفید ہوگا، اس کو کوئی فتنہ نقصان نہیں پہنچائے گا جب تک آسمان و زمین باقی ہیں، اور دوسرا راکھ کے رنگ جیسا سیاہ اور الٹے برتن کی طرح ہوگا، یہ دل نہ اچھے کام کو اچھا سمجھے گا، نہ برے کام کو برا جانے گا، مگر جس چیز کی خواہش اس کے دل میں پیوست ہوگئی ہے (اسی کی اتباع اور پیروی کرے گا چاہے وہ چیز اچھی ہو یا بری) (مسلم)

آخر زمانہ میں لوگوں کا حال

(۱۴۳۳) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے (امانت اور اس کے اٹھ جانے کے بارے میں) دو حدیثیں (یعنی دو باتیں) بیان فرمائیں، ان میں سے ایک کو میں دیکھ چکا ہوں، اور دوسری کا منتظر ہوں، چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان فرمایا کہ امانت لوگوں کے دلوں کی گہرائی میں اتری، پھر انہوں نے (اس امانت کے نور سے) قرآن کو جانا، پھر انہوں نے سنت کو جانا۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امانت کے اٹھ جانے (یعنی ایمان کے ثمرات و برکات کے اٹھ جانے اور اس میں نقص آجانے) کی حدیث بیان کی، چنانچہ ارشاد فرمایا آدمی (حسب معمول) سوئے گا اور امانت اس کے دل سے نکال لی جائے گی (یعنی ایمان کے ثمرات و انوار ناقص و کم ہو جائیں گے) پس امانت (کے اٹھ جانے) کا نشان ہلکے دھبے کی طرح ہو جائے گا، پھر جب وہ دوبارہ سوئے گا (اور زیادہ غفلت طاری ہوگی) تو اس کی امانت کا وہ حصہ بھی نکال لیا جائے گا جو باقی رہ گیا تھا، پس اس کا نشان آبلہ کے نشان کی طرح باقی رہے گا جیسے انگارے کو جب تم اپنے پاؤں سے لڑھکاتے ہو تو آبلہ پڑ جاتا ہے، اور تم اس کو پھولا ہوا دیکھتے ہو حالانکہ اس میں (خراب

اور گندے پانی کے علاوہ) کچھ نہیں ہوتا، پھر جب لوگ صبح کو اٹھیں گے تو حسب معمول آپس میں خرید و فروخت کریں گے اور ان میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں ہوگا جو امانت کو ادا کرے (یعنی لوگوں کے حق میں کوئی خیانت و بد دیانتی نہ کرنے والا کہیں دور دور بھی نظر نہیں آئے گا) یہاں تک کہ یہ کہا جائے گا کہ فلاں قبیلہ (یا فلاں شہر و آبادی) میں بس ایک شخص ہے جو امانت دار یعنی کامل الایمان ہے، اور (اس زمانہ میں) ایک شخص کے بارے میں یہ کہا جائے گا کہ وہ کس قدر عقلمند و ہوشیار، کس قدر خوش گو، اور زبان آور ہے! اور کس قدر چست و چالاک ہے! حالانکہ اس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان نہیں ہوگا (بخاری و مسلم)

حضرت حذیفہ کے سوالوں کے جوابات

(۱۴۳۴) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ (اکثر) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر اور بھلائی کے بارے میں پوچھا کرتے تھے، اور میں آپ سے شر اور برائی کے بارے میں دریافت کیا کرتا تھا اس خوف کی وجہ سے کہ کہیں میں کسی فتنہ میں مبتلا نہ ہو جاؤں، حضرت حذیفہ کہتے ہیں (اپنی مذکورہ عادت کے مطابق ایک دن) میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم لوگ (اسلام سے قبل) جاہلیت اور برائی میں مبتلا تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے (آپ کی بعثت کے صدقہ میں) ہمیں یہ ہدایت و بھلائی (یعنی اسلام کی روشنی) عطا فرمائی، تو کیا اس ہدایت و بھلائی کے بعد کوئی اور برائی پیش آنے والی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ہاں! (اس بھلائی کے بعد بھی برائی پیش آنے والی ہے)۔''

میں نے عرض کیا: تو کیا اس برائی کے بعد پھر ہدایت و بھلائی کا ظہور ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ہاں! اس برائی کے بعد پھر بھلائی کا ظہور ہوگا لیکن اس برائی کے بعد جو بھلائی آئے گی اس میں کدورت ہوگی۔'' میں نے عرض کیا: اس بھلائی کی

کدورت کیا ہوگی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''(میں نے کدورت کی جو بات کہی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ) ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو میرے طریقہ اور میری روش کے خلاف طریقہ اور روش اختیار کریں گے، لوگوں کو میرے راستہ کے خلاف راستہ بتائیں گے، تم ان کے کچھ کاموں کو اچھا اور کچھ کاموں کو برا دیکھو گے''

میں نے عرض کیا: اس بھلائی کے بعد پھر کوئی برائی پیش آئے گی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ہاں! ایسے لوگ (پیدا) ہوں گے جو دوزخ کے دروازوں پر کھڑے ہوکر مخلوق کو (اپنی طرف) بلائیں گے، جو شخص ان کے بلاوے کو قبول کر کے دوزخ کی طرف جانا چاہے گا اس کو وہ دوزخ میں دھکیل دیں گے''

میں نے عرض کیا: ان کے بارے میں وضاحت فرمایئے (کہ وہ کون لوگ ہوں گے، آیا وہ مسلمان ہوں گے یا غیر مسلم؟) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ''وہ ہمارے خاندان میں سے ہوں گے، اور ہماری زبان میں گفتگو کریں گے (یعنی وہ لوگ ہمارے ہم مذہب ہوں گے، اور ان کی گفتگو قرآن و حدیث کے حوالوں سے مزین اور پند و نصائح سے آراستہ ہوگی اور بظاہر ان کی زبان پر دین و مذہب کی باتیں ہوں گی مگر ان کے دل نیکی و بھلائی سے خالی ہوں گے)''

میں نے عرض کیا: میرے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے؟ (یعنی اگر میں ان لوگوں کا زمانہ پاؤں تو اس وقت مجھے کیا کرنا چاہیے؟) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ''(کتاب و سنت پر عمل کرنے والے) مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا، اور ان کے امیر کی اطاعت کرنا''

میں نے عرض کیا: اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت ہی نہ ہو؟ اور نہ ان کا کوئی امیر و مقتدا ہو (بلکہ مسلمان مختلف جماعتوں میں منقسم ہوں اور الگ الگ مقتداؤں کے پیچھے چلتے ہوں تو ایسی صورت میں مجھے کیا کرنا چاہیے؟) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ایسی صورت میں تمہیں ان سب فرقوں اور جماعتوں سے صرفِ نظر کر کے یکسوئی اختیار

کر لینی چاہیے۔ اگرچہ اس یکسوئی کے لیے تمہیں کسی درخت کی جڑ میں پناہ کیوں نہ لینی پڑے یہاں تک کہ اسی یکسوئی کی حالت میں موت تمہیں اپنی آغوش میں لے لے" (بخاری ومسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "میرے بعد ایسے امام (یعنی امیر و بادشاہ اور قائد ورہنما) ہوں گے جو میری راہ پر نہیں چلیں گے، اور میری روش اور میرا طریقہ نہیں اپنائیں گے، اور اس زمانہ میں ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے، جن کی شکل وصورت آدمیوں جیسی ہوگی، لیکن ان کے دل شیطانوں جیسے ہوں گے"

حضرت حذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر میں اس زمانہ کو پاؤں تو کیا کروں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "مسلمانوں کا امیر ومقتدا جو کچھ کہے اس کی سننا اور امیر کی اطاعت کرنا، اگرچہ تمہاری پشت پر مارا جائے اور تمہارا مال چھین لیا جائے تب بھی سننا اور اطاعت کرنا"

خطرناک فتنے

(۱۴۳۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "نیک کاموں میں جلدی کرو اس سے پہلے کہ وہ فتنے ظاہر ہو جائیں جو تاریک رات کے ٹکڑوں کے مانند ہوں گے (اور ان فتنوں کا اثر یہ ہوگا) کہ آدمی صبح کو مؤمن ہوگا، اور شام کو کافر بن جائے گا، اور شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر ہو جائے گا، نیز اپنے دین و مذہب کو دنیا کی تھوڑی سی متاع کے عوض بیچ ڈالے گا۔" (مسلم)

فتنوں کے زمانہ میں بہتر شخص کون ہوگا؟

(۱۴۳۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "عنقریب فتنے پیدا ہوں گے، ان فتنوں میں بیٹھنے والا، کھڑے ہونے والے سے بہتر

ہوگا، اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا، اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا، اور جو شخص فتنوں کی طرف جھانکے گا فتنہ اس کو اپنی طرف کھینچ لے گا، پس جو شخص ان فتنوں سے نجات کی کوئی جگہ یا پناہ گاہ پائے تو اس شخص کو چاہیے کہ اس کے ذریعہ پناہ حاصل کرلے (یعنی اگر ان فتنوں سے بھاگنے کا کوئی راستہ مل سکتا ہو تو فتنوں کی جگہ سے نکل بھاگے یا کوئی ایسی جگہ اس کو معلوم ہو کہ جہاں چھپ جانے کی وجہ سے ان فتنوں سے پناہ مل سکتی ہو تو وہاں جا کر چھپ جائے)'' (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی ایک اور روایت میں یوں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ایک فتنہ ظاہر ہوگا اس فتنہ میں سونے والا شخص جاگنے والے سے بہتر ہوگا، جاگنے والا شخص کھڑا رہنے والے سے بہتر ہوگا، اور کھڑا ہونے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا، لہٰذا جو شخص اس فتنہ سے بھاگنے کا راستہ یا اس سے پناہ کی جگہ پائے تو اس کو چاہیے کہ وہاں جا کر پناہ حاصل کرلے۔''

(۱۴۳۷) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا'' عنقریب فتنوں کا ظہور ہوگا۔ یاد رکھو پھر فتنے پیدا ہوں گے اور یاد رکھو! ان فتنوں میں سے ایک بہت بڑا فتنہ (یعنی مسلمانوں کی باہمی محاذ آرائی اور خونریزی کا حادثہ) پیش آئے گا، اس فتنہ میں بیٹھا ہوا شخص چلنے والے شخص سے بہتر ہوگا اور چلنے والا شخص اس فتنہ کی طرف دوڑنے والے شخص سے بہتر ہوگا۔ پس آگاہ رہو! جب وہ فتنہ پیش آئے تو جس شخص کے پاس اونٹ ہوں وہ اپنے اونٹوں کے پاس (جنگل میں) چلا جائے، جس شخص کے پاس بکریاں ہوں، وہ بکریوں کے پاس چلا جائے اور جس شخص کے پاس (اس فتنہ کی جگہ سے کہیں دور) کوئی زمین ہو وہ اپنی اس زمین میں چلا جائے۔'' (حاصل یہ کہ جس جگہ وہ فتنہ ظاہر ہو وہاں نہ ٹھہرے بلکہ اس جگہ کو چھوڑ کر کہیں دور چلا جائے اور گوشۂ عافیت پکڑ لے)

ایک شخص نے (یہ سن کر) عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے یہ بتایئے کہ اگر کسی شخص کے

پاس نہ اونٹ ہوں، نہ بکریاں نہ کوئی زمین و مکان وغیرہ ہو (تو اس کو کیا کرنا چاہیے؟) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اس کو چاہیے کہ وہ اپنی تلوار کی طرف متوجہ ہو اور اس کو پتھر پر مار کر توڑ ڈالے (یعنی اس کے پاس جو بھی آلاتِ حرب اور ہتھیار ہوں ان کو بے کار اور ناقابل استعمال بنادے) پھر اس شخص کو چاہیے کہ اگر وہ فتنہ کی جگہ سے بھاگ سکتا ہو تو جلد نکل بھاگے (اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا) اے اللہ! میں نے تیرے احکام تیرے بندوں کو پہنچا دیئے۔'' یہ الفاظ آپ ﷺ نے تین بار فرمائے! ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے یہ بتایئے کہ اگر مجھے مجبور کر کے لڑنے والے دونوں فریقوں میں سے کسی ایک فریق کی صف میں لے جایا جائے، پھر مجھے کوئی شخص اپنی تلوار سے مارے یا کوئی تیر آ کر مجھ کو لگے جو مجھے موت کی آغوش میں پہنچا دے (تو اس صورت میں قاتل اور مقتول کا کیا حکم ہوگا؟) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تمہارا وہ قاتل اپنے اور تمہارے گناہ کے ساتھ لوٹے گا اور دوزخیوں میں شمار ہوگا۔'' (مسلم)

(۱۴۳۸) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''عنقریب (ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ) ایک مسلمان کے لیے اس کا بہترین مال بکریاں ہوں گی جن کو لے کر وہ پہاڑ کی چوٹی پر یا بارش برسنے کی جگہ پر چلا جائے اور فتنوں سے بھاگ کر اپنا دین بچالے۔'' (بخاری)

فتنوں کی بارش

(۱۴۳۹) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) نبی کریم ﷺ مدینہ کے ایک بلند مکان پر چڑھے، اور پھر (صحابہ کو مخاطب کر کے) ارشاد فرمایا: ''کیا تم اس چیز کو دیکھتے ہو جس کو میں دیکھ رہا ہوں؟'' صحابہ نے جواب دیا کہ نہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک میں ان فتنوں کو دیکھ رہا ہوں جو تمہارے گھروں کے درمیان اس طرح برس رہے ہیں جس طرح بارش برستی ہے'' (بخاری و مسلم)

مسلمانوں کی تباہی

(۱۴۴۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میری امت کی ہلاکت قریش کے چند نوجوانوں کے ہاتھوں سے ہوگی" (بخاری)

آخر زمانہ کے کچھ احوال

(۱۴۴۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "(وہ وقت آنے والا ہے جب) زمانے ایک دوسرے کے قریب ہوں گے، علم اٹھا لیا جائے گا، فتنے پھوٹ پڑیں گے، بخل ڈالا جائے گا اور ہرج زیادہ ہوگا۔" صحابہ نے (یہ سن کر) عرض کیا "ہرج" کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "قتل اور غارت گیری" (بخاری و مسلم)

(۱۴۴۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "قسم ہے اس ذاتِ پاک کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! دنیا اس وقت تک فنا نہیں ہوگی جب تک لوگوں پر ایسا دن نہ آجائے جس میں نہ قاتل کو یہ معلوم ہوگا کہ اس نے مقتول کو کیوں قتل کیا اور نہ مقتول کو یہ معلوم ہوگا کہ اس کو کیوں قتل کیا گیا۔" پوچھا گیا کہ یہ کیوں کر ہوگا؟ (یعنی اس کی وجہ کیا ہوگی کہ قتل کا سبب نہ قاتل کو معلوم ہوگا نہ مقتول کو؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ہرج اور ہنگامہ کی وجہ سے ہوگا، نیز قاتل و مقتول دونوں دوزخ میں جائیں گے" (مسلم)

فتنے کے زمانہ میں عبادت کرنے کا اجر و ثواب

(۱۴۴۳) حضرت مَعْقَل بن یَسَار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشادفرمایا'' فتنے کے زمانہ میں (یعنی مسلمانوں کی باہمی محاذ آرائی اور قتل وقتال کے وقت دین پر قائم رہنے اور) عبادت ونیکی کرنے کا ثواب، میری طرف ہجرت کرنے کے ثواب کے مانند ہے۔'' (مسلم)

آئندہ زمانہ کا حال

(۱۴۴۴) حضرت زبیر بن عدی (تابعی) فرماتے ہیں کہ (ایک دن) ہم لوگ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اوران سے حجاج بن یوسف کے مظالم اورایذ ارسانیوں کی شکایت کی، توانہوں نے ارشادفرمایا: صبر کرواور ضبط وتحمل سے کام لو، کیوں کہ آئندہ جو بھی زمانہ آئے گا وہ گذشتہ زمانہ سے بدتر ہوگا، یہاں تک کہ تم اپنے پروردگار سے ملاقات کرو، یہ بات میں نے تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ (بخاری)

(فصل دوم)

فتنہ پردازوں کا تذکرہ

(۱۴۴۵) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے نہیں معلوم کہ میرے ساتھی (یعنی صحابۂ کرام) بھول گئے ہیں یا وہ بھولے تو نہیں ہیں مگر اپنی بعض مصلحتوں کی وجہ سے ایسا ظاہر کرتے ہیں جیسے وہ بھول گئے ہیں، خدا کی قسم! رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بھی ایسے فتنہ پرداز کو ذکر کرنے سے نہیں چھوڑا تھا جو دنیا کے ختم ہونے تک پیدا ہونے والا ہے اور جس کے تابعداروں کی تعداد تین سو یا تین سو سے زائد ہوگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر فتنہ پرداز کا ذکر کرتے وقت اس کا اور اس کے باپ کا اور اس کے قبیلہ تک کا نام بتایا تھا۔ (ابوداؤد)

فتنہ پردازوں سے بچنے کی تاکید

(۱۴۴۶) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا " میں اپنی امت کے حق میں گمراہ کرنے والے سرداروں سے ڈرتا ہوں، اور جب میری امت میں تلوار چل پڑے گی تو پھر قیامت تک نہیں رکے گی۔" (ابوداؤد)

خلافت راشدہ کی مدت

(۱۴۴۷) حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے) فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ " خلافت (راشدہ) تیس (۳۰) سال تک رہے گی، اس کے بعد وہ خلافت بادشاہت میں بدل جائے گی۔" حضرت سفینہ نے (یہ حدیث بیان کرنے کے بعد راوی سے) کہا: حساب کر کے دیکھو (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تیس سال کی مدت بیان فرمائی ہے وہ اس طرح ہوتی ہے کہ) حضرت ابوبکر کی خلافت کا زمانہ دو سال، حضرت عمر کی خلافت کا زمانہ دس سال، حضرت عثمان کی خلافت کا زمانہ بارہ سال اور حضرت علی کی خلافت کا زمانہ چھ سال ہے (احمد، ترمذی، ابوداؤد)

اچھے اور برے زمانوں کا تذکرہ

(۱۴۴۸) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اس خیر کے بعد شر پیدا ہوگا جیسا کہ اب سے پہلے شر کا دور دورہ تھا (یعنی جس طرح آپ کی بعثت سے پہلے کفر و شرک اور برائیوں کا اندھیرا پھیلا ہوا تھا، پھر آپ کے نور نبوت نے بدی و برائی کی تاریکی کو ختم کر کے نیکی اور بھلائی کا اجالا پھیلایا، اسی طرح کیا خیر و بھلائی کے اس زمانہ کے بعد شر و برائی کا زمانہ بھی آئے گا؟) آپ

ﷺ نے ارشاد فرمایا "ہاں! (اس کے بعد پھر بدی و برائی کا زمانہ بھی آئے گا۔)" میں نے عرض کیا: اس وقت بچنے کی کیا سبیل ہوگی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "تلوار" (یعنی اس فتنہ سے حفاظت، تلوار آزمائی کے ذریعہ حاصل ہوگی) میں نے عرض کیا: اس تلوار کے بعد اہل اسلام باقی رہیں گے؟ آپ نے ارشاد فرمایا "ہاں! اس کے بعد امارت وسلطنت ہوگی فساد کے ساتھ، اور صلح ہوگی کدورت کے ساتھ"۔

میں نے عرض کیا: پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اس کے بعد گمراہی کی طرف بلانے والے لوگ پیدا ہوں گے۔ اگر اس وقت زمین میں اللہ کا کوئی خلیفہ ہو جو تمہاری پیٹھ پر کوڑے مارے، اور تمہارا مال لے لے، پھر بھی اس کی اطاعت کرنا، اور اگر کوئی خلیفہ نہ ہو تو تمہاری موت ایسی حالت میں آنی چاہیے کہ تم کسی درخت کی جڑ میں پناہ پکڑے ہوئے ہو۔"

میں نے عرض کیا: پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اسکے بعد دجال کا ظہور ہوگا، جس کے ساتھ پانی کی نہر اور آگ ہوگی، پس جو شخص اس کی آگ میں گرے گا، اس کا اجر ثابت وقائم ہوگا، اور اس کے گناہ دور ہو جائیں گے، اور جو شخص اس کی نہر میں گرے گا اس کا گناہ ثابت و قائم ہوگا، اور اس کا اجر و ثواب مٹا دیا جائے گا۔" حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اس کے بعد گھوڑے کا بچہ جنا جائے گا، اور وہ سواری کے قابل نہیں ہوگا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔"

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ "صلح ہوگی کدورت کے ساتھ اور اجتماع ہوگا ناگواری کے ساتھ" میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کدورت کے ساتھ صلح ہوگی" اس کے کیا معنی ہیں؟ آپ نے فرمایا: (اس کے معنی یہ ہیں کہ) لوگوں کے دل ایسے نہیں ہوں گے جیسے پہلے (کینہ، حسد اور بغض سے پاک صاف) تھے، میں نے عرض کیا: اس خیر کے بعد بھی شر ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اس کے بعد اندھا اور بہرا فتنہ ہوگا، اور

اس فتنہ (کو برپا کرنے) پر ایک جماعت قائم ہوگی، گویا وہ دوزخ کے دروازوں پر کھڑے ہوکر لوگوں کو اس فتنہ کی طرف بلا رہے ہیں، لہٰذا اے حذیفہ! اگر تمہاری موت اس حال میں آئے کہ تم کسی درخت کی جڑ مضبوطی سے تھامنے والے ہو، تو یہ تمہارے لیے اس سے بہتر ہے کہ تم ان اہل فتنہ میں سے کسی کی اتباع کرو۔ (ابوداؤد)

فتنوں کے زمانہ کے لیے چند اہم ہدایات

(۱۴۴۹) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں گدھے پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا، جب ہم مدینہ کی آبادی سے باہر نکل گئے تو آپ نے ارشاد فرمایا ''ابوذر! اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب مدینہ میں بھوک کا دور دورہ ہوگا، تم اپنے بستر سے اٹھ کر اپنی مسجد تک نہیں پہنچ سکو گے، اور بھوک کی شدت تمہیں سخت پریشانی میں مبتلا کردے گی'' حضرت ابوذر فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ابوذر! پارسائی اختیار کرنا'' (یعنی اس بھوک پر صبر کرنا، ضبط وتحمل کے ساتھ اس سخت حالت کا مقابلہ کرنا، اپنے آپ کو حرام ومشتبہ مال سے محفوظ رکھنا، طمع ولالچ رکھنے اور کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے، اور مخلوق کے سامنے ذلت ورسوائی اختیار کرنے سے اجتناب کرنا)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ابوذر! اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا؟ جب (قحط یا کسی وبا کے پھیل جانے کی وجہ سے) مدینہ میں موت کی گرم بازاری ہوگی اور مکان (یعنی قبر) کی قیمت غلام تک پہنچ جائے گی، یہاں تک کہ قبر کی جگہ، غلام کی قیمت کے برابر فروخت ہوگی۔'' حضرت ابوذر فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ابوذر! صبر کا دامن ہرگز نہ چھوڑنا''۔

پھر ارشاد فرمایا ''اے ابوذر! اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب مدینہ میں قتل عام

ہوگا، اور اس کا خون ''احجار الزیت'' کو ڈھانک لے گا؟'' حضرت ابوذر فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں (کہ مجھے اس وقت کیا کرنا چاہیے؟) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تم اس کے پاس چلے جانا، جس سے تم تعلق رکھتے ہو۔'' (یعنی تم اپنے گھر والوں کے پاس چلے جانا، اور اپنے گھر میں جا بیٹھنا — یا اپنے امام کے پاس چلے جانا جس کی تم اتباع کرتے ہو) میں نے عرض کیا: کیا میں اس وقت ہتھیار باندھ لوں اور فتنہ پھیلانے والوں سے لڑوں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اس طرح تو تم بھی ان لوگوں کے شریک کار ہو جاؤ گے۔'' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! پھر مجھے اس وقت کیا کرنا چاہیے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اگر تمہیں خوف ہو کہ تلوار کی چمک تم پر غالب آ جائے گی (یعنی تم یہ دیکھو کہ کوئی شخص تمہیں مار ڈالنے کے لیے اپنی تلوار سے تم پر وار کرنا چاہتا ہے) تو اس وقت تم اپنے کپڑے کا کونا اپنے منہ پر ڈال لینا تا کہ وہ تمہارے (قتل کا) گناہ اور اپنے گناہ لے کر واپس ہو۔'' (ابوداؤد)

(۱۴۵۰) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) رسول خدا ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا: ''اس وقت تم کیا کرو گے جب تم اپنے آپ کو ناکارہ لوگوں کے زمانہ میں پاؤ گے، جن کے عہد و پیمان اور جن کی امانتیں خلط ملط ہوں گی اور جو آپس میں اختلاف کریں گے، اور اس طرح ہو جائیں گے۔'' یہ کہہ کر آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے کے اندر داخل کیا۔ حضرت عبداللہ نے (یہ سن کر) عرض کیا: آپ مجھے ہدایت فرمائیے کہ اس وقت میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اس وقت تم اس چیز کو اختیار کرنا جس کو تم (قرآن و سنت کی روشنی میں) حق جانو اور اس چیز کو چھوڑ دینا جس کو تم ناحق اور برا جانو، نیز صرف اپنی فکر کرنا اور عام لوگوں سے دور رہنا۔''

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ''اپنے گھر میں رہنا، اپنی زبان کو قابو میں رکھنا،

جس چیز کو حق جانو اس کو اختیار کرنا، اور جس چیز کو برا جانو اس کو چھوڑ دینا، صرف اپنی فکر کرنا، اور عام لوگوں کے معاملات سے کوئی تعلق نہ رکھنا۔'' (ترمذی)

(۱۴۵۱) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''قیامت سے پہلے فتنے ظاہر ہوں گے جو اندھیری رات کے ٹکڑوں کے مانند ہوں گے، ان فتنوں کے زمانہ میں آدمی صبح کو مؤمن ہوگا، اور شام کو کافر ہو جائے گا، شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر بن جائے گا (ان فتنوں کے وقت) بیٹھا ہوا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا شخص دوڑنے والے سے بہتر ہوگا، پس (جب تم ان فتنوں کا زمانہ پاؤ تو) اپنی کمانوں کو توڑ ڈالنا، کمانوں کے چلوں کو کاٹ ڈالنا اور اپنی تلواروں کو پتھر پر دے مارنا (یعنی ان کی دھار کو کند و بیکار کر دینا) اور جب تم میں سے کوئی شخص کسی کو مارنے کے لیے آئے تو وہ (حملہ آور کا مقابلہ کرنے اور اس سے لڑنے کے بجائے) آدم کے دو بیٹوں میں سے بہترین بیٹے کے مانند ہو جائے۔'' (ابوداؤد)

فتنوں کے زمانہ میں سب سے اچھا شخص کون ہوگا؟

(۱۴۵۲) حضرت اُم مَالِک بَهْزِیَہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کا تذکرہ کیا اور اس کو قریب کیا (یعنی یہ بتایا کہ اس کا وقوع قریب ہے) تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس فتنے کے زمانہ میں سب سے اچھا کون شخص ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اس زمانے میں سب سے بہتر شخص وہ ہوگا جو اپنے مویشیوں (کی دیکھ بھال اور ان کے گھاس چارے کے انتظام) میں (مصروف) رہے، ان کا حق ادا کرے (یعنی ان پر جو زکوٰۃ وغیرہ واجب ہو، اس کو ادا کرے) اور اپنے رب کی بندگی میں مشغول رہے، اور وہ شخص بھی سب سے بہتر ہوگا جو اپنے گھوڑے کا سر (یعنی اپنے گھوڑے کی پشت پر سوار اس کی باگ) پکڑے (کھڑا) ہو اور وہ دشمنان دین کو خوف زدہ کرتا ہو اور دشمن اس کو ڈراتے ہوں۔'' (ترمذی)

(۱۴۵۳) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "عنقریب ایک بڑا فتنہ ظاہر ہونے والا ہے جو پورے عرب کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا، اس فتنہ میں قتل ہو جانے والے لوگ بھی دوزخ میں جائیں گے، نیز اس فتنہ کے وقت زبان کھولنا (یعنی کسی کو برا بھلا کہنا اور عیب جوئی و نکتہ چینی کرنا) تلوار مارنے سے بھی زیادہ سخت ہوگا۔" (ترمذی، ابن ماجہ)

(۱۴۵۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "عنقریب گونگے بہرے اور اندھے فتنے کا ظہور ہوگا، جو شخص اس فتنہ کو دیکھے گا اور اس کے قریب جائے گا، وہ فتنہ اس کو دیکھے گا اور اس کے قریب آ جائے گا، نیز اس فتنہ کے وقت زبان درازی کرنا، تلوار مارنے کے مانند ہوگا۔" (ابوداؤد)

فتنۂ احلاس فتنۂ سراء اور فتنۂ دُھَیْمَاء کا تذکرہ

(۱۴۵۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) ہم نبی کریم ﷺ کی مجلس مبارک میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے (آخر زمانہ میں ظاہر ہونے والے) فتنوں کا ذکر شروع فرمایا اور بہت سارے فتنوں کو بیان کیا، یہاں تک کہ "فتنہ احلاس" کا ذکر فرمایا۔ ایک شخص نے پوچھا کہ "احلاس کا فتنہ" کیا ہے (یعنی اس فتنہ کی کیا نوعیت ہوگی اور وہ کس صورتِ حال میں ظاہر ہوگا؟) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "وہ بھاگنا، اور مال کا ناحق لینا ہے (یعنی اس فتنہ کی صورت یہ ہوگی کہ لوگ آپس میں سخت بغض و عداوت رکھنے اور باہمی نفرت و دشمنی کی وجہ سے ایک دوسرے سے بھاگیں گے، کوئی کسی کی صورت دیکھنے اور کسی کے ساتھ نباہ کرنے کا روادار نہیں ہوگا، اور ایک دوسرے کے مال کو زبردستی چھین لینے اور ایک دوسرے کی چیزیں ہڑپ کر لینے کا بازار گرم ہوگا)

پھر "فتنہ سراء" کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ: اس فتنہ کی تاریکی اور

تباہی اس شخص کے قدموں کے نیچے سے نکلے گی (یعنی اس فتنہ کا بانی وہ شخص ہوگا) جو میرے اہل بیت میں سے ہوگا، اس شخص کا گمان تو یہ ہوگا کہ وہ میرے اہل بیت میں سے ہے، لیکن اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہوگا، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ میرے دوست وہ ہیں جو پرہیزگار ہیں، پھر اس فتنہ کے بعد لوگ ایک ایسے شخص کی بیعت پر اتفاق کریں گے جو پسلی کے اوپر کولے کے مانند ہوگا، (یعنی غیر مستقل مزاج ہوگا)

پھر آنحضرت ﷺ نے ''فتنہ دُھَیماء'' کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: کہ وہ فتنہ اس امت کے ہر شخص کو طمانچہ مارے گا (یعنی وہ فتنہ اتنا وسیع اور ہمہ گیر ہوگا کہ امت کے ہر شخص تک اس کے برے اثرات پہنچیں گے اور ہر مسلمان اس کے ضرر ونقصان میں مبتلا ہوگا) اور جب کہا جائے گا کہ یہ فتنہ ختم ہوگیا ہے تو اس کی مدت کچھ اور بڑھ جائے گی، اور یہ صورتِ حال جاری رہے گی یہاں تک کہ لوگ دو خیموں میں تقسیم ہوجائیں گے، ایک خیمہ ایمان کا ہوگا اس میں نفاق نہیں ہوگا، اور ایک خیمہ نفاق کا ہوگا اس میں ایمان نہیں ہوگا، جب یہ بات ظاہر ہوجائے تو پھر اس دن یا اس کے اگلے دن دجال کے ظاہر ہونے کا انتظار کرنا۔'' (ابوداؤد)

فتنوں سے دور رہنے کی تاکید

(۱۴۵۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''افسوس اور بدنصیبی ہے عرب کے لیے اس شر کی وجہ سے جو قریب ہے، اس فتنہ میں وہی شخص نجات یافتہ اور فلاح یاب رہے گا جس نے اپنا ہاتھ روکے رکھا۔'' (ابوداؤد)

(۱۴۵۷) حضرت مِقْدَاد بن اَسْوَد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ''یقیناً نیک بخت وہ شخص ہے جو فتنوں سے محفوظ رکھا گیا، یقیناً نیک بخت وہ شخص ہے جو فتنوں سے محفوظ رکھا گیا، یقیناً نیک بخت

وہ شخص ہے جو فتنوں سے محفوظ رکھا گیا، اور جو شخص فتنوں میں مبتلا کیا گیا پھر اس نے صبر کیا وہ شخص کتنا اچھا ہے" (ابوداؤد)

چند پیشین گوئیاں

(۱۴۵۸) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جب میری امت میں (آپس میں) تلوار چل جائے گی تو پھر قیامت تک امت سے اٹھائی نہیں جائے گی، اور اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک میری امت کے بعض قبائل مشرکوں کے ساتھ نہ جاملیں گے، اور اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک میری امت کے بعض قبائل بتوں کو نہ پوجنے لگیں گے، اور میری امت میں تیس (۳۰) جھوٹے (یعنی نبوت کا دعوی کرنے والے) ظاہر ہوں گے، ان میں سے ہر ایک یہ گمان کرے گا کہ وہ خدا کا نبی ہے جبکہ واقعہ یہ ہے کہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اور میری امت میں سے ہمیشہ ایک جماعت حق پر ثابت قدم رہے گی، اس جماعت کا کوئی بھی مخالف و بدخواہ اس کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا تا آنکہ خدا کا حکم آئے۔" (ابوداؤد، ترمذی)

(۱۴۵۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا "اسلام کی چکی پینتیس (۳۵) برس یا چھتیس (۳۶) برس یا سینتیس (۳۷) برس تک گھومتی رہے گی، پھر اگر لوگ ہلاک ہونگے تو اس راستے پر چلنے کی وجہ سے ہلاک ہوں گے جس پر چل کر پہلے لوگ ہلاک ہو چکے ہیں، اور ان کے دین کا نظام برقرار رہا تو ان کے دینی نظام کی برقراری کا وہ سلسلہ ستر (۷۰) برس تک رہے گا۔" (حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ) میں نے پوچھا کہ یہ ستر (۷۰) برس بقیہ میں سے ہوں گے یا اس عرصہ سمیت ہونگے جو گذرا (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے نظام کی برقراری کے لئے جس ستر (۷۰) سال کے عرصہ کا ذکر فرمایا ہے آیا اس سے ستر

سال کا وہ عرصہ مراد ہے جس کی ابتدا ۳۵ یا ۳۶ یا ۳۷ سال گذرنے کے بعد ہوگی، یا وہ مذکورہ سال بھی اس ستر سال کے عرصہ میں شامل ہیں؟) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا (یہ مذکورہ سال بھی ان ستر سالوں میں شامل ہیں اور) ستر (۷۰) سال کا عرصہ اس عرصہ سمیت ہے جو گذر چکا ہے۔" (ابوداؤد)

(فصل سوم)

بنی اسرائیل جیسی فرمائش

(۱۴۶۰) حضرت اَبُو وَاقِد لَیْثِی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ (فتح مکہ کے بعد) جب غزوہ حنین کے لئے روانہ ہوئے تو (راستہ میں) آپ کا گذر مشرکوں کے ایک درخت کے پاس سے ہوا جس پر وہ (مشرک) اپنے ہتھیار لٹکایا کرتے تھے، اس درخت کا نام "ذاتِ انواط" تھا۔ (آنحضرت ﷺ کے ہمراہیوں میں ایسے مسلمانوں کی بھی تعداد شامل تھی جو نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے، انہی مسلمانوں میں سے بعض لوگوں نے اس درخت کو دیکھ کر) حضور ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارے لئے بھی کوئی ایسا درخت مقرر کردیجئے جس پر ہم اپنے ہتھیار لٹکایا کریں اور اس کو "ذاتِ انواط" کہا کریں جیسا کہ مشرکوں نے اس درخت کو اپنے لئے "ذاتِ انواط" بنا رکھا ہے اور اس پر ہتھیار لٹکاتے ہیں" حضور ﷺ نے (ان لوگوں کی یہ عجیب وغریب خواہش سنکر از راہ حیرت وتعجب) ارشاد فرمایا: "سبحان اللہ (یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟) تمہاری یہ بات ایسی ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے (حضرت موسیٰ علیہ السلام سے) کہا تھا کہ ہمارے لیے بھی کوئی ایسا معبود (یعنی بت) بنا دیجیے جیسے کافروں کے معبود ہیں تا کہ جس طرح وہ کافر اپنے بتوں کو پوجتے ہیں اسی طرح ہم اپنے اس بت کو پوجا کریں۔" پھر حضور ﷺ نے (بطور پیشین گوئی) یہ ارشاد فرمایا"

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ان لوگوں کے راستہ پر ضرور چلو گے جو تم سے پہلے گذرے ہیں۔'' (ترمذی)

فتنوں کی نحوست

(۱۴۶۱) حضرت ابن مُسَیَّب سے (جو جلیل القدر تابعین میں سے ہیں، اور جنہوں نے چاروں خلفائے راشدین کا زمانہ پایا تھا) روایت ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا ''جب پہلا فتنہ واقع ہوا یعنی حضرت عثمان غنی کی شہادت کا سانحہ پیش آیا تو غزوہ بدر میں شریک ہونے والے صحابہ میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہا، پھر جب دوسرا فتنہ واقع ہوا یعنی حرۃ کا واقعہ پیش آیا تو ان صحابہ میں سے کوئی باقی نہیں رہا جو صلح حدیبیہ میں شریک ہوئے تھے، پھر جب تیسرا فتنہ واقع ہوا (یعنی ابن حمزہ خارجی کے خروج کا حادثہ پیش آیا) تو اس کا خاتمہ نہیں ہوا جب تک لوگوں میں قوت اور فربہی باقی رہی (یعنی اس تیسرے فتنے کے ختم ہونے سے پہلے تمام صحابہ کرام دنیا سے رخصت ہوگئے، اور صحابہ کرام میں سے کوئی باقی نہ رہا)'' (بخاری)

جنگوں کا بیان

(فصل اول)

ایک عظیم جنگ کا ذکر اور قیامت کی کچھ نشانیاں

(۱۴۶۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک دو بڑے گروہ آپس میں نہ لڑیں گے، ان دونوں گروہوں کے درمیان زبردست قتل وقتال ہوگا۔ اور دونوں کا ایک

ہی دعویٰ ہوگا۔

(اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی) جب تک بڑے زبردست مکار، فریبی اور فسادی لوگ پیدا نہ ہو جائیں گے جو خدا اور رسول پر جھوٹ بولیں گے، ان کی تعداد تیس (۳۰) کے قریب ہوگی، اور ان میں سے ہر ایک کا یہ دعویٰ ہوگا کہ وہ خدا کا رسول ہے۔

(اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی) جب تک علم نہ اٹھا لیا جائے گا، اور جب تک زلزلوں کی کثرت نہ ہو جائے گی، زمانہ قریب نہ ہو جائے گا، فتنوں کا ظہور نہیں ہونے لگے گا اور ہرج یعنی قتل و قتال اور لوٹ مار کے واقعات میں اضافہ نہ ہو جائیگا۔

(اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی) جب تک تمہارے پاس مال و دولت کی اتنی کثرت نہیں ہو جائے گی کہ مالدار شخص خیرات لینے والے کی وجہ سے قلق اور پریشانی میں مبتلا ہو جائے، یہاں تک کہ وہ مالدار، جس شخص (کو صدقہ و خیرات لینے والا سمجھ کر اس) کے سامنے صدقہ خیرات کا مال پیش کرے گا وہ یہ کہے گا کہ مجھے تمہارے اس صدقہ خیرات کے مال کی ضرورت و حاجت نہیں ہے۔

(اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی) جب تک لوگ وسیع اور لمبی چوڑی عمارتوں کے بنانے پر فخر نہ کرنے لگیں گے، اور جب تک آدمی کسی قبر کے پاس سے گذرتا ہوا یہ نہ کہنے لگے گا کہ کاش! میں اس کی جگہ ہوتا۔

(اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی) جب تک آفتاب مغرب کی طرف سے طلوع نہ ہوگا۔ چنانچہ جب آفتاب مغرب کی طرف سے نکلے گا اور لوگ اس کو دیکھیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے، پس یہ وقت وہ ہوگا جب کسی بھی ایسے شخص کو اس وقت اس کا ایمان لانا نفع نہ دے گا جس نے اس دن سے پہلے ایمان قبول نہیں کیا ہوگا، اور نہ کسی شخص کو اس وقت اپنے ایمان کی حالت میں نیک کام کرنا فائدہ پہنچائے

گا، اگر اس نے اس دن سے پہلے نیک کام نہیں کیا ہوگا۔

اور اس میں شک نہیں کہ قیامت اس طرح قائم ہوگی (یعنی پہلا صور جو قیامت کی ابتداء ہوگی، اس طرح اچانک پھونکا جائے گا) کہ دو شخصوں نے (اپنا کپڑا خرید و فروخت کے لیے) کھول رکھا ہوگا، نہ وہ اس کی خرید وفروخت کر چکے ہوں گے، نہ اس کو لپیٹ کر رکھ سکے ہوں گے کہ اسی حالت میں قیامت آجائے گی، اور بلاشبہ قیامت اس طرح قائم ہوگی کہ ایک شخص اپنی اونٹنی کے دودھ کے ساتھ واپس آیا ہوگا (یعنی اونٹنی کا دودھ لے کر اپنے گھر آیا ہوگا) اور اس دودھ کو پینے نہ پایا ہوگا کہ قیامت آجائے گی اور بلاشبہ قیامت اس طرح قائم ہوگی کہ ایک شخص اپنے حوض کو لیپتا اور پوتتا ہوگا، اور وہ اپنے جانوروں کو اس حوض سے پانی نہ پلانے پایا ہوگا کہ قیامت آجائیگی، اور بلاشبہ قیامت اس طرح قائم ہوگی کہ ایک شخص نے منہ میں رکھنے کے لیے لقمہ اٹھایا ہوگا اور وہ اس لقمہ کو کھانے نہ پایا ہوگا کہ قیامت آجائے گی۔" (بخاری ومسلم)

ترکوں سے جنگ کا تذکرہ

(۱۴۶۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تم اس قوم سے جنگ نہ کرلو گے جن کے جوتے بالدار چمڑے کے ہوں گے، اور جب تک تم ترکوں سے جنگ نہ کرلو گے جن کی آنکھیں چھوٹی، چہرے سرخ اور ناکیں دبی ہوئی ہوں گی، گویا ان کے منہ چمڑے کی تہ بہ تہ ڈھال کی طرح ہوں گے۔" (بخاری ومسلم)

(۱۴۶۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تم "خوز" اور "کرمان" کے لوگوں سے جو اہل عجم میں سے ہیں، جنگ نہ کرلو گے، ان کے چہرے سرخ، ناک دبی ہوئی، اور آنکھیں چھوٹی چھوٹی ہوں گی، اور چہرے اس طرح ہوں گے جیسے تہ بہ تہ چمڑے کی

ڈھال ہوتی ہے اور ان کے جوتے بالدار چمڑے کے ہوں گے۔" (بخاری)

یہود سے جنگ کا ذکر

(۱۴۶۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک مسلمان، یہودیوں سے نہ لڑیں گے، چنانچہ (اس لڑائی میں) مسلمان یہودیوں کو بہت قتل کریں گے، یہاں تک کہ یہودی پتھر اور درخت کے پیچھے چھپتا پھرے گا اور وہ پتھر اور درخت یہ کہے گا: اے مسلمان! اے خدا کے بندے! ادھر آ، میرے پیچھے یہودی چھپا بیٹھا ہے اس کو مار ڈال۔ مگر غرقد کا درخت (ایسا نہ کہے گا) کیوں کہ وہ یہودیوں کا درخت ہے۔" (مسلم)

قحطان کے ایک شخص کا تذکرہ

(۱۴۶۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک "قحطان" میں سے ایک شخص پیدا نہ ہولے گا جو لوگوں کو اپنی لاٹھی سے ہانکے گا۔" (بخاری و مسلم)

جَہْجَاہ نامی آدمی کا تذکرہ

(۱۴۶۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "دن و رات اس وقت تک تمام نہیں ہوں گے (یعنی اس وقت تک زمانہ کا اختتام نہیں ہوگا اور قیامت نہیں آئے گی) جب تک وہ شخص بادشاہ نہ ہو جائے گا جس کو "جَہْجَاہ" کہا جائے گا ——— اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جب تک موالی میں سے ایک شخص بادشاہ نہ ہو جائے گا جس کو "جَہْجَاہ" کہا جائے گا۔" (مسلم)

کسریٰ اور قیصر کے خزانوں کی تقسیم

(۱۴۶۸) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ "بلاشبہ مسلمانوں کی ایک جماعت آلِ کسریٰ کے خزانہ کو برآمد کرلے گی جو سفید محل میں ہے۔" (مسلم)

(۱۴۶۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "کسریٰ (یعنی فارس کا بادشاہ) ہلاک ہوگا، اس کسریٰ کے بعد اور کوئی کسریٰ نہیں ہوگا اور یقیناً قیصر (یعنی روم کا بادشاہ) بھی ہلاک ہوگا جس کے بعد کوئی اور قیصر نہیں ہوگا، نیز ان دونوں بادشاہوں کے خزانے خدا کی راہ میں تقسیم کیے جائیں گے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کا نام دھوکہ اور فریب رکھا۔" (بخاری و مسلم)

چار عظیم جنگوں میں مسلمانوں کی فتحیابی

(۱۴۷۰) حضرت نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "تم لوگ (میرے بعد) جزیرۃ العرب سے جنگ کرو گے اور اللہ تعالیٰ اس کو تمہارے ہاتھ پر فتح کرے گا، پھر تم فارس سے جنگ کرو گے اور اللہ تعالیٰ اس کو تمہارے ہاتھوں پر فتح کرے گا، پھر تم روم سے جنگ کرو گے، اور اللہ تعالیٰ اس کو تمہارے ہاتھوں پر فتح کرے گا، پھر (آخری زمانہ میں) تم دجال سے جنگ کرو گے اور اللہ اس پر تمہیں فتح عطا فرمائے گا" (مسلم)

قیامت کی چھ نشانیاں

(۱۴۷۱) حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے دوران (ایک دن) میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ چمڑے کے

خیمے میں تشریف رکھتے تھے، آپ نے ارشاد فرمایا ''تم قیامت آنے سے پہلے چھ چیزوں کو شمار کرو (یعنی ان چھ چیزوں کو قیامت کی علامت جانو کہ قیامت آنے سے پہلے یہ چھ چیزیں ضرور واقع ہوں گی)

ایک تو میری موت (کہ جب تک میں تمہارے درمیان موجود ہوں قیامت نہیں آئے گی)

دوسری بیت المقدس کا فتح ہونا (یعنی جب تک بیت المقدس مسلمانوں کے ہاتھوں فتح نہیں ہوجائے گا قیامت نہیں آئے گی)

تیسری عام وبا، جو تم میں بکریوں کی بیماری کی طرح پھیلے گی۔

چوتھی لوگوں کے پاس مال و دولت کا اس قدر زیادہ ہونا کہ اگر ایک آدمی کو سو (۱۰۰) دینار بھی دیئے جائیں گے تو ان کو حقیر و کمتر جانے گا اور اس پر ناراض ہوگا۔

پانچویں فتنہ، اور آپس کی مخاصمت و مخالفت کا اس طرح پھوٹ پڑنا کہ عرب کا کوئی گھر باقی نہیں بچے گا جس میں اس فتنے کے برے اثرات نہ پہنچیں۔

اور چھٹی صلح جو تمہارے اور رومیوں کے درمیان ہوگی، پھر رومی عہد شکنی کریں گے اور تمہارے مقابلہ پر اسی (۸۰) نشانوں کے تحت آئیں گے جن میں سے ہر نشان کے نیچے بارہ ہزار فوجی ہوں گے۔'' (بخاری)

چند عظیم جنگوں کا تذکرہ

(۱۴۷۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک رومی ''اعماق'' یا ''دابق'' میں نہ اتریں گے، پھر مدینہ والوں کا ایک لشکر ان کے مقابلہ کے لیے نکلے گا جس میں اس وقت کے روئے زمین کے سب سے بہتر لوگ شامل ہوں گے، جب (لڑائی کے لیے) صف بندی ہوگی تو رومی یہ کہیں گے کہ ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان جو

ہمارے لوگوں کو قید کر کے لائے ہیں، جگہ خالی کر دو تاکہ ہم ان سے لڑیں، لیکن مسلمان ان کو جواب دیں گے کہ بخدا! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا، ہم تمہارے اور اپنے ان مسلمان بھائیوں کے درمیان جگہ خالی نہیں کر سکتے، چنانچہ سارے مسلمان رومیوں سے لڑنا شروع کر دیں گے اور (جب گھمسان کا رن پڑے گا) تو ان مسلمانوں میں سے ایک تہائی مسلمان پیٹھ دکھا کر بھاگ کھڑے ہوں گے، جن کو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرے گا، اور ایک تہائی مسلمان جامِ شہادت نوش کریں گے، جو یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین شہید قرار پائیں گے، اور باقی ایک تہائی مسلمان فتح یاب ہوں گے، ان مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کبھی فتنہ میں نہیں ڈالے گا۔ پھر مسلمان ''قسطنطنیہ'' (استنبول) کو فتح کریں گے، اور اس کے بعد جب مسلمان مالِ غنیمت تقسیم کرنے میں مصروف ہوں گے اور اپنی تلواروں کو زیتون کے درختوں پر لٹکائے ہوئے ہوں گے اچانک شیطان ان کے درمیان یہ بات پھونک دے گا کہ (مسلمانو! تم یہاں مصروف ہو جب کہ) تمہاری عدم موجودگی میں مسیح دجال تمہارے گھروں میں پہنچ گیا ہے۔ (اسلامی لشکر کے لوگ یہ سنتے ہی قسطنطنیہ سے) نکل کھڑے ہوں گے لیکن شیطان کی یہ خبر سراسر جھوٹی ثابت ہوگی۔

البتہ جب مسلمان ملکِ شام پہنچیں گے تو پھر دجال ظاہر ہوگا، مسلمان اس سے لڑنے کی تیاری کریں گے اور صف بندی میں مشغول ہوں گے کہ نماز کا وقت آجائے گا (اور موذن تکبیر کہنے کے لیے کھڑا ہو چکا ہوگا) اتنے میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام (آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے منارے پر) اتریں گے، اور مسلمانوں کی امامت کریں گے۔ پھر خدا کا وہ دشمن یعنی دجال جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو اس طرح گھلنا شروع ہو جائے گا جس طرح نمک پانی میں گھلنے لگتا ہے، چنانچہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو اسی حالت پر چھوڑ دیں اور قتل نہ کریں تو وہ سارا گھل جائے اور (قتل کیے بغیر) خود مر جائے، لیکن اللہ تعالیٰ (کی مشیت و مرضی چونکہ یہ ہوگی کہ اس

کی موت حضرت عیسی علیہ السلام کے ہاتھوں واقع ہو اس لیے) اس کو حضرت عیسیٰ کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ قتل کرائے گا، پھر حضرت عیسی علیہ السلام لوگوں کو دجال کا خون اپنے نیزے میں دکھائیں گے (یعنی حضرت عیسی علیہ السلام جس نیزے سے دجال کو قتل کریں گے اور جو اس کے خون سے آلودہ ہوگا اس کو لوگوں کو دکھائیں گے کہ دیکھو میں نے اس دشمنِ خدا کا کام تمام کر دیا ہے۔)'' (مسلم)

ایک بہت بڑی جنگ کا تذکرہ

(۱۴۷۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''یقیناً قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک میراث کا تقسیم ہونا موقوف نہ ہو جائے گا اور مال غنیمت سے خوش ہونا ختم نہ ہو جائے گا (یعنی مسلمانوں کے کثرت سے شہید ہو جانے کی وجہ سے نہ کسی کی میراث تقسیم ہوگی، نہ کسی کو مال غنیمت ملنے سے خوشی ہوگی) پھر حضرت ابن مسعود نے (ان دونوں باتوں کی حقیقت کو واضح کرنے اور صورتِ واقعہ کو ظاہر کرنے کے لیے) بیان کیا کہ ''دشمن یعنی کافر، اہل شام (یعنی مسلمانوں) سے لڑنے کے لیے فوج اور طاقت جمع کریں گے، ادھر مسلمان بھی ان کافروں سے مقابلہ کرنے کے لیے لشکر اور طاقت جمع کریں گے —— دشمن سے مراد رومی ہیں —— چنانچہ مسلمان اپنے لشکر میں سے ایک فوج منتخب کر کے آگے بھیجیں گے تاکہ وہ جنگ کرے اور مر جائے اور اگر واپس آئے تو فتحیاب اور غالب ہو کر آئے۔ پس دونوں طرف کے لشکر ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما ہو جائیں گے، یہاں تک کہ دونوں لشکروں کے درمیان رات حائل ہو جائے گی (اور جنگ کو روک دے گی) نیز دونوں فریق اپنے اپنے ٹھکانوں میں واپس آجائیں گے اور ان میں سے کوئی غالب وفتحیاب نہ ہوگا، اور دونوں طرف کی فوج کے وہ چیدہ اور منتخب دستے جو لڑنے کے لیے آگے گئے ہوں گے فنا کے گھاٹ اتر جائیں گے (یعنی دونوں طرف کے لشکروں نے اپنے جن

چیدہ فوجیوں کو لڑنے کے لیے آگے بھیجا ہوگا وہ اس دن کی جنگ میں کام آجائیں گے۔ اور باقی تمام فوجی اپنے اپنے ٹھکانوں پر واپس آجائیں گے، اس طرح اس دن کی جنگ میں دونوں فریق برابر سرابر رہیں گے، نہ کوئی غالب ہوگا نہ کوئی مغلوب)

پھر (دوسرے دن) مسلمان ایک دوسرے لشکر کو منتخب کر کے آگے بھیجیں گے تا کہ وہ جنگ کرے اور مرجائے اور واپس آئے تو فتحیاب ہو کر آئے۔ پس دونوں طرف کے لشکر ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما ہو جائیں گے یہاں تک کہ دونوں لشکروں کے درمیان رات حائل ہو جائے گی۔ اور دونوں طرف کی فوجیں اپنے اپنے ٹھکانوں پر واپس آجائیں گی ان میں سے کوئی غالب نہ ہوگا، اور دونوں طرف کی فوج کے وہ چیدہ دستے جو لڑنے کے لیے آگے گئے ہوں گے فنا کے گھاٹ اتر جائیں گے۔

پھر (تیسرے دن) مسلمان ایک اور لشکر کو منتخب کر کے آگے بھیجیں گے تا کہ وہ جنگ کرے اور مرجائے، اور اگر واپس آئے تو فتح یاب ہو کر آئے، پس دونوں طرف کے لشکر ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما ہو جائیں گے یہاں تک کہ شام ہو جائے گی (اور دونوں طرف کے فوجی اپنے اپنے ٹھکانوں پر واپس آجائیں گے) ان میں سے کوئی غالب نہ ہوگا، اور دونوں طرف کے وہ چیدہ دستے جو لڑنے کے لیے آگے گئے ہوں گے فنا کے گھاٹ اتر جائیں گے۔

پھر جب چوتھا دن ہوگا تو مسلمانوں کی باقی ماندہ فوج کفار سے جنگ کرنے کے لیے نکل کھڑی ہوگی اور اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں کفار کو شکست دلوائے گا۔ بہر حال (اس دن نہایت سخت جنگ ہوگی اور) مسلمان جان توڑ کر لڑیں گے اور ایسا لڑیں گے کہ اس طرح کی لڑائی کبھی نہیں دیکھی گئی ہوگی، یہاں تک کہ اگر کوئی پرندہ لشکر والوں کے اوپر سے گذرنا چاہے تو ان کو پیچھے نہیں چھوڑ پائے گا کہ مرکر زمین پر گر پڑے گا (مطلب یہ ہے کہ اس لڑائی میں اس کثرت سے لوگ مارے جائیں گے کہ پورا میدانِ جنگ لاشوں سے پٹا پڑا ہوگا اور اگر کوئی پرندہ ان لاشوں کے اوپر سے گذر کر جانا

چاہے گا تو آگے نہیں جا پائے گا بلکہ لاشوں کی نا قابل برداشت بدبو کی وجہ سے مر کر گر پڑے گا ـــــ یا وہ میدانِ جنگ اتنا وسیع اور طویل ہوگا کہ اگر کوئی پرندہ اس کے ایک سرے سے اڑ کر دوسرے سرے تک جانا چاہے گا تو نہیں جا پائے گا بلکہ اڑتے اڑتے تھک جائے گا اور مر کر گر پڑے گا) پھر جب ایک باپ کے بیٹے (یعنی کسی ایک خاندان کے لوگ) جن کی تعداد سو (۱۰۰) ہوگی اپنوں کو شمار کرنا شروع کریں گے تو ان میں سے صرف ایک مرد باقی بچا ہوگا (اور ننانوے (۹۹) مرد شہید ہو چکے ہوں گے) پس ایسی صورت میں کون سا مالِ غنیمت خوشی کا باعث ہوگا؟ اور کون سی میراث تقسیم ہوگی؟

بہرحال مسلمان اسی حالت میں ہوں گے کہ اچانک ان کو ایک اور سخت لڑائی کی خبر معلوم ہوگی، جو پہلی لڑائی سے بھی زیادہ بڑی اور بھیانک ہوگی، پھر مسلمان یہ آواز سنیں گے کہ ان کی عدم موجودگی میں ان کے اہل وعیال کے درمیان دجال پہنچ گیا ہے (یہ خبر سنتے ہی) وہ مسلمان اپنے ہاتھوں میں جو مال غنیمت وغیرہ ہوگا اس کو پھینک پھانک کر دجال کی طرف متوجہ ہو جائیں گے اور (پہلے) وہ اپنے دس سواروں کو آگے بھیجیں گے تاکہ دشمن کے حالات سے آگاہ ہوں۔'' رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ مسلمان جن سواروں کو آگے بھیجیں گے یقیناً میں ان کے اور ان کے باپ کے نام بھی جانتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ ان کے گھوڑے کس رنگ کے ہوں گے، نیز وہ بہترین سوار ہوں گے، یا یہ ارشاد فرمایا کہ وہ اس زمانہ کے روئے زمین کے بہتر سواروں میں سے ہوں گے۔ (مسلم)

ایک عجیب وغریب جنگ کا تذکرہ

(۱۴۷۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) پوچھا: کیا تم نے کسی ایسے شہر کے بارے میں سنا ہے جس کے

ایک طرف جنگل ہے، اور ایک طرف سمندر ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: ہاں یارسول اللہ! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا" قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں سے ستر (۷۰) ہزار آدمی اس شہر کے لوگوں سے جنگ نہ کرلیں گے، چنانچہ حضرت اسحاق کی اولاد میں سے وہ لوگ (جب جنگ کے ارادے سے) اس شہر میں آئیں گے تو (اس شہر کے قریب) پڑاؤ ڈالیں گے (اور پورے شہر کا محاصرہ کرلیں گے) لیکن وہ لوگ شہر والوں سے ہتھیاروں کے ذریعہ جنگ نہیں کریں گے اور نہ ان کی طرف تیر پھینکیں گے بلکہ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ" کا نعرہ بلند کریں گے اور شہر کے دو طرف کی دیواروں میں سے ایک طرف کی دیوار گر پڑے گی" (اس موقع پر) حدیث کے راوی ثور بن یزید نے کہا: میرا خیال ہے کہ حضرت ابوہریرہ نے یہاں سمندر کی جانب والی دیوار کہا تھا (یعنی میں یقین کے ساتھ تو نہیں کہہ سکتا، البتہ مجھے یاد پڑتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ نے یہاں یہ روایت کیا تھا کہ اس نعرہ سے سمندر کی طرف والی دیوار گر پڑے گی)۔ پھر وہ لوگ دوسری مرتبہ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ" کا نعرہ بلند کریں گے تو شہر کی دوسری جانب کی دیوار بھی گر پڑے گی۔

اس کے بعد وہ لوگ تیسری مرتبہ " لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ" کا نعرہ بلند کریں گے تو ان کے لیے شہر میں داخل ہونے کا راستہ کشادہ ہو جائے گا اور وہ شہر میں داخل ہو جائیں گے، پھر وہ مالِ غنیمت جمع کریں گے، اور اس مالِ غنیمت کو آپس میں تقسیم کر رہے ہوں گے کہ اچانک (ان کے کانوں میں) یہ آواز آئے گی کہ دجال نکل آیا ہے، یہ آواز سنتے ہی وہ لوگ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر دجال سے لڑنے کے لیے واپس آجائیں گے۔" (مسلم)

(فصل دوم)

یکے بعد دیگرے پیش آنے والے چند واقعات

(۱۴۷۵) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”بیت المقدس کا پوری طرح آباد ہو جانا مدینہ منورہ کی خرابی کا باعث ہوگا، اور مدینہ منورہ کی خرابی سب سے بڑی جنگ کے وقوع پذیر ہونے کا سبب ہوگا، اور سب سے بڑی جنگ کا وقوع پذیر ہونا ”قسطنطنیہ“ (استنبول) کے فتح ہونے کا باعث ہوگا، اور قسطنطنیہ کا فتح ہونا دجال کے ظاہر ہونے کی علامت ہوگا۔“ (ابوداؤد)

جنگ عظیم اور قسطنطنیہ کی فتح

(۱۴۷۶) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنگ عظیم کا واقع ہونا، قسطنطنیہ کا فتح ہونا اور دجال کا نکلنا، یہ سب سات ماہ کے اندر ہوگا۔ (ترمذی، ابوداؤد)

(۱۴۷۷) حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جنگ عظیم اور مذکورہ شہر یعنی قسطنطنیہ کے فتح ہونے کی درمیانی مدت چھ سال ہوگی اور ساتویں سال دجال نکلے گا۔“ (ابوداؤد) —— اور ابوداؤد نے کہا: یہ روایت (پہلی روایت کے مقابلہ میں) زیادہ صحیح ہے۔

مسلمانوں کا مدینہ میں محاصرہ

(۱۴۷۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ وقت آنے والا ہے جب مسلمانوں کا مدینہ میں محاصرہ کیا جائے گا، یہاں تک کہ ان کی دور ترین سرحد ”سلاح

"ہوگی، اور سلاح خیبر کے نزدیک ایک مقام کا نام ہے۔(ابوداؤد)

مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان صلح اور جنگ

(۱۴۷۹) حضرت ذِیْ مِخْبَر رضی اللہ عنہ (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم اور نجاشی کے بھتیجے تھے) فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ "مسلمانو! وہ وقت آنے والا ہے جب تم رومیوں (یعنی عیسائیوں) سے پُر امن مصالحت کرو گے (یعنی طرفین میں سے کسی کو بھی مصالحت شکنی اور بدعہدی کا خوف نہ ہوگا) پھر (اس مصالحت اور معاہدہ کے تحت) تم اور رومی باہم مل کر اپنے علاوہ ایک دشمن کے خلاف جنگ کروٗ گے، چنانچہ (خدا کی طرف سے اس دشمن کے خلاف) تمہاری مدد ونصرت کی جائے گی، تم غنیمت کا مال حاصل کرو گے اور سلامت رہو گے (یعنی تمہارا جانی و مالی نقصان نہیں ہوگا) اس کے بعد جب تم (اس دشمن کو شکست دے کر) واپس ہوگے تو تم اور وہ رومی ایک ایسی جگہ پڑاؤ ڈالو گے جو سرسبز وشاداب ہوگی اور جہاں ٹیلے ہوں گے، وہاں رومیوں میں سے ایک شخص صلیب بلند کرکے کہے گا: صلیب کا غلبہ ہوا ہے (یعنی وہ رومی عیسائی یہ دعویٰ کرے گا کہ اس جنگ میں صلیب کی برکت سے فتح حاصل ہوئی ہے) اس بات پر مسلمانوں میں سے ایک شخص غضبناک ہوجائے گا، اور صلیب کو توڑ ڈالے گا، اس وقت رومی عہد توڑ دیں گے، اور مصالحت کو ختم کردیں گے اور (مسلمانوں کے خلاف) جنگ کے لیے اپنے لوگوں کو جمع کریں گے۔" اور بعض راویوں نے یہ الفاظ بھی نقل کیے ہیں کہ "اس کے بعد مسلمان بھی اپنے ہتھیاروں کی طرف لپکیں گے (یعنی ان رومیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہوجائیں گے) اور ان سے جنگ کریں گے، چنانچہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی اس جماعت کو شہادت کی فضیلت وسعادت عطا فرمائے گا۔" (ابوداؤد)

حبشیوں اور ترکوں سے جنگ نہ کرنے کی ہدایت

(۱۴۸۰) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''تم حبشیوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو اور ان سے کسی قسم کا تعرض نہ کرو تا وقتیکہ وہ تم سے کچھ نہ کہیں اور تم سے تعرض نہ کریں، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ کعبہ کا خزانہ ایک حبشی ہی نکالے گا جس کی دونوں پنڈلیاں چھوٹی چھوٹی ہوں گی۔'' (ابوداؤد)

(۱۴۸۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک صحابی سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تم حبشیوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو جب تک وہ تمہیں تمہارے حال پر چھوڑے رکھیں، اور ترکوں کو بھی ان کے حال پر چھوڑ دو جب تک وہ تمہیں تمہارے حال پر چھوڑے رکھیں۔'' (ابوداؤد)

ترکوں کی شکست اور ان کا خاتمہ

(۱۴۸۲) حضرت بُرَیْدَہ اَسْلَمِی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کے سلسلہ میں کہ تم سے ایک چھوٹی آنکھوں والی قوم یعنی ترک قوم جنگ کرے گی یہ بھی روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تم اس قوم کے لوگوں کو تین بار دھکیل دو گے (یعنی تم ان پر غالب آؤ گے اور ان کو شکست دے کر بھاگنے پر مجبور کرو گے) یہاں تک کہ تم ان کو جزیرۂ عرب (کی سرحد کے پار) تک پہنچا دو گے۔ جب تم ان کو پہلی مرتبہ شکست دے کر بھگاؤ گے تو بھاگ کھڑے ہونے والے لوگ اپنی جان بچا لیں گے، جب دوسری مرتبہ شکست دے کر بھگاؤ گے تو ان میں سے کچھ تو اپنی جان بچا کر نکل جائیں گے اور کچھ موت کے گھاٹ اتر جائیں گے۔ لیکن جب تیسری مرتبہ شکست دے کر بھگاؤ گے تو اس وقت وہ جڑ سے ختم ہو جائیں گے یعنی

یہ تیسری شکست ان کا بالکل خاتمہ کردے گی۔" (ابوداؤد)

تاتاریوں کا بغداد پر حملہ

(۱۴۸۳) حضرت اَبُو بَکْرَہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میری امت کے لوگ ایک پست زمین پر پہنچ کر قیام پذیر ہوں گے اور اس جگہ کا نام "بصرہ" رکھیں گے (یہاں بصرہ سے مراد بغداد ہے) وہ جگہ ایک نہر کے قریب ہوگی جس کو "دجلہ" کہا جاتا ہوگا، اس نہر پر پل ہوگا، اس شہر میں رہنے والوں کی آبادی بہت بڑھ جائے گی اور اس کا شمار مسلمانوں کے (بڑے) شہروں میں ہوگا، پھر جب آخری زمانہ ہوگا تو "قَنْطُوْرَاء" کی اولاد اس شہر کے لوگوں سے لڑنے کے لیے آئے گی، ان کے منہ چوڑے چکلے اور آنکھیں چھوٹی چھوٹی ہوں گی، وہ لوگ نہر کے کنارے اپنا پڑاؤ ڈالیں گے اور (ان کو دیکھ کر) شہر کے لوگ تین گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے، ایک گروہ بیلوں کی دُموں اور جنگل میں پناہ حاصل کرے گا (یعنی جنگ سے اعراض کرکے کھیتی باڑی کے کاموں میں مشغول ہوگا، مگر دشمن کے شر سے بچ نہ پائے گا) اور ہلاک ہوگا، اور دوسرا گروہ قنطوراء کی اولاد سے اپنی جانوں کے لیے امان طلب کرے گا مگر ان لوگوں کو بھی موت اور تباہی کے گھاٹ اترنا پڑے گا اور تیسرا گروہ وہ ہوگا جو اپنی اولاد اور اپنی عورتوں کو پیچھے چھوڑ کر (یعنی اپنے اہل وعیال سے بے پروا ہوکر) دشمنوں سے لڑے گا، اور اس میں سے اکثر لوگ مارے جائیں گے جو شہادت کے مرتبہ کو پہنچیں گے۔" (ابوداؤد)

بغداد کے بارے میں حضور کی ہدایت اور پیشین گوئی

(۱۴۸۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کو مخاطب کرکے) ارشاد فرمایا "انس! لوگ کچھ نئے شہر بسائیں گے اور ان شہروں میں

سے ایک شہر کا نام ''بصرہ'' ہوگا (پہلی روایت کی طرح اس روایت میں بھی بصرہ سے مراد بغداد ہے) پس اگر تم اس شہر کے پاس سے گذرو، یا اس شہر میں جاؤ تو اس کے اس علاقہ کے قریب بھی نہ جانا جہاں کھاری زمین ہے، نہ اس جگہ کے قریب جانا جس کو ''کلاء'' کہا جاتا ہے، اسی طرح وہاں کی کھجوروں، وہاں کے بازار، وہاں کے بادشاہوں اور سرداروں کے دروازوں سے بھی دور رہنا، صرف اس شہر کے کناروں میں رہنا، کیوں کہ (جن جگہوں پر جانے سے میں تمہیں منع کر رہا ہوں) وہاں زمین میں دھنسا دیئے جانے، پتھر برسائے جانے اور سخت زلزلوں کا عذاب نازل ہوگا، نیز ان علاقوں میں ایک ایسی قوم ہوگی جس کے افراد (ایک دفعہ) رات میں عیش وراحت کی نیند سوئیں گے، لیکن جب صبح اٹھیں گے تو ان کی صورتیں بندر اور سور جیسی ہوں گی'' (ابوداؤد)

مسجد عَشّار کے شہداء کی فضیلت

(۱۴۸۵) حضرت صالح بن درہم تابعی فرماتے ہیں کہ ہم حج کے لیے (بصرہ سے مکہ) گئے تو وہاں (کسی جگہ) ایک شخص (یعنی حضرت ابو ہریرہ) کو کھڑے دیکھا، انہوں نے ہم سے پوچھا: کیا تمہارے شہر کے قریب کوئی بستی ہے جس کو " اُبُلّہ " کہا جاتا ہے؟ ہم نے کہا: ہاں ہے! انہوں نے کہا: تم میں سے کون شخص اس کا ذمہ لیتا ہے کہ وہ میری طرف سے مسجد "عَشّار" میں دو رکعت، یا چار رکعت نماز پڑھے اور یہ کہے: اس نماز کا ثواب ابو ہریرہ کو پہنچے، میں نے اپنے پکے دوست ابو القاسم (محمد ﷺ) کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''یقیناً اللہ تعالیٰ مسجد "عَشّار" سے قیامت کے دن شہداء کو اٹھائے گا اور بدر کے شہداء کے ساتھ ان شہداء کے علاوہ اور کوئی نہیں ہوگا۔'' (ابوداؤد)

(فصل سوم)

فتنوں کو روکنے والا دروازہ

(۱۴۸۶) حضرت شقیق تابعی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ارشاد فرمایا "ہم (ایک دن) حضرت عمر فاروق کی خدمت میں حاضر تھے کہ انہوں نے ہم سے پوچھا: تم میں سے کسی شخص کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث یاد ہے جو آپ نے فتنہ کے سلسلے میں ارشاد فرمائی ہے، میں نے کہا: مجھے یاد ہے اور بالکل اسی طرح یاد ہے جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہے، حضرت عمر نے (یہ سن کر) فرمایا: اچھا، وہ حدیث بیان کرو کہ آپ نے کس طرح فرمایا تھا؟ تم حدیث بیان کرنے میں بہت دلیر ہو، حضرت حذیفہ فرماتے ہیں: میں نے بیان کیا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "آدمی کا فتنہ (یعنی اس کی آزمائش اور ابتلاء) اس کے اہل وعیال میں ہے، اس کے مال میں ہے، اس کے نفس میں ہے، اس کی اولاد میں ہے، اور اس کے ہمسایہ میں ہے، اس کے اس فتنہ اور آزمائش کو روزے، نماز، صدقہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دور کر دیتے ہیں۔"

حضرت عمر نے (یہ حدیث سن کر) فرمایا: میں یہ فتنہ مراد نہیں رکھتا، میں تو اس فتنہ کے بارے میں سننا چاہتا ہوں جو سمندر کی موجوں کی طرح جوش مارے گا؟ حضرت حذیفہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: امیر المومنین! بھلا آپ کو اس فتنہ سے کیا تعلق؟ آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان تو ایک بند دروازہ حائل ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا: "(اچھا یہ بتاؤ کہ) وہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا؟" حضرت حذیفہ فرماتے ہیں: میں نے جواب دیا کہ "دروازہ کھولا نہیں جائے گا بلکہ توڑا جائے گا" حضرت عمر نے (یہ سن کر) فرمایا: "پھر تو وہ دروازہ کبھی بند نہیں ہو سکتا۔"

حدیث کے راوی حضرت شقیق فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حذیفہ سے پوچھا: کیا حضرت عمر اس سے واقف تھے کہ دروازہ سے مراد کون ہے؟ حضرت حذیفہ نے فرمایا: ''ہاں! حضرت عمر اس بات سے واقف تھے جیسا کہ وہ اس بات سے واقف تھے کہ کل سے پہلے رات آئے گی (یعنی جس طرح ہر شخص یقینی طور پر جانتا ہے کہ کل آنے والے دن سے پہلے رات کا آنا ضروری ہے اسی طرح حضرت عمر یقینی علم رکھتے تھے کہ دروازہ سے مراد کون ہے) اور میں نے حضرت عمر سے ایسی بات بیان کی ہے جو مغالطہ آمیز نہیں ہے۔''

حضرت شقیق فرماتے ہیں کہ (اس کے بعد) ہمیں حضرت حذیفہؓ سے یہ پوچھنے کی ہمت نہیں ہوئی کہ دروازہ سے مراد کون ہے، البتہ ہم نے حضرت مسروق سے عرض کیا: آپ حضرت حذیفہ سے دریافت کیجئے، چنانچہ انہوں نے حضرت حذیفہ سے دریافت کیا: تو حضرت حذیفہ نے فرمایا: دروازہ سے مراد حضرت عمر ہیں (یعنی حضرت عمر کی ذات ایک ایسے دروازہ کی طرح ہے جس نے اس امت اور اسلامی مملکت میں فتنہ وفساد کے درآنے کو روک رکھا ہے، ان کے بعد فتنوں کا دروازہ کھل جائے گا)'' (بخاری ومسلم)

استنبول کی فتح

(۱۴۸۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا ''قسطنطنیہ (یعنی استنبول) کا فتح ہونا قیامت کے قریب ہوگا'' (ترمذی)

قیامت کی علامتوں کا بیان

(فصل اول)

قیامت کی چند نشانیاں

(۱۴۸۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ''بلا شبہ قیامت کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھالیا جائے گا، جہالت کی زیادتی ہو جائے گی، نیز زنا کثرت سے ہونے لگے گا، شراب بہت پی جائے گی، مردوں کی تعداد کم ہو جائے گی، عورتوں کی تعداد بڑھ جائے گی، یہاں تک کہ پچاس عورتوں کی خبر گیری کرنے والا ایک مرد ہوگا'' (اس سے یہ مراد نہیں کہ ایک ایک مرد کی پچاس پچاس بیویاں ہوں گی، بلکہ یہ مراد ہے کہ ایک ایک مرد پر پچاس پچاس عورتوں کی کفالت و خبر گیری کا بوجھ ہوگا جن میں مائیں، خالائیں، دادیاں، بہنیں، پھوپیاں وغیرہ ہوں گی) (بخاری و مسلم)

جھوٹے لوگوں سے بچنے کی تاکید

(۱۴۸۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ''قیامت آنے سے پہلے جھوٹے لوگ پیدا ہوں گے، لہٰذا ان سے بچتے رہنا۔'' (مسلم)

قیامت کب آئے گی؟

(۱۴۹۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

صحابہ سے بات کرر ہے تھے کہ اچانک ایک دیہاتی آیا، اور کہنے لگا: قیامت کب آئے گی؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب امانت ضائع کی جانے لگے تو قیامت کا انتظار کر۔'' دیہاتی نے پوچھا: امانت کیوں کر ضائع کی جائے گی؟ آپ نے ارشاد فرمایا ''جب حکومت وسلطنت کا کام نااہل لوگوں کے سپرد کیا جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔'' (بخاری)

قیامت کی تین نشانیاں

(۱۴۹۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک مال ودولت کی فراوانی نہیں ہو جائے گی، اور فراوانی بھی اس طرح کی ہو جائے گی کہ ایک شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نکالے گا لیکن وہ کوئی ایسا شخص نہیں پائے گا جو اس سے زکوٰۃ کا مال لے لے (اور قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی) جب تک عرب کی سرزمین باغ و بہار اور نہر والی نہیں بن جائے گی''۔ (مسلم)

اور مسلم شریف کی ایک روایت میں یوں ہے کہ (قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی) جب تک (مدینہ منورہ کی) آبادی اور تعمیر مقام ''اِھَابُ'' یا ''یَھَابُ'' تک نہیں پہنچ جائے گی۔

حضرت مہدی کی سخاوت

(۱۴۹۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''آخر زمانہ میں ایک خلیفہ (یعنی سلطانِ برحق) پیدا ہوگا جو مال تقسیم کرے گا، اور اس کو شمار نہیں کرے گا۔ (یعنی لوگوں میں بے حساب مال ودولت تقسیم کرے گا۔)'' اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ''میری امت کے آخر میں ایک خلیفہ ہوگا جو لپیں بھر بھر کر لوگوں

کو مال دے گا، اور اس کو شمار نہیں کرے گا'' (مسلم)

دریائے فرات سے برآمد ہونے والا خزانہ

(۱۴۹۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جلد ہی وہ زمانہ آئے گا جب دریائے فرات سونے کا خزانہ برآمد کرے گا (یعنی اس کا پانی خشک ہو جائے گا اور اس کے نیچے سے سونے کا خزانہ برآمد ہوگا) پس جو شخص اس وقت وہاں موجود ہو اس کو چاہیے کہ اس خزانہ میں سے کچھ نہ لے۔'' (بخاری و مسلم)

(۱۴۹۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک دریائے فرات سونے کا پہاڑ برآمد نہ کرے گا، لوگ اس کو حاصل کرنے کے لیے لڑیں گے، پس ہر سو (۱۰۰) میں سے ننانوے (۹۹) آدمی مارے جائیں گے، اور ہر شخص یہ کہے گا کہ شاید میں زندہ بچ جاؤں، اور مقصد میں کامیاب ہو جاؤں (یعنی ہر شخص اس توقع پر لڑے گا کہ شاید میں ہی کامیابی حاصل کرلوں اور اس دولت پر قبضہ جمالوں، چنانچہ ننانوے فیصد لوگ اس توقع میں اپنی جان گنوا بیٹھیں گے)'' (مسلم)

قیامت کی ایک نشانی

(۱۴۹۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''(قیامت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ) زمین اپنے جگر کے ٹکڑوں کو نکال کر باہر پھینک دے گی جو سونے چاندی کے ستونوں کے مانند ہوں گے۔ پس ایک شخص جس نے محض مال حاصل کرنے کے لیے قتل کا ارتکاب کیا ہوگا آئے گا اور کہے گا: اسی کے لیے میں نے لوگوں کو قتل کیا، اور ایک شخص جس نے ناتا توڑا ہوگا (یعنی جس نے اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کے ساتھ احسان و سلوک نہیں کیا ہوگا) آئے گا، اور کہے گا: میں نے

اسی مال کے لیے اپنے ناتے داروں سے ناتا توڑا، پھر چور آئے گا، اور کہے گا: اسی مال کے لیے میرا ہاتھ کاٹا گیا، (یعنی یہ مال و دولت ایسی چیز ہے جس کی محبت میں اور جس کو حاصل کرنے کے لیے ہم نے ایسے ایسے گناہ کیے اور ایسی ایسی پریشانیوں سے دوچار ہوئے لیکن اب جب کہ یہ مال و دولت ہمارے سامنے اور ہمارے اختیار میں ہے اس کی کوئی اہمیت نہیں رہ گئی ہے اور ہمیں اس کی کوئی حاجت و ضرورت محسوس نہیں ہوتی) چنانچہ وہ سب لوگ اس مال و دولت کو یوں ہی چھوڑ دیں گے، کوئی بھی اس میں سے کچھ نہیں لے گا۔'' (مسلم)

بلاؤں میں گرفتار شخص کی حسرت

(۱۴۹۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ دنیا اختتام پذیر نہیں ہوگی یہاں تک کہ آدمی قبر کے پاس سے گذرے گا، اور قبر پر (گدھے کی طرح) لوٹے گا، اور (حسرت سے) کہے گا: کاش! میں اس قبر والے کی جگہ ہوتا، اور اس طرح لوٹنا اور آرزو کرنا اس کی عادت نہیں ہوگی، بلکہ بلا اور مصیبت سے پریشان ہو کر ایسا کرے گا'' (مسلم)

حجاز سے نکلنے والی آگ

(۱۴۹۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک حجاز سے ایک آگ نہیں نکلے گی جو ''بُصریٰ'' کے اونٹوں کی گردنوں کو روشن کر دے گی۔'' (بخاری)

قرب قیامت کی پہلی علامت

(۱۴۹۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"قیامت کی علامتوں میں سے پہلی علامت وہ آگ ہوگی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔" (بخاری)

(فصل دوم)

قیامت سے پہلے زمانہ کی رفتار

(۱۴۹۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک زمانہ قریب نہیں ہو جائے گا (یعنی زمانہ کی رفتار اس قدر تیز ہو جائے گی کہ) سال مہینہ کے مانند، مہینہ ہفتہ کے مانند، ہفتہ دن کے مانند اور دن ایک گھنٹہ کے مانند گذر جائے گا، اور گھنٹہ اتنی جلدی گذر جائے گا جتنی دیر میں آگ کا شعلہ سلگ جاتا ہے۔ (ترمذی)

قیامت کے قریب آجانے کی علامت

(۱۵۰۰) حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پیدل جہاد کرنے کے لیے بھیجا تاکہ ہم مالِ غنیمت حاصل کر سکیں (اور اس کے ذریعہ اپنی ضروریات پوری کریں) جب ہم (جہاد سے) واپس آئے تو ہمارے ساتھ کچھ بھی مالِ غنیمت نہیں تھا (جس کا ہمیں غم و افسوس تھا) چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے چہروں پر اداسی اور مایوسی دیکھ کر ہمیں تسلی دینے اور ہمارے حق میں دعا کرنے کے لیے ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور (بطور دعا) ارشاد فرمایا: "پروردگار! ان لوگوں کو میرے سپرد نہ فرما، ایسا نہ ہو کہ میں ان کی خبر گیری سے عاجز ہو جاؤں، نہ ان کو خود ان کے سپرد فرما کہ اپنے کاموں کی انجام دہی سے عاجز ہو جائیں، اور نہ ان کو دوسرے لوگوں کے سپرد فرما کہ لوگ ان کی حاجتوں اور ضرورتوں

پر اپنی حاجتوں اور ضرورتوں کو مقدم رکھیں۔"

(حضرت عبداللہ بن حوالہ فرماتے ہیں کہ) اس کے بعد حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سر پر رکھا اور ارشاد فرمایا "اے ابن حوالہ! جب تم دیکھو کہ خلافت پاکیزہ زمین (یعنی ملک شام) میں پہنچ گئی ہے تو سمجھ لینا کہ زلزلے، فتنے، اور بڑے بڑے حادثے (جن کا تعلق قیامت سے ہے) قریب آپہنچے ہیں اور اس دن قیامت لوگوں سے اتنی قریب ہوگی جتنا میرا ہاتھ تمہارے سر سے قریب ہے۔" (ابوداؤد، حاکم)

قیامت کی پندرہ نشانیاں

(۱۵۰۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "(۱) جب مالِ غنیمت کو دولت قرار دیا جانے لگے (۲) اور امانت (کے مال) کو مالِ غنیمت شمار کیا جانے لگے (۳) اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جانے لگے (۴) اور علم کو دین کے علاوہ کسی اور غرض سے سیکھا جانے لگے (۵) اور مرد بیوی کی اطاعت کرنے لگے (۶) اور ماں کی نافرمانی کرنے لگے (۷) اور دوست کو قریب (۸) اور باپ کو دور کرنے لگے (۹) اور مسجد میں شور وغل مچایا جانے لگے (۱۰) اور قوم و جماعت کی سرداری، اس قوم و جماعت کا فاسق شخص کرنے لگے (۱۱) اور قوم و جماعت کا سربراہ اس قوم و جماعت کا کمینہ اور رزیل ترین شخص ہو جائے (۱۲) اور آدمی کی تعظیم اس کے شر سے اور فتنہ کے ڈر سے کی جانے لگے (۱۳) اور لوگوں میں گانے والیوں اور باجوں کا دور دورہ ہو جائے (۱۴) اور شرابیں پی جانے لگیں (۱۵) اور اس امت کے پچھلے لوگ اگلے لوگوں کو برا کہنے لگیں اور ان پر لعنت بھیجنے لگیں تو اس وقت تم سرخ آندھی کا، زلزلہ کا، زمین میں دھنس جانے کا، صورتوں کے مسخ و تبدیل ہو جانے کا، اور پتھروں کے برسنے کا انتظار کرو، نیز قیامت کی نشانیوں اور علامتوں کا انتظار کرو، جو اس طرح پے در پے وقوع پذیر ہوں گی جیسے (موتیوں کی) لڑی کا دھاگا ٹوٹ جائے، اور اس کے

دانے پے در پے گرنے لگیں۔" (ترمذی)

(۱۵۰۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جب میری امت پندرہ باتوں میں (جن کا ذکر اوپر کی حدیث میں ہوا) مبتلا ہوگی تو اس پر (وہ) آفتیں اور بلائیں نازل ہوں گی (جو اوپر حدیث میں مذکور ہوئی ہیں) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پندرہ باتوں کو شمار فرمایا (یعنی ان باتوں کی تفصیل بیان فرمائی جیسا کہ گذشتہ حدیث میں گذرا) لیکن حضرت علی نے اس روایت میں یہ بات نقل نہیں کی کہ جب علم کو دین کے علاوہ کسی دوسری غرض سے سیکھا جانے لگے۔ (نیز ان دونوں حدیثوں کے الفاظ میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ) حضرت علی نے (اَدْنیٰ صَدِیْقَهٗ الخ کے بجائے) یہ نقل کیا ہے کہ جب مرد اپنے دوست کے ساتھ احسان ومروت اور اپنے باپ کے ساتھ جور و جفا کرنے لگے، اور انہوں نے (جب شرابیں پی جانے لگیں کے بجائے) جب شراب پی جانے لگے (یعنی "شراب" کو جمع کے صیغہ کے بجائے واحد کے صیغہ کے ساتھ) نقل کیا ہے، اسی طرح (جب علم کو دین کے علاوہ کسی دوسری غرض سے سیکھا جانے لگے کے بجائے) جب ریشمی کپڑا پہنا جانے لگے، نقل کیا ہے۔" (ترمذی)

حضرت مہدی کے حالات

(۱۵۰۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "دنیا اس وقت تک اختتام پذیر نہیں ہوگی جب تک عرب پر ایک شخص قبضہ نہ کرلے گا جو میرے خاندان میں سے ہوگا اور ان کا نام میرے نام کے موافق ہوگا۔" (ترمذی ابوداؤد)

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اگر دنیا کے اختتام پذیر ہونے میں صرف ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو

طویل و دراز کرے گا، یہاں تک کہ پروردگار میری نسل میں سے ـــــ یا یہ ارشاد فرمایا: میرے اہل بیت میں سے ـــــ ایک شخص کو بھیجے گا جس کا نام میرے نام کے موافق، اور جس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق ہوگا، اور وہ تمام روئے زمین کو (یا عرب کی سرزمین کو) عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح اس سے پہلے تمام روئے زمین ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی۔"

(۱۵۰۴) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ "مہدی میرے خاندان سے اور فاطمہ کی اولاد میں سے ہوں گے۔" (ابوداؤد)

(۱۵۰۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "مہدی میری اولاد میں سے ہوں گے، روشن و کشادہ پیشانی اور اونچی ناک والے، وہ روئے زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے، جس طرح وہ ظلم وستم سے بھری تھی وہ (یعنی حضرت مہدی) سات برس تک روئے زمین پر برسر اقتدار اور قابض رہیں گے" (ابوداؤد)

(۱۵۰۶) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے حضرت مہدی کے واقعہ کے سلسلے میں یہ بھی نقل کرتے ہیں کہ آپ نے (ان کے عدل وانصاف کا ذکر کرنے کے بعد) یہ ارشاد فرمایا: "مہدی (کے جود وسخاوت کی یہ حالت ہوگی کہ ان) کے پاس ایک شخص آئے گا اور کہے گا کہ مجھے کچھ عطا کیجیے، مجھے کچھ عطا کیجیے، چنانچہ مہدی اس کے کپڑے میں دونوں ہاتھوں سے بھر بھر کر اتنا مال ڈالیں گے جتنا کہ وہ اٹھا سکے اور لے جا سکے۔" (ترمذی)

(۱۵۰۷) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا "(آخر زمانہ میں) جب خلیفہ (یعنی اس وقت کی حکومت کے سربراہ) کا انتقال ہوگا تو (دوسرے سربراہ کے انتخاب یا نامزدگی کے سوال پر اصحاب الرائے

لوگوں کے درمیان) اختلاف ونزاع اٹھ کھڑا ہوگا، اسی دوران اہل مدینہ میں سے ایک شخص (مدینہ سے) نکل کر مکہ کی طرف بھاگ جائے گا، مکہ کے لوگ (جب اس شخص کے مرتبہ وحیثیت کو جانیں گے تو) اس کے پاس آئیں گے اور اس کو (گھر سے) باہر نکال کر لائیں گے (تاکہ اس کو اپنا سربراہ اور حاکم بنائیں) وہ شخص اگرچہ (فتنہ کے خوف سے) یہ منصب قبول کرنے کو پسند نہیں کرے گا مگر لوگ (منت سماجت کر کے اس کو تیار کریں گے اور) اس کے ہاتھ پر بیعت کرلیں گے، یہ بیعت (خانہ کعبہ میں) حجر اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان عمل میں آئے گی۔

اس کے بعد اس کے مقابلہ پر شام (کے بادشاہ) کی طرف سے ایک لشکر بھیجا جائے گا لیکن وہ لشکر مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع مقام بیداء پر زمین میں دھنسا دیا جائے گا، جب لوگوں کو یہ معلوم ہوگا کہ (شام کا لشکر مکہ پہنچنے سے پہلے ہی زمین میں دھنس گیا ہے) تو ملک شام کے ابدال اور عراق کے عصائب اس شخص کی خدمت میں پہنچیں گے اور اس کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔

پھر قریش میں سے ایک شخص اٹھے گا جس کی ننھیال قبیلہ کلب میں ہوگی، اور وہ قریشی اس شخص کے اور اس کے تابعداروں کے خلاف ایک لشکر بھیجے گا (اور اپنی ننھیال یعنی قبیلہ کلب کی مدد حاصل کرے گا) لیکن اس شخص کا لشکر اس قریشی کے لشکر پر غالب آجائے گا، پھر وہ شخص لوگوں کے درمیان ان کے نبی (محمد ﷺ) کی روش اور طریقہ کے مطابق (ملک وملت کا) نظم ونسق چلائے گا اور دین اسلام اپنی گردن زمین پر رکھ دے گا (یعنی سکون وقرار پائے گا) وہ شخص سات سال تک قائم وبرقرار رہے گا، پھر اس کا انتقال ہوجائے گا، اور مسلمان اس کی نمازِ جنازہ پڑھیں گے۔" (ابوداؤد)

(۱۵۰۸) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا ﷺ نے ایک بلا وآفت کا ذکر کیا جو اس امت کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی یہاں تک کہ کسی شخص کو کوئی پناہ گاہ نہیں ملے گی جہاں وہ ظلم وستم سے پناہ حاصل کرسکے، پھر اللہ

تعالیٰ میری اولاد اور میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو بھیجے گا، وہ شخص زمین کو اس طرح عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وستم سے بھری ہوئی تھی، اس سے آسمان والے بھی خوش ہوں گے (یعنی فرشتے اور انبیاء کی روحیں) اور (تمام) زمین کے رہنے والے بھی راضی و مطمئن ہوں گے (خواہ وہ کسی جنس اور نوع سے تعلق رکھتے ہوں، یہاں تک کہ جنگل کے جانور اور پانی کی مچھلیاں بھی) آسمان بارش کے قطروں میں سے کچھ باقی رکھے بغیر کثرت سے (پانی) برسائے گا، اور زمین اپنی روئیدگی میں سے کچھ باقی رکھے بغیر سب کچھ اُگا دے گی یہاں تک کہ زندہ لوگ مردوں (کے وجود وحیات) کی آرزو کرنے لگیں گے (کہ کاش! وہ بھی زندہ ہوتے تو ہماری طرح عیش و آرام پاتے) وہ شخص (یعنی حضرت مہدی) اس خوشحالی و کامرانی کے ساتھ سات برس یا آٹھ برس یا نو برس زندہ رہے گا۔" (حاکم)

حارِث حَرَّاث کا تذکرہ

(۱۵۰۹) حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "مَاوَرَاءَ النَّهَر سے ایک (پاک باز وصالح) شخص ظاہر ہوگا، جس کا نام "حارِث حَرَّاث" ہوگا، اس کے لشکر کے اگلے حصہ پر ایک شخص ہوگا جس کا نام "منصور" ہوگا، وہ حارث، محمد کی اولاد کو ٹھکانہ دے گا جس طرح اللہ کے رسول کو قریش کے لوگوں نے ٹھکانا دیا تھا (پس) ہر مسلمان پر اس کی مدد کرنا واجب ہے یا یہ ارشاد فرمایا: اس کی دعوت قبول کرنا (ہر مسلمان پر واجب ہے)" (ابوداؤد)

درندوں اور بے جان چیزوں کا باتیں کرنا

(۱۵۱۰) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! قیامت اس وقت تک نہیں

آئے گی جب تک درندے آدمیوں سے گفتگو نہیں کریں گے، اور جب تک آدمی کے کوڑے (چابک) کا پُھندنا اور اس کے جوتے کا تسمہ اس سے باتیں نہ کرنے لگیں، اور (یہی نہیں بلکہ) انسان کی ران اس کو یہ بتایا کرے گی کہ اس کے اہل و عیال نے اس کی عدم موجودگی میں کیا نیا کام کیا ہے"۔ (ترمذی)

(فصل سوم)

قیامت کی نشانیاں کب ظاہر ہوں گی؟

(۱۵۱۱) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "(قیامت کی) نشانیاں دوسو برس کے بعد ظاہر ہوں گی۔" (ابن ماجہ)

حضرت مہدی کا تذکرہ

(۱۵۱۲) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جب تم خراسان کی جانب سے سیاہ نشان آتے دیکھو تو اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ، کیونکہ اس میں خدا کا خلیفہ مہدی ہوگا۔" (احمد، بیہقی)

(۱۵۱۳) ابواسحاق کہتے ہیں کہ (ایک دن) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے صاحبزادے حضرت حسن کی طرف دیکھ کر فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہے جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سردار کہا ہے، عنقریب اس کی پشت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام تمہارے نبی کے نام پر (محمد) ہوگا، وہ اخلاق و عادات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہوگا، اور ظاہری شکل وصورت میں آپ کے مشابہ نہیں ہوگا۔ اس کے بعد حضرت علی نے یہ بات بیان فرمائی: کہ وہ شخص زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔ (ابوداؤد)

سب سے پہلے ہلاک ہونے والی مخلوق

(۱۵۱۴) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے جس سال وفات پائی اس سال ٹڈیاں گم ہو گئیں، حضرت عمر ٹڈیوں کے گم ہونے کی وجہ سے سخت غمگین اور متفکر ہوئے (کہ کہیں ٹڈیوں کا مکمل خاتمہ تو نہیں ہو گیا) پھر انہوں نے ایک سوار یمن کی طرف، ایک سوار عراق کی طرف اور ایک سوار شام کی طرف بھیجا تا کہ وہ لوگوں سے دریافت کریں کہ آیا کسی شخص نے کہیں کچھ ٹڈیاں دیکھی ہیں؟ چنانچہ جس سوار کو یمن بھیجا گیا تھا وہ ایک مٹھی ٹڈیاں لے کر حضرت عمر کے پاس آیا، اور ان کے سامنے وہ ٹڈیاں ڈال دیں، حضرت عمر نے ٹڈیاں دیکھیں تو (خوشی سے) اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا، پھر فرمایا: (میں ٹڈیوں کے مکمل خاتمہ سے اس لیے متفکر اور پریشان ہو گیا تھا کہ) میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''خداوند بزرگ و برتر نے حیوانات کی ہزار قسمیں پیدا کی ہیں، ان میں چھ سو (۶۰۰) دریا میں ہیں، اور چار سو (۴۰۰) جنگل میں ہیں، اور جب قیامت آنے کو ہو گی تو ان میں سے سب سے پہلے ٹڈیاں ہلاک ہوں گی (پھر جب ٹڈیاں ہلاک ہوں گی تو حیوانات کی دوسری قسمیں بھی اس طرح پے بہ پے ہلاک ہونا شروع ہو جائیں گی، جس طرح موتیوں کی لڑی ٹوٹنے پر موتی پے بہ پے گرنے لگتے ہیں''۔ (بیہقی)

قیامت سے پہلے پیش آنے والی نشانیوں کا بیان اور دجال کا تذکرہ

(فصل اول)

قیامت سے پہلے پیش آنے والی دس نشانیاں

(۱۵۱۵) حضرت حُذَیفَه بن اَسِید غِفَارِی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) ہم لوگ آپس میں (قیامت) کا ذکر کر رہے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف آ نکلے اور پوچھا کہ تم لوگ کس چیز کا ذکر کر رہے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا: ہم قیامت کا تذکرہ کر رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تم اس سے پہلے دس نشانیوں کو نہ دیکھ لوگے،'' پھر آپ نے (۱) دھویں کا (۲) دجال کا (۳) دَابَّةُ الْاَرْض (یعنی زمین سے نکلنے والے جانور) کا (۴) سورج کے مغرب کی طرف سے نکلنے کا (۵) حضرت عیسیٰ ابن مریم کے آسمان سے اترنے کا (٦) یاجوج و ماجوج کا اور تین خَسُوف (یعنی زمین میں دھنس جانے) کا تذکرہ فرمایا (۷) ایک خسف مشرق میں (۸) ایک خسف مغرب میں (۹) اور ایک خسف جزیرۂ عرب میں ہو گا (۱۰) اور سب سے آخر میں ایک آگ یمن کی طرف سے نمودار ہوگی اور لوگوں کو ہانک کر زمین حشر (یعنی ملک شام) کی طرف لے جائے گی'' ـــــ اور ایک حدیث میں یوں ہے کہ ایک آگ یمن کے مشہور شہر عدن کے آخری کنارے سے نمودار ہوگی اور لوگوں کو ہانک کر زمین حشر کی طرف لے جائے گی ـــــ نیز ایک اور روایت میں دسویں نشانی یہ بیان کی گئی ہے کہ ایک ہوا ہوگی جو لوگوں کو سمندر میں پھینک دے

گی (مسلم)

نیک کاموں کی طرف سبقت کرنے کی تاکید

(۱۵۱۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''چھ، چیزوں کے ظاہر ہونے سے پہلے تم نیک کاموں کی طرف جلدی کرو (اور وہ چھ چیزیں یہ ہیں) (۱) دھواں (۲) دجال (۳) دَابَۃُ الْاَرْض (۴) آفتاب کا مغرب کی طرف سے نکلنا (۵) عام فتنہ جو تمام لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا، (۶) اور خاص فتنہ جو تم میں سے کسی کے ساتھ مخصوص ہوگا۔'' (مسلم)

قیامت کی سب سے پہلی نشانی

(۱۵۱۷) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ''ظاہر ہونے کے اعتبار سے قیامت کی نشانیوں میں سب سے پہلی نشانی آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا اور چاشت کے وقت لوگوں پر دابۃ الارض کا نکلنا ہے، ان دونوں نشانیوں میں سے جو نشانی پہلے ظاہر ہوگی اس کے بعد دوسری فوراً ظاہر ہو جائے گی'' (مسلم)

قیامت کی تین بڑی نشانیاں

(۱۵۱۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تین باتیں جب ظاہر ہو جائیں گی تو پھر کسی ایسے شخص کا ایمان لانا جو اس سے پہلے ایمان نہیں لایا تھا، کوئی فائدہ نہیں دے گا، اور نہ اس شخص کا اپنے ایمان کی حالت میں نیک عمل کرنا فائدہ مند ہوگا اگر اس نے اس سے پہلے نیک عمل نہ کیا ہوگا (یعنی اس وقت گناہوں سے توبہ کرنا بھی معتبر نہ ہوگا) اور وہ تین باتیں یہ ہیں۔ آفتاب کا مغرب

کی طرف سے طلوع ہونا، دجال کا اور دابۃ الارض کا نکلنا۔'' (مسلم)

آفتاب کا مغرب کی طرف سے طلوع ہونا

(۱۵۱۹) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) جب کہ آفتاب غروب ہورہا تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (مجھ سے) فرمانے لگے ''جانتے ہو یہ آفتاب کہاں جاتا ہے؟'' میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا ''یہ آفتاب جاتا ہے یہاں تک کہ عرش کے نیچے پہنچ کر سجدہ کرتا ہے، پھر طلوع ہونے کی اجازت مانگتا ہے، تو اجازت دی جاتی ہے، اور (یاد رکھو!) وہ وقت جلد ہی آنے والا ہے جب آفتاب (اپنے معمول کے مطابق) سجدہ کرے گا، لیکن اس کا سجدہ قبول نہیں ہوگا، اور اجازت چاہے گا لیکن اس کو اجازت نہیں دی جائے گی، اور یہ حکم دیا جائے گا کہ جس طرف سے آیا ہے اسی طرف لوٹ جا، چنانچہ وہ مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا، اور یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا﴾ (یعنی آفتاب اپنے مستقر کی طرف چلا جاتا ہے) نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (آفتاب کے ''مُسْتَقَرٌ'' کی وضاحت میں) ارشاد فرمایا کہ آفتاب کا مستقر یعنی اس کے ٹھہرنے کی جگہ عرش کے نیچے ہے۔'' (بخاری)

دجال کے فتنے سے بڑا کوئی فتنہ نہیں

(۱۵۲۰) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ آدم کی پیدائش سے لے کر قیامت کے دن تک دجال کے فتنہ سے بڑا کوئی فتنہ نہیں۔'' (مسلم)

دجال کانا ہوگا

(۱۵۲۱) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر مخفی نہیں ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ کانا نہیں جب کہ مسیح دجال داہنی آنکھ سے کانا ہوگا، اور اس کی وہ آنکھ ایسی ہوگی جیسے انگور کا ایک پھولا ہوا دانا ہے۔''
(بخاری ومسلم)

ہر نبی نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا ہے

(۱۵۲۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ایسا کوئی نبی نہیں گزرا جس نے اپنی امت کو جھوٹے کانے (یعنی دجال) سے نہ ڈرایا ہو، آگاہ رہو! دجال کانا ہوگا اور تمہارا پروردگار کانا نہیں ہے، نیز اس (دجال) کی دونوں آنکھوں کے درمیان ک ف ر (یعنی کفر کا لفظ) لکھا ہوا ہوگا۔'' (بخاری ومسلم)

کانے دجال کی جنت ودوزخ

(۱۵۲۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' آگاہ رہو! میں تمہیں دجال کے بارے میں ایسی بات بتاتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم سے نہیں بتائی ہے، (اور وہ بات یہ ہے کہ) دجال کانا ہوگا اور وہ اپنے ساتھ جنت ودوزخ کے مانند دو چیزیں لائے گا، پس وہ جس چیز کو جنت کہے گا حقیقت میں وہ آگ ہوگی، اور میں تمہیں اس (دجال) سے ڈراتا ہوں جیسا کہ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا تھا۔'' (بخاری ومسلم)

(۱۵۲۴) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''دجال جب ظاہر ہوگا تو اس کے ساتھ پانی ہوگا، اور آگ ہوگی، پس

لوگ جس چیز کو پانی سمجھیں گے وہ حقیقت میں جلانے والی آگ ہوگی، اور جس چیز کو لوگ آگ سمجھیں گے وہ حقیقت میں ٹھنڈا اور شیریں پانی ہوگا، پس تم میں سے جو شخص اس کو (یعنی دجال کو یا اس کی فریب کاریوں کی مذکورہ چیزوں کو) پائے تو اس کو چاہیے کہ وہ اس چیز میں گرنا پسند کرے جس کو وہ آگ دیکھتا ہے کیوں کہ حقیقتہ میں وہ (آگ نہیں ہوگی بلکہ) نہایت شیریں اور ٹھنڈا پانی ہوگا۔" (بخاری و مسلم)

اور مسلم نے اپنی روایت میں یہ الفاظ مزید نقل کیے ہیں کہ "دجال ممسوح العین ہوگا (یعنی اس کی ایک آنکھ کی جگہ پیشانی کی طرح بالکل سپاٹ ہوگی کہ وہاں آنکھ کا کوئی نشان بھی نہیں ہوگا) اور اس پر (یعنی دوسری آنکھ پر) بھاری ناخنہ ہوگا، اور اس کی آنکھوں کے درمیان "کافر" لکھا ہوگا، ہر مومن اس کو پڑھے گا خواہ وہ لکھنا (پڑھنا) جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔"

(۱۵۲۵) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "دجال کی بائیں آنکھ کانی ہوگی، اس کے بہت کثرت سے بال ہوں گے اور اس کے ساتھ اس کی جنت اور آگ ہوگی، لیکن اس کی آگ حقیقت میں جنت ہوگی اور اس کی جنت حقیقت میں آگ ہوگی۔" (مسلم)

دجال کا حلیہ، اس کی فریب کاریاں اور یاجوج ماجوج کا تذکرہ

(۱۵۲۶) حضرت نَوَاس بن سَمْعَان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا، چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا "اگر دجال نکلے اور میں (بالفرض) تمہارے درمیان موجود ہوں تو میں اس سے تمہارے سامنے جھگڑوں گا، اور اگر دجال اس وقت نکلا جب میں نہ ہوں گا تو تم میں سے ہر شخص اپنی طرف سے جھگڑنے والا ہوگا، اور میرا وکیل و خلیفہ ہر مسلمان کے لیے اللہ تعالیٰ ہے۔

(جان لو!) دجال جوان ہوگا اس کے بال بہت مڑے ہوئے ہوں گے، اور اس

کی آنکھ پھولی ہوئی ہوگی گویا میں اس کو قطن کے بیٹے عَبْدُالْعُزّٰی سے تشبیہ دے سکتا ہوں پس تم میں سے جو شخص اس کو پائے اس کو چاہیے کہ وہ اس کے سامنے سورۂ کہف کی ابتدائی آیتیں پڑھے'' ـــــ اور مسلم شریف کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اس کو چاہیے کہ وہ اس کے سامنے سورۂ کہف کی ابتدائی آیتیں پڑھے کیوں کہ وہ آیتیں تمہیں دجال کے فتنہ سے مامون و محفوظ رکھیں گی۔

(جان لو!) دجال اس راستہ سے نمودار ہوگا جو شام اور عراق کے درمیان واقع ہے اور دائیں بائیں فساد پھیلائے گا (پس) اے اللہ کے بندو! تم (اپنے دین پر) ثابت قدم رہنا۔'' (راوی فرماتے ہیں کہ) ہم نے (یہ سن کر) عرض کیا: یارسول اللہ! وہ کتنے دنوں زمین پر رہے گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''چالیس دن، ایک دن تو ایک سال کے برابر ہوگا اور ایک دن ایک مہینے کے برابر ہوگا اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا اور باقی دن تمہارے دنوں کے مطابق (یعنی ہمیشہ کے دنوں کی طرح) ہوں گے۔'' ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان دنوں میں سے جو ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا اس روز ہم کو ایک دن کی نماز کافی ہوگی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''نہیں بلکہ نماز پڑھنے کے لیے ایک دن کا اندازہ کرنا ہوگا۔'' ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ زمین پر کتنا تیز چلے گا (یعنی اس کی تیز رفتاری کی کیا کیفیت ہوگی؟) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''وہ اس ابر کے مانند تیز رفتار ہوگا جس کے پیچھے ہوا ہو، وہ ایک قوم کے پاس پہنچے گا اور اس کو اپنی اتباع کی طرف بلائے گا، لوگ اس پر ایمان لے آئیں گے، پھر وہ (اپنے تابعداروں کو نوازنے کے لیے) ابر کو بارش برسانے کا حکم دے گا تو ابر بارش برسائے گا، اور زمین کو سبزہ اگانے کا حکم دے گا تو زمین سبزہ اگائے گی۔ پھر جب شام کے وقت اس قوم کے مویشی آئیں گے جو چرنے کے لیے صبح کے وقت جنگل و بیابان میں گئے تھے تو ان کے کوہان بڑے بڑے ہو جائیں گے، ان کے تھن (دودھ کی زیادتی کی وجہ سے) بڑھ جائیں گے اور ان کی کوکھیں (خوب کھانے پینے کی

وجہ سے) تن جائیں گی۔

پھر اس کے بعد دجال ایک اور قوم کے پاس پہنچے گا اور ان کو دعوت دے گا (یعنی اپنی خدائی کی طرف بلائے گا اور کہے گا کہ مجھے اپنا پروردگار تسلیم کرو) لیکن اس قوم کے لوگ اس کی دعوت کو رد کر دیں گے (یعنی اس پر ایمان لانے سے انکار کر دیں گے) وہ ان کے پاس سے چلا جائے گا، اور اس قوم کے لوگ قحط و خشک سالی اور تباہ حالی کا شکار ہو جائیں گے یہاں تک کہ وہ مال و اسباب سے بالکل خالی ہاتھ ہو جائیں گے۔

اس کے بعد دجال ایک ویرانہ پر سے گزرے گا اور اس کو حکم دے گا کہ وہ اپنے خزانوں کو نکال دے، چنانچہ وہ خزانے اس طرح اس کے پیچھے پیچھے ہولیں گے جس طرح شہد کی مکھیوں کے سردار کے پیچھے شہد کی مکھیاں چلتی ہیں۔

پھر دجال ایک نوجوان شخص کو اپنی طرف بلائے گا (جب وہ نوجوان اس پر ایمان لانے سے انکار کر دے گا تو) تلوار سے اس کو مارے گا، اور اس کے دو ٹکڑے کر کے اتنا دور پھینک دے گا جتنا دور تیر کا نشانہ ہوتا ہے، اس کے بعد دجال اس نوجوان (کے جسم کے ان ٹکڑوں) کو بلائے گا، چنانچہ وہ زندہ ہو کر دجال کی طرف متوجہ ہوگا اور اس وقت اس (جوان) کا چہرہ نہایت روشن اور کھلا ہوا ہوگا اور وہ ہنس رہا ہوگا۔

غرضیکہ دجال اسی طرح کی فریب کاریوں اور گمراہ کرنے والے کاموں میں مشغول ہوگا کہ اچانک اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم علیہ السلام کو نازل فرمائے گا جو دمشق کے مشرقی جانب سفید منارہ کے نزدیک اتریں گے، اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے ہوں گے، اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو دو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوئے آسمان سے اتریں گے، وہ جس وقت اپنا سر جھکائیں گے تو پسینہ ٹپکے گا اور جب سر اٹھائیں گے تو ان کے سر سے چاندی کے دانوں کے مانند قطرے گریں گے جو موتیوں کی طرح ہوں گے، پھر ایسا نہیں ہوگا کہ کسی کافر تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سانس کی ہوا پہنچے اور وہ مر نہ جائے (یعنی جو بھی کافر ان کے سانس کی ہوا پائے گا

مر جائے گا) اور ان کی سانس کی ہوا ان کی حد نظر تک جائے گی، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ وہ اس کو "باب لُد" پر پائیں گے، اور قتل کر ڈالیں گے۔

اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے پاس آئیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے دجال کے مکر و فریب اور فتنہ سے محفوظ رکھا ہوگا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے چہروں سے گرد و غبار صاف کریں گے اور ان کو ان درجات و مراتب کی بشارت دیں گے جو جنت میں پائیں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس حال میں ہوں گے کہ اچانک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے پاس یہ وحی آئے گی کہ میں نے اپنے بہت سے ایسے (کافر) بندے پیدا کیے ہیں جن سے لڑنے کی قدرت و طاقت کوئی نہیں رکھتا۔ لہٰذا تم میرے (مؤمن) بندوں کو جمع کر کے کوہِ طور کی طرف لے جاؤ اور ان کی حفاظت کرو، پھر اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کو ظاہر کرے گا جو ہر بلند زمین سے دوڑتے ہوئے آئیں گے (ان کی تعداد اتنی زیادہ ہوگی کہ) جب ان کی سب سے پہلی جماعت "بُحَيْرَةَ طَبَرِيَّةُ" سے گزرے گی تو اس کا سارا پانی پی جائے گی، پھر جب اس جماعت کے بعد آنے والی جماعت وہاں سے گزرے گی تو (بُحَيْرَةَ طَبَرِيَّہ کو خالی دیکھ کر) کہے گی کہ اس میں کبھی پانی تھا اس کے بعد یاجوج و ماجوج آگے بڑھیں گے یہاں تک کہ "جبل خمر" تک پہنچ جائیں گے جو بیت المقدس کا ایک پہاڑ ہے، پھر کہیں گے کہ ہم نے زمین والوں کو ختم کر دیا ہے، چلو آسمان والوں کا خاتمہ کر دیں، چنانچہ وہ آسمان کی طرف اپنے تیر پھینکیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے تیروں کو خون آلود کر کے لوٹا دے گا، اس عرصہ میں خدا کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی کوہِ طور پر رکے جائیں گے، اور (ان پر اسباب معیشت کی تنگی و قلت اس درجہ کو پہنچ جائے گی کہ) ان کے لیے بیل کا سر تمہارے آج کے سو (۱۰۰) دیناروں سے بہتر ہوگا (جب یہ حالت ہو جائے گی تو) اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی یاجوج و ماجوج کی

ہلاکت کے لیے دعا وزاری کریں گے، پس اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں نَغَفُ یعنی کیڑے پڑ جانے کی بیماری بھیجے گا جس سے وہ سب یک بارگی اس طرح مر جائیں گے جس طرح کوئی ایک شخص مرجاتا ہے (یعنی نغف کی بیماری کی صورت میں ان پر خدا کا قہر اس طرح نازل ہوگا کہ سب کے سب ایک ہی وقت میں موت کے گھاٹ اتر جائیں گے)

پھر اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی پہاڑ سے زمین پر آئیں گے اور انہیں زمین پر ایک بالشت کا ٹکڑا بھی ایسا نہیں ملے گا جو یاجوج وماجوج کی چربی اور بدبو سے خالی ہو (اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کے لیے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تب اللہ تعالیٰ بُخْتِی اونٹ کی گردن جیسی لمبی لمبی گردنوں والے پرندوں کو بھیجے گا جو یاجوج وماجوج کی لاشوں کو اٹھا کر جہاں اللہ کی مرضی ہوگی وہاں پھینک دیں گے، اور ایک روایت میں یہ ہے کہ وہ پرندے ان کی لاشوں کو "نَهْبَلْ" میں ڈال دیں گے، اور مسلمان یاجوج ماجوج کی کمانوں، تیروں اور ترکشوں کو سات (۷) سال تک جلاتے رہیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ ایک زوردار بارش بھیجے گا جس سے کوئی بھی مکان خواہ مٹی کا ہو یا پتھر کا یا اون کا ہو، نہیں بچے گا، وہ بارش زمین کو دھوکر آئینہ کے مانند صاف کردے گی پھر زمین کو حکم دیا جائے گا کہ اپنے پھلوں (یعنی اپنی پیداوار) کو نکال اور اپنی برکت کو لوٹادے، چنانچہ اس وقت (انار کا دانہ اتنا بڑا ہوگا کہ) دس سے لے کر چالیس آدمیوں تک کی پوری جماعت ایک انار کے دانہ سے سیر ہوجائے گی، اور اس انار کے چھلکے سے لوگ سایہ حاصل کریں گے، نیز دودھ میں برکت دی جائے گی (یعنی اونٹنیوں اور بکریوں کے تھنوں میں دودھ بہت ہوگا) یہاں تک کہ دودھ دینے والی ایک اونٹنی لوگوں کی ایک بڑی جماعت کے لیے کافی ہوگی، اور دودھ دینے والی ایک گائے لوگوں کے ایک قبیلہ کے لیے کافی ہوگی، اور دودھ دینے والی ایک بکری آدمیوں کی ایک چھوٹی

سی جماعت کے لیے کافی ہوگی، بہر حال لوگ اسی طرح خوشحال اور امن وچین کی زندگی گزار رہے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ایک خوشبودار ہوا بھیجے گا جوان کی بغل کے نیچے کے حصہ کو پکڑے گی (یعنی اس ہوا کی وجہ سے ان کی بغلوں میں ایک درد پیدا ہوگا) پھر وہ ہوا ہر مومن اور ہر مسلمان کی روح قبض کرلے گی اور صرف بدکار وشریر لوگ دنیا میں باقی رہ جائیں گے جو آپس میں گدھوں کی طرح لڑیں گے اور ان ہی لوگوں پر قیامت قائم ہوگی۔'' (مسلم)

اس مؤمن کا تذکرہ جس کو دجال قتل کرے گا

(۱۵۲۷) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جب دجال نکلے گا تو مسلمانوں میں سے ایک شخص اس کی طرف روانہ ہوگا (راستہ میں) اس شخص کو کچھ مسلح لوگ ملیں گے جو دجال کے محافظ ہوں گے، یہ لوگ اس مسلمان سے پوچھیں گے: کہاں جارہے ہو؟ وہ کہے گا: میں اس شخص کی طرف جارہا ہوں جو نکلا ہے یعنی دجال (کے پاس جارہاہوں)'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''(یہ سن کر) دجال کے محافظ اس سے کہیں گے کہ تو ہمارے رب (دجال) پر ایمان کیوں نہیں لے آتا؟ وہ شخص جواب دے گا: ہمارے پروردگار کی صفات کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں، دجال کے آدمی (یہ سن کر) آپس میں کہیں گے: اس شخص کو مار ڈالو (جو ہمارے رب پر ایمان لانے کے لیے تیار نہیں ہے) پھر بعض لوگ آپس ہی میں یہ کہیں گے: کیا ہمارے رب دجال نے اس سے منع نہیں کیا کہ ہم کسی کو اس کے حکم کے بغیر نہ ماریں، آخر کار وہ لوگ اس مسلمان شخص کو دجال کے پاس لے جائیں گے اور وہ علامات کے ذریعہ اس کو پہچان لے گا اور کہے گا: لوگو! جان لو یہ وہی دجال ہے جس کا ذکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''دجال اس شخص کی بات سنتے ہی آگ بگولا ہوجائے گا اور اس کو چت لٹانے کا حکم دے گا، چنانچہ اس

شخص کو چت لٹا دیا جائے گا، پھر دجال (از راہِ تاکید و تشدید) کہے گا: اس کو پکڑ و اور اس کو توڑ ڈالو، چنانچہ اس شخص کی پیٹھ اور پیٹ پر اس قدر ضربیں لگائیں جائیں گی اور مارا جائے گا کہ اس کی پیٹھ اور پیٹ پلپلا ہو جائے گا اور پھیل جائے گا۔"

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا "اس کے بعد دجال کہے گا: کیا تو اب بھی مجھ پر ایمان نہیں لائے گا؟ وہ شخص کہے گا: (ہرگز نہیں) تو جھوٹا مسیح ہے، پھر (دجال کی طرف سے اس شخص کو چیرنے اور دو ٹکڑے کر دینے کا) حکم دیا جائے گا، اور اس کو آرے سے سر کی طرف سے چیرا جائے گا یہاں تک کہ اس کے دونوں پیروں کے درمیان سے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں گے۔"

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا " دجال (اپنے کارنامہ پر اتراتا ہوا) ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان ٹہلتا پھرے گا، پھر کہے گا: کھڑا ہو جا، وہ مسلمان شخص (زندہ ہو کر) بالکل سیدھا کھڑا ہو جائے گا، تب دجال کہے گا: اب تو مجھ پر ایمان لے آ، وہ شخص جواب دے گا: (ہرگز نہیں) اب تو میرا یقین اور پختہ ہو گیا اور میری بصیرت اور زیادہ بڑھ گئی ہے (یعنی تو نے جس طرح مجھے پہلے قتل کیا، پھر دوبارہ زندہ کر دیا اس سے مجھے کامل یقین ہو گیا کہ تو ہی جھوٹا دجال ہے)۔" آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا "اس کے بعد وہ مسلمان شخص (وہاں موجود لوگوں کو مخاطب کر کے) کہے گا: لوگو! اچھی طرح جان لو، اس دجال نے جو کچھ میرے ساتھ کیا ہے، اب کسی دوسرے آدمی کے ساتھ ایسا نہیں کر سکے گا۔" آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا "پھر دجال اس شخص کو پکڑ کر ذبح کرنا چاہے گا مگر ہنسلی کی ہڈی تک اس کی گردن کو تانبے کا بنا دیا جائے گا جس کی وجہ سے دجال اس کو ذبح نہیں کر سکے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: پھر دجال اس شخص کے دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں کو پکڑے گا، اور (اپنی آگ میں) پھینک دے گا، تو لوگ یہی خیال کریں گے کہ اس کو آگ میں پھینکا ہے، لیکن حقیقت میں وہ جنت میں پھینکا گیا ہو گا۔" (یہ بیان کرنے کے بعد) رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا

''یہ شخص اللہ رب العالمین کے نزدیک شہادت کے اعتبار سے بہت بڑے مرتبہ والا ہوگا''(مسلم)

دجال کی دہشت

(۱۵۲۸) حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''لوگ دجال کے (مکر و فریب اور فتنہ فساد کے) خوف سے بھاگ کر پہاڑوں میں جا چھپیں گے۔'' ام شریک فرماتی ہیں کہ میں نے (یہ سن کر) عرض کیا: یا رسول اللہ! ان ایام میں عرب کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ان دنوں عرب بہت کم ہوں گے (اس لیے دجال سے جہاد و مقابلہ کرنے کی طاقت و قدرت نہیں رکھیں گے۔)'' (مسلم)

دجال کے تابعدار

(۱۵۲۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''اصفہان کے ستر (۷۰) ہزار یہودی دجال کی اطاعت و پیروی کریں گے جن کے سروں پر طیلسانیں (خاص قسم کی چادریں جن کو علماء اور مشائخ پہنتے ہیں) ہوں گی''(مسلم)

دجال کا دشمن

(۱۵۳۰) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''دجال جب مدینہ منورہ کی جانب متوجہ ہوگا تو مدینہ کے راستوں میں اس کا داخلہ ممنوع ہو جائے گا، آخر وہ مدینہ کے قریب ایک کھاری زمین میں ٹھہر جائے گا، پھر اس کے پاس ایک شخص جائے گا (جو اس زمانہ کے) لوگوں میں سب سے بہتر ہوگا، یا یہ

ارشاد فرمایا کہ بہترین لوگوں میں سے ہوگا، وہ شخص (دجال سے) کہے گا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہی دجال ہے، جس کے احوال واوصاف کی خبر ہمیں رسول خدا ﷺ نے دی ہے، دجال (یہ سن کر اپنے اردگرد کے لوگوں سے) کہے گا: بتاؤ! اگر میں اس شخص کو قتل کر کے دوبارہ زندہ کردوں تو کیا تم میرے (خدا ہونے کے) بارے میں شک وشبہ کرو گے؟ وہ لوگ جواب دیں گے: ہم کو پھر کوئی شک وشبہ نہیں رہے گا۔ پھر دجال اس شخص کو مار ڈالے گا، پھر اس کو زندہ کردے گا۔ (اور وہی سوال کرے گا جو گزشتہ حدیث میں گزرا) تب وہ شخص کہے گا: خدا کی قسم! مجھے آج تیرے باطل پر ہونے کا جتنا یقین ہے اتنا پہلے نہیں تھا۔ دجال (یہ سن کر) چاہے گا کہ اس شخص کو قتل کردے مگر وہ اس پر قادر نہیں ہوسکے گا۔" (بخاری ومسلم)

دجال ملک شام میں مارا جائے گا

(۱۵۳۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا "مسیح دجال مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے ارادہ سے مشرق کی طرف سے آئے گا، یہاں تک کہ وہ اُحد پہاڑ کے پیچھے آکر رُکے گا، پھر (مذکورہ شخص کے واقعہ کے بعد) فرشتے اس کا منہ ملک شام کی طرف پھیردیں گے، اور وہ دجال وہاں (یعنی شام میں) ہلاک ہوگا" (جیسا کہ پیچھے گزرا کہ حضرت عیسیٰ دجال کو شام کے ایک گاؤں "باب لد" میں قتل کریں گے) (بخاری ومسلم)

دجال کا خوف اور رعب مدینہ میں داخل نہیں ہوگا

(۱۵۳۲) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: مسیح دجال کا رعب اور خوف مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہوگا (جب دجال آئے گا) اس دن مدینہ کے سات (۷) دروازے ہوں گے،

اور ہر دروازے پر دو فرشتے ہوں گے (جو دجال کو مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے روکیں گے) (بخاری)

دجال سے ملاقات کی ایک روایت

(۱۵۳۳) حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (ایک دن) میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن کی یہ آواز اَلصَّلاۃُ جَامِعَۃٌ (نماز جمع کرنے والی ہے) سن کر مسجد پہنچی، پھر میں نے رسول خدا کے ساتھ نماز پڑھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہونے کے بعد منبر پر تشریف فرما ہوئے، اس وقت (حسب عادت) آپ کے لبوں پر مسکراہٹ کھل رہی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے جہاں نماز پڑھی ہے وہیں بیٹھا رہے، پھر ارشاد فرمایا: کیا تم لوگ جانتے ہو میں نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''خدا کی قسم! میں نے تمہیں نہ تو کسی مرغوب چیز کے لیے جمع کیا ہے اور نہ کسی دہشت ناک چیز کے لیے (یعنی تمہیں یہاں روکنے کا مقصد نہ تو تمہیں کوئی چیز دینا ہے اور نہ کسی دشمن وغیرہ سے ڈرانا ہے) بلکہ میں نے تمہیں اس لیے جمع کیا ہے کہ تمیم داری، جو ایک نصرانی (عیسائی) شخص تھے آئے، اور مسلمان ہوئے، اور انہوں نے مجھ کو مسیح دجال کے بارے میں ایسی باتیں بتائیں جو میں تمہیں بتا چکا ہوں۔

تمیم داری نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ ایک (دن) قبیلہ لخم اور جُذام کے تیس (۳۰) آدمیوں کے ساتھ ایک بحری کشتی میں سوار ہو کر روانہ ہوئے تو پانی کی موج ایک مہینہ تک کشتی کے سواروں سے کھیلتی رہی (یعنی کشتی سمندر کی ایک ایسی موج میں گھر گئی جو مسلسل ایک مہینہ تک ان کو اِدھر اُدھر لیے پھری اور اس نے سواروں کو منزلِ مقصود تک نہ پہنچنے دیا) یہاں تک کہ اس موج نے کشتی کو (ایک دن) غروبِ آفتاب کے وقت ایک جزیرہ کے قریب پہنچا دیا اور سارے سوار چھوٹی کشتیوں میں جو بڑی کشتی کے

ساتھ تھیں بیٹھ کر اس جزیرہ میں پہنچ گئے، وہاں ان سے ایک ایسا چوپایہ ملا جو بہت بالوں والا تھا، اور بالوں کی کثرت کی وجہ سے لوگوں کو اس کا آگا پیچھا معلوم نہیں ہوتا تھا (یعنی اس چوپایہ کے جسم پر اتنے زیادہ بال تھے کہ پورا جسم چھپ کر رہ گیا تھا اور لوگ نہیں پہچان سکتے تھے کہ اس کا اگلا حصہ کون سا ہے اور پچھلا کون سا؟) لوگوں نے اس کو (دیکھ کر بڑی حیرت سے) کہا: تجھ پر افسوس! تو کون ہے اور کیا ہے؟ اس چوپایہ نے جواب دیا: میں جاسوس اور خبر رساں ہوں، تم لوگ میرے ساتھ اس شخص کے پاس چلو جو بڑے محل میں ہے کیوں کہ اسے تمہاری خبریں سننے کا بہت شوق ہے۔

تمیم داری نے بیان کیا کہ جب اس چوپایہ نے ہم سے ایک شخص کا ذکر کیا (اور ہمیں اس کے پاس چلنے کو کہا) تو ہمیں بڑا ڈر لگا کہ یہ چوپایہ کہیں شیطان نہ ہو، بہر حال ہم تیزی کے ساتھ چل پڑے اور جب محل میں داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ایک بڑے ڈیل ڈول والا اور نہایت خوفناک آدمی موجود ہے، اس جیسی شکل وصورت کا آدمی ہم نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا، وہ نہایت مضبوط اس طرح بندھا ہوا تھا کہ اس کے ہاتھ گردن تک جکڑے ہوئے تھے، اور گھٹنوں کے درمیان ٹخنوں تک لوہے کی زنجیروں سے بندھا ہوا تھا، ہم نے (اس کو دیکھ کر بڑی حیرت کے ساتھ) کہا: تجھ پر افسوس ہے! تو کون ہے اور کیا ہے؟ اس نے کہا: جب تم نے مجھ کو پالیا (اور یہاں تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے ہو تو میں تم سے اپنے بارے میں کچھ نہیں چھپاؤں گا اور سب کچھ بتا دوں گا لیکن پہلے) مجھے اپنے بارے میں بتاؤ کہ تم کون ہو (اور کہاں سے آئے ہو؟) ہم نے بتایا: ہم عرب کے لوگ ہیں، بحری کشتی میں سوار ہوئے تھے (اور اپنی منزل مقصود کی طرف جارہے تھے) کہ سمندری طوفان نے ہمیں ایک مہینہ تک گھیرے رکھا (اور ہماری کشتی کو یہاں لا چھوڑا) ہم اس جزیرہ پر اتر گئے، یہاں ہمیں ایک بالوں والا چوپایہ ملا اور اس نے کہا: میں جاسوس ہوں تم لوگ اس شخص کے پاس جاؤ جو بڑے محل میں موجود ہے، چنانچہ ہم بڑی تیزی کے ساتھ تیرے پاس چلے آئے،

اس نے کہا: اچھا مجھے یہ بتاؤ کہ "بَیْسَان" میں کھجوروں کے جو درخت ہیں ان پر پھل آتے ہیں یا نہیں؟ ہم نے کہا: ہاں پھل آتے ہیں، اس نے کہا: جان لو! جلد ہی وہ زمانہ آنے والا ہے جب "بَیْسَان" کے کھجور کے درختوں پر پھل نہیں آئیں گے، پھر اس نے کہا: اب مجھے "بُحَیْرَۃ طَبَرِیَّہ" کے بارے میں بتاؤ کہ آیا اس میں پانی ہے یا نہیں؟ ہم نے کہا: اس میں تو بہت پانی ہے، اس نے کہا: عنقریب اس کا پانی ختم ہو جائے گا، پھر اس نے پوچھا: مجھے یہ بتاؤ کہ "زُغَر" کے چشمہ میں پانی ہے یا نہیں؟ اور وہاں کے لوگ اس چشمہ کے پانی کے ذریعہ کھیتی باڑی کرتے ہیں؟ ہم نے کہا: ہاں اس چشمہ میں بہت پانی ہے اور وہاں کے لوگ اسی پانی سے کھیتی باڑی کرتے ہیں۔

اس کے بعد اس نے کہا: اب مجھے امیوں یعنی اہل عرب کے نبی کے بارے میں بتاؤ کہ اس نے کیا کیا؟ ہم نے کہا: انہوں نے مکہ کو چھوڑ دیا ہے اور اب "یَثْرِبُ" (یعنی مدینہ) کو ہجرت کر گئے ہیں، اس نے پوچھا: کیا عرب کے لوگ ان سے لڑے ہیں؟ ہم نے کہا: ہاں! پھر اس نے پوچھا: انہوں نے اہل عرب سے کیا معاملہ کیا؟ ہم نے اس کو بتایا کہ وہ نبی ان عربوں پر غالب آ گئے ہیں جو ان کے قریب ہیں اور انہوں نے ان کی اطاعت اختیار کر لی ہے، اس نے کہا: تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ان لوگوں کا ان کی اطاعت کرنا ہی ان کے لیے بہتر ہے —— اور اب میں تمہیں اپنے بارے میں بتاتا ہوں، میں درحقیقت مسیح یعنی دجال ہوں، وہ زمانہ جلد ہی آنے والا ہے جب مجھ کو نکلنے کی اجازت مل جائے گی، اس وقت میں نکلوں گا اور چالیس دن تک زمین پر پھروں گا یہاں تک کہ کوئی آبادی ایسی نہیں چھوڑوں گا جس میں داخل نہیں ہوں گا، سوائے مکہ اور طَیْبَہ یعنی مدینہ کے، یہ دونوں شہر مجھ پر حرام قرار دیئے گئے ہیں (یعنی ان دونوں شہروں میں میرا داخلہ ممنوع ہوگا، اور اس کی صورت یہ ہوگی کہ) جب میں ان دونوں شہروں میں سے کسی شہر میں داخل ہونا چاہوں گا تو میرے سامنے ایک فرشتہ آجائے گا جس کے ہاتھ میں ننگی تلوار ہوگی، وہ فرشتہ مجھ کو اس شہر میں داخل ہونے سے

روک دے گا، اور مذکورہ دونوں شہروں میں سے ہر شہر کے تمام راستوں پر فرشتے مامور ہیں جو اس شہر کی نگہبانی کرتے ہیں۔" راوی فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے اپنا عصاء مبارک منبر پر مار کر (تین مرتبہ) یہ ارشاد فرمایا: یہ ہے طَیْبَہ، یہ ہے طَیْبَہ، یہ ہے طَیْبَہ یعنی مدینہ (پھر ارشاد فرمایا:) کیا میں تمہیں یہی بات نہیں بتایا کرتا تھا (جو دجال کے بارے میں اس واقعہ سے ظاہر ہوتی ہے؟) صحابہ نے فرمایا: جی ہاں! اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "جان لو! دجال شام کے سمندر میں ہے یا یمن کے سمندر میں، نہیں بلکہ وہ مشرق کی جانب سے نکلے گا۔" یہ فرما کر آپ نے ہاتھ سے مشرق کی جانب اشارہ کیا۔ (مسلم) ا

آنحضرت ﷺ کا ایک خواب

(۱۵۳۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "میں نے آج رات اپنے آپ کو (خواب میں) کعبہ کے پاس دیکھا، وہاں مجھ کو ایک ایسا گندم گوں شخص نظر آیا جو کسی ایسے آدمی کی طرح تھا جس کو تم گندمی رنگ کا سب سے بہتر اور خوب صورت دیکھتے ہو، اس کے (سر پر) بال تھے جو کاندھوں تک لٹکے ہوئے تھے اور بالوں کے اعتبار سے بھی وہ کسی ایسے شخص سے مشابہ تھا جو تم اس قسم کے بال رکھنے والوں میں سب سے خوبصورت دیکھتے ہو، اس نے بالوں میں کنگھی کر رکھی تھی، اور بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے، وہ شخص دو آدمیوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا! میں نے (اس شخص کو دیکھ کر طواف کرنے والوں سے) پوچھا: یہ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: مسیح ابن مریم علیہ السلام ہیں۔

اس کے بعد رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر میں نے ایک اور شخص کو دیکھا جس کے بال گھونگھریالے اور بہت مڑے ہوئے تھے، وہ داہنی آنکھ سے کانا

تھا، گویا اس کی آنکھ انگور کا پھولا ہوا دانہ ہے، جن لوگوں کو میں نے دیکھا ہے ان میں "ابن قَطَن" کے بہت مشابہ تھا، وہ شخص بھی دو آدمیوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے خانہ کعبہ کا طواف کررہا تھا، میں نے اس کے بارے میں بھی پوچھا: یہ کون ہے؟ تو لوگوں نے جواب دیا: یہ مسیح دجال ہے" (بخاری و مسلم)

(فصل دوم)

تمیم داری نے دجال کو کس حال میں دیکھا تھا؟

(۱۵۳۵) حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا تمیم داری کی حدیث کے سلسلہ میں بیان کرتی ہیں کہ تمیم داری نے کہا: (جب میں جزیرہ میں داخل ہوا تو) اچانک میرا گزر ایک عورت پر ہوا جو اپنے بالوں کو گھسیٹتی تھی (یعنی اس کے بال بہت بڑے بڑے تھے جو زمین پر گھسٹتے تھے) تمیم داری نے کہا (میں نے اس عورت کو دیکھ کر پوچھا) تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں جاسوسی کرنے والی ہوں (اور دجال کو خبریں پہنچاتی ہوں) تو اس محل کی طرف چلا جا! تمیم داری کا بیان ہے کہ میں اس محل میں آیا تو وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص ہے جو اپنے بالوں کو گھسیٹتا ہے، زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے اور طوق پڑے ہوئے ہیں اور آسمان و زمین کے درمیان اچھلتا کودتا ہے، میں نے پوچھا: تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا: میں دجال ہوں (ابوداؤد)

دجال کا حلیہ

(۱۵۳۶) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا "میں نے تم لوگوں سے دجال کا حال اس اندیشہ سے (بار بار) بیان کیا ہے کہ کہیں تمہاری سمجھ میں نہ آئے (تو اچھی طرح سمجھ لو کہ) دجال

پستہ قد ہے، پھڈا ہے (یعنی چلتے وقت آڑے ترچھے قدم رکھے گا) اس کے بال مڑے ہوئے ہیں (ایک آنکھ سے) کانا ہے اور (دوسری) آنکھ سلپٹ یعنی بالکل مٹی ہوئی ہے، اس کی آنکھ نہ ابھری ہوئی ہے اور نہ اندر کو دھنسی ہوئی، اس کے بعد بھی اگر اس کا حال تم پر مشتبہ ہو جائے تو اتنی بات یاد رکھنا کہ تمہارا پروردگار کانا نہیں ہے" (ابوداؤد)

خروج دجال کے وقت مؤمنین کی حالت

(۱۵۳۷) حضرت ابو عُبَیْدَہ بن جَرَّاح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ "نوح علیہ السلام کے بعد ایسا کوئی نبی نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو دجال سے نہ ڈرایا ہو، اور میں بھی تمھیں اس سے ڈراتا رہتا ہوں" اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے دجال کے (کچھ) احوال بیان کئے اور پھر ارشاد فرمایا "شاید ان لوگوں میں سے کہ جنھوں نے مجھے دیکھا ہے یا میرا کلام سنا ہے، کوئی شخص اس (کے زمانہ) کو پائے" صحابہ نے (یہ سن کر) عرض کیا: یا رسول اللہ! اس وقت ہمارے قلوب کی (یعنی اہل ایمان کے قلوب کی) کیا حالت ہوگی؟" ارشاد فرمایا: بالکل ایسی ہی جیسے آج کے دن ہے یا اس سے بھی بہتر ہوگی" (ترمذی، ابوداؤد)

دجال خراسان سے نکلے گا

(۱۵۳۸) حضرت عَمرو بن حُرَیْث حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے یہ بیان کیا: "دجال روئے زمین کے ایک ایسے حصہ سے نکلے گا جو مشرق میں واقع ہے اور جس کو خراسان کہا جاتا ہے، اس کے ساتھ لوگوں کے کتنے ہی گروہ ہوں گے اور ان لوگوں کے چہرے تہہ بہ تہہ پھولی ہوئی ڈھال کے مانند ہوں گے۔" (ترمذی)

دجال سے دور رہنے کی تاکید

(۱۵۳۹) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "جو شخص دجال کے نکلنے کی خبر سنے وہ اس سے دور رہے، خدا کی قسم! آدمی دجال کے پاس آئے گا، اور اس کا گمان یہ ہوگا کہ میں مومن ہوں لیکن وہ ان شبہات اور استدراجات (یعنی سحر وغیرہ) کی وجہ سے جس کے ساتھ اس کو بھیجا جائے گا، اس کی اطاعت قبول کرے گا اور اس پر ایمان لے آئے گا" (ابوداؤد)

زمین پر دجال کے ٹھہرنے کی مدت

(۱۵۴۰) حضرت اسماء بنت یزید بن سکن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "روئے زمین پر دجال چالیس سال تک رہے گا، (اس وقت) سال مہینہ کے برابر ہوگا، مہینہ ہفتہ کے برابر اور ہفتہ ایک دن کے برابر ہوگا اور ایک دن اتنی جلدی گذر جائے گا جتنی دیر میں کھجور کی خشک شاخ آگ میں جل جاتی ہے۔" (بغوی)

دجال کے تابعدار کیسے ہوں گے؟

(۱۵۴۱) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا "میری امت (دعوت) میں سے ستر (۷۰) ہزار افراد جن کے سروں پر سیجان (سبز یا سیاہ چادریں) ہوں گی دجال کی اطاعت اختیار کرلیں گے۔" (بغوی)

دجال کا سخت ترین فتنہ اور مومنین کا حال

(۱۵۴۲) حضرت اسماء بنت یزید بن سکن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (ایک

دن) نبی کریم ﷺ ہمارے گھر تشریف فرما تھے کہ آپ نے دجال کا ذکر کیا اور ارشاد فرمایا ''دجال کے ظاہر ہونے سے پہلے تین سال ایسے ہوں گے کہ پہلے سال تو آسمان تہائی بارش کو اور زمین تہائی پیداوار کو روک لے گی (یعنی اس سال بارش ایک تہائی کم ہوگی، اسی طرح زمین کی پیداوار میں بھی ایک تہائی کمی ہو جائے گی) پھر دوسرے سال آسمان دو تہائی بارش کو اور زمین دو تہائی پیداوار کو روک لے گی، پھر تیسرے سال آسمان تمام بارش کو اور زمین اپنی تمام پیداوار کو روک لے گی (یعنی جس وقت دجال ظاہر ہوگا اس وقت تمام روئے زمین پر قحط پھیل چکا ہوگا اور نہ صرف انسان سخت ترین معاشی و غذائی بحران میں مبتلا ہوں گے بلکہ مویشیوں اور چوپایوں میں بھی بھکمری پھیل چکی ہوگی) چنانچہ نہ تو کوئی کھر والا جانور باقی رہے گا اور نہ وحشی جانوروں میں سے کوئی دانتوں والا، بلکہ سب ہلاک ہو جائیں گے، اور اس کا سخت ترین فتنہ یہ ہوگا کہ وہ ایک دیہاتی کے پاس آئے گا اور اس سے کہے گا: بتا، اگر میں تیرے ان اونٹوں کو زندہ کر دوں (جو قحط کی وجہ سے مر گئے ہیں) تو کیا تو یہ تسلیم کر لے گا کہ میں تیرا پروردگار ہوں؟ دیہاتی جواب دے گا: ہاں (میں تجھے پروردگار مان لوں گا) تب دجال شیاطین کو اس کے اونٹوں کے مانند بنا کر اس دیہاتی کے سامنے پیش کرے گا، اور وہ اونٹ تھنوں کی درازی اور کوہانوں کی بلندی کے اعتبار سے اس کے اونٹوں سے بہتر معلوم ہوں گے۔''

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''(دجال کا اسی طرح ایک سخت ترین فتنہ یہ ہوگا کہ) پھر وہ ایک شخص کے پاس آئے گا جس کا باپ اور بھائی مر گئے ہوں گے اور اس سے کہے گا: مجھے بتا، اگر میں تیرے بھائی اور باپ کو زندہ کر دوں تو کیا تو تسلیم کر لے گا کہ میں تیرا پروردگار ہوں؟ وہ شخص جواب دے گا: ہاں! (میں تجھے اپنا پروردگار مان لوں گا) تب دجال شیاطین کو اس شخص کے بھائی اور باپ کی شکل و صورت میں پیش کر دے گا'' حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ یہ فرما کر کسی ضرورت سے باہر

تشریف لے گئے، اور پھر تھوڑی دیر کے بعد مجلس میں تشریف لے آئے، اس وقت حاضرین مجلس (دجال کے یہ حالات سن کر) فکر و غم کی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے، حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے دروازہ کے دونوں بازو پکڑ کر فرمایا: کیا حال ہے تیرا اے اسماء؟! میں نے کہا: یارسول اللہ! آپ نے تو (دجال کا اس طرح ذکر کر کے) ہمارے دل نکال لیے ہیں (یعنی اس کا یہ حال سن کر ہمارے دل سخت خوف زدہ ہو گئے ہیں) آپ نے ارشاد فرمایا ''اگر دجال نکلے اور میں زندہ ہوں تو دلائل و حجت سے اس کو دفع کردوں گا، اور اگر وہ اس وقت نکلا جب میں دنیا میں موجود نہ رہوں گا تو یقیناً میرا پروردگار ہر مومن کے لیے میرا وکیل و خلیفہ ہوگا (یعنی اس وقت اللہ تعالیٰ ہر صاحب ایمان کا حامی و مددگار ہوگا اور اس کے فتنہ و فساد سے محفوظ رکھے گا۔)''

پھر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! بھوک کے وقت انسان کی بے صبری کا عالم تو یہ ہوتا ہے کہ ہم آٹا گوندھتے ہیں اور اس کی روٹی پکا کر فارغ بھی نہیں ہوتے کہ بھوک سے ہم بے چین ہو جاتے ہیں، تو (جب دجال نکلے گا اس وقت) مومنین کا کیا حال ہوگا؟ (یعنی وہ اپنی بھوک پر کس طرح قابو پائیں گے اور انہیں صبر و قرار کس طرح ملے گا؟) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ان کے لیے وہی چیز کافی ہوگی جو آسمان والوں یعنی فرشتوں کو کافی ہوتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس۔'' (احمد، ابوداؤد طیالسی)

(فصل سوم)

دجال کی روٹیاں اور اس کا پانی

(۱۵۴۳) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دجال کے بارے میں جس قدر میں نے رسول خدا ﷺ سے پوچھا ہے اتنا کسی اور نے نہیں پوچھا، چنانچہ (ایک دن) آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''دجال تمہیں کوئی ضرر نہیں پہنچا سکے گا'' میں نے

عرض کیا: لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ ہوگا، اور پانی کی نہر ہوگی، آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''دجال اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ ذلیل ہے (کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر یہ چیزیں پیدا کرے، اور اس کے ہاتھ پر جو کچھ ظاہر ہوگا وہ سحر باطل اور بے حقیقت صورتیں ہوں گی)'' (بخاری و مسلم)

دجال کی سواری

(۱۵۴۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''دجال ایک سفید گدھے پر سوار ہو کر نکلے گا اور اس گدھے کے دونوں کانوں کے درمیان ستر (۷۰) باع کا (یعنی دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کے بقدر) فاصلہ ہوگا۔'' (بیہقی)

ابن صیاد کا قصہ

(فصل اول)

ابن صیاد کے احوال

(۱۵۴۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) حضرت عمر بن خطاب اور چند صحابہ کرام رسول خدا ﷺ کے ساتھ ابن صیاد کے پاس گئے اور انہوں نے اس کو (یہودیوں کے ایک قبیلہ) بنو مَغالہ کے محل میں بچوں کے ساتھ کھیلتا ہوا پایا، وہ اس وقت سن بلوغ کے قریب پہنچ چکا تھا، ابن صیاد ان سب کی آمد سے بے خبر (اپنے کھیل میں مصروف) رہا یہاں تک کہ رسول خدا ﷺ نے اس کی پشت پر ہاتھ مارا اور (جب وہ متوجہ ہوا تو آپ نے) اس سے سوال کیا: کیا تو اس بات کی گواہی

دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابن صیاد نے (یہ سن کر) آپ کی طرف دیکھا اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تم امیوں یعنی ناخواندہ لوگوں کے رسول ہو، پھر اس نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا: کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں خدا کا رسول ہوں؟ آنحضرت ﷺ نے اس کو خوب زور سے بھینچا اور ارشاد فرمایا ''میں خدا پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا'' اس کے بعد آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: (اچھا یہ بتا) تو کیا دیکھتا ہے؟ (یعنی غیب کی چیزوں میں سے تجھ پر کیا منکشف ہوتا ہے؟) اس نے جواب دیا: کبھی میرے پاس سچی خبر آتی ہے اور کبھی جھوٹی خبر آتی ہے۔ رسول خدا ﷺ نے اس کا یہ جواب سن کر ارشاد فرمایا: تیرا معاملہ گڈمڈ ہوگیا۔ پھر رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے تیرے لیے اپنے دل میں ایک بات چھپائی ہے، اور جو بات آپ نے ابن صیاد کے لیے چھپائی تھی وہ یہ آیت تھی ﴿ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ﴾ اس نے جواب دیا: وہ پوشیدہ بات (جو تمہارے دل میں ہے) ''دُخ'' ہے۔ آنحضرت ﷺ نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا ''دور ہٹ! تو اپنی اوقات سے آگے ہرگز نہیں بڑھ سکے گا'' حضرت عمر فاروق نے (یہ صورتِ حال دیکھ کر) عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس کی گردن اُڑا دوں؟ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ابن صیاد اگر وہی دجال ہے (جس کے آخر زمانہ میں نکلنے کی اطلاع دی گئی ہے) تو پھر تم اس پر مسلط نہیں ہوسکو گے (یعنی اس کو قتل نہیں کرسکو گے کیوں کہ اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی قتل کریں گے) اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو پھر اسکو قتل کرنے میں تمھارے لیے کوئی بھلائی نہیں۔

حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (ایک اور دن) رسول خدا ﷺ کھجور کے ان درختوں کے پاس تشریف لے گئے جہاں ابن صیاد تھا، اس وقت آپ کے ساتھ حضرت ابی بن کعب انصاری بھی تھے، رسول خدا ﷺ (وہاں پہنچ کر) کھجوروں کے پیچھے چھپنے لگے تاکہ آپ اس کے دیکھنے سے پہلے اس کی کچھ باتیں سن لیں،

اس وقت ابن صیاد ایک چادر میں لپٹا ہوا لیٹا تھا اور اس چادر کے اندر سے گنگنانے کی آواز آرہی تھی (جس کا کوئی مفہوم سمجھ میں نہ آتا تھا) اتنے میں صیاد کی ماں نے نبی کریم ﷺ کو کھجور کے تنوں میں چھپتے ہوئے دیکھ لیا، اور کہا ارے صاف! (یہ ابن صیاد کا نام تھا) دیکھ یہ محمد کھڑے ہیں، ابن صیاد یہ (سن کر) خاموش ہوگیا (یہ دیکھ کر) رسول خدا ﷺ نے (صحابہ سے) ارشاد فرمایا ''اگر ابن صیاد کی ماں اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیتی (اور میری موجودگی سے باخبر نہ کرتی) تو وہ اپنی حقیقت کو ظاہر کردیتا (یعنی اس کی باتوں سے معلوم ہوجاتا کہ وہ کون ہے اور کیا ہے)

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ اس کے بعد رسول خدا ﷺ (خطبہ دینے کے لیے) لوگوں کے سامنے کھڑے ہوئے، چنانچہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی جو اس کو سزاوار ہے، پھر دجال کا ذکر کیا، اور ارشاد فرمایا: میں تمہیں دجال سے ڈراتا ہوں، اور نوح علیہ السلام کے بعد کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو دجال سے نہ ڈرایا ہو، اور نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے، لیکن میں تم سے دجال کے بارے میں ایک ایسی بات بتاتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی ہے، سو تم جان لو کہ دجال کانا ہوگا، اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے۔'' (بخاری ومسلم)

ابن صیاد کی بہکی بہکی باتیں

(۱۵۴۶) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا ﷺ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کی ملاقات مدینہ کے ایک راستہ میں ابن صیاد سے ہوگئی، رسول خدا ﷺ نے اس سے کہا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابن صیاد نے جواب دیا: کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ رسول خدا ﷺ نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا ''میں اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا'' (اس کے بعد آپ نے پوچھا کہ

اچھا یہ بتا) تو کیا چیز دیکھتا ہے؟ اس نے کہا: میں ایک تخت کو پانی پر دیکھتا ہوں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تو ابلیس کے تخت کو سمندر پر دیکھتا ہے'' پھر ارشاد فرمایا ''اس کے علاوہ اور کیا دیکھتا ہے؟'' ابن صیاد نے کہا: دو سچوں کو دیکھتا ہوں، اور ایک جھوٹے کو دیکھتا ہوں، یا دو جھوٹوں کو دیکھتا ہوں اور ایک سچے کو، اس کے بعد رسول خدا ﷺ نے (صحابہ سے مخاطب ہوکر) ارشاد فرمایا: ''یہ بہکی بہکی باتیں کرتا ہے لہٰذا اس کو چھوڑ دو۔'' (مسلم)

جنت کی مٹی کیسی ہے؟

(۱۵۴۷) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن صیاد نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: جنت کی مٹی کیسی ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''وہ میدہ کے مانند سفید اور مشک خالص کے مانند خوشبودار ہے۔'' (مسلم)

ابن عمر رضی اللہ عنہ کی بات سے ابن صیاد کا غضبناک ہونا

(۱۵۴۸) حضرت نافع فرماتے ہیں کہ (ایک دن) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ملاقات مدینہ کے ایک راستہ میں ابن صیاد سے ہوگئی تو انہوں نے اس سے ایک ایسی بات کہہ دی جس سے وہ غضبناک ہوگیا، اور جوشِ غضب سے اتنا پھولا کہ پوری گلی کو بھر دیا، اس کے بعد جب ابن عمر (اپنی بہن) ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے یہاں گئے، جن کو اس واقعہ کی خبر پہنچ چکی تھی، تو انہوں نے فرمایا ''ابن عمر! خدا تم پر اپنی رحمت نازل فرمائے، تم نے ابن صیاد سے کیا چاہا تھا؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ دجال کسی بات پر غضبناک ہوکر نکل پڑے گا۔'' (مسلم)

ابن صیاد کی تضاد بیانی

(۱۵۴۹) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) میرا اور ابن صیاد کا مکہ کے سفر میں ساتھ ہوگیا تو اس نے مجھ سے کہا: لوگوں کی طرف سے مجھے کس قدر تکلیف پہنچی ہے؟! لوگ مجھ کو دجال کہتے ہیں (اور تم جانتے ہو کہ یہ بات خلاف حقیقت ہے) ابوسعید! کیا تم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ دجال کے یہاں اولاد نہیں ہوگی، جب کہ میرے اولاد ہے، کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ دجال کافر ہوگا، جب کہ میں مسلمان ہوں، کیا یہ آپ کا ارشاد نہیں ہے کہ دجال مدینہ اور مکہ میں داخل نہیں ہوسکے گا، جب کہ میں مدینہ سے آرہا ہوں اور مکہ جارہا ہوں۔ ابوسعید فرماتے ہیں کہ پھر ابن صیاد نے آخری بات مجھ سے یہ کہی: ''یادرکھو! خدا کی قسم! میں دجال کی پیدائش کا وقت جانتا ہوں اور اس کا مکان جانتا ہوں (کہ وہ کہاں پیدا ہوگا) اور یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ (اس وقت) کہاں ہے، اور اس کے ماں باپ کو بھی جانتا ہوں۔'' ابوسعید فرماتے ہیں کہ میں (ابن صیاد کی یہ باتیں سن کر) شبہ میں پڑ گیا اور میں نے اس سے کہا ''تو ہمیشہ کے لیے تباہ و برباد ہوا'' ابوسعید فرماتے ہیں کہ اس وقت موجود لوگوں میں سے کسی نے ابن صیاد سے کہا: کیا تو یہ بات پسند کرتا ہے کہ تو ہی دجال ہو؟ ابوسعید فرماتے ہیں کہ اس نے (یہ سن کر) جواب دیا: ''ہاں اگر میرے سامنے یہ بات پیش کی جائے گی تو میں اس کو ناپسند نہیں کروں گا'' (مسلم)

ابن عمر رضی اللہ عنہ کا سوال اور ابن صیاد کا جواب

(۱۵۵۰) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) میری ملاقات ابن صیاد سے ہوگئی۔ اس وقت اس کی آنکھ سوجی ہوئی (ورم آلود) تھی، میں نے پوچھا:

تیری اس آنکھ میں جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں (یعنی ورم) یہ کب سے ہے؟ اس نے جواب دیا: میں نہیں جانتا کہ کب سے ہے، میں نے کہا" تجھ کو نہیں معلوم حالانکہ آنکھ تیرے سر میں ہے" اس نے کہا: اگر خدا چاہے تو اس کو تمہاری لاٹھی میں پیدا کردے، ابن عمر فرماتے ہیں کہ (اس کے بعد) ابن صیاد نے اپنی ناک سے گدھے کی طرح سخت آواز نکالی جس کو میں نے سنا ہے" (مسلم)

ابن صیاد کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خیال

(۱۵۵۱) حضرت محمد بن مُنکَدِر تابعی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ قسم کھا کر فرماتے تھے: ابن صیاد دجال ہے، میں نے ان سے عرض کیا: آپ اللہ کی قسم کھا رہے ہیں! (حالانکہ ابن صیاد کا دجال ہونا یقینی نہیں) انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت عمر فاروق کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ قسم کھاتے ہوئے سنا ہے کہ ابن صیاد دجال ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا انکار نہیں فرمایا (یعنی یہ بات یقینی نہ ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عمر کی اس بات کا انکار کرتے) (بخاری ومسلم)

(فصل دوم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا خیال

(۱۵۵۲) حضرت نافع فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر کہا کرتے تھے کہ "خدا کی قسم! مجھ کو اس میں کوئی شک نہیں کہ مسیح دجال، ابن صیاد ہی ہے" (ابوداؤد، بیہقی)

ابن صیاد کی گمشدگی

(۱۵۵۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے واقعہ حرہ کے دن ابن صیاد کو

غائب پایا (ابوداؤد)

ابن صیاد اور دجال کے احوال

(۱۵۵۴) حضرت ابو بَکْرَہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''دجال کے والدین تیس سال اس حالت میں گزاریں گے کہ ان کے کوئی لڑکا نہیں ہوگا، پھر ان کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو بڑے دانتوں والا ہوگا (اور بعض حضرات نے کہا: اَضْرَس سے مراد یہ ہے کہ وہ دانتوں سمیت پیدا ہوگا) وہ بہت کم منفعت والا ہوگا۔ اس کی دونوں آنکھیں سوئیں گی لیکن اس کا دل نہیں سوئے گا'' اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے اس کے ماں باپ کا حال بیان کیا اور ارشاد فرمایا ''اس کا باپ بہت لمبا اور کم گوشت والا یعنی دبلا ہوگا اس کی ناک چونچ کی طرح (لمبی اور پتلی) ہوگی، اور اس کی ماں موٹی چوڑی اور لمبے ہاتھ والی ہوگی۔''

حضرت ابوبکرہ فرماتے ہیں کہ ہم نے مدینہ کے یہودیوں میں ایک (عجیب و غریب) لڑکے کے بارے میں سنا تو میں اور زبیر بن عوام اس کو دیکھنے کے لیے گئے، جب ہم اس لڑکے کے والدین کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بالکل اسی طرح کے ہیں جس طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ان کے بارے میں بیان کیا تھا، ہم نے ان دونوں سے پوچھا: کیا تمہاری کوئی اولاد ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہم نے تیس سال اس حالت میں گزارے کہ ہماری کوئی اولاد نہیں تھی، پھر ہمارے یہاں ایک کانا لڑکا پیدا ہوا جو بڑے دانتوں والا اور بہت کم منفعت والا ہے، اس کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن اس کا دل نہیں سوتا۔

حضرت ابوبکرہ فرماتے ہیں کہ ہم دونوں (ان کی یہ بات سن کر) وہاں سے چل دیئے، پھر اچانک ہماری نظر اس لڑکے (یعنی ابن صیاد) پر پڑی جو دھوپ میں چادر

اوڑھے پڑا تھا اور پست آواز میں بات کر رہا تھا جو سمجھ میں نہیں آتی تھی (ہم نے وہاں کھڑے ہو کر آپس میں کوئی بات کہی) اس نے سر سے چادر ہٹا کر ہم سے پوچھا: تم نے کیا کہا؟ ہم نے (حیرت سے) کہا: کیا تو نے ہماری بات سن لی؟ اس نے کہا: ہاں! میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔ (ترمذی)

ابن صیاد کے بارے میں حضور ﷺ کا اندیشہ

(۱۵۵۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ کی ایک یہودی عورت نے ایک لڑکا جنا جس کی آنکھ مٹی ہوئی اور ہموار تھی اور اس کی کچلیاں باہر نکلی ہوئی تھیں۔ رسول خدا ﷺ (کو جب اس طرح کے لڑکے کے بارے میں معلوم ہوا تو آپ) ڈرے کہ کہیں یہ دجال نہ ہو، پس (ایک دن آنحضرت ﷺ اس کو دیکھنے اور اس کی حقیقت معلوم کرنے کے لیے تشریف لے گئے تو) آپ نے اس کو ایک چادر کے نیچے لیٹا ہوا پایا، اس وقت وہ آہستہ آہستہ کچھ بول رہا تھا جس کا مفہوم سمجھ میں نہیں آتا تھا، اس کی ماں نے کہا: اے اللہ کے بندے! یہ ابوالقاسم (محمد) کھڑے ہیں، وہ (یہ سنتے ہی) چادر سے باہر نکل آیا، رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس عورت کو کیا ہوا! خدا اس کو ہلاک کرے (کہ اس نے لڑکے کو میری آمد سے خبردار اور ہوشیار کر دیا) اگر وہ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیتی (اور میری آمد سے آگاہ نہ کرتی) تو یقیناً وہ اپنا حال ظاہر کر دیتا۔ اس کے بعد حضرت جابر نے حضرت ابن عمر کی (اس) حدیث کے مطابق بیان کیا (جو باب کے شروع میں نقل کی جا چکی ہے) پھر حضرت عمر بن خطاب نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ اجازت دیں تو میں اس کو قتل کر ڈالوں، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا" اگر یہ (ابن صیاد) وہی دجال ہے تو اس کے قاتل تم نہیں ہو سکتے بلکہ اس کے قاتل عیسیٰ ابن مریم ہوں گے، اور اگر یہ وہ دجال نہیں ہے تو تمہیں ایک ایسے شخص کو قتل کرنے کا کوئی حق نہیں جو اہل ذمہ میں سے ہے، الغرض رسول خدا ﷺ برابر یہ خوف رکھتے تھے کہ ابن صیاد کہیں دجال نہ ہو۔ (بغوی)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے اترنے کا بیان

(فصل اول)

نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کارنامے

(۱۵۵۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یقیناً عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام (آسمان سے) تمہارے درمیان اتریں گے جو ایک عادل حاکم ہوں گے، وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے، سور کو مار ڈالیں گے، اور جزیہ کو اٹھا دیں گے (ان کے زمانہ میں) مال و دولت کی فراوانی ہوگی یہاں تک کہ کوئی اس کا خواہشمند نہ رہے گا۔ اور اس وقت ایک سجدہ دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہوگا۔" (اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد) حضرت ابو ہریرہ کہا کرتے تھے کہ اگر تم اس بات میں کوئی شک و شبہ رکھتے ہو اور دلیل حاصل کرنا چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھو ﴿وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ الْاٰیَة﴾ یعنی کوئی اہل کتاب (خواہ وہ یہودی ہو یا عیسائی) ایسا باقی نہیں رہے گا جو عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی وفات سے پہلے ایمان نہ لے آئے گا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کی برکتیں

(۱۵۵۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "بخدا! حضرت عیسیٰ ابن مریم اس حالت میں نازل ہوں گے کہ وہ ایک عادل حاکم ہوں گے، صلیب کو توڑ دیں گے، سور کو مار ڈالیں گے، ذمیوں سے جزیہ کو اٹھا دیں گے، اور جوان اونٹنیوں کو چھوڑ دیا جائے گا، پس ان سے سواری اور بار برداری کا کام نہیں لیا

جائے گا، اور یقیناً لوگوں کے دلوں سے کینہ، بغض اور حسد جاتا رہے گا (کیوں کہ یہ سب برائیاں دنیا کی محبت و لالچ سے پیدا ہوتی ہیں، جب دنیا اور دنیا کی چیزوں کی طرف کوئی رغبت ہی نہیں رہ جائے گی تو یہ برائیاں کہاں سے پیدا ہوں گی) اور یقیناً حضرت عیسیٰ لوگوں کو مال و دولت سے نوازنے کے لیے بلائیں گے لیکن کوئی بھی مال و دولت لینے والا نہیں ہوگا۔'' (مسلم)

اور بخاری و مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا؟ (یعنی تم کتنا سکون و کیف محسوس کرو گے؟!) جب عیسیٰ ابن مریم تمہارے درمیان اتریں گے اور تمہارا امام تم ہی میں سے (یعنی اہل قریش میں سے یا تمہاری ملت کا کوئی فرد) ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا امامت کرنے سے انکار

(۱۵۵۸) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میری امت میں سے ہمیشہ ایک جماعت حق کے واسطے لڑتی رہے گی اور (اپنے دشمنوں) پر غالب آئے گی۔ قیامت (کے قریب) تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔'' پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جب حضرت عیسیٰ ابن مریم آسمان سے اتریں گے، تو امت کے امیر (یعنی حضرت مہدی) حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہیں گے: آیئے ہمیں نماز پڑھایئے (کیوں کہ امامت کا حق اسی شخص کو ہوتا ہے جو افضل ہو اور ظاہر ہے کہ آپ کامل رسول و نبی ہونے کی حیثیت سے اُس وقت سب سے افضل ہوں گے) لیکن عیسیٰ علیہ السلام ان کو جواب دیں گے: میں امامت نہیں کروں گا (کیوں کہ میری امامت کی وجہ سے یہ گمان ہوسکتا ہے کہ تمہارا دین منسوخ ہوگیا ہے) اور بلاشبہ تم میں سے بعض لوگ بعض پر امام و امیر ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت محمدیہ کو بزرگ و برتر قرار دیا ہے۔'' (مسلم)

(فصل سوم)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے تدفین

(۱۵۵۹) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام جب زمین پر اتریں گے تو نکاح کریں گے، اوران کے اولاد ہوگی، دنیا میں ان کی مدتِ قیام پینتالیس (۴۵) برس ہوگی، پھران کی وفات ہوجائے گی اور وہ میری قبر یعنی میرے مقبرہ میں میرے پاس دفن کیے جائیں گے، (چنانچہ قیامت کے دن) میں اور عیسیٰ علیہ السلام دونوں ایک مقبرہ سے ابوبکر اور عمر کے درمیان اٹھیں گے'' (ابن جوزی)

قرب قیامت کا ذکر اور اس بات کا بیان
کہ جو شخص مرگیا اس کی قیامت قائم ہوچکی

(فصل اول)

قیامت بہت جلد آرہی ہے

(۱۵۶۰) حضرت شعبہ حضرت قتادہ سے اور وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میں اور قیامت، ان دوانگلیوں (یعنی شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی) کے مانند بھیجے گئے ہیں'' حضرت شعبہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت قتادہ سے سنا، انہوں نے اس کی مراد اور تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا کہ

جس طرح ان دونوں میں سے ایک انگلی دوسری انگلی سے بڑھی ہوئی ہے (یعنی جس طرح بیچ کی انگلی شہادت کی انگلی سے کچھ بڑھی ہوئی ہے اسی طرح میری بعثت کا زمانہ، قیامت کے وقت سے کچھ ہی آگے ہے کہ میں قیامت سے پہلے آیا ہوں اور قیامت میرے پیچھے بہت جلد آ رہی ہے)'' بہرحال شعبہ فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ یہ مراد حضرت قتادہ نے خود بیان کی، یا انہوں نے اس کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا تھا۔ (بخاری و مسلم)

زمانہ نبوی کے لوگوں کی مدت حیات

(۱۵۶۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات سے ایک مہینہ پہلے یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ''تم لوگ مجھ سے قیامت کا وقت پوچھا کرتے ہو جب کہ قیامت کا متعین وقت صرف اللہ کو معلوم ہے، اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس وقت روئے زمین پر ایسا کوئی شخص موجود نہیں ہے جس پر سو (۱۰۰) سال کا عرصہ گزرے اور وہ اس وقت زندہ رہے۔'' (مسلم)

(۱۵۶۲) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اس وقت جو لوگ زندہ ہیں ان میں سے کوئی بھی شخص سو (۱۰۰) سال کے بعد روئے زمین پر زندہ موجود نہیں رہے گا۔'' (مسلم)

دیہاتیوں کا سوال اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب

(۱۵۶۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کچھ دیہاتی لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا کرتے اور پوچھا کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (یہ سوال سن کر) ان میں سب سے چھوٹے شخص کی طرف دیکھ کر ارشاد فرماتے: ''اگر یہ زندہ رہا تو یہ بڑھاپے کی عمر تک پہنچنے نہیں پائے گا کہ تم پر تمہاری

قیامت قائم ہو جائے گی‘‘ (بخاری و مسلم)

(فصل دوم)

میں قیامت کی ابتداء میں بھیجا گیا ہوں

(۱۵۶۴) حضرت مُسْتَوْرِد بن شَدّاد رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ’’میں قیامت کی ابتداء میں بھیجا گیا ہوں (یعنی میری بعثت ایسے زمانہ میں ہوئی ہے جس میں قیامت کی علامات کا آغاز ہو گیا ہے) اور میں قیامت سے بس اتنا ہی آگے آیا ہوں جس قدر یہ (بیچ کی) انگلی اس (شہادت کی) انگلی سے آگے ہے‘‘ یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں انگلیوں (یعنی شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی) کی طرف اشارہ فرمایا۔ (ترمذی)

آدھے دن کی مہلت

(۱۵۶۵) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ’’میں امید رکھتا ہوں کہ میری امت اپنے پروردگار کی نظر میں اتنی عاجز و بے حقیقت نہیں ہو جائے گی کہ اس کا پروردگار اس کو آدھے دن کی بھی مہلت نہ دے۔‘‘ حضرت سعد بن ابی وقاص سے پوچھا گیا: یہ ’’آدھا دن‘‘ کتنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: پانچ سو (۵۰۰) سال۔ (ابوداؤد)

(فصل سوم)

قرب قیامت کی مثال

(۱۵۶۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"اس دنیا (کے فنا کے قریب پہنچ جانے اور قیامت کے نزدیک آجانے) کی مثال اس کپڑے کی سی ہے جس کو شروع سے آخر تک پھاڑ ڈالا گیا ہو اور اس کے ٹکڑے آخر میں صرف ایک دھاگے سے جڑے ہوئے لٹکے ہوں اور وہ دھاگا بھی ٹوٹ جانے کے قریب ہو (یعنی دنیا بہت جلد فنا ہونے والی ہے)" (بیہقی)

قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی

(فصل اول)

قیامت کیسے لوگوں پر قائم ہوگی؟

(۱۵٦۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک روئے زمین پر اللہ اللہ کہنا موقوف نہ ہو جائے گا۔" اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "قیامت اس شخص پر قائم نہیں ہوگی جو اللہ اللہ کہتا ہوگا۔" (مسلم)

(۱۵٦۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "قیامت صرف بدترین لوگوں پر قائم ہوگی۔" (مسلم)

قیامت سے پہلے بت پرستی کا دور دورا

(۱۵٦۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک قبیلہ دوس کی عورتیں "ذُوْالْخَلَصَةُ" کے گرد اپنے کولھے نہ مٹکانے لگیں" اور (حضرت ابو ہریرہ یا کسی اور راوی نے ذُوْالْخَلَصَةُ کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ) ذُوْالْخَلَصَةُ قبیلہ دوس کے بت کا نام ہے جس کو وہ زمانہ جاہلیت میں پوجتے تھے۔" (بخاری و مسلم)

"اس دنیا (کے فنا کے قریب پہنچ جانے اور قیامت کے نزدیک آجانے) کی مثال اس کپڑے کی سی ہے جس کو شروع سے آخر تک پھاڑ ڈالا گیا ہو اور اس کے ٹکڑے آخر میں صرف ایک دھاگے سے جڑے ہوئے لٹکے ہوں اور وہ دھاگا بھی ٹوٹ جانے کے قریب ہو (یعنی دنیا بہت جلد فنا ہونے والی ہے)"۔ (بیہقی)

قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی

(فصل اول)

قیامت کیسے لوگوں پر قائم ہوگی؟

(۱۵۶۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک روئے زمین پر اللہ اللہ کہنا موقوف نہ ہو جائے گا۔" اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "قیامت اس شخص پر قائم نہیں ہوگی جو اللہ اللہ کہتا ہوگا۔" (مسلم)

(۱۵۶۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "قیامت صرف بدترین لوگوں پر قائم ہوگی۔" (مسلم)

قیامت سے پہلے بت پرستی کا دور دورا

(۱۵۶۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک قبیلہ دوس کی عورتیں "ذُوالْخَلَصَةُ" کے گرد اپنے کولھے نہ مٹکانے لگیں" اور (حضرت ابوہریرہ یا کسی اور راوی نے ذُوالْخَلَصَةُ کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ) ذُوالْخَلَصَةُ قبیلہ دوس کے بت کا نام ہے جس کو وہ زمانہ جاہلیت میں پوجتے تھے۔" (بخاری ومسلم)

(۱۵۷۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ”شب وروز کا سلسلہ اس وقت تک ختم نہیں ہوگا (یعنی یہ دنیا اس وقت تک فنا نہیں ہوگی) جب تک لات وعزیٰ کی پوجا نہ کی جانے لگے“ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب میں نے آپ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی سنا تو یہ عرض کیا: یا رسول اللہ! جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾ (وہ اللہ ایسا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت (کا سامان یعنی قرآن) اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کردے، گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں) تو میں یہ سمجھی تھی کہ بت پرستی کا خاتمہ ہونے والا ہے (اور آئندہ کبھی بت پرستی نہیں ہوگی، لیکن اب آپ یہ خبر دے رہے ہیں؟) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”درحقیقت ایسا ہی ہوگا (یعنی اسلام کی روشنی غالب رہے گی، اور کفر وشرک کا چراغ گل رہے گا مگر) جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا، پھر اللہ تعالیٰ ایک خوش گوار ہوا بھیجے گا جس کی بنا پر ہر وہ شخص مر جائے گا جس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہوگا، اور (دنیا میں) صرف وہی شخص باقی بچے گا جس میں کوئی نیکی نہیں ہوگی (یعنی اس وقت روئے زمین پر ایسا کوئی شخص باقی نہیں بچے گا جس میں ایمان واسلام ہو، جو قرآن پڑھنے والا، نماز، روزہ، حج اور دوسرے ارکانِ اسلام ادا کرنے والا ہو، اور علم دین کا حامل ہو) پس تمام لوگ اپنے آباء واجداد کے دین یعنی کفر وشرک کی طرف لوٹ جائیں گے۔“ (مسلم)

شیطان کی شرارت

(۱۵۷۱) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ”دجال نکلے گا اور چالیس تک رہے گا، حضرت عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے نہیں معلوم کہ آنحضرت ﷺ نے چالیس سے چالیس دن مراد لئے یا چالیس مہینے

یا چالیس سال، پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجے گا گویا وہ عروہ بن مسعود ہیں (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام شکل وصورت میں عروہ بن مسعود کے مشابہ ہوں گے) وہ دجال کو تلاش کریں گے اور اس کو مار ڈالیں گے، اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کے درمیان سات سال تک رہیں گے، اور اس عرصہ میں دو شخصوں کے درمیان کوئی دشمنی وعداوت نہیں ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجے گا، چنانچہ اس وقت روئے زمین پر ایسا کوئی شخص باقی نہیں بچے گا جس کے دل میں رائی کے برابر بھی نیکی یا ایمان ہو، اور وہ ہوا اس کی روح قبض نہ کرے، یہاں تک کہ اگر تم میں سے کوئی شخص (بالفرض) پہاڑ کے اندر بھی چلا گیا ہوگا تو وہ پہاڑ میں داخل ہو کر اس کی روح قبض کرے گی۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اس کے بعد (روئے زمین پر) صرف بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے جو (فسق وفجور اور قضائے شہوت میں) پرندوں کے مانند سبک رو اور تیز رو، اور (ظلم وخون ریزی میں) درندوں کی طرح سخت ہوں گے، وہ نہ تو نیکی و بھلائی سے واقف ہوں گے اور نہ برائی و بدکاری سے اجتناب کریں گے، پھر شیطان انسان کی شکل وصورت اختیار کر کے ان کے پاس آئے گا، اور کہے گا: کیا تم کو شرم وحیا نہیں آتی؟ وہ لوگ شیطان سے کہیں گے: تم بتاؤ ہم کیا کریں؟ پس شیطان ان کو بت پوجنے کا حکم دے گا (وہ لوگ شیطان کے کہنے کے مطابق بت پرستی کرنے لگیں گے) اور اس حالت میں بھی ان کے رزق میں فراوانی اور کثرت ہوگی اور وہ عیش و عشرت کی زندگی گزارتے ہوں گے۔

پھر صور پھونکا جائیگا اور جو بھی شخص اس کی آواز سنے گا وہ اپنی گردن کو ایک جانب سے جھکائے گا اور دوسری جانب بلند کرے گا، اس صور کی آواز کو سب سے پہلے سننے والا وہ شخص ہوگا جو اپنے اونٹ (کو پانی پلانے) کے لئے حوض کو لیپ پوت رہا ہوگا اور وہ اسی حالت میں مر جائے گا اور دوسرے تمام لوگ بھی اسی طرح مر جائیں گے (یعنی

کسی کو بھی اتنی مہلت نہیں ملے گی کہ وہ جس کام میں مشغول ہے اس سے فارغ ہی ہوجائے) اس کے بعد اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا جو شبنم کی طرح ہوگی، اور اس بارش کے ذریعہ لوگوں کے بدن اُگ آئیں گے (جو قبروں میں گل چکے ہوں گے) پھر دوسرا صور پھونکا جائیگا جس کو سنکر تمام لوگ یکبارگی اٹھ کھڑے ہوں گے، اور قیامت کے ہولناک منظر کو دیکھیں گے، پھران سب سے کہا جائیگا: لوگو! اپنے پروردگار کی طرف آؤ، اور فرشتوں کو حکم دیا جائے گا: ان کو روکو! ان کے اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا اور ان کا حساب لیا جائے گا، پھر (پروردگار کی طرف سے) فرشتوں سے کہا جائے گا: ان لوگوں میں سے ان کو الگ کردو جو دوزخ کی آگ کا لشکر ہیں، پھر فرشتے اللہ تعالیٰ سے دریافت کریں گے: کتنے لوگوں کو دوزخ کے لیے الگ کیا جائے؟ ان کو جواب دیا جائے گا: ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے لوگوں کو دوزخ کے لئے الگ کرلو، یہ کہہ کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”یہ وہ دن ہے جو بچوں کو بوڑھا کردے گا اور یہ وہ دن ہے جس میں امر عظیم کو ظاہر کیا جائے گا۔“ (مسلم)

صور پھونکنے کا بیان

(فصل اول)

انسان کو دوبارہ کس طرح پیدا کیا جائے گا؟

(۱۵۷۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ”دونوں صوروں (یعنی ایک مرتبہ مارنے کے لئے اور دوسری مرتبہ جلانے کے لیے پھونکے جانے والے صوروں) کے درمیان وقفہ چالیس ہوگا، لوگوں نے (یہ سن کر) پوچھا: ابوہریرہ! کیا (چالیس سے) چالیس دن مراد ہیں؟ ابوہریرہ نے جواب دیا:

مجھے نہیں معلوم۔ پھر لوگوں نے پوچھا: کیا چالیس (۴۰) مہینے مراد ہیں؟ ابو ہریرہ نے جواب دیا: مجھے نہیں معلوم، لوگوں نے پھر پوچھا: کیا چالیس (۴۰) سال مراد ہیں؟ ابو ہریرہ نے پھر یہی جواب دیا کہ مجھے نہیں معلوم (اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ نے آگے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا:) آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی برسائے گا اور اس پانی سے انسان اور تمام جاندار اس طرح اگیں گے جیسے سبزہ اگتا ہے۔'' نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''انسان کے جسم و بدن کی کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو پرانی اور بوسیدہ نہ ہوجاتی ہو، علاوہ ایک ہڈی کے جس کو عَجْبُ الذَّنَبْ (دم کی جڑ) کہتے ہیں، اور قیامت کے دن ہر جاندار کی اسی ہڈی سے اس کے تمام جسم کو بنایا جائیگا۔'' (بخاری، مسلم)

اور مسلم کی ایک اور روایت میں یوں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''(مرنے کے بعد) ابن آدم کے پورے بدن کو مٹی کھا جاتی ہے مگر عَجْبُ الذَّنَبْ (دم کی جڑ) کو (پورے طور پر) نہیں کھا پاتی، اور یہی وہ ہڈی ہے جس سے انسان کی پہلی مرتبہ تخلیق ہوتی ہے اور اسی سے دوبارہ اس کو بنایا جائے گا''

اللہ کی عظمت کا اظہار

(۱۵۷۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ زمین کو اپنے پنجہ میں لے لے گا اور آسمان کو اپنے داہنے ہاتھ میں لپیٹ لے گا، پھر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں کہاں ہیں وہ لوگ جو زمین پر اپنی بادشاہی کا دعویٰ کرتے تھے؟'' (بخاری، مسلم)

(۱۵۷۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹ دیگا، پھر ان کو داہنے ہاتھ میں لے کر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں! کہاں ہیں ظلم و جبر کرنے والے؟ کہاں ہیں تکبر کرنے

والے؟ پھر زمینوں کو اپنے بائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا، اور ایک روایت میں یوں ہے کہ زمینوں کو اپنے دوسرے ہاتھ میں لے لے گا اور فرمائے گا "میں بادشاہ ہوں، کہاں ہیں ظلم و جبر کرنے والے؟ کہاں ہیں تکبر کرنے والے؟۔" (مسلم)

(۱۵۷۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ (ایک دن) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں یہودیوں کا ایک عالم حاضر ہوا اور کہنے لگا: اے محمد! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر، زمینوں کو ایک انگلی پر، پہاڑوں اور درختوں کو ایک انگلی پر، پانی اور پانی کے نیچے کی تر مٹی کو ایک انگلی پر اور باقی تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر رکھے گا، اور ان انگلیوں کو ہلاتے ہوئے فرمائے گا: میں ہوں بادشاہ، میں ہوں خدا (یہ سن کر) رسول خدا ﷺ اس یہودی عالم کی بات پر اظہار تعجب کرتے ہوئے، اور اس کی تصدیق کرتے ہوئے مسکرائے، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ﴿ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴾ اور ان لوگوں نے (یعنی مشرکوں نے) خدائے تعالیٰ کی عظمت نہ کی جیسی عظمت کرنا چاہئے تھی حالانکہ ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن، اور تمام آسمان لپٹے ہوئے ہوں گے اسکے داہنے ہاتھ میں، وہ پاک و برتر ہے ان کے شرک سے۔ (بخاری)

زمین و آسمان کی تبدیلی

(۱۵۷۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ سے اس آیت ﴿ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ ﴾ (جس روز زمین بدل دی جائے گی، اور آسمان بھی) کے بارے میں پوچھا کہ اس دن جب زمین و آسمان کی تبدیلی واقع ہوگی لوگ کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "پل صراط پر۔" (مسلم)

سورج اور چاند کی بے نوری

(۱۵۷۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "قیامت کے دن سورج اور چاند لپیٹ دیئے جائیں گے۔" (بخاری)

(فصل دوم)

صور پھونکنے والا فرشتہ ہر وقت تیار کھڑا ہے

(۱۵۷۸) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میں آرام و سکون سے کیسے بیٹھوں جب کہ صور پھونکنے والا (حضرت اسرافیل علیہ السلام) صور کو (پھونکنے کے لئے) منہ میں دبائے ہوئے ہے، اپنا کان بارگاہِ حق کی طرف لگائے اور پیشانی جھکائے ہوئے ہے، اور انتظار کر رہا ہے کہ کب صور پھونکنے کا حکم ملے۔" (یہ سن کر) صحابہ نے عرض کیا: آپ ہمارے لیے کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ پڑھا کرو ﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ (اور ہم کو اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے) (ترمذی)

صور کیا ہے؟

(۱۵۷۹) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا "صور ایک سینگ ہے جس میں پھونکا جائے گا۔" (ترمذی)

(فصل سوم)

ناقور، رَاجِفَة اور رَادِفَة کے معنی

(۱۵۸۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ﴿فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّا قُوْرِ﴾ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ''ناقور سے مراد صور ہے، نیز ابن عباس نے فرمایا: رَاجِفَة سے مراد پہلا صور، اور رَادِفَة سے مراد دوسرا صور ہے'' (بخاری)

جب صور پھونکا جائے گا: حضرت اسرافیل کے ساتھ کون ہوگا؟

(۱۵۸۱) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صور پھونکنے والے یعنی حضرت اسرافیل علیہ السلام کا ذکر کیا اور ارشاد فرمایا: ''صور پھونکنے کے وقت ان کی دائیں جانب حضرت جبرئیل علیہ السلام ہوں گے اور بائیں جانب حضرت میکائیل علیہ السلام'' (رزین)

دوبارہ زندہ کرنے کی نشانی

(۱۵۸۲) حضرت اَبُو رَزِيْن عُقَيْلِي رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ مخلوقات کو دوبارہ کس طرح زندہ کرکے اٹھائے گا؟ (جب کہ ان کے جسم و بدن گل سڑ کر خاک ہو چکے ہوں گے) اور اللہ کی مخلوقات میں اس کی کوئی نشانی ہے (جس کو دیکھ کر دوبارہ زندہ کئے جانے پر استدلال کیا جا سکے؟) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم کبھی قحط اور خشک سالی کے زمانے میں اپنی قوم کے جنگل اور کھیتوں کے درمیان سے گزرے ہو؟ (جب کہ وہاں سبزہ کا نام و نشان نہیں ہوتا) پھر (بارش کے

بعد) تم وہاں سے گذرے ہو جب کہ وہاں سبزہ لہلہاتا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "پس مخلوقات میں قدرتِ الٰہی کی یہی نشانی ہے، اور اللہ تعالیٰ مردوں کو اسی طرح زندہ کرے گا" (رزین)

حشر کا بیان

(فصل اول)

حشر کا میدان کیسا ہوگا؟

(۱۵۸۳) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "قیامت کے دن لوگوں کو سرخی مائل سفید زمین پر جمع کیا جائے گا جو (رنگ، اور گولائی کے اعتبار سے) چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کے مانند ہوگی، اور اس زمین میں کسی (مکان و عمارت وغیرہ) کا کوئی نشان نہیں ہوگا (بلکہ چٹیل میدان ہوگا)" (بخاری، مسلم)

اہل جنت کا پہلا کھانا

(۱۵۸۴) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "قیامت کے دن ساری زمین ایک روٹی ہوگی جس کو خداوند جبار اپنے ہاتھوں سے اس طرح الٹ پلٹ کرے گا جس طرح تم میں سے کوئی شخص سفر کے دوران الٹ پلٹ کر کے روٹی پکاتا ہے، اور یہ روٹی جنتیوں کی مہمانی ہوگی۔" آنحضرت ﷺ کے یہ فرمانے کے بعد ایک یہودی آیا اور کہنے لگا: اے ابو القاسم! خدائے مہربان آپ پر برکت نازل کرے کیا میں آپ کو بتاؤں کہ قیامت کے دن

جنتیوں کی مہمانی کے طور پر پہلا کھانا کیا ہوگا؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں بتاؤ! اس یہودی نے کہا: ساری زمین ایک روٹی ہوگی، جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا (یہ سن کر) آنحضرت ﷺ نے (تعجب ظاہر کرنے، اور ہمیں یہ بتانے کے لئے کہ یہودی ٹھیک کہہ رہا ہے) ہماری طرف دیکھا اور ہنسے یہاں تک کہ آپ کی کچلیاں نظر آنے لگیں، اس کے بعد اس یہودی نے کہا: کیا میں آپ کو بتاؤں کہ جنتیوں کا سالن کیا ہوگا (جس سے وہ روٹی لگا کر کھائیں گے؟) وہ ''بالام'' اور ''نون'' ہے، صحابہ (''بالام'' کا مطلب نہیں سمجھ سکے کیونکہ وہ عبرانی لفظ تھا اس لئے انھوں) نے کہا: یہ بالام کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: (بالام) بیل اور (نون) مچھلی ہے، اور ان دونوں یعنی بیل اور مچھلی کے جگر کے اس ٹکڑے سے جو جگر کا زائد حصہ ہوتا ہے، ستر ہزار آدمی کھائیں گے'' (بخاری، مسلم)

میدان حشر میں لوگوں کو کس طرح جمع کیا جائے گا؟

(۱۵۸۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: (میدان حشر میں) لوگوں کو تین طریقوں پر جمع کیا جائے گا (کچھ لوگ پیدل چلنے والے ہوں گے) اس حال میں کہ وہ جنت کے امیدوار اور دوزخ سے خوف زدہ ہوں گے (اور کچھ لوگ سوار ہوں گے) اور دو ایک اونٹ پر، اور تین ایک اونٹ پر، اور چار ایک اونٹ پر، اور دس ایک اونٹ پر ہوں گے۔ ــــــ اور بقیہ لوگوں کو آگ جمع کرے گی، جہاں وہ قیلولہ کریں گے آگ بھی ان کے ساتھ قیلولہ کرے گی، اور جہاں وہ رات گذاریں گے آگ بھی ان کے ساتھ رات گذارے گی، اور جہاں وہ صبح کریں گے آگ بھی ان کے ساتھ صبح کرے گی، اور جہاں وہ شام کریں گے آگ بھی ان کے ساتھ شام کرے گی۔ (بخاری، مسلم)

(۱۵۸۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ

آپ نے ارشاد فرمایا ''تم اس حال میں جمع کئے جاؤ گے کہ ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بے ختنہ ہو گے اس کے بعد آپ ﷺ نے (بطور دلیل و استشہاد) یہ آیت پڑھی ﴿كَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ وَعْدًا عَلَيْنَا اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ﴾ (یعنی جس طرح ہم نے ان کو پہلی بار (ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بے ختنہ ماں کے پیٹ سے) پیدا کیا تھا اسی طرح ان کو دوبارہ (قیامت کے دن) پیدا کریں گے، یہ وعدہ (کہ ہم ان کو دوبارہ پیدا کریں گے) ہم پر لازم ہے اور یقیناً ہم (نے جو وعدہ کیا ہے اس کو پورا) کرنے والے ہیں)

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''قیامت کے دن ان لوگوں میں سب سے پہلے جس شخص کو لباس پہنایا جائے گا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں گے (پھر ارشاد فرمایا) اور اس وقت میں دیکھوں گا کہ میرے کچھ صحابہ کو پکڑ کر بائیں طرف (یعنی دوزخ کی طرف) لے جایا جا رہا ہے، تو میں (ان کو نجات دلانے کے لئے) کہوں گا: یہ میرے صحابہ ہیں، یہ میرے صحابہ ہیں (ان کو کہاں لے جاتے ہو؟) خداوند تعالیٰ فرمائے گا (بیشک یہ آپ کے صحابہ ہیں، لیکن) جب آپ ان سے جدا ہوئے، یہ برابر دین سے برگشتہ اور پھرے رہے (اس لئے ان کو دوزخ میں بھیجا جا رہا ہے) میں (یہ سن کر) وہی کہوں گا جو بندہ صالح یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ہے (پھر آپ نے یہ آیت پڑھی) ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ الآية﴾ (یعنی جب تک میں ان کے درمیان رہا، میں ان کے احوال سے واقف رہا، پھر جب آپ نے مجھ کو اٹھا لیا تو آپ ان پر مطلع رہے، اور آپ ہر چیز کی پوری خبر رکھتے ہیں، اگر آپ ان کو سزا دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف فرما دیں تو آپ زبردست، اور حکمت والے ہیں)''

(بخاری، مسلم)

(۱۵۸۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ "قیامت کے دن (میدان حشر میں) لوگوں کو ننگے پاؤں اور ننگے بدن جمع کیا جائے گا" (حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ) میں نے یہ سنکر عرض کیا: یا رسول اللہ! جب مرد و عورت سب ننگے ہوں گے تو ایک دوسرے کو دیکھیں گے! آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا "عائشہ! اس دن معاملہ اس سے کہیں زیادہ سخت اور ہولناک ہوگا کہ کوئی کسی کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھے۔" (بخاری، مسلم)

قیامت کے دن کافر منہ کے بل کیسے چلیں گے؟

(۱۵۸۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا نبی اللہ! قیامت کے دن کافر منہ کے بل چل کر کس طرح میدان حشر میں آئے گا؟ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا "جس ذات (یعنی اللہ تعالیٰ) نے اس (کافر) کو دنیا میں پاؤں کے بل چلایا وہی ذات اس کو قیامت کے دن منہ کے بل چلانے پر قادر ہے۔" (بخاری، مسلم)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ آزر کا حشر

(۱۵۸۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا "قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر سے اس حال میں ملیں گے کہ آزر کا چہرہ (غم و فکر کے سبب) سیاہ ہوگا اور غبار آلود ہوگا (یہ دیکھ کر) حضرت ابراہیم علیہ السلام آزر سے کہیں گے: کیا میں (دنیا میں) تم سے یہ نہیں کہا کرتا تھا کہ میری نافرمانی نہ کیا کر! ان کا باپ آزر ان سے کہے گا: میں آج تمہاری نافرمانی نہیں کروں گا (خدا را میری شفاعت کرو اور مجھے نجات دلاؤ) حضرت ابراہیم علیہ السلام (باپ کی یہ بات سن کر) عرض کریں گے میرے پروردگار! تو نے مجھ سے وعدہ

کیا تھا کہ اس دن جب کہ لوگوں کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا (میدانِ حشر میں) تو مجھ کو ذلیل ورسوانہ کرے گا، پس میرا باپ جو تیری رحمت سے بہت دور ہے اس کی رسوائی وذلت سے بڑی ذلت ورسوائی میرے لئے کیا ہو سکتی ہے؟! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: (ابراہیم! آج تمھارے باپ کے حق میں تمھاری درخواست منظور نہیں کی جاسکتی کیونکہ وہ کافر ہے اور) میں نے جنت کو کافروں کے اوپر حرام کر دیا ہے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا جائے گا: دیکھو تمھارے پیروں کے نیچے کیا چیز ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام (یہ سنکر) اپنے پیروں کی طرف نگاہ کریں گے تو دیکھیں گے کہ (ان کا باپ) آزر بجو کی شکل میں مٹی اور گوبر میں لتھڑا ہوا پڑا ہے، پھر اس کے پاؤں پکڑ کر دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔'' (بخاری)

میدان حشر میں بہنے والا پسینہ

(۱۵۹۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''قیامت کے دن (میدان حشر میں جب حساب کتاب کی ابتداء ہوگی تو) لوگوں کو اس قدر پسینہ آئے گا کہ زمین کے اندر ستر گز تک چلا جائے گا اور ان کے منہ میں لگام کی طرح گھس جائے گا یہاں تک کہ ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا۔'' (بخاری، مسلم)

(۱۵۹۱) حضرت مقداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ''قیامت کے دن (میدان حشر میں) سورج کو مخلوق کے نزدیک کر دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ ان سے ایک میل کے فاصلہ پر رہ جائے گا، پس تمام لوگ اپنے اعمال کے بقدر پسینہ میں (ڈوبے ہوئے) ہوں گے، چنانچہ ان میں سے بعض لوگ وہ ہوں گے جن کے ٹخنوں تک پسینہ ہوگا، اور ان میں سے بعض لوگ وہ ہوں گے جن کے گھٹنوں تک پسینہ ہوگا، بعض لوگ وہ ہوں گے جن کی کمر تک پسینہ ہوگا، اور بعض لوگ وہ ہوں گے جن کے منہ میں پسینہ لگام کی طرح گھسا ہوا ہوگا۔'' یہ

فرمایا کہ رسول خدا ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اپنے منہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ (مسلم)

امت محمدیہ کے لیے عظیم بشارت

(۱۵۹۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا "(قیامت کے دن میدانِ حشر میں) اللہ تعالیٰ آواز دے گا: اے آدم! آدم علیہ السلام جواب دیں گے: میں حاضر ہوں، تیری تابعداری کے لیے تیار ہوں اور ساری بھلائیاں تیرے ہی ہاتھوں میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: دوزخ کے لشکر کو نکال لو (یعنی آپ کی اولاد میں سے جو دوزخی ہیں ان کو الگ کرو) آدم علیہ السلام عرض کریں گے: دوزخ کے لشکر کی مقدار اور تناسب کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہر ہزار میں سے نوسوننانوے، یہ حکم خداوندی سن کر بچہ بوڑھا ہو جائے گا اور ہر حاملہ عورت اپنا حمل ضائع کر دے گی۔ اور (اس وقت) تم دیکھو گے کہ لوگ نشہ میں مست ہیں حالانکہ وہ (شراب جیسے نشہ سے) مست نہیں ہوں گے بلکہ عذابِ الٰہی بہت سخت ہے (یعنی لوگوں کی مدہوشی، عذابِ خداوندی کے خوف و دہشت کی بناء پر ہوگی)۔" صحابہ نے (جب یہ سنا کہ جنت میں جانے والوں کا تناسب ہزار میں سے صرف ایک ہوگا تو انہوں نے خوف و حسرت سے) کہا: وہ ایک (جو ہزار میں سے جنت میں جائے گا) ہم میں کون ہوگا؟ آنحضرت ﷺ نے (ان کو تسلی دینے کے لیے) ارشاد فرمایا: "اطمینان رکھو غم نہ کھاؤ (جنت میں جانے والا) ایک شخص تم میں سے ہوگا اور (دوزخ میں جانے والے) ہزار شخص یاجوج و ماجوج میں سے ہوں گے۔"

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں امید رکھتا ہوں کہ (اے میری امت کے لوگو) تم اہل جنت کی مجموعی تعداد کا چوتھائی حصہ ہوگے۔" ابوسعید کا بیان ہے کہ یہ سن کر ہم نے نعرہ تکبیر بلند کیا، آنحضرت

ﷺ نے پھر ارشاد فرمایا: ''میں امید رکھتا ہوں کہ تم اہل جنت کی مجموعی تعداد کا تہائی حصہ ہو گے'' (یہ سن کر) ہم نے پھر نعرہ تکبیر بلند کیا۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میں امید رکھتا ہوں کہ تم اہل جنت کی کل تعداد کا آدھا حصہ ہو گے'' ہم نے پھر نعرۂ تکبیر بلند کیا، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا'' (جنت میں تمہاری تعداد اتنی زیادہ ہو گی جب کہ) تم لوگوں میں اتنے کم ہو جیسے سفید بیل کے جسم پر ایک سیاہ بال، یا کالے بیل کے جسم پر ایک سفید بال ہو۔'' (بخاری و مسلم)

ریا کاری اور شہرت پسندی کا انجام

(۱۵۹۳) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ'' (قیامت کے دن) ہمارا پروردگار اپنی پنڈلی کھولے گا پس تمام مومن مرد و عورت اس کو سجدہ کریں گے، لیکن وہ شخص سجدہ نہیں کرے گا جو دنیا میں دکھانے اور سنانے کے لیے سجدہ کرتا تھا، گو وہ سجدہ کرنا چاہے گا مگر اس کی پشت ایک بے جوڑ ہڈی بن جائے گی (جس کی وجہ سے وہ سجدہ کرنے پر قادر نہیں ہو سکے گا)'' (بخاری و مسلم)

جاہ و مال پر اترانے والوں کی حیثیت

(۱۵۹۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''قیامت کے دن (جاہ و مال کے اعتبار سے) ایک بڑا اور موٹا تازہ شخص آئے گا لیکن اللہ کے نزدیک وہ مچھر کے پر کے برابر بھی حیثیت اور قدر و منزلت نہیں رکھتا ہو گا، اور آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: (اگر تمہیں اس کی دلیل مطلوب ہے تو) یہ آیت پڑھو ﴿ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ﴾ (قیامت کے دن ہم ان کے لیے کوئی وزن قائم نہیں کریں گے)'' (بخاری و مسلم)

(فصل دوم)

قیامت کے دن زمین کی خبریں کیا ہوں گی؟

(۱۵۹۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿ یَوۡمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخۡبَارَهَا ﴾ (جس روز زمین اپنی خبریں بیان کرے گی) اور ارشاد فرمایا: ''جانتے ہو (قیامت کے دن) زمین کی خبریں کیا ہوں گی؟'' صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''زمین کی خبریں یہ ہوں گی کہ وہ (زمین) ہر مرد و عورت کے اس عمل کی گواہی دے گی جو اس نے اس کی پشت پر کیا ہوگا، چنانچہ وہ اس طرح کہے گی: میری پشت پر (فلاں مرد نے، فلاں عورت نے) فلاں فلاں دن یہ کیا ہے، اور وہ کیا ہے (یعنی فلاں شخص نے فلاں وقت فلاں نیک کام کیا ہے اور فلاں وقت فلاں برا کام کیا ہے)'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''بس یہی زمین کی خبریں ہیں۔'' (احمد، ترمذی)

مرنے والے کی حسرت

(۱۵۹۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ایسا کوئی شخص نہیں ہے جو مرے اور پشیمان نہ ہو'' صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ندامت و پشیمانی کا سبب کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اگر وہ (مرنے والا) نیکو کار رہتا ہے تو اس لیے پشیمان ہوتا ہے کہ اس نے زیادہ سے زیادہ نیکی کیوں نہیں کی، اور اگر وہ بدکار رہتا ہے تو اس لیے پشیمان ہوتا ہے کہ اس نے اپنے آپ کو برائی سے کیوں نہیں روکا۔'' (ترمذی)

میدان حشر میں لوگوں کو تین طریقوں پر جمع کیا جائے گا؟

(۱۵۹۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "قیامت کے دن میدان حشر میں لوگوں کو تین طرح سے لایا جائے گا، ایک قسم کے لوگ تو وہ ہوں گے جو پیدل چل کر آئیں گے، ایک قسم کے لوگ وہ ہوں گے جو سواریوں پر آئیں گے، اور ایک قسم کے لوگ وہ ہوں گے جو منہ کے بل چلتے ہوئے آئیں گے۔" عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! لوگ منہ کے بل چل کر کس طرح آئیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس ذات نے ان کو پاؤں کے بل چلایا ہے وہ ان کو منہ کے بل چلانے پر بھی قادر ہے، اور سنو! وہ لوگ منہ کے بل چلتے وقت اپنے منہ کو بلندی اور کانٹوں سے بچائیں گے" (ترمذی)

قیامت کے احوال

(۱۵۹۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو شخص قیامت کے دن (کے احوال) کو اس طرح دیکھنا پسند کرتا ہے جیسے وہ (ظاہری) آنکھوں سے دیکھ رہا ہو تو وہ پڑھے سورہ ﴿ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ﴾ سورہ ﴿ اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ﴾ اور سورہ ﴿ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ﴾" (احمد، ترمذی)

(فصل سوم)

لوگوں کے تین گروہوں کا ذکر

(۱۵۹۹) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے بیان فرمایا "لوگوں کو تین گروہوں میں میدانِ حشر میں جمع کیا جائے گا، ایک گروہ

سواریوں پر سوار کھاتا ہوا، اور کپڑے پہنے ہوئے آئے گا، ایک گروہ وہ ہوگا جس کو فرشتے زمین پر منہ کے بل کھینچتے ہوں گے، اور ہانک کر دوزخ کی طرف لے جائیں گے، اور ایک گروہ پیدل چلتا اور دوڑتا ہوا آئے گا، اور اللہ تعالیٰ سواری پر آفت و ہلاکت مسلط کردے گا جس کی وجہ سے سواری کے جانور نایاب ہوجائیں گے۔ یہاں تک کہ اگر کسی شخص کے پاس باغ ہوگا تو وہ باغ دے کر اس کے بدلہ میں ایک اونٹ لینا چاہے گا لیکن (اس قدر اونچی قیمت ادا کرنے کے باوجود) اس اونٹ کو حاصل نہیں کرسکے گا۔'' (نسائی)

حساب، قصاص اور میزان کا بیان

(فصل اول)

آسان اور سخت حساب

(۱۶۰۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''قیامت کے دن جس سے حساب لیا جائے گا وہ تباہ ہوجائے گا'' حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ﴿ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ﴾ (یعنی جس شخص کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اس کا حساب آسان ہوگا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (میرے اس اشکال کو دور کرنے کے لیے) ارشاد فرمایا: ''یہ پیشی ہے (یعنی یہ ایسا حساب ہے جس میں مناقشہ نہیں ہوگا) لیکن جس سے حساب میں مناقشہ کیا جائے گا (اور باز پرس ہوگی) وہ یقیناً تباہ ہوگا۔'' (بخاری ومسلم)

دوزخ سے بچنے کی تاکید

(۱۶۰۱) حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا ''قیامت (کے دن) تم میں سے کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جس سے اس کا پروردگار ہم کلام نہ ہوگا، اس وقت اس کے اور پروردگار کے درمیان نہ کوئی ترجمان ہوگا، اور نہ کوئی حجاب ہوگا جو بندے کو اس کے پروردگار سے چھپائے، جب بندہ اپنی داہنی طرف نظر ڈالے گا تو اس کو وہ چیز نظر آئے گی جو اس نے آگے بھیجی ہوگی (یعنی نیک اعمال) اور جب بائیں جانب دیکھے گا تو اس کو وہ چیز نظر آئے گی جو اس نے آگے بھیجی ہوگی (یعنی برے اعمال) اور جب وہ اپنے آگے دیکھے گا تو اس کو اپنے منہ کے سامنے آگ نظر آئے گی، پس (اے لوگو!) تم آگ سے بچو، اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے سے کیوں نہ ہو (یعنی صدقہ خیرات کر کے آگ سے بچو چاہے وہ صدقہ تھوڑا سا ہو)'' (بخاری و مسلم)

اللہ کی مؤمن کے ساتھ مہربانی

(۱۶۰۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''(قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ مومن کو اپنے قریب کرے گا، اور اس کو اپنی حفاظت و عنایت کے سائے میں چھپالے گا (تاکہ وہ اہل محشر پر اپنے گناہوں اور اپنی بداعمالیوں کے کھل جانے کی وجہ سے شرمندہ اور رسوا نہ ہو) پھر اللہ تعالیٰ اس (مومن) سے پوچھے گا: کیا تو فلاں گناہ کو جانتا ہے؟ کیا تو فلاں گناہ کو جانتا ہے؟ وہ (مومن) عرض کرے گا: ہاں اے میرے پروردگار! الغرض اللہ تعالیٰ اس (مومن) سے اس کے تمام گناہوں کا اعتراف و اقرار کرائے گا، اور وہ (مومن) اپنے دل میں سوچتا ہوگا کہ میں اب ہلاک ہوا، اب تباہ ہوا، لیکن اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''میں نے دنیا میں تیرے ان گناہوں کی پردہ پوشی کی اور آج میں تیرے ان گناہوں کو بخش دیتا ہوں'' پھر اس (مومن) کو اس کی نیکیوں کا اعمال نامہ دے دیا جائے گا (اور برائیوں کا اعمالنامہ کالعدم کر دیا جائے گا) اور رہے کافر اور منافق تو ان کو تمام مخلوق کے سامنے پکار کر کہا جائے گا: یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے (کفر و شرک کے ذریعہ) اپنے رب پر بہتان

باندھا تھا، جان لو! ظالموں پر خدا کی لعنت ہے۔" (بخاری و مسلم)

دوزخ سے رہائی کا بدل

(۱۶۰۳) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
"جب قیامت کا دن آئے گا تو اس وقت اللہ تعالیٰ ہر مسلمان (مرد اور عورت) کو ایک یہودی یا ایک نصرانی حوالہ کرے گا، اور فرمائے گا کہ یہ شخص دوزخ سے تیری رہائی کا بدل ہے" (مسلم)

حضرت نوح علیہ السلام کے گواہ

(۱۶۰۴) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
"قیامت کے دن (میدانِ حشر میں) حضرت نوح علیہ السلام کو لایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا: کیا آپ نے (اپنی امت تک اللہ تعالیٰ کے احکام) پہنچائے تھے؟ وہ عرض کریں گے: ہاں اے میرے پروردگار! پھر حضرت نوح کی امت سے پوچھا جائے گا: کیا نوح نے تم تک ہمارے احکام پہنچائے تھے؟ وہ لوگ انکار کریں گے اور کہیں گے کہ ہمارے پاس تو کوئی بھی ڈرانے والا (خواہ وہ نوح ہوں یا اور کوئی نبی) نہیں آیا تھا، پھر حضرت نوح سے پوچھا جائے گا کہ تمہارے گواہ کون ہیں؟ حضرت نوح کہیں گے کہ میرے گواہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کے لوگ ہیں۔"
اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "پھر تمہیں پیش کیا جائے گا، اور تم یہ گواہی دو گے کہ حضرت نوح نے اپنی امت کو احکامِ خداوندی پہنچائے تھے۔" پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس واقعہ کی تصدیق و ثبوت کے لیے) یہ آیت پڑھی ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ اور اسی طرح ہم نے (اے مسلمانو!) تمہیں نہایت معتدل امت

بنایا ہے تاکہ تم لوگوں کے بارے میں گواہی دو، اور پیغمبر تمہارے بارے میں گواہی دیں" (بخاری)

اعضاءِ جسم کی گواہی

(۱۶۰۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ یکا یک ہنسنے لگے، پھر ارشاد فرمایا "کیا تم جانتے ہو میں کیوں ہنس رہا ہوں؟" حضرت انس فرماتے ہیں کہ ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میں (قیامت کے دن) بندہ اور خدا کے درمیان منہ در منہ گفتگو ہونے کا خیال کر کے ہنس رہا ہوں (اس دن) بندہ کہے گا: اے پروردگار! کیا تو نے مجھ کو ظلم سے پناہ نہیں دی ہے؟ (یعنی کیا تو نے یہ نہیں ارشاد فرمایا کہ میں اپنے بندوں پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا)" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" (یہ سن کر) اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہاں (تجھ کو میں نے پناہ دی ہے اور میں یقیناً اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا) تب بندہ کہے گا: اگر تو نے مجھ کو ظلم سے پناہ دی ہے تو میں اپنے خلاف میرے علاوہ کسی کی گواہی روا نہیں رکھتا (یعنی میرے خلاف میری ذات گواہی دے تو میں روا رکھوں گا)" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (بندے کی یہ بات سن کر) اللہ تعالیٰ فرمائے گا: آج تیرے خلاف تیری ذات اور اعمال لکھنے والے بزرگ فرشتے کفایت کریں گے" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "پھر بندے کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی (یعنی اس کی قوتِ گویائی کو معطل کر دیا جائے گا) اور اس کے بعد اس کے جسم کے اعضاء کو حکم دیا جائے گا کہ بولو! چنانچہ اسکے جسم کے اعضاء اس کے اعمال بیان کریں گے، پھر اس بندے اور اس کی گویائی کے درمیان سے پردہ اٹھا دیا جائے گا (یعنی اس کو قوت گویائی عطا کی جائے گی)" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "بندہ (یہ صورت حال دیکھ کر اپنے اعضاء جسم سے) کہے گا: دور ہو، اور ہلاک ہو، میں

تو تمہاری ہی طرف سے اور تمہاری ہی نجات کے لیے لڑ جھگڑ رہا تھا۔" (مسلم)

خدا کا دیدار اور خطاب

(۱۶۰۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا قیامت کے دن ہم اپنے خدا کا دیدار کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "کیا دوپہر کے وقت، جب بادل نہ ہو، تم سورج کو دیکھنے میں کوئی جھگڑا اور ازدحام کرتے ہو؟" انہوں نے کہا: ہرگز نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "کیا چودھویں رات میں، جب بادل نہ ہو، تم چاند کو دیکھنے میں کوئی لڑائی جھگڑا کرتے ہو؟" انہوں نے کہا: ہرگز نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "پس قسم ہے اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! جس طرح تم سورج اور چاند کو دیکھنے میں کوئی لڑائی جھگڑا نہیں کرتے اسی طرح (قیامت کے دن) اپنے پروردگار کو دیکھنے میں کوئی لڑائی جھگڑا نہیں کرو گے۔"

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جب بندے اپنے پروردگار کو دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ ایک بندے سے ملاقات اور خطاب کر کے فرمائے گا: اے بندے! کیا میں نے تجھے (دیگر مخلوقات پر) فضیلت و شرف نہیں بخشا تھا؟ کیا میں نے تجھے سردار نہیں بنایا تھا؟ کیا میں نے تجھے بیوی عطا نہیں کی تھی؟ کیا میں نے تیرے لیے گھوڑے اور اونٹ (اور دیگر کارآمد جانوروں اور چیزوں) کو تیرا مطیع نہیں بنایا تھا؟ اور کیا میں نے تجھے یہ موقع نصیب نہیں کیا تھا کہ تو اپنی قوم کا سربراہ اور سردار ہو، اور ان کی آمدنی کا چوتھائی حصہ حاصل کرے؟ وہ بندہ (یہ سن کر) عرض کرے گا: میرے پروردگار! بیشک ایسا ہی ہوا تھا" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اس کے بعد پروردگار فرمائے گا: کیا تجھے یہ بھی خیال تھا کہ (ایک دن) تو مجھ سے ملے گا؟ بندہ عرض کرے گا: نہیں! پس پروردگار فرمائے گا: (آج) میں بھی تجھے فراموش کروں گا (یعنی اپنی رحمت سے دور کر دوں گا)

جس طرح تو نے دنیا میں میری اطاعت اور میری یاد کو فراموش کر دیا تھا۔

پھر پروردگار دوسرے بندے سے ملاقات اور خطاب فرمائے گا" اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ اور اُس بندے کے درمیان اسی سوال و جواب کو ذکر کیا جو پہلے بندے کے سلسلے میں منقول ہوا، پھر پروردگار تیسرے بندے سے ملاقات و خطاب فرمائے گا، اور اس سے وہی فرمائے گا جو اس نے پہلے بندہ سے فرمایا تھا، اور وہ (تیسرا بندہ) یہ جواب دے گا کہ "میرے پروردگار! میں تجھ پر، تیری کتاب پر، اور تیرے پیغمبروں پر ایمان لایا تھا، میں نے نماز پڑھی، روزے رکھے اور صدقہ دیا" اور جس قدر ہو سکے گا وہ اپنی نیکیوں کی تعریف و توصیف بیان کرے گا۔ اللہ تعالیٰ (اس کی تمام باتیں سن کر) ارشاد فرمائے گا: یہیں ٹھہر جا، ہم ابھی تیرے بارے میں گواہ پیدا کیے دیتے ہیں (یعنی تو نے اپنی نیکیوں کے بارے میں جو دعویٰ کیا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ تو نے ہماری نعمتوں کی شکر گزاری میں اپنی دنیاوی زندگی کو اعمالِ خیر سے معمور کر رکھا تھا تو ذرا ٹھہر جا، ہم گواہوں کے ذریعہ ابھی بتائے دیتے ہیں کہ تو اپنے دعوے میں کہاں تک سچا ہے) بندہ (یہ سن کر) اپنے دل میں سوچے گا کہ بھلا اس وقت میرے خلاف کون گواہی دے گا؟ پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی، اور اس کی ران سے کہا جائے گا: بول! چنانچہ اس کی ران، اس کا گوشت اور ہڈی یعنی اس کے تمام اعضاء اس کے کرتوت بیان کریں گے، اور یہ سب کچھ اس لیے ہوگا تا کہ بندہ کی بداعمالیاں ثابت ہو جائیں اور وہ کوئی عذر نہ کر سکے، اور یہ تیسرا بندہ (جو اپنی نیکیوں کے بارے میں دعویٰ کرے گا لیکن خود اس کے اعضاء جسم اس کے دعوے کی تردید کریں گے) درحقیقت منافق ہوگا، اور یہ وہ بندہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ ناخوش ہوگا" (مسلم)

(فصل دوم)

حضور ﷺ سے پروردگار کا وعدہ

(۱۶۰۷) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ "میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میری امت میں سے ستر ہزار لوگوں کو بغیر حساب اور عذاب کے جنت میں داخل کرے گا، اور ان ستر (۷۰) ہزار میں سے ہر ہزار کے ساتھ مزید ستر (۷۰) ہزار، اور میرے پروردگار کی لپوں میں سے تین لپوں کے بقدر لوگ جنت میں جائیں گے۔" (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

اللہ کی عدالت میں لوگوں کو تین مرتبہ پیش کیا جائے گا

(۱۶۰۸) حضرت حسن بصری حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "قیامت کے دن لوگوں کو (اللہ تعالیٰ کے سامنے) تین مرتبہ پیش کیا جائے گا، اور پہلی اور دوسری پیشی میں لوگ اللہ تعالیٰ سے جھگڑیں گے، اور عذر پیش کریں گے، اور تیسری پیشی کے وقت اعمال نامے اڑ اڑ کر لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچ جائیں گے۔ پس ان میں سے کچھ لوگ اپنے دائیں ہاتھوں میں اعمال نامے لیں گے، اور کچھ لوگ اپنے بائیں ہاتھوں میں اعمال نامے لیں گے" (امام احمد، ترمذی)

کلمہ شہادت کا وزن

(۱۶۰۹) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "قیامت کے دن (میدان حشر میں) اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کے سامنے میری

امت میں سے ایک شخص کو الگ کرے گا، اور اس کے سامنے ننانوے رجسٹر کھول کر رکھ دے گا جن میں کا ہر رجسٹر حد نظر تک پھیلا ہوا ہو گا، پھر اللہ تعالیٰ اس شخص سے فرمائے گا: ان رجسٹروں میں جو کچھ لکھا ہوا ہے کیا تو اس میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے؟ اور کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ میرے لکھنے والے فرشتوں نے جو تیرے افعال و احوال کے نگہبان تھے تیرے ساتھ کوئی زیادتی کی ہے؟ وہ شخص عرض کرے گا: میرے پروردگار! نہیں! (نہ تو میں ان رجسٹروں میں لکھے ہوئے اپنے اعمال سے انکار کر سکتا ہوں اور نہ یہ سمجھتا ہوں کہ نامہ اعمال لکھنے والے فرشتوں نے ان رجسٹروں میں غلط اندراجات کے ذریعہ میرے ساتھ کوئی زیادتی کی ہے) پھر پروردگار فرمائے گا: کیا تو کوئی عذر رکھتا ہے؟ وہ بندہ عرض کرے گا: نہیں! میرے پروردگار! (میں کوئی عذر بیان نہیں کر سکتا) تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''ہاں! ہمارے یہاں تیری ایک بہت بڑی نیکی ہے، اور یقیناً آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہو گا، پھر ایک پرچہ نکالا جائے گا جس میں ''اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ'' لکھا ہو گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس شخص سے فرمائے گا: جاؤ اپنے اعمال کے تولے جانے کی جگہ کے پاس پہنچ جاؤ، وہ بندہ (حیرت واستعجاب کے ساتھ) عرض کرے گا: میرے پروردگار! بھلا اس ایک چھوٹے سے پرچہ کو اتنے بڑے بڑے اور اتنے زیادہ رجسٹروں کے ساتھ کیا مناسبت ہے؟ پروردگار فرمائے گا: (تو جا کر دیکھ تو سہی) تیرے ساتھ کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا، آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''پھر ان رجسٹروں کو ترازو کے ایک پلے میں، اور اس پرچہ کو دوسرے پلے میں رکھا جائے گا، پس وہ رجسٹر ہلکے پڑ جائیں گے اور وہ پرچہ بھاری ہو جائے گا، پس اللہ تعالیٰ کے نام سے زیادہ وزن دار کوئی چیز نہیں ہو گی۔'' (ترمذی، ابن ماجہ)

تین موقعوں پر کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا

(۱۶۱۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ (ایک دن) وہ دوزخ کو یاد

کر کے رونے لگیں تو رسول خدا ﷺ نے فرمایا: کیوں رو رہی ہو؟ حضرت عائشہ نے جواب دیا: میں دوزخ (کے عذابوں) کو یاد کر کے رو رہی ہوں، اور کیا آپ قیامت کے دن اپنے اہل و عیال کو یاد رکھیں گے؟ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: اس دن تین موقع ایسے ہوں گے کہ کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا (۱) میزان کے پاس (کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا) جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس کی ترازو ہلکی رہی یا بھاری (۲) اور اعمال نامہ دیئے جانے کے وقت —— جب کہا جائے گا: (یعنی جس کے داہنے ہاتھ میں اعمال نامہ گرے گا وہ خوشی سے کہے گا) آؤ! میرا اعمال نامہ پڑھو —— جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں گرا ہے یا پیٹھ کے پیچھے سے بائیں ہاتھ میں گرا ہے (۳) اور پل صراط کے پاس جب جہنم کی پشت پر رکھا جائے گا۔ (ابوداؤد)

(فصل سوم)

ظلم کا بدلہ ضرور لیا جائے گا

(۱۶۱۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آ کر بیٹھ گیا اور عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ! میرے پاس غلام ہیں جو مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں، میرے مال میں خیانت کرتے ہیں اور میری نافرمانی کرتے ہیں، چنانچہ میں (از راہ تادیب و تنبیہ) ان کو برا بھلا کہتا ہوں اور ان کو مارتا ہوں تو ان کی وجہ سے قیامت کے دن میرا کیا حال ہوگا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو ان غلاموں نے تمھارے مال میں جو خیانت کی ہوگی، تمھاری جو نافرمانی کی ہوگی اور تمھارے ساتھ جو جھوٹ بولا ہوگا، ان کا حساب ہوگا، اسی طرح تم نے ان کو جو کچھ سزا دی ہوگی اس کا بھی حساب ہوگا، پس اگر تمھاری دی

ہوئی سزا ان کے جرائم کے بقدر ثابت ہوئی تو تمھارا معاملہ برابر سرابر رہے گا کہ نہ تمھیں کوئی ثواب ملے گا اور نہ تم پر کوئی عذاب ہوگا، اور اگر تم نے ان کو جو سزا دی ہے ان کے جرائم سے کم ثابت ہوگی تو وہ تمھارا زائد حق ہوگا، اور اگر تمھاری دی ہوئی سزا انکے جرائم سے زیادہ ہوگی تو پھر ان کے لئے تم سے اس زیادتی کا بدلہ لیا جائے گا، وہ شخص (آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد سن کر) الگ جا بیٹھا، اور رونے چلانے لگا، پھر رسول خدا ﷺ نے (اپنے اس ارشاد کو موکد اور ثابت کرنے کے لئے) ارشاد فرمایا: کیا تم (قرآن کریم میں) اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں پڑھتے ہو ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ﴾ (اور قیامت کے دن ہم عدل و انصاف کی میزان کھڑی کریں گے، پس کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا، اور اگر (کسی کا) عمل رائی کے دانہ کے برابر ہوگا تو ہم اس کو حاضر کریں گے، اور ہم حساب لینے کے لئے کافی ہیں) اس شخص نے (یہ سن کر) عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اپنے اور ان غلاموں کے حق میں ان کی جدائی سے بہتر اور کوئی بات نہیں پاتا، لہٰذا میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ وہ سب غلام آزاد ہیں۔ (ترمذی)

آسان حساب کی صورت

(۱۶۱۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو بعض نماز میں یہ دعا مانگتے ہوئے سنا ''اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا'' الٰہی! میرے اعمال کا آسان حساب لینا (حضرت عائشہ فرماتی ہیں) میں نے عرض کیا: اے خدا کے نبی! آسان حساب کا کیا مطلب ہے اور اس کی صورت کیا ہوگی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا'' آسان حساب کی یہ صورت ہوگی کہ اللہ تعالیٰ بندہ کے اعمال نامے کو دیکھے گا، پھر اسے درگزر فرمادے گا، اور عائشہ! اس دن جس شخص کے حساب میں مناقشہ کیا

گیا وہ برباد ہو گیا (یعنی وہ عذاب سے نہیں بچ سکتا)'' (احمد)

مؤمن کے لیے قیامت کا دن آسان کر دیا جائے گا

(۱۶۱۳) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے: (یا رسول اللہ!) مجھے یہ تو بتایئے کہ قیامت کے دن کون شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے کی طاقت رکھے گا؟ جس کے بارے میں خدائے بزرگ و برتر یہ فرماتا ہے ﴿یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾ (جس دن لوگ تمام جہانوں کے پروردگار کے سامنے کھڑے ہوں گے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''قیامت کا دن مؤمن کے لیے آسان کر دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ دن اس پر فرض نماز (کی ادائیگی) کے بقدر رہ جائے گا۔'' (بیہقی)

(۱۶۱۴) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دن کے بارے میں پوچھا گیا: جو پچاس (۵۰) ہزار سال کے برابر ہوگا کہ اس کی درازی کا کیا حال ہوگا؟ (یعنی جب وہ دن اتنا زیادہ لمبا ہوگا تو لوگوں کا کیا حال ہوگا؟ کیا وہ حساب کتاب کے لیے اس دن کھڑے رہ سکیں گے؟) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! وہ دن کامل مسلمان پر آسان اور ہلکا کر دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ دن مسلمان کے لیے اس فرض نماز سے بھی زیادہ آسان اور ہلکا ہو جائے گا جس کو وہ دنیا میں پڑھتا تھا۔'' (بیہقی)

بلا حساب جنت میں جانے والے لوگ

(۱۶۱۵) حضرت اسماء بنت یزید (بن سکن رضی اللہ عنہا)، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''قیامت کے دن لوگوں کو ایک فراخ و ہموار میدان میں جمع کیا جائے گا، پھر ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ کہاں ہیں وہ

لوگ جن کے پہلو خواب گاہوں سے جدا رہتے تھے؟ (یہ اعلان سن کر) اہل محشر میں سے بہت تھوڑے لوگ اٹھیں گے، اور حساب کتاب کے بغیر جنت میں چلے جائیں گے، پھر باقی لوگوں کے حساب لینے کا حکم دیا جائے گا۔'' (بیہقی)

حوض اور شفاعت کا بیان

(فصل اول)

نہر کوثر کا تذکرہ

(۱۶۱۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' میں (معراج کی رات میں) جنت کی سیر کر رہا تھا کہ اچانک میرا گزر ایک نہر پر ہوا جس کے دونوں طرف کھوکھلے موتیوں کے گنبد تھے، میں نے پوچھا: جبرئیل یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ نہر کوثر ہے جو آپ کو آپ کے پروردگار نے عنایت فرمائی ہے۔ پھر میں نے دیکھا تو اس کی مٹی تیز خوشبودار مشک (کی طرح) تھی۔'' (بخاری)

حوض کوثر کا تذکرہ

(۱۶۱۷) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' میرا حوض (یعنی حوضِ کوثر) ایک ماہ کی مسافت کے بقدر دراز ہے، اور اس کے چاروں کنارے برابر ہیں (یعنی لمبائی چوڑائی میں وہ مربع ہے) اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، اور اس کی بو مشک سے زیادہ خوشبودار ہے، اور اس کے آب خورے (اپنی چمک دمک اور کثرت وزیادتی کے اعتبار سے) آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں، اور جو شخص اس کا پانی پی لے گا اس کو پھر کبھی پیاس نہ لگے گی۔'' (بخاری و مسلم)

(۱۶۱۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میرے حوض کے دونوں کناروں کے درمیان فاصلہ "اَیْلَه" اور ''عدن'' کے درمیانی فاصلہ سے بھی زیادہ ہے، اور بلاشبہ اس حوض کا پانی برف سے زیادہ سفید، اور اس شہد سے زیادہ شیریں ہے جس میں دودھ ملا ہوا ہو، اور اس کے آبخورے آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہیں، اور یقیناً میں دوسری امتوں کے لوگوں کو اس حوض پر آنے سے اس طرح روکوں گا جس طرح کوئی شخص دوسرے لوگوں کے اونٹوں کو اپنے حوض پر آنے سے روکتا ہے'' صحابہ نے (یہ سن کر) عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا (اس وقت) آپ ہمیں پہچان لیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ہاں میں تمہیں (بڑی آسانی کے ساتھ) پہچان لوں گا، دراصل تمہاری ایک خاص علامت ہوگی، جس سے دوسری امت کے لوگ محروم ہوں گے، اور وہ علامت یہ ہوگی کہ جب تم میرے پاس آؤ گے اس وقت تمہاری پیشانیاں اور تمہارے ہاتھ پاؤں وضو کی وجہ سے روشن اور چمکدار ہوں گے۔'' (مسلم)

اور مسلم کی ایک اور روایت میں جو حضرت انس سے منقول ہے، یوں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اس حوض میں سونے چاندی کے آبخورے ہوں گے، آسمان کے ستاروں کی تعداد کے بقدر۔'' —— اور مسلم ہی کی ایک اور روایت میں حضرت ثوبان سے یوں منقول ہے کہ انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حوض کے پانی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا ''اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شریں ہے۔ اس حوض کو لبریز رکھنے کے لیے اس میں دو پرنالے زور سے گرتے ہیں جو جنت (کی اس نہر) سے آتے ہیں (جس کا نام بھی کوثر ہے) ان میں سے ایک پرنالہ سونے کا ہے اور دوسرا چاندی کا۔''

(۱۶۱۹) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میں حوض کوثر پر تم سے پہلے پہنچنے والا ہوں گا، اور جو شخص میرے پاس سے

گزرے گا وہ اس حوض کوثر کا پانی پئے گا اور جو شخص اس کا پانی پی لے گا وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ وہاں میرے پاس (میری امت کے) کچھ ایسے لوگ بھی آئیں گے جنہیں میں پہچان لوں گا، اور وہ مجھے پہچان لیں گے، لیکن پھر میرے اور ان کے درمیان کوئی چیز حائل کردی جائے گی (تاکہ وہ مجھ سے اور حوضِ کوثر سے دور رہیں) میں (یہ دیکھ کر) کہوں گا: یہ لوگ تو میرے اپنے ہیں (یعنی یہ لوگ میری امت کے افراد ہیں، یا میرے اصحاب ہیں، پھران کو میرے پاس آنے سے کیوں روکا جارہا ہے؟) اس کے جواب میں مجھے بتایا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں، انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا نئی باتیں ایجاد کی تھیں (یہ سن کر) میں کہوں گا: وہ لوگ خدا کی رحمت سے دور ہوں، دور ہوں، جنہوں نے میری وفات کے بعد (دین و سنت میں) تبدیلی کی"۔ (بخاری ومسلم)

شفاعت کا تذکرہ

(۱۶۲۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "قیامت کے دن (میدانِ حشر میں) مومنین کو (حساب کتاب سے) روک دیا جائے گا، یہاں تک کہ وہ لوگ اس کی وجہ سے سخت فکرمند اور غم گین ہوں گے، پھر وہ آپس میں تذکرہ کریں گے کہ کاش! ہمیں کوئی ایسا شخص مل جاتا جو ہمارے پروردگار سے ہماری شفاعت کرتا، اور ہمیں اس سختی و پریشانی سے چھٹکارا دلاتا، پھر (کچھ لوگ سب کی نمائندگی کرتے ہوئے) حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے، اور ان سے کہیں گے: آپ آدم ہیں، اور تمام لوگوں کے باپ ہیں، آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے (یعنی اپنی قدرتِ کاملہ سے) پیدا کیا، آپ کو جنت کی سکونت عطا فرمائی، اپنے فرشتوں سے کہا کہ آپؑ کو سجدہ کریں۔ اور آپ کو ہر چیز کے نام سکھائے! براہِ کرم آپؑ اپنے پروردگار سے ہماری سفارش کردیجیے کہ وہ ہم کو اس (پریشان کن) جگہ سے نکال کر

راحت و اطمینان بخشے، حضرت آدم علیہ السلام (یہ سن کر) کہیں گے: میں اس مرتبہ کا نہیں ہوں (یعنی میں یہ مرتبہ و درجہ نہیں رکھتا کہ آج کے دن بارگاہِ کبریائی میں شفاعت کرنے کا حوصلہ کروں) پھر حضرت آدم علیہ السلام اپنی لغزش کا ذکر کریں گے جو انہوں نے (گیہوں کا) درخت کھانے کی صورت میں کی تھی، جب کہ ان کو اس درخت کے قریب جانے سے بھی منع کر دیا گیا تھا (اس کے بعد وہ کہیں گے:) تم لوگوں کو نوح علیہ السلام کے پاس جانا چاہیے (وہ تمہاری شفاعت کر سکتے ہیں) کیوں کہ وہ پہلے نبی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے دنیا والوں کی ہدایت کے لیے مبعوث کیا تھا۔

پھر وہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے (اور ان سے شفاعت کی درخواست کریں گے) حضرت نوح علیہ السلام جواب دیں گے کہ میں اس مرتبہ کا نہیں ہوں! اور وہ اپنی اس لغزش کا ذکر کریں گے جو انہوں نے بے جانے بوجھے اللہ تعالیٰ سے اپنے بیٹے کو غرق ہونے سے بچا لینے کی درخواست کرنے کی صورت میں کی تھی (پھر وہ مشورہ دیں گے کہ) تم لوگوں کو ابراہیم علیہ السلام کے پاس جو اللہ تعالیٰ کے خلیل و دوست ہیں، جانا چاہیے۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "وہ لوگ (یہ سن کر) ابراہیم خلیل اللہ کے پاس آئیں گے (اور ان سے شفاعت کی درخواست کریں گے) حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جواب دیں گے کہ میں اس مرتبہ کا نہیں ہوں، اور وہ دنیا میں تین مرتبہ اپنے جھوٹ بولنے کا ذکر کریں گے (پھر وہ مشورہ دیں گے کہ) تم لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو خدا کے ایسے بندے ہیں جن کو خدا نے تورات عطا کی، اور جن کو خدا نے براہِ راست اپنی ہم کلامی کے شرف سے نوازا، اور ان کو اپنا کمالِ قرب عطا فرما کر اپنا محرم اسرار بنایا۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "وہ لوگ (یہ سن کر) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے (اور ان سے شفاعت کے لیے درخواست کریں گے) حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کو جواب دیں گے کہ میں اس مرتبہ کا نہیں ہوں، اور وہ اپنی اس لغزش کا ذکر

کریں گے جو ایک قبطی کو قتل کرنے کی صورت میں سرزد ہو گئی تھی، پھر وہ مشورہ دیں گے کہ تمہیں عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جانا چاہیے جو خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں، نیز وہ روح اللہ اور کَلِمَۃُ اللہ ہیں''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''وہ لوگ (یہ سن کر) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے (اور ان سے شفاعت کے لیے کہیں گے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام جواب دیں گے کہ میں اس مرتبہ کا نہیں ہوں! البتہ تم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ جو خدا کے ایسے بندے ہیں جن کے اگلے پچھلے سارے گناہ اللہ تعالیٰ نے بخش دیئے ہیں (یقیناً وہی تم لوگوں کی شفاعت کریں گے)''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تب لوگ (شفاعت کی درخواست لے کر) میرے پاس آئیں گے اور میں (ان کی شفاعت کے لیے تیار ہو جاؤں گا اور) اپنے رب کی بارگاہ میں پیش ہونے کی اجازت طلب کروں گا، اللہ تعالیٰ مجھے اپنی بارگاہ میں پیش ہونے کی اجازت مرحمت فرمائے گا، میں جب اس کے حضور میں پہنچ کر اس کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر پڑوں گا، اور اللہ تعالیٰ جتنا عرصہ مناسب سمجھے گا اتنے عرصہ کے لیے مجھے سجدہ میں پڑا رہنے دے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: محمد! سر اٹھاؤ! اور کہو، تمہاری بات سنی جائے گی، شفاعت کرو، تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی، اور جو چاہتے ہو مانگو تمہیں دیا جائے گا'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''(یہ سن کر) میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اس حمد و تعریف کے ساتھ جو پروردگار مجھے سکھلائے گا اس کی حمد وثنا بیان کروں گا، پھر میں شفاعت کروں گا اور میرے لیے شفاعت کی ایک حد مقرر کر دی جائے گی، اس کے بعد میں (دربارِ رب العزت سے) باہر آؤں گا اور اس (متعینہ) جماعت کو دوزخ سے نکلوا کر جنت میں داخل کراؤں گا۔

پھر میں دوسری بار بارگاہِ رب العزت پر حاضر ہو کر اس کی خدمت میں پیش ہونے کی اجازت طلب کروں گا، مجھے اس کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت عطا کی

جائے گی، پھر جب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر پڑوں گا، اور اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا مجھے سجدہ میں پڑا رہنے دے گا، پھر فرمائے گا: محمد! سر اٹھاؤ اور کہو، تمہاری بات سنی جائے گی، اور شفاعت کرو، تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی، اور مانگو تمہیں دیا جائے گا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: پھر میں اپنا سر اٹھاؤں گا، اور اس حمد وثنا کے ساتھ جو پروردگار مجھے سکھائے گا اس کی حمد وثنا بیان کروں گا، پھر میں شفاعت کروں گا، اور میرے لیے شفاعت کی ایک حد مقرر کردی جائے گی، پھر میں (بارگاہ رب العزت سے) باہر آؤں گا، اور اس (متعینہ) جماعت کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔

پھر میں تیسری بار، دربارِ رب العزت پر حاضر ہو کر اس کی خدمت میں پیش ہونے کی اجازت طلب کروں گا، مجھے اس کی بارگاہ میں پیش ہونے کی اجازت عطا کی جائے گی اور جب میں پروردگار کے حضور پہنچ کر اس کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا اور اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا مجھے سجدہ میں پڑا رہنے دے گا، پھر فرمائے گا: محمد! اپنا سر اٹھاؤ! جو کچھ کہنا چاہتے ہو کہو، تمہاری بات سنی جائے گی، شفاعت کرو میں قبول کروں گا اور مانگو میں دوں گا۔'' آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''(یہ سن کر) میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اس حمد وتعریف کے ساتھ جو پروردگار مجھے سکھلائے گا اس کی حمد وثنا بیان کروں گا، پھر میں شفاعت کروں گا اور میرے لیے شفاعت کی ایک حد مقرر کردی جائے گی۔ اس کے بعد میں (دربارِ رب العزت سے) باہر آؤں گا اور اس (متعینہ) جماعت کو دوزخ سے نکلوا کر جنت میں داخل کراؤں گا، یہاں تک کہ دوزخ میں ان کے علاوہ اور کوئی باقی نہیں رہ جائے گا جن کو قرآن نے روکا ہوگا یعنی بس وہ لوگ دوزخ میں باقی رہ جائیں گے جو دائمی عذاب کے مستحق ہو چکے ہیں (اور وہ کفار ہیں) پھر آنحضرت ﷺ نے اس بات کو مستند کرنے کے لیے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴾ امید ہے کہ آپ کا رب آپ

کو مقامِ محمود میں جگہ دے گا، پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''یہی وہ مقامِ محمود ہے جس کا وعدہ خدا نے تمہارے نبی سے کیا ہے۔'' (بخاری ومسلم)

(۱۶۲۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جب قیامت کا دن ہوگا تو (میدانِ حشر میں) لوگوں کی بڑی بھیڑ ہوگی (اور بھیڑ کا یہ عالم ہوگا کہ) لوگ ایک دوسرے میں گھسے ہوئے ہوں گے، پھر وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے، اور ان سے عرض کریں گے کہ آپ اپنے پروردگار سے شفاعت کیجئے (کہ وہ ہمارے حساب وکتاب کا حکم جاری فرمادے) حضرت آدم علیہ السلام جواب دیں گے کہ میں شفاعت کا اہل نہیں ہوں، البتہ تم لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ وہ اللہ کے دوست ہیں، لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی انہیں یہ جواب دیں گے کہ میں شفاعت کا اہل نہیں ہوں، البتہ تم لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ وہ اللہ سے کلام کرنے والے ہیں، لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی یہی جواب دیں گے کہ میں شفاعت کا اہل نہیں ہوں، البتہ تم لوگوں کو عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جانا چاہیے کیونکہ وہ اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں، لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی یہی جواب دیں گے کہ میں شفاعت کا اہل نہیں ہوں اور تمہیں محمد (ﷺ) کے پاس جانا چاہیے۔''

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''پھر لوگ میرے پاس آئیں گے (اور مجھ سے شفاعت کی درخواست کریں گے) میں ان سے کہوں گا: ہاں بیشک میں شفاعت کا اہل ہوں، پھر میں بارگاہِ رب العزت میں پیش ہونے کی اجازت طلب کروں گا، مجھے پیش ہونے کی اجازت عطا کی جائے گی اور (اس کے ساتھ ہی) اللہ تعالیٰ میرے دل میں اپنی حمد وثنا کے کلمات ڈالے گا جس کے ذریعہ (اس وقت) میں اس کی حمد وثنا کروں گا اور وہ حمد وثنا کے کلمات اس وقت مجھے معلوم نہیں ہیں، بہرحال میں حمد وثنا کے ان کلمات

کے ذریعہ اللہ کی حمد وثنا کروں گا، اور سجدہ میں گر پڑونگا، پھر مجھ سے کہا جائے گا: محمد! اپنا سر اٹھاؤ، اور کہو تمھاری بات سنی جائے گی، جو مانگنا چاہتے ہو مانگو میں دونگا، اور جو شفاعت کرنا چاہتے ہو کرو میں قبول کروں گا۔ میں (سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد یا سجدہ ہی میں) عرض کروں گا: میرے پروردگار! میری امت کو بخش دیجئے، میری امت پر رحم فرمایئے (یا یہ مطلب ہے کہ میرے پروردگار! میں اپنی امت کے بارے میں شفاعت کرتا ہوں، میں اپنی امت کے بارے میں شفاعت کرتا ہوں) مجھ سے کہا جائے گا: جاؤ ہر اس شخص کو دوزخ سے نکال لو جس کے دل میں جو کے برابر ایمان ہے، پس میں جاؤں گا اور پروردگار کے حکم کے مطابق عمل کروں گا۔

اس کے بعد میں پھر بارگاہِ رب العزت میں حاضر ہوں گا، اور انہیں کلمات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کروں گا، پھر سجدہ میں گر پڑوں گا، پھر مجھ سے کہا جائے گا: محمد! اپنا سر اٹھاؤ جو کہنا چاہتے ہو کہو تمہاری بات سنی جائے گی، جو مانگنا چاہتے ہو مانگو میں دونگا اور جو شفاعت کرنا چاہتے ہو کرو میں قبول کروں گا۔ میں عرض کروں گا میرے پروردگار! میری امت کو بخش دیجئے، میری امت پر رحم فرمایئے! مجھ سے کہا جائے گا: جاؤ اور ہر اس شخص کو دوزخ سے نکال لو جس کے دل میں ذرہ یا رائی کے برابر ایمان ہے، پس میں جاؤں گا اور پروردگار کے حکم کے مطابق عمل کروں گا۔

اسکے بعد پھر میں بارگاہِ رب العزت میں حاضر ہوں گا اور انہیں کلمات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کروں گا، پھر سجدہ میں گر پڑوں گا، پھر مجھ سے کہا جائے گا: محمد! اپنا سر اٹھاؤ جو کہنا چاہتے ہو کہو تمھاری بات سنی جائے گی، جو مانگنا چاہتے ہو مانگو میں دوں گا اور جو شفاعت کرنا چاہتے ہو کرو میں قبول کروں گا۔ میں عرض کروں گا: میرے پروردگار! میری امت کو بخش دیجئے، میری امت پر رحم فرمایئے، مجھ سے کہا جائے گا: جاؤ! اور ہر اس شخص کو (دوزخ سے) نکال لو جس کے دل میں رائی کے دانہ کی مقدار سے کم تر، کم تر، اور کم تر ایمان ہے۔ پس میں جاؤں گا اور پروردگار کے حکم کے مطابق

عمل کروں گا۔

اس کے بعد پھر میں چوتھی مرتبہ بارگاہِ رب العزت میں حاضر ہوں گا اور انہیں کلمات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کروں گا، پھر سجدہ میں گر پڑوں گا، پھر مجھ سے کہا جائے گا: محمد! اپنا سر اٹھاؤ جو کہنا چاہتے ہو کہو تمھاری بات سنی جائے گی، جو مانگنا چاہتے ہو مانگو میں دوں گا، اور جو شفاعت کرنا چاہتے ہو کرو میں قبول کروں گا، میں عرض کروں گا: میرے پروردگار! (اب) مجھے اس شخص کی بھی شفاعت کی اجازت مرحمت فرما دیجیے جس نے '' لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ '' کہا ہو۔ پروردگار فرمائے گا: نہیں، اس کا تم سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ اپنے عزت وجلال اور اپنی ذاتی وصفاتی عظمت وبڑائی کی قسم! اس شخص کو میں خود دوزخ سے نکالوں گا جس نے '' لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ '' کہا ہوگا''

(بخاری، مسلم)

شفاعت سے سب سے زیادہ فائدہ اٹھانے والا شخص

(۱۶۲۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''قیامت کے دن میری شفاعت سے سب سے زیادہ فائدہ اٹھانے والا شخص وہ ہوگا، جس نے (دنیا میں) تہ دل سے '' لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ '' کہا ہوگا۔''

(بخاری، مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت

(۱۶۲۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (پکا ہوا) گوشت لایا گیا، اس میں سے دست کا گوشت آپ کو پیش کیا گیا جو آپ کو بہت پسند اور مرغوب تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے دانتوں سے نوچ نوچ کر کھایا، پھر فرمانے لگے: ''میں قیامت کے دن تمام لوگوں کا سردار ہوں

گا جبکہ لوگ تمام جہانوں کے پروردگار کے سامنے کھڑے ہوں گے، اور سورج (لوگوں سے) بہت قریب ہوگا، اور لوگوں کی حالت (مسلسل کھڑے رہنے، اور گرمی کی تپش سے) اس قدر کربناک اور غم وفکر سے بوجھل ہوگی کہ وہ ہمت ہار بیٹھیں گے یعنی صبر پر قادر نہیں ہوں گے، اور نہایت حیرانی و پریشانی کے عالم میں ایک دوسرے سے کہیں گے: آخر تم کسی ایسے شخص کی تلاش کیوں نہیں کرتے جو تمھارے پروردگار سے تمھاری سفارش کر دے؟ چنانچہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ نے شفاعت کا قصہ ذکر کیا (جو پہلے گذر چکا ہے)

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "پس میں لوگوں کے پاس سے روانہ ہوں گا، اور عرش کے نیچے آؤں گا، اور اپنے پروردگار کے سامنے سجدہ میں گر پڑوں گا، پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی حمد اور بہترین ثنا کے وہ کلمات منکشف فرمائے گا جو مجھ سے پہلے اس نے کسی پر منکشف نہیں کیے ہوں گے، پھر پروردگار فرمائے گا: محمد! اپنا سر اٹھاؤ، جو چاہتے ہو مانگو میں دوں گا اور شفاعت کرو میں قبول کروں گا (یہ سن کر) میں اپنا سر اٹھاؤں گا، اور عرض کروں گا: میرے پروردگار! میری امت کو بخش دیجئے، میرے پروردگار! میری امت کو بخش دیجئے، میرے پروردگار! میری امت کو بخش دیجئے، پھر کہا جائے گا: اے محمد! آپ اپنی امت میں سے ان لوگوں کو جن سے حساب نہیں لیا جائے گا، جنت کی دائیں طرف کے دروازے سے جنت میں داخل کر دیجئے، اور وہ لوگ اس دروازے کے علاوہ دوسرے دروازوں (سے داخل ہونے) میں لوگوں کے ساتھ شریک ہیں، اسکے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جنت کے دروازوں میں سے ہر ایک دروازے کے دونوں کواڑوں کے درمیان فاصلہ اتنا ہے جتنا مکہ اور ھَجَر کے درمیان ہے" (بخاری، مسلم)

امانت اور رشتہ داری کی اہمیت

(۱۶۲۴) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کی حدیث نقل کرتے ہوئے بیان کیا کہ آپ نے (یہ بھی) ارشاد فرمایا کہ ''امانت اور رشتہ داری کو بھیجا جائے گا، اور وہ دونوں پل صراط کی دونوں جانب دائیں بائیں کھڑی ہو جائیں گی''۔ (مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی، اُمت پر شفقت و مہربانی

(۱۶۲۵) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں (یہ بتانے کے لیے کہ وہ قیامت کے دن اپنی امت کے متعلق بارگاہِ خداوندی میں کیا عرض کریں گے) یہ آیت پڑھی ﴿ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (اے میرے پروردگار! یہ بت بہت سے لوگوں کی گمراہی کا سبب بنے ہیں، پس ان لوگوں میں سے جس نے میری اطاعت قبول کی ہے وہ تو میرا ہے ہی، اور جس نے میری نافرمانی کی ہے تو تو نہایت مہربان، اور بڑے رحم والا ہے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ ارشاد پڑھا ﴿ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾ ''اگر تو ان کو عذاب میں مبتلا کرے تو وہ تیرے ہی بندے ہیں، اور اگر تو ان کو بخش دے تو بے شک تُو غالب حکمت والا ہے۔''

اس کے بعد آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی کہ پروردگار! میری امت کو بخش دے، میری امت پر رحم فرما، اور (دعا کرتے ہوئے) آپ رونے لگے (فوراً) اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، اور تمہارا

پروردگار خوب جانتا ہے (اس کو کچھ دریافت کرنے کی ضرورت نہیں ہے، مگر محمد ﷺ کی دلجوئی کی خاطر) ان سے پوچھو کہ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ (یہ حکم سنتے ہی) حضرت جبرئیل آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے رونے کا سبب پوچھا، آپ نے ان کو رونے کا سبب بتایا، پھر (حضرت جبرئیل علیہ السلام بارگاہِ کبریائی میں واپس گئے اور صورتِ حال عرض کی تو) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: محمد کے پاس جاؤ اور کہو کہ (جب وقت آئے گا) ہم یقیناً آپ کو آپ کی امت کے بارے میں راضی و خوش کر دیں گے اور آپ کو ہرگز رنجیدہ نہیں کریں گے'' (مسلم)

خدا کا دیدار اور قیامت کے کچھ احوال

(۱۶۲۶) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) کچھ لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! کیا قیامت کے دن ہم اپنے پروردگار کو دیکھ سکیں گے؟ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں دیکھو گے۔ (پھر آپ نے دیدارِ الٰہی کے ثبوت کو واضح کرنے کے لیے لوگوں سے سوال کیا:) ''کیا تم لوگ دوپہر کے وقت جب کہ آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا بھی نہ ہو، سورج کو دیکھنے میں کوئی رکاوٹ و تکلیف محسوس کرتے ہو؟ اور کیا تم لوگ صاف شفاف چودھویں رات میں، جب کہ آسمان پر بادل کا کوئی ایک ٹکڑا بھی نہ ہو، چاند کو دیکھنے میں کوئی رکاوٹ و تکلیف محسوس کرتے ہو؟'' لوگوں نے عرض کیا: ہرگز نہیں یارسول اللہ! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تو پھر قیامت کے دن تم اللہ تعالیٰ کو دیکھنے میں بھی کوئی رکاوٹ و تکلیف محسوس نہیں کرو گے، مگر جیسی تم ان دونوں (یعنی سورج و چاند) میں سے کسی کو دیکھنے میں رکاوٹ و تکلیف محسوس کرتے ہو۔'' (اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا) ''جب قیامت کا دن ہوگا (اور تمام مخلوق میدانِ حشر میں جمع ہوگی) تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا: جو گروہ (دنیا میں) جس چیز کی عبادت کرتا تھا وہ اسی کے پیچھے جائے، چنانچہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے بجائے بتوں

اور انصاب کو پوجتے تھے، ان میں سے کوئی ایک بھی باقی نہیں بچے گا اور سب کے سب دوزخ میں جا گریں گے، یہاں تک کہ جب ان لوگوں کے سوا کوئی موجود نہیں رہے گا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے، خواہ وہ نیک ہوں یا بد، تو تمام جہانوں کا پروردگار ان کے پاس آئے گا، اور فرمائے گا: تم کس کے منتظر ہو؟ ہر گروہ اس کے پیچھے چلدیا جس کی وہ عبادت کرتا تھا (تو پھر تم یہاں کیوں کھڑے ہو؟) وہ لوگ جواب دیں گے: اے ہمارے پروردگار! ہم نے دنیا میں ان لوگوں سے (جو دنیا میں غیر اللہ کی عبادت کرتے تھے) پوری طرح جدائی اختیار کر رکھی تھی حالانکہ ہم (اپنی دنیاوی ضرورتوں میں) ان لوگوں (کی مدد واعانت) کے زیادہ محتاج تھے، اور ہم نے کبھی ان کی صحبت وہم نشینی اختیار نہیں کی (تو اب جب کہ ہمیں ان کی کوئی ضرورت نہیں ان کا ساتھ کیوں دیں؟!)

اور حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں یہاں یوں ہے کہ "وہ لوگ (جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے) یہ کہیں گے کہ ہم یہاں سے اس وقت تک نہیں جائیں گے جب تک ہمارا پروردگار ہمارے پاس نہیں آئے گا، اور جب ہمارا پروردگار ہمارے پاس آئے گا تو ہم اس کو (اچھی طرح) پہچان لیں گے"

اور حضرت ابو سعید خدری کی روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ "اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا: کیا تمہارے اور تمہارے پروردگار کے درمیان کوئی نشانی ہے جس کے ذریعہ تم اس کو پہچان لو گے؟ وہ کہیں گے: ہاں! پھر پنڈلی کھولی جائے گی (یعنی عظیم نور ظاہر ہوگا) اور اس موقع پر اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو سجدہ کی اجازت وتوفیق عطا فرمائے گا جو (دنیا میں کسی کو دکھانے سنانے اور کسی خوف اور لالچ کی وجہ سے نہیں بلکہ خود) اپنے نفس کے تقاضے یعنی اخلاص وعقیدت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتا تھا، اور ہر وہ شخص (جو دنیا میں) کسی خوف سے یا لوگوں کو دکھانے سنانے کے لیے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتا تھا اللہ تعالیٰ اس کی کمر کو ایک تختہ بنا دے گا (یعنی اس کی پیٹھ اور کمر کی ہڈیوں کے جوڑ بالکل ختم کر دیئے جائیں گے اور اس کی پوری پیٹھ ایک تختہ بن جائے گی تاکہ وہ جھک نہ سکے اور

نہ سجدہ کر سکے) چنانچہ وہ سجدہ میں جانے کے لیے جھکے گا تو چت گر پڑے گا۔"

پھر دوزخ کے اوپر پل صراط رکھا جائے گا، اور شفاعت کی اجازت عطا کی جائے گی، چنانچہ تمام انبیاء (اپنی اپنی امت کی سلامتی کے لیے) یہ دعا کریں گے: اے اللہ! ان کو (پل صراط سے) سلامتی کے ساتھ گذار دے، سلامتی کے ساتھ گذار دے، چنانچہ کچھ مسلمان پل جھپکنے کے مانند، اور کچھ مسلمان بجلی کے مانند، کچھ ہوا کے مانند، کچھ پرندے کے مانند، کچھ تیز رو اور خوش رفتار گھوڑے کے مانند، اور کچھ مسلمان اونٹوں کے مانند، پل صراط سے گذر جائیں گے، پس کچھ مسلمان سلامتی کے ساتھ دوزخ سے نجات پانے والے ہوں گے، اور کچھ مسلمان زخمی ہو کر نجات پائیں گے، نیز کچھ مسلمان وہ ہوں گے جو پارہ پارہ کیے جائیں گے اور دوزخ میں دھکیل دیئے جائیں گے۔

پھر جب مسلمان دوزخ کی آگ سے نجات پالیں گے تو قسم ہے اس ذاتِ پاک کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! تم میں سے کوئی بھی شخص اس حق کے لیے جو نہایت واضح اور ثابت ہوتا ہے، اتنا سخت مطالبہ اور اپیل نہیں کرتا جتنا سخت مطالبہ اور اپیل مسلمان قیامت کے دن اپنے ان بھائیوں کی نجات کے لیے اللہ تعالیٰ سے کریں گے جو دوزخ میں ہوں گے، وہ مسلمان کہیں گے: ہمارے پروردگار! یہ لوگ ہمارے ساتھ روزہ رکھتے تھے، نماز پڑھتے تھے اور ہمارے ساتھ حج کرتے تھے، ان سے کہا جائے گا: جاؤ، اور جن لوگوں کو تم پہچانتے ہو انہیں (دوزخ سے) نکال لو، پس دوزخ کی آگ پر ان کی صورتوں کو حرام کر دیا جائے گا۔ چنانچہ وہ مسلمان بہت سے لوگوں کو دوزخ سے نکال لیں گے۔ پھر کہیں گے: ہمارے پروردگار! جن لوگوں کو تو نے (دوزخ سے) نکالنے کا حکم دیا تھا، ان میں سے اب دوزخ میں کوئی باقی نہیں رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اچھا پھر جاؤ اور ہر اس شخص کو دوزخ سے نکال لو جس کے دل میں تم دینار کے برابر نیکی پاؤ۔ پھر وہ مسلمان (جائیں گے) اور بہت سے لوگوں کو دوزخ

سے نکال لائیں گے۔

اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا: اب ہر اس شخص کو دوزخ سے نکال لو جس کے دل میں تم آدھے دینار کے برابر نیکی پاؤ، پس وہ مسلمان جائیں گے اور بہت سے لوگوں کو دوزخ سے نکال لائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ جاؤ اب اس شخص کو دوزخ سے نکال لو جس کے دل میں تم ذرہ برابر نیکی پاؤ، پس وہ مسلمان جائیں گے اور بہت سے لوگوں کو دوزخ سے نکال لائیں گے اور کہیں گے: پروردگار! ہم نے دوزخ میں بھلائی کو باقی نہیں رہنے دیا ہے (یعنی دوزخ میں اب ایسا کوئی شخص باقی نہیں بچا ہے جس کے دل میں اصل ایمان کے علاوہ ادنیٰ سے ادنی درجہ کی اور ذرہ برابر بھی بلکہ ذرہ سے بھی کمتر کوئی نیکی ہو خواہ اس نیکی کا تعلق اعمال سے ہو یا افعالِ قلب سے)

پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: فرشتوں نے شفاعت کر لی اور پیغمبروں نے بھی شفاعت کر لی اور مسلمانوں نے بھی شفاعت کر لی، لیکن ابھی ارحم الراحمین کی ذات باقی ہے، اور (یہ فرما کر) اللہ تعالیٰ دوزخ میں سے ایک مٹھی بھر کر لوگوں کو نکالے گا جنہوں نے کبھی کوئی (چھوٹی یا بڑی) نیکی نہیں کی ہوگی، یہ لوگ (دوزخ میں رہنے کی وجہ سے) کوئلہ بن چکے ہوں گے، پھر اللہ تعالیٰ ان کو اس نہر میں ڈالے گا جو جنت کے دروازوں کے سامنے ہے اور جس کو "نہر حیات" کہا جاتا ہے، پھر یہ لوگ اس نہر سے اس طرح تر و تازہ نکلیں گے جیسے دانہ سیلاب کے کوڑے کچرے میں اگتا ہے (یعنی جس طرح سیلابی کوڑے کچرے میں پڑا ہوا دانہ بہت جلد اگ آتا ہے اور خوب ہرا بھرا معلوم ہوتا ہے، اسی طرح یہ لوگ بھی اس نہر میں ڈالے جانے کے بعد جب نکلیں گے تو خوب تر و تازہ اور توانا معلوم ہوں گے) چنانچہ یہ لوگ (اس نہر سے) موتی کی طرح چمک دار ہو کر باہر آئیں گے ان کی گردنوں میں مہریں ہوں گی، پھر جب اہل جنت ان لوگوں کو (ان کی امتیازی علامتوں کے ساتھ) دیکھیں گے تو کہیں گے: یہ وہ لوگ ہیں جو خدائے رحمان کے آزاد کیے ہوئے ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے جنت میں داخل فرمایا ہے

جب کہ انہوں نے (دنیا میں) نہ کوئی نیک عمل کیا تھا، نہ کوئی نیکی کر کے آگے بھیجی تھی، پھر ان سے کہا جائے گا: تمہارے لیے وہ نعمتیں ہیں جن کو تم دیکھ رہے ہو، اور اس کے ساتھ اتنی اور'' (بخاری و مسلم)

دوزخ سے نجات پانے والوں کے احوال

(۱۶۲۷) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں پہنچ جائیں گے، تو اللہ تعالیٰ (فرشتوں سے) فرمائے گا کہ جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان (یعنی نیکی و بھلائی) ہے اس کو دوزخ سے نکال لو، چنانچہ ان لوگوں کو دوزخ سے باہر لایا جائے گا، اور اس وقت ان کی یہ حالت ہوگی کہ وہ جل جلا کر کوئلہ کی طرح ہو گئے ہوں گے، پھر ان کو ''نہر حیات'' میں ڈالا جائے گا، اور وہ (اس نہر سے) اس طرح تر و تازہ بن کر نکلیں گے جیسے سیلاب کے کوڑے کچرے میں گھاس کا دانہ اگتا ہے، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ دانہ کس طرح لپٹا ہوا زرد نکلتا ہے؟! (یعنی کتنا تر و تازہ اور کتنی جلدی باہر آتا ہے؟!)'' (بخاری و مسلم)

(۱۶۲۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا قیامت کے دن ہم اپنے پروردگار کو دیکھ سکیں گے؟ اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ نے حضرت ابو سعید خدری کی حدیث کا مفہوم ذکر کیا، مگر حضرت ابو ہریرہ نے ''پنڈلی کھولنے'' کا ذکر نہیں کیا، اور (یہ کہا کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب دوزخ کے اوپر پل صراط رکھا جائے گا تو تمام رسولوں میں اس پل کے اوپر سے اپنی امت کے ساتھ گزرنے والا سب سے پہلا رسول میں ہوں گا، اور اس وقت رسولوں کے علاوہ کوئی بھی شخص بولنے کی جرأت نہیں کرے گا، اور رسول بھی صرف اتنا کہیں گے: اے اللہ! (میری امت کو) سلامت رکھ! (میری امت کو) سلامت

رکھ! نیز (اس پل کے دونوں طرف) جہنم میں سعدان درخت کے کانٹوں جیسے آنکڑے ہوں گے، ان آنکڑوں کی لمبائی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، وہ آنکڑے لوگوں کو ان کے برے اعمال کے سبب اُچک لیں گے، پس ان لوگوں میں سے بعض تو وہ ہوں گے جو اپنے اعمال کی پاداش میں ہلاک ہوں گے (یعنی دوزخ میں جاگریں گے) اور بعض وہ ہوں گے جو (ان آنکڑوں کی گرفت کی وجہ سے) پاش پاش ہوجائیں گے، لیکن پھر نجات پاجائیں گے (یعنی آنکڑوں کے اچکنے کی وجہ سے ان کے جسم کا گوشت جگہ جگہ سے کٹ جائے گا، اور پورا بدن بری طرح زخمی ہوجائے گا، مگر کسی نہ کسی طرح پل کو پار ہی کرلیں گے) پھر جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے فیصلہ سے فارغ ہوجائے گا، اور جن لوگوں نے '' لَاۤ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ '' کی گواہی دی ہے ان میں سے جن کو اللہ تعالیٰ دوزخ سے نکالنے کا ارادہ فرمائے گا تو فرشتوں کو حکم دے گا کہ ان لوگوں کو دوزخ سے نکال لیا جائے جو اللہ تعالیٰ کو معبود مانتے تھے (اور اس کے علاوہ کسی اور کی معبودیت پر ایمان نہیں رکھتے تھے) چنانچہ فرشتے ان لوگوں کو دوزخ سے نکال لیں گے اور سجدہ کے نشانات کے ذریعہ فرشتے ان کو پہچان لیں گے، اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ پر حرام کردیا ہے کہ وہ سجدوں کے نشان کو کھائے اس لیے دوزخ کی آگ ابن آدم (انسان) کے سارے جسم کو کھاجائے گی (یعنی جلا ڈالے گی) مگر سجدے کے نشان کو نہیں کھائے گی۔ بہرحال وہ لوگ دوزخ سے اس حالت میں باہر لائے جائیں گے کہ وہ آگ میں جل کر سیاہ ہوچکے ہوں گے، پھر ان پر آبِ حیات چھڑکا جائے گا، اور وہ (اس پانی کے اثر سے) اس طرح تر و تازہ ہوجائیں گے جس طرح سیلاب کے کوڑے کچرے میں پڑا ہوا دانہ (اک دم) اُگ آتا ہے۔

اور ایک شخص جنت اور دوزخ کے درمیان باقی رہ جائے گا جو دوزخیوں میں سے جنت میں داخل ہونے والا آخری شخص ہوگا، اس کا منہ دوزخ کی طرف ہوگا، وہ عرض کرے گا: میرے پروردگار! (بس اتنا کرم کردے کہ) میرا منہ دوزخ کی طرف سے

پھیر دے، دوزخ کی آگ کی بد بو نے مجھے سخت اذیت میں مبتلا کر رکھا ہے اور اس کے شعلوں کی تیزی وگرمی مجھے بھسم کیے دے رہی ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اگر میں ایسا کردوں (یعنی تیرا منہ دوزخ کی طرف سے پھیر دوں) تو ہوسکتا ہے کہ تو پھر کچھ اور بھی مانگے ؟! وہ شخص عرض کرے گا: تیری عزت کی قسم! میں اور کچھ نہیں مانگوں گا، پھر وہ جو اللہ تعالیٰ چاہے گا عہد و پیمان کرے گا، اور اللہ تعالیٰ اس کا منہ دوزخ کی طرف سے پھیر دے گا، مگر جب اللہ تعالیٰ اس کا منہ دوزخ کی طرف سے جنت کی طرف پھیر دے گا اور وہ جنت کی زیبائش وآرائش اور تروتازگی دیکھے گا تو اس وقت تک خاموش رہے گا جب تک خدا چاہے گا، پھر عرض کرے گا: میرے پروردگار! مجھے جنت کے دروازے تک پہنچا دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تو نے یہ عہد و پیمان نہیں کیا تھا کہ تو اپنی اس درخواست کے علاوہ (کہ میرا منہ دوزخ کی طرف سے پھیر دے) کوئی اور درخواست پیش نہیں کرے گا۔ وہ گڑگڑائے گا کہ میرے پروردگار! تو مجھے اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ بدنصیب نہ بنا (کہ تیری یہ ساری مخلوق تو جنت کے اندر ہے اور میں اتنا بدنصیب ہوں کہ جنت کے دروازے تک نہیں پہنچا ہوں) اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اگر میں ایسا کردوں (یعنی تجھے جنت کے دروازے تک پہنچا دوں) تو ہوسکتا ہے کہ تو پھر کچھ اور بھی مانگے ؟!۔ وہ شخص عرض کرے گا: تیری عزت کی قسم! میں اور کچھ نہیں مانگوں گا، پھر وہ جو اللہ تعالیٰ چاہے گا عہد و پیمان کرے گا، اور اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت کے دروازے تک پہنچا دے گا۔

مگر جب وہ جنت کے دروازے تک پہنچے گا اور جنت کی چمک دمک اور اس کے ٹھاٹ باٹ دیکھے گا تو اس وقت تک خاموش رہے گا، جب تک خدا چاہے گا، پھر عرض کرے گا: میرے پروردگار! مجھے جنت کے اندر پہنچا دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ابن آدم! تیرا ناس ہو، تو کس قدر عہد شکن اور وعدہ فراموش ہے؟! کیا تو نے عہد و پیمان نہیں کیا تھا کہ تو اپنی اس درخواست کے علاوہ جو تیری خواہش کے مطابق منظور کر لی گئی

تھی، کوئی اور درخواست پیش نہیں کرے گا؟ وہ عرض کرے گا: میرے پروردگار! مجھے اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ بدنصیب نہ بنا، پھر وہ برابر گڑگڑاتا رہے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے گا، اور اللہ تعالیٰ جب راضی ہو جائے گا تو اس کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت دے دے گا، پھر فرمائے گا: تو جو آرزو اور خواہش رکھتا ہے اس کو ظاہر کر، اور جو مانگنا چاہتا ہے مانگ لے، چنانچہ وہ (دل کھول کر) اپنی آرزوئیں بیان کرے گا، اور جب اس کی آرزوئیں پوری ہو جائیں گی، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: (اے ناداں) فلاں فلاں چیز کی خواہش کیوں نہیں کرتا؟ گویا پروردگار اس کو یاد دلائے گا (کہ تو نے فلاں فلاں چیز تو مانگی ہی نہیں ان چیزوں کو بھی مانگ لے) یہاں تک کہ جب وہ آرزوئیں بھی پوری ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ چیزیں (جن کی تو نے آرزو کی ہے) اور ان کے ساتھ اتنی اور چیزیں تجھے عطا کی جاتی ہیں'' اور حضرت ابو سعید کی روایت میں یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا'' یہ تمام چیزیں اور ان کے ساتھ دس گنا اور نعمتیں تجھے عطا کی جاتی ہیں۔'' (بخاری و مسلم)

اس شخص کا تذکرہ جو سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا

(۱۶۲۹) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: '' جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والا جو شخص ہوگا وہ کبھی چلتا ہوگا، کبھی منہ کے بل گرتا ہوگا، اور کبھی دوزخ کی آگ (کی گرمی اور تپش) اس کے جسم کو جھلس ڈالے گی، پھر جب وہ (اسی طرح گرتا پڑتا اور جھلستا ہوا) دوزخ (کی گرمی و تپش کی زد) سے آگے گزر جائے گا، تو مڑ کر (دوزخ کی طرف) دیکھے گا اور کہے گا: بزرگ و برتر ہے خدا کی ذات، جس نے مجھے تجھ سے چھٹکارا دلایا، خدا کی قسم! میرے پروردگار نے مجھے وہ چیز عطا کی ہے جو اس نے اگلے پچھلے لوگوں میں سے کسی کو عطا نہیں کی، پھر اس کی نظر کے سامنے ایک درخت کھڑا کیا جائے گا (جس کے نیچے پانی کا چشمہ

ہوگا) وہ (اس درخت اور چشمے کو دیکھ کر) عرض کرے گا: میرے پروردگار! مجھے اس درخت کے قریب پہنچا دے تا کہ میں اس کا سایہ حاصل کرسکوں اور اس کے چشمہ سے پانی پیوں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ابن آدم! اگر میں تیری یہ آرزو پوری کر دوں تو ہوسکتا ہے کہ تو مجھ سے کچھ اور مانگنے لگے؟ وہ عرض کرے گا: میرے پروردگار ایسا نہیں ہوگا، اس کے بعد وہ اللہ تعالیٰ سے اس بات کا عہد کرے گا کہ وہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں مانگے گا، اور اس کا پروردگار اس کو معذور جان کر اس سے درگزر کرے گا، اس لیے کہ وہ ایسی چیز دیکھے گا کہ وہ اس کو دیکھ کر صبر نہیں کر سکے گا، اور اس کو درخت کے پاس پہنچا دے گا، وہ شخص اس درخت کے سایہ میں بیٹھے گا اور اس کے چشمے سے پانی پیئے گا۔

پھر (اس کو اور زیادہ آگے بڑھانے کے لیے) اس کی نظر کے سامنے ایک درخت کھڑا کیا جائے گا جو پہلے درخت سے زیادہ اچھا ہوگا، وہ شخص (اس درخت کو دیکھ کر) کہے گا: میرے پروردگار! مجھ کو اس درخت کے پاس پہنچا دے تا کہ اس کا سایہ حاصل کرسکوں اور اس کے چشمے سے پانی پیوں، اور میں اس کے علاوہ تجھ سے کچھ اور نہیں مانگوں گا۔ حق تعالیٰ اس سے فرمائے گا: ابن آدم! کیا تو نے مجھ سے یہ عہد نہیں کیا تھا کہ تو اس (پہلے) درخت کے علاوہ کچھ اور مجھ سے نہیں مانگے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اگر میں تجھے اس درخت کے پاس بھی پہنچا دوں تو ہوسکتا ہے کہ تو مجھ سے کچھ اور مانگنے لگے؟! پھر وہ اللہ تعالیٰ سے عہد کرے گا کہ اس کے سوا کچھ نہیں مانگے گا، اور اس کا پروردگار اس کو معذور جان کر اس سے درگزر کرے گا، کیوں کہ وہ ایک ایسی چیز دیکھے گا جس پر وہ صبر نہیں کر سکے گا، پھر اللہ تعالیٰ اس کو اس درخت کے پاس پہنچا دے گا۔ وہ شخص اس درخت کے سایہ میں بیٹھے گا اور اس کے چشمے کا پانی پیئے گا۔

پھر ایک اور درخت اس کے سامنے کھڑا کیا جائے گا جو جنت کے دروازہ کے قریب اور پہلے دونوں درختوں سے زیادہ اچھا ہوگا۔ وہ شخص (اس درخت کو دیکھ کر) کہے گا: میرے پروردگار! مجھے اس درخت کے پاس پہنچا دے تا کہ میں اس کا سایہ

حاصل کرسکوں اور اس کے چشمے سے پانی پیوں۔ حق تعالیٰ فرمائے گا: ابن آدم! کیا تو نے مجھ سے یہ عہد نہیں کیا تھا کہ اس کے علاوہ کچھ اور مجھ سے نہیں مانگے گا۔ وہ عرض کرے گا: ہاں (میں نے بیشک عہد کیا تھا لیکن اب یہ میرا آخری سوال ہے) اس کے علاوہ اور کچھ نہیں مانگوں گا۔ پس اس کا پروردگار اس کو معذور جان کر اس سے درگزر کرے گا، کیوں کہ وہ شخص ایک ایسی چیز دیکھے گا جس پر وہ صبر نہیں کرسکے گا، پھر اللہ تعالیٰ اس کو اس درخت کے پاس پہنچا دے گا۔

اور جب وہ اس درخت کے پاس پہنچ جائے گا، اور اس کے کان میں وہ (دلچسپ اور مزیدار) باتیں آئیں گی جو جنتی لوگ اپنی بیویوں اور اپنے دوست واحباب سے کریں گے تو وہ شخص (بے اختیار ہوکر) عرض کرے گا: میرے پروردگار! مجھے جنت میں پہنچا دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ابن آدم! کیا کوئی ایسی چیز بھی ہے جو تجھ سے میرا پیچھا چھڑائے؟ کیا تو اس بات سے خوش ہے کہ میں تجھے جنت میں دنیا کے برابر، اور اسی قدر مزید چیزیں تجھے دے دوں؟ وہ شخص (انتہائی خوشی ومسرت کے عالم میں) کہے گا: پروردگار! تو مجھ سے مذاق کررہا ہے!! حالانکہ تُو تو تمام جہانوں کا پروردگار ہے!" (حدیث کے یہ الفاظ بیان کرنے کے بعد) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہنسے، پھر (حدیث سننے والوں سے) کہا: کیا تم یہ نہیں پوچھتے کہ میں کیوں ہنسا؟ لوگوں نے پوچھا: ہاں بتایئے آپ کیوں ہنسے؟ حضرت ابن مسعود نے کہا: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قصہ بیان کیا تو آپ بھی ہنسے تھے، اور صحابہ نے پوچھا تھا: یا رسول اللہ! آپ کیوں ہنسے؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اس وجہ سے ہنسا کہ جب وہ شخص کہے گا: پروردگار! تو مجھ سے مذاق کررہا ہے!! حالانکہ تو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ تو پروردگارِ عالم اس پر ہنس پڑے گا، بہرحال اللہ تعالیٰ (اس شخص کی یہ بات سن کر) فرمائے گا: نہیں میں تجھ سے مذاق نہیں کررہا ہوں، بلکہ میں جو چاہوں کرسکتا ہوں"

اس حدیث کو مسلم نے نقل کیا ہے اور مسلم ہی کی ایک اور روایت میں حضرت ابو

سعید خدری سے اسی طرح کے الفاظ منقول ہیں لیکن اس روایت میں فَیَقُوْلُ یَا ابْنَ اٰدَمَ مَایُصْرِیْنِیْ مِنْکَ سے آخر کے الفاظ نہیں، البتہ یہ الفاظ اور نقل کیے گئے ہیں کہ پھر اللہ تعالیٰ اس شخص کو یاد دلائے گا کہ فلاں فلاں چیز مانگ اور جب (وہ تمام چیزیں مانگ چکے گا اور) اس کی آرزوئیں تمام ہولیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ تمام چیزیں (جن کی تو نے خواہش و آرزو کی ہے) اور اس کی دس گنی اور چیزیں تجھے عطا کی جاتی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا "اس کے بعد وہ شخص جنت میں اپنے گھر میں داخل ہوگا۔ وہاں اس کے پاس حورعین میں سے اس کی دو بیویاں آئیں گی، اور کہیں گی: تمام تعریف اللہ بزرگ و برتر کے لیے ہے جس نے تمہیں ہمارے لیے اور ہمیں تمہارے لیے پیدا کیا۔" آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا "وہ شخص (خوشی سے) کہے گا (سب سے زیادہ خوش نصیب میں ہی ہوں کیوں کہ) جتنا مجھے عطا کیا گیا ہے اتنا کسی اور کو نہیں دیا گیا"۔

گناہگار مسلمانوں کی نجات

(۱۶۳۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "مسلمانوں کے کتنے ہی گروہ ایسے ہوں گے جنہیں ان کے ان گناہوں کی پاداش میں جو انہوں نے کیے ہوں گے دوزخ کی آگ کے شعلے جھلس دیں گے، اور ان کے حلیوں کو بدل دیں گے، پھر اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و کرم اور رحمت کے تحت ان کو (دوزخ سے چھٹکارا دلا کر) جنت میں پہنچائے گا، اور ان لوگوں کو "جہنمی" کہا جائے گا" (بخاری)

(۱۶۳۱) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "بہت سے لوگوں کو محمد (ﷺ) کی شفاعت کے نتیجہ میں دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کیا جائے گا اور ان کا نام "جہنمی" رکھا جائے گا۔" (بخاری)

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "میری امت کے

بہت سے لوگ میری شفاعت کے نتیجہ میں دوزخ سے نکالے جائیں گے، اوران کا نام ''جہنمی'' رکھا جائے گا۔''

اس شخص کا تذکرہ جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکالا جائے گا

(۱۶۳۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میں یقیناً اس شخص کو جانتا ہوں جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکالا جائے گا اور سب سے آخر میں جنت میں پہنچایا جائے گا، یہ ایک شخص ہوگا جو گھٹنوں کے بل چل کر دوزخ سے باہر آئے گا، اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: جا! جنت میں داخل ہوجا، وہ شخص جب وہاں (جنت کے اندر یا جنت کے دروازہ پر) پہنچے گا تو اس کو جنت اس حال میں دکھائی دے گی کہ گویا وہ بالکل بھر گئی ہے (اور اس میں مزید کسی کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے) وہ شخص عرض کرے گا: میرے پروردگار! مجھے تو یہ جنت بالکل بھری ہوئی ملی ہے (یہاں میرے لیے کوئی جگہ نظر نہیں آرہی ہے) اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جا! جنت میں داخل ہوجا، وہاں تیرے لیے دنیا (کی مسافت) کے بقدر اور اس سے دس گنی مزید جگہ (مخصوص کردی گئی) ہے۔ وہ شخص کہے گا: (پروردگار!) کیا تو مجھ سے مذاق کررہا ہے؟ یا یہ کہے گا: کیا تو مجھ سے ہنسی کررہا ہے؟ حالانکہ تو تو (بادشاہوں کا بھی) بادشاہ ہے۔'' حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات فرما کر ہنسے یہاں تک کہ آپ کی کچلیاں نظر آنے لگیں، اور کہا جاتا ہے کہ یہ شخص جنتیوں میں سب سے چھوٹے درجے کا آدمی ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

(۱۶۳۳) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میں یقیناً اس شخص کو جانتا ہوں جو سب سے آخر میں جنت میں داخل کیا جائے گا، اور سب سے آخر میں دوزخ سے نکالا جائے گا، یہ ایسا شخص ہوگا جس کو قیامت کے دن جب (پروردگار کے حضور میں) پیش کیا جائے گا تو (فرشتوں سے) کہا جائے گا: اس

کے چھوٹے گناہ اس کے سامنے پیش کردو اور اس کے بڑے بڑے گناہوں کو ابھی اس پر ظاہر نہ کرو۔ چنانچہ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ اس کے سامنے پیش کئے جائیں گے، پھر اس سے کہا جائے گا (بتا) کیا تو نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں برے کام کیے تھے؟ اور فلاں فلاں دن طاعت کو ترک کیا تھا؟ وہ اقرار کرے گا کہ ہاں (میں نے فلاں فلاں دن اس اس طرح کیا تھا) وہ اپنے ان گناہوں سے انکار نہیں کر سکے گا کیوں کہ وہ اپنے بڑے بڑے گناہوں کے خوف میں مبتلا ہوگا، پھر اس سے کہا جائے گا: تجھے ہر برائی کے بدلہ میں ایک نیکی عطا کی جاتی ہے، وہ شخص کہے گا: میرے پروردگار! میں نے اور بھی بہت سے بڑے کام (یعنی بڑے گناہ) کیے تھے جو مجھے یہاں (فردِ جرم میں) نظر نہیں آرہے ہیں۔" حضرت ابوذر فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہ بیان کر کے ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کی کچلیاں نظر آنے لگیں۔ (مسلم)

چار دوزخیوں کا تذکرہ

(۱۶۳۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "چار آدمیوں کو دوزخ سے نکالا جائے گا، اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کیا جائے گا، پھر ان کو دوبارہ دوزخ میں بھیجنے کا حکم دیا جائے گا، تو ان میں سے ایک شخص مڑ کر دیکھے گا اور (بڑی حسرت کے ساتھ) کہے گا: میرے پروردگار! میں تو یہ امید رکھتا تھا کہ جب تو نے مجھے دوزخ سے باہر نکالا ہے تو دوبارہ اس میں نہیں بھیجے گا۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ (یہ بات سن کر) اس کو دوزخ سے نجات دے دے گا۔" (اور اسی طرح بقیہ آدمیوں کو بھی نجات دے دے گا) (مسلم)

اہل ایمان کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت کب دی جائے گی؟

(۱۶۳۵) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"جب اہل ایمان کو دوزخ سے چھٹکارا ملے گا تو ان کو ایک پل پر روک لیا جائے گا جو جنت اور دوزخ کے درمیان ہوگا، پھر ان سے ایک دوسرے کے ان حقوق و مطالبات کا بدلہ لیا جائے گا جو دنیا میں وہ ایک دوسرے پر رکھتے تھے، یہاں تک کہ جب وہ لوگ (ہر طرح کے گناہ اور برائیوں سے) بالکل پاک وصاف ہو جائیں گے تو ان کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت دے دی جائے گی۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں محمد کی جان ہے! (جب وہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے تو) ان میں سے ہر شخص اپنے اس مکان کو، جو اس کے لیے جنت میں مخصوص ہوگا اپنے دنیا کے مکان سے زیادہ پہچاننے والا ہوگا" (بخاری)

اہل جنت کو دوزخ کا ٹھکانا اور اہل دوزخ کو جنت کا ٹھکانا دکھانے کی حکمت

(۱۶۳۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "کوئی بھی شخص (جو جنت کا مستحق ہو چکا ہے) اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوگا جب تک اس کو دوزخ میں وہ جگہ نہ دکھادی جائے گی جو اس کا ٹھکانا ہوتا اگر وہ برے کام کرتا (یعنی اس کو وہ جگہ دکھا کر بتایا جائے گا کہ اگر تو دنیا میں برے کام کرتا تو دوزخ میں اس جگہ تیرا ٹھکانا ہوتا) اور یہ اس لیے ہوگا تاکہ وہ دنیا میں برے کام سے بچنے کی توفیق ملنے اور دوزخ میں جانے کے بجائے جنت میں داخل کیے جانے پر زیادہ سے زیادہ شکر ادا کرے، اور کوئی بھی شخص (جو عذابِ دوزخ کا مستحق ہو چکا ہے) اس وقت تک دوزخ میں نہیں ڈالا جائے گا جب تک اس کو جنت میں وہ جگہ نہ دکھادی جائے گی جو اس کے لیے مخصوص تھی اگر وہ نیک کام کرتا، اور یہ اس لیے ہوگا تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ حسرت وندامت میں مبتلا ہو" (بخاری)

موت کو ذبح کرنے کا بیان

(۱۶۳۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے تو موت کو لایا جائے گا (اور بعض روایتوں میں یہ ہے کہ موت کو ایک دنبہ کی شکل میں لایا جائے گا) اور اس کو جنت اور دوزخ کے درمیان رکھ کر ذبح کردیا جائے گا، پھر اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ اے جنتیو! (سن لو) اب موت کا کوئی وجود نہیں رہا، اور اے دوزخیو! (تم بھی سن لو) اب موت کا کوئی وجود نہیں رہا۔ (یہ اعلان سن کر) اہل جنت کی فرحت و مسرت کا کوئی ٹھکانہ نہ رہے گا، اور اہل دوزخ رنج و غم کے دریا میں اور زیادہ ڈوب جائیں گے۔" (بخاری و مسلم)

(فصل دوم)

حوض کوثر کے حالات

(۱۶۳۸) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا "میرے حوض (کوثر) کی لمبائی "عَدَن" اور "عَمَّانِ بَلْقَاء" کے درمیانی فاصلہ کے بقدر ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے، اس کے آب خورے (پانی پینے کے برتن) آسمان کے ستاروں سے زیادہ ہیں۔ جو شخص ایک مرتبہ اس کا پانی پی لے گا پھر اس کو کبھی پیاس نہیں لگے گی، اس حوض پر پانی پینے کے لیے سب سے پہلے آنے والے لوگ فقرائے مہاجرین ہوں گے، جو (اس دنیا میں اپنے فقر وافلاس کی وجہ سے) پراگندہ بال اور پریشان حال اور میلے کپڑوں میں نظر آتے تھے، جو خوشحال گھرانوں کی لڑکیوں سے نکاح کے قابل نہیں سمجھے جاتے تھے، اور جن کے

لیے (گھروں کے) دروازے نہیں کھولے جاتے تھے۔" (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

حوض کوثر پر آنے والوں کی کثرت

(۱۶۳۹) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک سفر میں) ہم لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک جگہ ہمارا پڑاؤ ہوا، وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس وقت موجود صحابہ سے) ارشاد فرمایا: (آخرت میں) جو لوگ میرے پاس حوضِ کوثر پر آئیں گے ان کی بہ نسبت تم لاکھواں جزو بھی نہیں ہو۔" حضرت زید بن ارقم سے سوال کیا گیا: اس موقع پر تم لوگوں کی تعداد کیا تھی؟ انہوں نے کہا: سات سو (۷۰۰) یا آٹھ سو (۸۰۰)۔ (ابوداؤد)

ہر نبی کو ایک حوض عطا کیا جائے گا

(۱۶۴۰) حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "(آخرت میں) ہر نبی کو ایک حوض عطا کیا جائے گا (اور ہر امت اپنے اپنے نبی کے حوض پر آکر پانی پیئے گی) پس تمام انبیاء آپس میں اس پر فخر کریں گے کہ کس کے حوض پر زیادہ آدمی آتے ہیں، اور مجھے امید ہے کہ سب سے زیادہ آدمی میرے حوض پر آئیں گے۔" (ترمذی)

میدان حشر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں تلاش کیا جائے؟

(۱۶۴۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ قیامت کے دن میرے لیے شفاعت فرمائیں، آپ نے ارشاد فرمایا "اچھا میں شفاعت کروں گا۔" میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کو کہاں تلاش کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "سب سے پہلے مجھے پل صراط پر تلاش

کرنا'' میں نے عرض کیا: اگر آپ پل صراط پر نہ مل پائیں؟ ارشاد فرمایا ''تو پھر میزان کے پاس تلاش کرنا'' میں نے عرض کیا: اگر آپ میزان کے پاس بھی نہ ملیں'' ارشاد فرمایا (اگر ان دونوں جگہ نہ مل پاؤں) تو پھر حوض پر مجھے تلاش کرنا، میں ان تین جگہوں کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گا'' (ترمذی)

مقام محمود کونسا مقام ہے؟

(۱۶۴۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت سے پوچھا گیا: مقامِ محمود کیا ہے؟ (جس کا اس آیت میں آپ سے وعدہ کیا گیا ہے ﴿عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اس دن (جب مجھے یہ مقامِ محمود عطا ہوگا) اللہ تعالیٰ اپنی کرسی پر نزول فرمائے گا، اور وہ کرسی چرچرائے گی جس طرح نئے چمڑے کی تنگ زین چرچراتی ہے، اور اس کرسی کی کشادگی اور وسعت اتنی ہے جتنی زمین و آسمان کے درمیان وسعت ہے، پھر تم کو برہنہ پا، ننگے بدن اور بے ختنہ (میدانِ حشر میں) لایا جائے گا، اور اس دن سب سے پہلے جس شخص کو لباس پہنایا جائے گا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں گے، چنانچہ اللہ تعالیٰ (فرشتوں کو) حکم دے گا کہ میرے دوست کو لباس پہناؤ، چنانچہ جنت کی چادروں میں سے ملائم کتان کی دو سفید چادریں لا کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہنائی جائیں گی، ان کے بعد مجھ کو لباس پہنایا جائے گا، پھر میں اللہ تعالیٰ کی دائیں جانب کھڑا ہوں گا (یہی مقامِ محمود ہے) اور (یہ اعزاز ملنے پر) اگلے پچھلے تمام لوگ مجھ پر رشک کریں گے۔'' (دارمی)

پل صراط سے گزرتے وقت اہل ایمان کا حال

(۱۶۴۳) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد

فرمایا ”قیامت کے دن پل صراط سے گزرتے وقت اہل ایمان کی علامت، یہ الفاظ ہوں گے ”رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ“ (پروردگار بچائیو، پروردگار بچائیو)“ (ترمذی)

گناہ کبیرہ کرنے والوں کے حق میں حضور کی شفاعت

(۱۶۴۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”گناہِ کبیرہ کرنے والوں کے حق میں میری شفاعت صرف میری امت کے لوگوں کے لیے مخصوص ہوگی۔“ (ترمذی، ابوداؤد، اور ابن ماجہ نے حضرت جابر سے اس کو نقل کیا ہے)

حضور ﷺ کی شان رحمت

(۱۶۴۵) حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ”(اللہ تعالیٰ کے حکم سے) ایک فرشتہ میرے پاس آیا، اور اس نے مجھے ان دو باتوں میں سے ایک بات چن لینے کا اختیار دیا کہ یا تو میری آدھی امت جنت میں داخل ہو جائے یا (سب کے حق میں) شفاعت کا حق مجھے حاصل ہو۔ پس میں نے اپنی پوری امت کے حق میں شفاعت کا حق حاصل ہونے کو چن لیا (تاکہ سب ہی مومن و مسلمان اس سے فیضیاب ہوں اور کوئی بھی محروم نہ رہے) چنانچہ میری شفاعت (میری امت میں سے) ہر اس شخص کے لیے طے ہے جو اس حال میں مرا ہو کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا تھا (ترمذی، ابن ماجہ)

ایک بزرگ کی شفاعت

(۱۶۴۶) حضرت عَبْدُاللہ بن اَبِیْ جَذْعَاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ”میری امت کے ایک (بزرگ و صالح)

شخص کی شفاعت سے بنی تمیم کے آدمیوں کی تعداد سے بھی زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔'' (ترمذی، دارمی، ابن ماجہ)

شفاعت کا نتیجہ

(۱۶۴۷) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میری امت میں سے (جن لوگوں کو شفاعت کا حق اور اذن حاصل ہوگا جیسے علماء، شہداء اور صلحاء ان میں سے) کوئی تو کئی جماعتوں کی شفاعت کرے گا، کوئی ایک قبیلہ کی شفاعت کرے گا، کوئی ایک عُصبہ (یعنی دس سے چالیس (۴۰) تک لوگوں) کی شفاعت کرے گا، اور کوئی صرف ایک ہی آدمی کی سفارش کرے گا، غرضیکہ اسی طرح شفاعت کے نتیجہ میں ساری امت جنت میں داخل ہو جائے گی۔'' (ترمذی)

بلاحساب جنت میں جانے والوں کی کثرت

(۱۶۴۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''خدا عزوجل نے مجھ سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ میری امت میں سے چار لاکھ آدمیوں کو بلاحساب و کتاب جنت میں داخل کرے گا۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (یہ ارشاد سن کر) عرض کیا: یا رسول اللہ! ہماری اس تعداد میں اضافہ کر دیجیے (یعنی اللہ تعالیٰ سے اس تعداد میں اور اضافہ کرنے کی درخواست کیجیے) آپ نے ارشاد فرمایا ''اچھا، اتنا اور زیادہ'' (یہ کہہ کر) آپ نے دونوں ہاتھوں کو یکجا کر کے چلو بنایا، حضرت ابوبکر نے پھر عرض کیا: یا رسول اللہ! ہماری اس تعداد و مقدار میں اور اضافہ کر دیجیے۔ آپ نے پھر (چلو بنا کر) کہا: ''اچھا اتنا اور زیادہ'' حضرت عمر بھی اس مجلس میں موجود تھے، انہوں نے کہا: ابوبکر! ہمیں ہمارے حال پر رہنے دیجیے (یعنی اتنی رعایت نہ کرائیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عنایت پر اعتماد کر کے بیٹھ جائیں، اور عذابِ خداوندی کے خوف سے

اس طرح بے فکر ہو جائیں کہ عمل کرنا ہی ترک کر دیں) حضرت ابوبکر نے (یہ سن کر) کہا: اگر اللہ تعالیٰ ہم سب کو (بغیر حساب و مواخذہ کے) جنت میں بھیج دے تو تمہارا کیا نقصان ہے؟ حضرت عمر نے جواب دیا: اگر اللہ تعالیٰ اپنی ساری مخلوق کو ایک ہی لپ کے ذریعہ جنت میں داخل کرنا چاہے تو کر سکتا ہے (پھر بار بار اضافہ کے درخواست کی ضرورت کیا ہے؟) نبی کریم ﷺ نے (حضرت عمر کی یہ بات سن کر) ارشاد فرمایا: ''عمر نے سچ کہا۔'' (بغوی)

اہل جنت کی دوزخیوں کے حق میں شفاعت

(۱۶۴۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''(اہل ایمان میں سے) جو لوگ (اپنے گناہوں کے سبب) دوزخی قرار دیئے جا چکے ہوں گے وہ (اہل جنت کے راستوں میں) صف باندھ کر کھڑے ہو جائیں گے، پھر جب کوئی جنتی ان کے سامنے سے گزرے گا تو ان دوزخیوں میں سے ایک شخص (اس جنتی کا نام لے کر) کہے گا: اے فلانے! کیا آپ مجھے نہیں پہچانتے؟ میں وہ شخص ہوں جس نے ایک مرتبہ تمہیں پانی پلایا تھا، اور انہیں میں سے کوئی شخص یہ کہے گا: میں وہی آدمی ہوں جس نے ایک مرتبہ تمہیں وضو کے لیے پانی دیا تھا، وہ جنتی (یہ سن کر) اس کی شفاعت کرے گا اور اس کو جنت میں داخل کرائے گا۔'' (ابن ماجہ)

دو دوزخیوں کا قصہ

(۱۶۵۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''(اہل ایمان میں سے) جو لوگ (اپنے گناہوں کی پاداش میں) دوزخ میں داخل ہوں گے، ان میں سے دو آدمی بہت زیادہ شور مچائیں گے، پروردگار (دوزخ کے فرشتوں کو) حکم دے گا کہ ان دونوں کو باہر نکالو، پھر (جب وہ باہر آئیں گے تو) ان

سے فرمائے گا: کیوں اس قدر چلا رہے تھے؟ وہ کہیں گے: ہم اس لیے چلا رہے تھے تا کہ تیری رحمت ہماری طرف متوجہ ہو جائے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تمہارے حق میں میری رحمت یہی ہے کہ تم واپس جاؤ اور دوزخ میں جہاں تھے وہیں اپنے آپ کو ڈال دو۔ ان میں سے ایک شخص تو (یہ سنتے ہی کامل اطاعت اور رضائے الٰہی کی طلب میں) واپس ہو جائے گا اور خود کو دوزخ کی آگ میں ڈال دے گا، اور اللہ تعالیٰ آگ کو اس کے لیے ٹھنڈا، اور سلامت کر دے گا، اور دوسرا شخص (اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم پر کامل یقین رکھتے ہوئے) وہیں کھڑا رہے گا، اور خود کو آگ میں نہیں ڈالے گا، اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا: تو نے خود کو آگ میں کیوں نہیں ڈالا جب کہ تیرا ساتھی (میرا حکم سنتے ہی چلا گیا) اور آگ میں کود پڑا؟ وہ عرض کرے گا: پروردگار! میں تو اسی امید پر قائم ہوں کہ تو نے جب مجھے دوزخ سے باہر نکال لیا تو اب دوبارہ وہاں نہیں بھیجے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''تو نے جو امید قائم کی ہے وہ تیرے حق میں پوری کی جاتی ہے۔ چنانچہ وہ دونوں شخص (اللہ تعالیٰ کی رحمت وعنایت کے صدقہ میں) ایک ساتھ جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔'' (ترمذی)

پل صراط سے لوگ کس طرح گزریں گے؟

(۱۶۵۱) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''لوگ، یعنی اہل ایمان (پل صراط عبور کرنے کے لیے) آگ پر حاضر ہوں گے، پھر اپنے اپنے اعمال کے مطابق اس سے نجات پائیں گے، چنانچہ ان میں اول اور سب سے افضل لوگ وہ ہوں گے (جو پل صراط سے) بجلی چمکنے کی طرح گزر جائیں گے۔ پھر (وہ لوگ ہوں گے جو) ہوا کے جھونکے کی طرح، پھر (وہ لوگ ہوں گے جو) گھوڑے کی دوڑ کے مانند، پھر (وہ لوگ ہوں گے جو) اونٹ پر سوار کے مانند، پھر (وہ لوگ ہوں گے جو) آدمی کے دوڑنے کے مانند، پھر (وہ لوگ ہوں گے

جو) آدمی کے پیدل چلنے کے مانند (گزریں گے)'' (ترمذی اور دارمی)

(فصل سوم)

حوض کوثر اور اس کے آب خورے

(۱۶۵۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تمھارے آگے (قیامت کے دن) میرا حوضِ کوثر ہوگا، جس کے دونوں کناروں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا ''جَرْبَاء'' اور ''اَذْرُح'' کے درمیان ہے۔'' کسی راوی نے کہا ہے: کہ ''جَرْبَاء'' اور ''اَذْرُح'' ملک شام میں دو بستیاں ہیں جن کے درمیان تین (۳) دن کی مسافت ہے۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ ''(اس حوض) کے دونوں کناروں پر آب خورے رکھے ہونگے جو (چمک دمک اور کثرت کے اعتبار سے) آسمان کے ستاروں کے مانند ہوں گے، جو شخص اس حوض پر آئے گا اور اس کا پانی پیئے گا وہ پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا۔'' (بخاری، مسلم)

شفاعت اور پل صراط سے گزرنے کا تذکرہ

(۱۶۵۳) حضرت حذیفہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما دونوں نے بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''(قیامت کے دن) بابرکت و بلند قدر پروردگار (میدان حشر میں) لوگوں کو جمع کرے گا، پھر تمام مومن (حساب کتاب کے انتظار میں) کھڑے ہوں گے کہ جنت کو ان سے قریب کیا جائے گا، پھر (ہرامت کے خاص خاص) مسلمان حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے، اور کہیں گے: اے ہمارے باپ! ہمارے لیے جنت کو کھلوایئے (تاکہ ہم اپنی اس ابدی آرام گاہ میں داخل ہو

جائیں) حضرت آدم علیہ السلام ان کو جواب دیں گے: (کیا تم نہیں جانتے) تمھیں جنت سے تمھارے باپ ہی کے گناہ نے نکلوایا تھا، پس اس کام (یعنی تمھارے حق میں شفاعت کرنے اور جنت کھلوانے) کا میں اہل نہیں ہوں، تم لوگ میرے بیٹے ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ جو اللہ کے دوست ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (لوگ یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور ان سے (وہی عرض کریں گے جو انھوں نے حضرت آدم علیہ السلام سے عرض کیا تھا) حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی ان کو وہی جواب دیں گے کہ اس کام کا میں اہل نہیں ہوں، میں خدا کا دوست آج سے پہلے پہلے تھا، تم لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جن کو اللہ تعالیٰ نے ہم کلامی کے شرف سے نوازا ہے، چنانچہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ اس کام کا میں اہل نہیں ہوں، تم لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو خدا کا کلمہ اور اس کی روح ہیں، چنانچہ (وہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور) حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی یہی جواب دیں گے کہ اس کام کا میں اہل نہیں ہوں۔

آخر کار وہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں گے، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم (شفاعت کے لیے) کھڑے ہوں گے، پس آپ کو (شفاعت کی) اجازت عطا کی جائے گی (پھر جب حساب وکتاب شروع ہوگا، اور لوگ پل صراط کے اوپر سے گزرنے والے ہوں گے تو) امانت اور رحم (ناتے) کو بھیجا جائے گا، اور یہ دونوں پل صراط کے دائیں بائیں دونوں طرف کھڑے ہو جائیں گے، پھر تم میں سے پہلا گروہ (جو سب سے افضل ہوگا) بجلی کی طرح (نہایت سرعت سے) پل کو پار کر جائے گا۔" حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ میں نے (یہ سن کر) عرض کیا: (یارسول اللہ!) آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں، بجلی کی طرح گزرنے کی صورت کیا ہوگی؟ آپ نے ارشاد فرمایا "کیا تم نہیں دیکھتے کہ بجلی کس طرح گزر جاتی ہے، اور پلک جھپکتے واپس آجاتی ہے؟ پھر (کچھ

لوگ) ہوا کی طرح اور (کچھ لوگ) پرندوں کی طرح اور (کچھ لوگ) پیدل دوڑنے والوں کی طرح گزریں گے، اوران کوان کے اعمال کی طاقت ونورانیت اور پاکیزگی آگے بڑھائے گی (یعنی جس کے اعمال جس درجہ کے ہوں گے اس کے گذرنے کی رفتار بھی اسی درجہ کی ہوگی) اور تمھارے نبی ﷺ پل صراط پر کھڑے ہوئے یہ کہہ رہے ہوں گے: پروردگار! ان کو سلامتی کے ساتھ گزاردے، ان کو دوزخ میں گرنے سے محفوظ رکھ، پھر کچھ بندوں کے اعمال عاجز ہوں گے (یعنی ان کے اعمال کمزور ہوں گے جس کی وجہ سے پل صراط پار کرنے میں بڑی دشواری ہوگی) یہاں تک کہ ایک شخص گھسٹتا ہوا اور کولہوں کے بل سرکتا ہوا آئے گا۔"

اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا "اور پل صراط کے دونوں طرف آنکڑے لٹکے ہوں گے اوران کو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) یہ حکم دیا گیا ہوگا کہ ہر اس شخص کو گرفت میں لے لیں جو قابل گرفت ہے، چنانچہ وہ آنکڑے ایسے لوگوں کو پکڑیں گے، پھر ان میں سے کچھ لوگ تو ان آنکڑوں سے زخمی ہوکر (دوزخ سے) نجات پاجائیں گے، اور کچھ لوگوں کو ہاتھ پاؤں باندھ کر دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں ابوہریرہ کی جان ہے! دوزخ کی گہرائی ستر برس کی مسافت کے برابر ہے" (مسلم)

دوزخ سے نجات پانے والوں کا حال

(۱۶۵۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "کچھ لوگ شفاعت کی بناء پر دوزخ سے نکالے جائیں گے گویا وہ ثَعَارِیْر ہیں۔" ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ثَعَارِیْر سے کیا مراد ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا "ککڑیاں" (بخاری، مسلم)

انبیاء، علماء اور شہداء کی شفاعت

(۱۶۵۵) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "قیامت کے دن تین طرح کے لوگ شفاعت کریں گے، اول انبیاء، پھر (باعمل) علماء، پھر شہداء" (ابن ماجہ)

جنت اور اہل جنت کے حالات کا بیان

(فصل اول)

جنت کی نعمتوں کا تذکرہ

(۱۶۵۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ چیز تیار کر رکھی ہے کہ نہ کسی آنکھ نے اس کو دیکھا ہے، نہ کسی کان نے اس کو سنا ہے، اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال تک آیا ہے، اگر تم اس بات کی تصدیق چاہو تو یہ آیت پڑھو ﴿ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ﴾ (پس کوئی شخص نہیں جانتا کہ کیا کیا راحت کا سامان ان کے لیے پوشیدہ رکھا گیا ہے) (بخاری)

جنت کی فضیلت

(۱۶۵۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جنت میں ایک کوڑے کے برابر جگہ، دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے بہتر ہے" (بخاری، مسلم)

جنتیوں کی عورتوں کا حال

(۱۶۵۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''صبح کو اور شام کو ایک بار خدا کی راہ میں نکلنا دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے، اور اگر جنتیوں کی عورتوں میں سے کوئی عورت زمین کی طرف جھانک لے تو مشرق و مغرب کے درمیان (یعنی دنیا کے اس کونے سے لے کر اس کونے تک کی تمام چیزوں) کو روشن و منور کر دے، اور مشرق سے لے کر مغرب تک تمام فضاء کو خوشبو سے بھر دے، نیز اس کے سر کی اوڑھنی دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے'' (بخاری)

جنت کے ایک درخت کا تذکرہ

(۱۶۵۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جنت میں ایک درخت ہے (جس کا نام طوبیٰ ہے) اگر کوئی سوار اس درخت کے سائے میں سو (۱۰۰) برس تک چلتا رہے تب بھی اس کی مسافت ختم نہ ہو، اور جنت میں تمھاری کمان کے برابر جگہ ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پر آفتاب طلوع یا غروب ہوتا ہے۔'' (بخاری، مسلم)

جنت کے خیمہ کا تذکرہ

(۱۶۶۰) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مومن کو جنت میں جو خیمہ ملے گا وہ پورا ایک کھوکھلا موتی ہوگا جس کا عرض، اور ایک روایت میں ہے کہ جس کا طول ساٹھ کوس کی مسافت کے بقدر ہوگا، اس خیمہ کے ہر گوشہ میں اس (مومن) کے اہل خانہ ہوں گے، اور ایک گوشہ کے آدمی دوسرے گوشہ کے آدمیوں کو نہیں دیکھ سکیں گے۔ ان سب اہلِ خانہ کے پاس مومن آتا جاتا رہے گا۔

(مومن کے لئے) دو جنتیں چاندی کی ہوں گی، ان جنتوں کے برتن، اور دیگر تمام چیزیں چاندی کی ہوں گی، اور دو (۲) جنتیں سونے کی ہوں گی، ان جنتوں کے برتن اور دیگر تمام چیزیں سونے کی ہوں گی، اور جنت عدن میں جنتیوں اور پروردگار کو دیکھنے کے درمیان ذات باری تعالیٰ کی عظمت و بزرگی کے پردہ کے علاوہ اور کوئی چیز حائل نہیں ہوگی۔'' (بخاری، مسلم)

جنت کے درجوں کا تذکرہ

(۱۶۶۱) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جنت میں سو (۱۰۰) درجے ہیں ان میں سے ہر دو (۲) درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان ہے، اور جنت الفردوس سب جنتوں سے بلند تر ہے، اور اسی فردوس سے بہشت کی چاروں نہریں (یعنی پانی، دودھ، شراب، اور شہد کی نہریں) نکلتی ہیں، اور فردوس کے اوپر عرش الٰہی ہے، پس جب تم خدا سے جنت مانگو تو جنت الفردوس مانگو (جو سب سے بلند تر ہے۔'') (ترمذی)

جنت کے بازار کا تذکرہ

(۱۶۶۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جنت میں ایک بازار ہے جس میں ہر جمعہ کو لوگ جمع ہوا کریں گے، اور وہاں شمالی ہوا چلے گی جو جنتیوں کے بدنوں اور کپڑوں پر (طرح طرح کی خوشبوئیں اور مہک) ڈالے گی جس سے وہاں موجود جنتیوں کے حسن و جمال میں اضافہ ہو جائے گا، پھر جب وہ لوگ بہت زیادہ حسین و جمیل بن کر (اس بازار سے) اپنے گھر والوں کے پاس واپس آئیں گے تو گھر والے ان سے کہیں گے: خدا کی قسم! ہم سے الگ ہو کر تم نے اپنے حسن و جمال کو کتنا بڑھا لیا ہے؟ اس کے جواب میں وہ کہیں گے: اور بخدا! ہمارے

جانے کے بعد تم نے بھی تو اپنے حسن و جمال کو بڑھا لیا ہے۔" (مسلم)

جنتیوں کے احوال

(۱۶۶۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو لوگ جنت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے (یعنی انبیاء) وہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن و منور ہوں گے، اور ان کے بعد جو لوگ داخل ہوں گے (یعنی علماء، اولیاء، شہداء اور صلحاء) وہ اس ستارے کے مانند روشن و چمک دار ہوں گے جو آسمان پر بہت تیز چمکتا ہے، تمام جنتیوں کے دل ایک شخص کے دل کے مانند ہوں گے (یعنی ان کے درمیان اس طرح باہمی ربط و اتفاق ہوگا کہ وہ سب ایک دل اور ایک جان ہوں گے) نہ تو ان میں کوئی باہمی اختلاف ہوگا اور نہ وہ ایک دوسرے سے کوئی بغض و عداوت رکھیں گے۔ ان میں سے ہر شخص کے لیے حور عین میں سے دو دو بیویاں ہوں گی (جو اتنی زیادہ حسین و جمیل اور صاف شفاف ہوں گی کہ) ان کی پنڈلیوں کی ہڈی کا گودا ہڈی اور گوشت کے باہر سے نظر آئے گا۔ تمام جنتی صبح و شام (یعنی ہر وقت) اللہ تعالیٰ کو یاد کریں گے، وہ نہ تو بیمار ہوں گے، نہ پیشاب کریں گے، نہ پاخانہ پھریں گے، نہ تھوکیں گے، اور نہ رینٹ چھنکیں گے، ان کے برتن سونے چاندی کے ہوں گے، ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی، ان کی انگیٹھیوں کا ایندھن "اگر" ہوگا۔ ان کا پسینہ مشک کی طرح (خوشبودار) ہوگا، اور سارے جنتی خَلق میں ایک شخص کی طرح ہوں گے یعنی وہ سب قد و قامت میں اپنے باپ آدم کی طرح ہوں گے، اور ساٹھ (۶۰) گز اونچا قد رکھتے ہوں گے۔" (بخاری و مسلم)

(۱۶۶۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جنتی جنت میں کھائیں گے پئیں گے، لیکن نہ تو تھوکیں گے، نہ پیشاب کریں گے، نہ پاخانہ پھریں گے اور نہ رینٹ چھنکیں گے۔" یہ سن کر بعض صحابہ نے عرض کیا: (جب

جنتی لوگ پاخانہ نہیں پھریں گے) تو پھر کھانے کا فضلہ کیا ہوگا؟ (اور اس کے اخراج کی کیا صورت ہوگی؟) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "کھانے کا فضلہ ڈکار اور پسینہ ہو جائے گا جو مشک کی خوشبو کے مانند ہوگا، اور جنتیوں کے لیے تسبیح اور تحمید (یعنی سُبْحَانَ اللهِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنے) کو اس طرح آسان کر دیا جائے گا جس طرح تمہارے لیے سانس لینا آسان کر دیا گیا ہے" (مسلم)

(۱۶۶۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "جو بھی شخص جنت میں داخل ہوگا عیش و آرام میں رہے گا، نہ فکر و غم اس کے پاس پھٹکے گا، نہ اس کے کپڑے میلے پرانے ہوں گے، اور نہ اس کا شباب فنا ہوگا۔" (مسلم)

(۱۶۶۶) حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "جنت میں ایک منادی کرنے والا یہ منادی کیا کرے گا: (اے جنتیو!) تم صحت و تندرستی کے ساتھ رہو تمہیں کبھی بھی کوئی بیماری لاحق نہیں ہوگی، تم ہمیشہ زندہ سلامت رہو موت کبھی تمہارے پاس نہیں آئے گی، تم سدا جوان رہو بڑھاپا کبھی تمہارے پاس نہیں پھٹکے گا، اور تم عیش و آرام کی زندگی گزارو کسی بھی طرح کے فکر و غم اور رنج و الم کا تم تک گزر نہیں ہوگا۔" (مسلم)

جنت کے بالا خانے اور ان کے مکین

(۱۶۶۷) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "جنتی اپنے اوپر بالا خانے والوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم لوگ اس روشن ستارے کو دیکھتے ہو جو آسمان کے مشرقی یا مغربی افق میں باقی رہا ہو، اور بالا خانوں کی یہ بلندی جنتیوں کے درمیان مراتب کے تفاوت کی وجہ سے ہوگی، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا یہ بالا خانے انبیاء کے محل ہوں گے جن تک انبیاء کے سوا کسی کی رسائی نہیں ہوگی؟ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا "کیوں نہیں قسم ہے اس

ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! ان بالا خانوں تک ان لوگوں کی بھی رسائی ہوگی جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی۔" (بخاری و مسلم)

جنتیوں کے دلوں کا حال

(۱۶۶۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جنت میں کتنی ہی جماعتیں ایسی داخل ہوں گی جن کے دل پرندوں کے مانند ہوں گے (یعنی ان کے دل پرندوں کی طرح نرم اور صاف ہوں گے)" (مسلم)

جنت کی سب سے بڑی اور بہتر نعمت

(۱۶۶۹) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ جنتیوں کو آواز دے گا کہ اے جنتیو! تمام جنتی (یہ آواز سن کر) کہیں گے: ہمارے پروردگار! ہم حاضر ہیں، تیری خدمت میں موجود ہیں، تمام تر بھلائی تیرے ہی قبضۂ قدرت میں ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم (جنت کا انعام پاکر) مجھ سے راضی و خوش ہو؟ وہ عرض کریں گے: پروردگار! ہم بھلا تجھ سے راضی و خوش کیوں نہیں ہوں گے، حالانکہ تو نے ہمیں وہ نعمتیں عطا فرمائی ہیں جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی عطا نہیں فرمائیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں اس سے بڑی اور بہتر نعمت تمہیں عطا نہ کروں؟ وہ کہیں گے: پروردگار! اس سے بڑی اور بہتر نعمت اور کیا ہوگی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا" میں تمہیں اپنی رضا و خوشنودی عطا کرتا ہوں، اس کے بعد میں تم سے کبھی ناخوش نہیں ہوں گا۔" (بخاری و مسلم)

ادنی جنتی کا مقام و مرتبہ

(۱۶۷۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا "تم میں جو شخص سب سے ادنیٰ درجہ کا ہوگا اس کا جنت میں یہ مقام ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: جو آرزو رکھتا ہے بیان کر، وہ اپنی آرزوئیں ظاہر کرے گا، اور بار بار ظاہر کرے گا، اللہ تعالیٰ (اس کی آرزوئیں سن کر) فرمائے گا: کیا تو اپنی آرزوئیں بیان کر چکا، وہ عرض کرے گا: ہاں! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے جو آرزوئیں بیان کیں نہ صرف وہ بلکہ اسی قدر مزید تجھے عطا کیا گیا۔" (مسلم)

چار دریاؤں کی فضیلت

(۱۶۷۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "سَیحَان، جَیحَان، فُرَات اور نیل، ان سب دریاؤں کا تعلق جنت کی نہروں اور چشموں سے ہے" (مسلم)

دوزخ اور جنت کی وسعت

(۱۶۷۲) حضرت عُتبَہ بن غزوان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا) کہ "اگر دوزخ کے (بالائی) کنارے سے کوئی پتھر گرایا جائے تو وہ ستر (۷۰) برس تک نیچے لڑھکتا چلا جائے، اور دوزخ کی تہہ تک نہ پہنچے، خدا کی قسم! دوزخ (اتنی گہری اور وسیع ہونے کے باوجود کافروں سے) پوری بھر دی جائے گی۔"

اور (حضرت عتبہ فرماتے ہیں کہ) ہمارے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی بھی ذکر کیا گیا کہ "جنت کے دروازوں میں سے ہر دروازے کے دونوں بازوؤں کے درمیان چالیس برس کی مسافت کا فاصلہ ہے، اور جنت پر ایک دن ایسا آئے گا کہ اس کے دروازے (جنت میں داخل ہونے والوں کی) بھیڑ کی وجہ سے بھرے ہوئے ہوں گے" (مسلم)

(فصل دوم)

جنت کی تعمیر کیسی ہے؟

(۱۶۷۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مخلوق کو کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پانی سے" پھر ہم نے پوچھا: جنت کی تعمیر کیسی ہے؟ ارشاد فرمایا "جنت کی (تعمیر کی) ایک اینٹ سونے کی، اور ایک اینٹ چاندی کی ہے، اس کا گارا (یعنی وہ مسالہ جس سے اینٹیں جوڑی جاتی ہیں) تیز خوشبودار خالص مشک جیسا ہے، اس کی کنکریاں (رنگ اور چمک دمک میں) موتی اور یاقوت کی طرح ہیں اور اس کی مٹی زعفران (کی طرح زرد اور خوشبودار) ہے، جو شخص اس (جنت) میں داخل ہوگا عیش وآرام میں رہے گا، کبھی کوئی رنج وفکر نہیں دیکھے گا، ہمیشہ زندہ رہے گا کبھی مرے گا نہیں، نہ اس کا لباس پرانا اور بوسیدہ ہوگا، اور نہ اس کی جوانی فنا ہوگی" (احمد، ترمذی، دارمی)

جنت کے درختوں کا حال

(۱۶۷۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جنت میں جو بھی درخت ہے اس کا تنا سونے کا ہے۔" (ترمذی)

جنت کے درجے اور ان کی وسعت

(۱۶۷۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جنت میں سو (۱۰۰) درجے ہیں، اور ہر دو (۲) درجوں کے درمیان سو (۱۰۰) برس کی مسافت کا فاصلہ ہے" (ترمذی)

(۱۶۷۶) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جنت میں سو (۱۰۰) درجے ہیں، اگر تمام عالم کی مخلوق ان میں سے کسی بھی ایک درجہ میں جمع ہو جائے تو وہ سب کے لیے کافی ہو جائے۔“ (ترمذی)

جنت کے بچھونوں کی بلندی

(۱۶۷۷) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ﴿وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ﴾ (اور اونچے اونچے فرش اور بچھونے ہوں گے) کی تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ ”ان بچھونوں کی بلندی اتنی ہوگی جتنی آسمان اور زمین کے درمیان مسافت ہے (یعنی پانچ سو (۵۰۰) برس کی مسافت کے بقدر بلند ہوں گے) (ترمذی)

جنتیوں اور ان کی بیویوں کے احوال

(۱۶۷۸) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”قیامت کے دن جنت میں جو لوگ سب سے پہلے داخل ہوں گے (یعنی انبیاء کرام) ان کے چہرے چودہویں رات کے چاند کی طرح روشن و چمکدار ہوں گے، اور دوسری جماعت (جو انبیاء کے بعد جنت میں داخل ہوگی) ان کے چہرے آسمان کے اس ستارے کی طرح روشن و چمکدار ہوں گے جو سب سے زیادہ چمکتا ہے، نیز ان میں سے ہر شخص کے لیے دو بیویاں ہوں گی، اور ہر بیوی کے جسم پر ستر (۷۰) جوڑے ہوں گے (اور وہ دونوں بیویاں اتنی صاف و شفاف اور حسین و جمیل ہوں گی کہ) ان کی پنڈلیوں کے اندر کا گودا ستر (۷۰) جوڑوں کے اوپر سے نظر آتا ہوگا۔“ (ترمذی)

جنتیوں کی قوت مردانہ

(۱۶۷۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جنت میں مومن کو مباشرت کی اتنی اور اتنی قوت عطا کی جائے گی'' عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! کیا ایک مرد اتنی عورتوں سے مباشرت کی طاقت رکھے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (جنت میں ایک مرد کو) سو (۱۰۰) مردوں کی قوت عطا کی جائے گی (اور جب اس کو اتنی زیادہ قوت مردانہ حاصل ہوگی تو پھر وہ کئی عورتوں سے مباشرت کی طاقت کیوں نہیں رکھے گا)'' (ترمذی)

جنت کی چیزوں اور کنگن کی چمک دمک

(۱۶۸۰) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''جنت کی چیزوں میں سے اگر ناخن کے برابر بھی کوئی چیز (دنیا میں) ظاہر ہو جائے تو آسمان وزمین کے اطراف وجوانب تک (دنیا کی) ہر چیز رونق پا جائے، اور اگر جنتیوں میں سے کوئی شخص (دنیا کی طرف) جھانکے اور اس کے (ہاتھوں کے) کنگن نمایاں ہو جائیں تو ان کی چمک دمک سورج کی روشنی کو ماند کر دے جیسا کہ سورج ستاروں کی روشنی کو ماند کر دیتا ہے۔'' (ترمذی)

جنتی مردوں کے احوال

(۱۶۸۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جنتیوں کے بدن پر نہ بال ہوں گے، نہ ان کے چہروں پر ڈاڑھیاں ہوں گی، اور ان کی آنکھیں سرمگیں ہوں گی، ان کا شباب کبھی فنا نہ ہوگا اور نہ ان کے کپڑے کبھی پرانے ہوں گے'' (ترمذی دارمی)

(۱۶۸۲) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنتی جب جنت میں داخل ہوں گے تو نہ ان کے بدن پر بال ہوں گے، نہ ان کے چہروں پر ڈاڑھیاں ہوں گی، اور ان کی آنکھیں سرگیں ہوں گی، اور ان کی عمر تیس (۳۰) سال یا تینتیس (۳۳) سال کی ہوگی۔ (ترمذی)

سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى کی وسعت

(۱۶۸۳) حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے "سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى" کا ذکر کیا گیا تو میں نے آپ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ "(سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى اتنا بڑا درخت ہے کہ تیز رفتار) سوار اس کی شاخوں کے سائے میں سو (۱۰۰) سال تک چلتا رہے، یا یہ فرمایا کہ اس کے سائے میں بیک وقت سو (۱۰۰) سوار آرام کر سکیں، اس درخت پر سونے کی ٹڈیاں ہیں، گویا اس کے پھل مٹکوں کے برابر ہیں" (ترمذی)

کوثر کیا ہے؟

(۱۶۸۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے "کوثر" کے بارے میں پوچھا گیا (کہ وہ کیا چیز ہے؟) تو آپ نے ارشاد فرمایا "وہ ایک نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کی ہے، یعنی جنت میں مجھے عطا کی جائے گی، اس نہر کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے۔ اس میں ایسے پرندے ہیں جن کی گردنیں اونٹ کی گردنوں کی طرح لمبی ہیں۔" حضرت عمر نے (یہ سن کر) عرض کیا: وہ پرندے تو بہت فربہ اور تنومند ہوں گے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ان پرندوں کو کھانے والے (یعنی جنتی لوگ) ان پرندوں سے بھی زیادہ توانا اور خوشحال

جنت کے گھوڑے

(۱۶۸۵) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا جنت میں گھوڑے بھی ہوں گے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں جنت میں داخل کیا اور تم نے گھوڑے پر سوار ہونے کی خواہش ظاہر کی تو تمہیں جنت میں سرخ یاقوت کے گھوڑے پر سوار کیا جائے گا، اور تم جنت میں جہاں جانا چاہو گے وہ گھوڑا تمہیں اُڑا کر لے جائے گا۔''

(اس کے بعد) آپ سے ایک اور شخص نے سوال کیا اور کہا: یا رسول اللہ! کیا جنت میں اونٹ بھی ہوں گے؟ حضرت بریدہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو ایسا جواب نہیں دیا جیسا آپ نے اس کے ساتھی کو دیا تھا (بلکہ) آپ نے یہ جواب دیا کہ ''اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں جنت میں پہنچا دیا تو تمہیں ہر وہ چیز ملے گی جس کو تمہارا دل چاہے گا اور تمہاری آنکھیں پسند کریں گی۔'' (ترمذی)

(۱۶۸۶) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دیہاتی آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے گھوڑے بہت پسند ہیں، کیا جنت میں گھوڑے بھی ہوں گے؟ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اگر تمہیں جنت میں داخل کیا گیا تو تمہیں یاقوت کا ایک گھوڑا دیا جائے گا جس کے دو بازو (پَر) ہوں گے، پھر تمہیں اس گھوڑے پر سوار کیا جائے گا اور تم جہاں جانا چاہو گے وہ گھوڑا تمہیں اُڑا کر لے جائے گا'' (ترمذی)

اہل جنت میں امت محمدیہ کا تناسب

(۱۶۸۷) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جنتیوں کی ایک سو بیس (۱۲۰) صفیں ہوں گی، ان میں اسی (۸۰) صفیں اس امت

(محمدیہ) کی ہوں گی، اور چالیس (۴۰) صفیں دوسری امتوں کے لوگوں کی ہوں گی"(ترمذی، دارمی، بیہقی)

جنت کے دروازے کی وسعت

(۱۶۸۸) حضرت سالم تابعی اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جنت کے جس دروازے سے میری امت کے لوگ داخل ہوں گے اس کی چوڑائی گھوڑے کو خوب دوڑانے والے سوار کی تین (دن یا تین سال) کی مسافت کے بقدر ہوگی، پھر بھی لوگ اس دروازے سے داخل ہوتے وقت اس قدر بھینچے جائیں گے کہ ان کے کاندھوں کے ہٹ جانے کا اندیشہ ہوگا"(ترمذی)

جنت کے بازار کے احوال وفضائل

(۱۶۸۹) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جنت میں ایک بازار ہے جس میں خرید وفروخت نہیں ہوگی بلکہ وہاں مردوں اور عورتوں کی (نہایت حسین وجمیل) صورتیں ہوں گی، جو شخص (خواہ مرد ہو یا عورت) جس صورت کو پسند کرے گا اس میں سما جائے گا (یعنی اس کی صورت ویسی ہی ہو جائے گی)"(ترمذی)

(۱۶۹۰) حضرت سعید بن مسیب تابعی سے روایت ہے کہ (ایک دن بازار میں) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان کی ملاقات ہوئی تو حضرت ابو ہریرہ نے کہا: میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ (جس طرح آج مدینہ کے بازار میں ہم دونوں کی ملاقات ہوئی ہے اسی طرح) جنت کے بازار میں ہم دونوں کو ملائے۔ حضرت سعید نے (یہ سن کر) کہا: کیا جنت میں بازار ہوگا؟ حضرت ابو ہریرہ نے ارشاد فرمایا: ہاں! مجھ کو رسول

خدا ﷺ نے بتایا تھا کہ ''جب جنتی لوگ جنت میں داخل ہوں گے تو اپنے اپنے اعمال کی فضیلت و برتری کے لحاظ سے جنت (کی منزلوں اور درجوں) میں فروکش ہوں گے، پھر ان کو دنیا کے دنوں میں سے جمعہ کا دن آنے کے بقدر وقت ہوگا تو اجازت دی جائے گی، اور وہ سب اپنے پروردگار کی زیارت کریں گے۔ پروردگار ان کے سامنے اپنا عرش ظاہر کرے گا اور جنتیوں کو اپنا دیدار کرانے کے لیے جنت کے ایک بڑے باغ میں جلوہ فرما ہوگا، پس جنتیوں کے لیے اس باغ میں نور کے منبر، موتیوں کے منبر، یاقوت کے منبر، سونے کے منبر اور چاندی کے منبر رکھے جائیں گے جن پر وہ بیٹھیں گے، اور ان میں جو ادنیٰ درجہ کا ہوگا —— اور ان میں کوئی کمینہ نہیں ہے —— وہ مشک و کافور کے ٹیلوں پر بیٹھے گا، لیکن ٹیلوں پر بیٹھنے والوں کو یہ احساس نہیں ہوگا کہ منبر اور کرسیوں پر بیٹھنے والے لوگ جگہ و نشست گاہ کے اعتبار سے ان سے برتر و افضل ہیں۔''

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اس دن ہم اپنے پروردگار کو دیکھیں گے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ہاں یقیناً، کیا تم (دن میں) سورج کو اور چودہویں رات میں چاند کو دیکھنے میں کوئی شبہ رکھتے ہو؟'' ہم نے عرض کیا: ہرگز نہیں! آپ نے فرمایا: ''اسی طرح تمہیں اس دن اپنے پروردگار کو دیکھنے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہوگا، اور دیدارِ الٰہی کی اس مجلس میں ایسا کوئی شخص باقی نہیں رہے گا جس سے پروردگار تمام حجابات اٹھا کر براہِ راست ہم کلام نہیں ہوگا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ حاضرین میں سے ایک شخص کو مخاطب کر کے فرمائے گا: اے فلاں بن فلاں! کیا تجھے وہ دن یاد ہے جب تو نے ایسا ایسا کہا تھا؟ (یعنی اپنی زبان سے ایسے الفاظ نکالے تھے یا ایسے کام کیے تھے جو شرعاً ناجائز تھے) پھر پروردگار اس کو کچھ عہد شکنیاں (یعنی گناہ) یاد دلائے گا جس کا اس نے دنیا میں ارتکاب کیا ہوگا، وہ شخص عرض کرے گا: میرے پروردگار! کیا تو نے میرے وہ گناہ بخش نہیں دیئے ہیں؟ پروردگار

فرمائے گا: بے شک (میں نے تیرے وہ گناہ بخش دیئے ہیں) اور تو میری وسعتِ بخشش کے طفیل (آج) اس مرتبہ کو پہنچا ہے۔ پھر وہ لوگ اسی حالت اور اسی جگہ پر ہوں گے کہ ایک بادل آ کر ان کے اوپر چھا جائے گا، اور ان پر ایسی خوشبو برسائے گا کہ انہوں نے اس جیسی خوشبو کبھی کسی چیز میں نہیں پائی ہو گی۔

اس کے بعد ہمارا پروردگار فرمائے گا: (لوگو!) اٹھو اور اس چیز کی طرف آؤ جو میں نے از قسم عظمت و بزرگی تمہارے لیے تیار کر رکھی ہے، اور تم اپنی پسند و خواہش کے مطابق جو چاہو لے لو (آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ سن کر) ہم جنتی لوگ اس بازار میں پہنچیں گے جس کو فرشتے گھیرے ہوئے ہوں گے، اس بازار میں ایسی ایسی چیزیں موجود ہوں گی کہ ان جیسی کوئی چیز نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہو گی نہ کسی کان نے سنی ہو گی اور نہ کسی کے دل میں ان کا تصور آیا ہو گا، پھر اس بازار میں سے اٹھا اٹھا کر ہمیں وہ چیزیں دی جائیں گی جن کی ہم خواہش کریں گے، اور اس بازار میں خرید و فروخت نہیں ہو گی، نیز اس بازار میں تمام جنتی آپس میں ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے۔"

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا "(اس بازار میں باہمی ملاقاتوں کے وقت) ایک بلند مرتبہ والا شخص ایک ایسے شخص کی طرف متوجہ ہو گا اور اس سے ملاقات کرے گا جو (مرتبے میں) اس سے کمتر ہو گا، اور جنتیوں میں کوئی کمینہ نہیں ہے (یعنی کوئی جنتی ذاتی اعتبار سے کمتر نہیں ہو گا، صرف مرتبہ اور درجہ کے اعتبار سے کمتر ہو گا) بہر حال کمتر درجہ والے کو بلند درجہ والے کا لباس پسند آئے گا، لیکن ابھی دونوں کی گفتگو ختم نہیں ہوئی ہو گی کہ اس کو یہ محسوس ہو گا کہ اس کا لباس اس کے ساتھی سے بہتر ہے، اور کمتر درجہ والے کو یہ احساس اس لیے ہو گا کہ جنت میں کسی شخص کو غمگین ہونے کا موقع نہیں دیا جائے گا۔

(آنحضرت ﷺ نے فرمایا) اس کے بعد ہم سب اپنے اپنے محلات اور مکانوں کو واپس ہوں گے اور وہاں ہماری بیویاں ہم سے ملیں گی تو مرحبا، خوش آمدید

کہہ کر ہمارا استقبال کریں گی، اور ہر عورت اپنے شوہر سے کہے گی: تم اس حال میں واپس آئے ہو کہ اس وقت تمہارا حسن و جمال اس حسن و جمال سے کہیں زیادہ ہے جو ہمارے پاس سے جاتے وقت تم میں تھا، پھر ہم اپنی بیویوں سے کہیں گے: آج ہم نے اپنے پروردگار کے ساتھ ہم نشینی کا شرف حاصل کیا ہے جو جسم و بدن اور حسن و جمال کی ہر کمی کو پورا کر کے خوب تر بنانے والا ہے، لہٰذا ہم اپنی اس شان کے ساتھ واپس آنے کے لائق ہیں جس شان کے ساتھ ہم آئے ہیں'' (ترمذی، ابن ماجہ)

جنت کی چند عظیم نعمتوں کا تذکرہ

(۱۶۹۱) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنتیوں میں جو سب سے کم رتبہ والا ہوگا اس کے لیے اسی (۸۰) ہزار خادم اور بہتر (۷۲) بیویاں ہوں گی، اور اس کے لیے موتی، زبرجد اور یاقوت کا ایک خیمہ کھڑا کیا جائے گا جس کی وسعت و مسافت اتنی ہوگی جتنی "جَابِیَہ" اور "صَنْعَاء" کے درمیان ہے ———— اور اسی اسناد کے ساتھ یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنتیوں میں سے جو چھوٹی عمر میں یا بڑی عمر میں مرا ہوگا وہ جنت میں تیس (۳۰) برس کا ہو جائے گا، اور اس عمر سے کبھی زیادہ نہیں ہوگا، اور دوزخیوں کا بھی یہی حال ہوگا ———— اور اسی اسناد کے ساتھ یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنتیوں کے سروں پر ایسے تاج ہوں گے کہ ان کا معمولی موتی مشرق سے مغرب تک کو روشن کر دے گا ———— اور اسی اسناد کے ساتھ یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں جب مؤمن بچہ کی تمنا کرے گا تو اس کا حمل قرار پانا، اس کا پیدا ہونا، اور اس کا انتہائی عمر تک پہنچنا ایک ہی گھڑی میں عمل پذیر ہو جائے گا، اور اسحاق بن ابراہیم نے اس حدیث کے بارے میں کہا کہ جنت میں جب مؤمن بچہ کی تمنا کرے گا تو ایک ہی گھڑی میں ہو جائے گا

لیکن کوئی بچہ کی تمنا نہیں کرے گا۔(ترمذی)

حوروں کا اجتماع اور گیت

(۱۶۹۲)حضرت علی کرم اللہ وجہہ، فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت میں حورعین کے اجتماع کی ایک جگہ ہوگی، وہ وہاں بلند آواز سے گیت گائیں گی (ان کی آواز اس قدر دل کش اور شیریں ہوگی کہ) مخلوقات میں سے کسی نے ایسی آواز کبھی نہیں سنی ہوگی، وہ حوریں اس طرح کا گیت گائیں گی: ہم ہمیشہ زندہ رہیں گی، ہم کبھی موت کی آغوش میں نہیں جائیں گی، ہم عیش وچین کے ساتھ رہنے والی ہیں، ہم کبھی سختی و پریشانی نہیں دیکھیں گی، ہم اپنے پروردگار یا اپنے خاوندوں سے راضی وخوش رہنے والی ہیں، ہم کبھی ناخوش نہیں ہوں گی، ہر اس شخص کے لئے ابدی سعادت وخوشی ہے جو ہمارے لئے ہے اور ہم اس کے لئے ہیں۔(ترمذی)

جنت کے دریا اور نہریں

(۱۶۹۳)حضرت حکیم بن معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جنت میں پانی کا دریا ہے، اور شہد کا دریا ہے، اور دودھ کا دریا ہے، اور شراب کا دریا ہے، پھر (جنت میں جنتیوں کے داخل ہونے کے بعد) ان دریاؤں سے نہریں نکلیں گی'' (ترمذی، دارمی)

(فصل سوم)

جنتی عورتوں کی خوبیاں

(۱۶۹۴)حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ رسول خدا ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے

ارشاد فرمایا''جنتی مرد جنت میں ستر (۷۰) تکیوں پر ٹیک لگا کر بیٹھے گا قبل اس کے کہ ایک پہلو سے دوسرا پہلو بدلے، پھر جنت کی عورتوں میں سے ایک عورت اس کے پاس آئے گی اور (اس کو اپنی طرف متوجہ و مائل کرنے کے لئے) اسکے کاندھے پر ہاتھ مارے گی، وہ مرد اس کی طرف متوجہ ہوگا اور اس کے رخساروں میں، جو آئینہ سے زیادہ صاف و روشن ہوں گے، اپنا چہرہ دیکھے گا، اور اس عورت کے کسی زیور یا تاج میں جڑا ہوا ایک معمولی سا موتی اگر دنیا میں آجائے تو مشرق سے مغرب تک کو روشن و منور کردے۔ بہر حال وہ عورت اس مرد کو سلام کرے گی اور مرد اس کے سلام کا جواب دے گا اور پوچھے گا: تم کون ہو؟ وہ کہے گی: میں ''مزید'' میں سے ہوں۔ اور صورتِ حال یہ ہوگی کہ اس عورت کے جسم پر ستر (رنگ برنگ کے) کپڑے ہوں گے، پھر بھی اس مرد کی نظر عورت کے کپڑوں سے پار ہو جائے گی (یعنی وہ کپڑوں کے نیچے چھپے ہوئے عورت کے حسن و جمال اور اس کے جسم کی نزاکت و لطافت کا نظارہ کرے گا) یہاں تک کہ وہ مرد اس عورت کی پنڈلی کے گودے کو لباس کے اوپر سے دیکھے گا، اور اس عورت کے سر پر تاج رکھے ہوں گے، اور ان تاجوں کا معمولی سا موتی بھی ایسا ہوگا کہ اگر وہ (دنیا میں آجائے) تو مشرق سے مغرب تک (کی ہر چیز) کو روشن و منور کردے۔'' (احمد)

جنت میں کھیتی کرنے کی اجازت

(۱۶۹۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دیہاتی مسلمان بیٹھا ہوا تھا، اور آپ یہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ''جنتیوں میں سے ایک شخص اپنے پروردگار سے کھیتی کی اجازت طلب کریگا، خداوند تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ جو کچھ تو چاہتا ہے وہ موجود نہیں ہے؟ وہ شخص عرض کرے گا: بیشک یہاں سب کچھ موجود ہے لیکن میری خواہش یہی ہے کہ میں کھیتی کروں۔ (آنحضرت نے ارشاد فرمایا) بہر حال اس شخص کو کھیتی کی اجازت دیدی جائے گی اور وہ زمین میں

بیج ڈالے گا اور پلک جھپکتے ہی سبزہ اگ آئے گا اور کھیتی بڑھ پک کر کٹ جائے گی، اور پہاڑوں کے برابر انبار لگ جائیں گے، تب اللہ تعالیٰ اس شخص سے فرمائے گا "ابن آدم! جس چیز کی تو نے آرزو کی تھی اس کو لے لے، بے شک تیری حرص کا پیٹ کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔"

(یہ حدیث سن کر) وہ دیہاتی (جو حضور کے پاس بیٹھا تھا) کہنے لگا: خدا کی قسم! وہ شخص یقیناً یا تو قریشی ہوگا یا انصاری، کیونکہ یہی لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں، ہمارا کھیتی باڑی سے کوئی واسطہ نہیں (اس دیہاتی کی یہ بات سن کر) رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے۔" (بخاری)

جنتی نہ سوئیں گے نہ مریں گے

(۱۶۹۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول خدا ﷺ سے پوچھا: کیا جنتی سوئیں گے؟ آپ نے ارشاد فرمایا "سونا، موت کا بھائی ہے، اور جنتی مریں گے نہیں (اور جب وہ مریں گے نہیں تو سوئیں گے بھی نہیں")" (بیہقی)

اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا بیان

(فصل اول)

کھلی آنکھوں سے خدا کا دیدار

(۱۶۹۷) حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "وہ وقت آنے والا ہے جب (قیامت میں) تم اپنے پروردگار کو کھلی آنکھوں سے دیکھو گے۔" ایک اور روایت میں حضرت جریر نے یہ بیان کیا کہ (ایک

دن) ہم لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ نے چودھویں شب کے چاند کی طرف دیکھا، اور ارشاد فرمایا "تم اپنے پروردگار کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو، اس (پروردگار) کو دیکھنے میں تم کوئی رکاوٹ اور پریشانی محسوس نہیں کرو گے، پس اگر تم اس نماز کو جو سورج نکلنے سے پہلے ہے (یعنی نمازِ فجر) اور اس نماز کو جو سورج ڈوبنے سے پہلے ہے (یعنی نمازِ عصر) نہ چھوڑنے کی قدرت رکھتے ہو تو ایسا کرو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ غُرُوْبِهَا﴾ (اور اپنے پروردگار کی حمد و پاکی بیان کرو یعنی نماز پڑھو سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے) (بخاری و مسلم)

جنت کی سب سے بڑی نعمت

(۱۶۹۸) حضرت صُہَیب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا "جب تمام جنتی، جنت میں (اپنی اپنی جگہ) پہنچ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں کچھ اور دوں؟ جنتی (یہ سنکر) عرض کریں گے: (پروردگار!) کیا تو نے ہمارے چہروں کو روشن و منور نہیں کیا؟ کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا؟ کیا تو نے ہمیں دوزخ کی آگ سے نجات نہیں دی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "پھر حجاب اٹھا دیا جائے گا، اور جنتی اللہ کی ذات پاک کو دیکھیں گے (جو صورت و جسم اور جہت و مقام کی قیود و شرائط سے پاک و منزہ ہے) اور (اس وقت معلوم ہوگا کہ) اہلِ جنت کو ایسی کوئی نعمت عطا نہیں ہوئی جو پروردگار کو دیکھنے سے زیادہ بہتر اور پسندیدہ ہو، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ﴿لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ﴾ جن لوگوں نے اچھے کام کئے ہیں ان کے واسطے اچھی جزا (یعنی جنت) ہے، اور مزید براں خدا کا دیدار" (مسلم)

(فصل دوم)

جنت میں سب سے بڑے مرتبہ والا کون ہوگا؟

(۱۶۹۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جنتیوں میں مرتبہ کے اعتبار سے ادنیٰ شخص وہ ہوگا جو اپنے باغات، اپنی عورتوں، اپنی نعمتوں، اپنے خدمتگاروں اور اپنے تختوں اور کرسیوں کو دیکھے گا کہ ایک ہزار (۱۰۰۰) برس کی مسافت کے بقدر رقبہ میں پھیلے ہوئے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑے مرتبہ والا شخص وہ ہوگا جو صبح وشام اپنے پروردگار کا دیدار کرے گا۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ (بہت سے چہرے اس دن اپنے پروردگار کے دیدار سے تروتازہ اور خوش وخرم ہوں گے۔) (ترمذی)

ہر مؤمن اپنے پروردگار کو دیکھے گا

(۱۷۰۰) حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا (قیامت کے دن) ہم میں سے ہر شخص مزاحمت کے بغیر تنہا اپنے پروردگار کو دیکھے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ہاں'' ابورزین فرماتے ہیں کہ پھر میں نے پوچھا: کیا پروردگار کی مخلوق میں اسکی کوئی نشانی اور مثال ہے؟ ارشاد فرمایا ''ابورزین! کیا تم میں سے ہر شخص چودھویں شب میں چاند کو کسی مزاحمت کے بغیر تنہا نہیں دیکھتا ہے؟'' میں نے عرض کیا: بیشک دیکھتا ہے، ارشاد فرمایا ''چاند تو پروردگار کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے، اور پروردگار بہت بزرگ و برتر ہے (یعنی جب چاند کو جو پروردگار کی ایک مخلوق ہے ہر شخص بلا مزاحمت ورکاوٹ دیکھ سکتا ہے تو جب بزرگ و برتر اپنا

دیدار کرانا چاہے گا، اس کو ہر شخص بلا مزاحمت ورکاوٹ کیوں نہ دیکھ سکے گا" (ابوداؤد)

(فصل سوم)

کیا حضور ﷺ نے شب معراج میں اللہ کو دیکھا تھا؟

(۱۷۰۱) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ سے پوچھا: کیا آپ نے شب معراج میں اپنے پروردگار کو دیکھا ہے؟ آنحضرت نے ارشاد فرمایا "پروردگار تو سراپا نور ہے میں اس کو کیسے دیکھ سکتا ہوں؟!" (مسلم) (۱)

(۱۷۰۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ﴿ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴾ کی تفسیر میں یہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے پروردگار کو دل سے دومرتبہ دیکھا ہے۔ (مسلم) ——— اور ترمذی کی روایت میں یوں ہے کہ حضرت ابن عباس نے مذکورہ آیت کی تفسیر میں کہا "محمد ﷺ نے

---

(۱) امت کا اجماع ہے کہ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن نہیں، موسیٰ علیہ السلام نے زیارت کی درخواست کی تھی تو جواب ملا تھا لَنْ تَرَانِيْ: تم مجھے (دنیا میں) ہرگز نہیں دیکھ سکتے ——— اور آخرت (جنت) میں اللہ تعالیٰ کا دیدار جنتیوں کو نصیب ہوگا، اس میں بھی اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے، معتزلہ وغیرہ گمراہ فرقے اس کا انکار کرتے ہیں۔

اور شب معراج میں نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی زیارت کی ہے یا نہیں؟ اس میں صحابہ کے زمانہ سے اختلاف چلا آرہا ہے، اکثر صحابہ زیارت کے قائل تھے، اور بعض صحابہ اس کا انکار کرتے تھے، جو انکار کرتے تھے ان کی دلیل مسلم شریف کی یہی حدیث ہے، آگے ان صحابہ کی رائیں آرہی ہیں جو زیارت کا انکار کرتے تھے، اور یہ مسئلہ کچھ زیادہ اہمیت کا حامل نہیں ہے، کیونکہ جنت میں دیدار خداوندی کے وقوع پر اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے۔ (سعید احمد پالن پوری)

اپنے پروردگار کو دیکھا ہے۔'' حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس سے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے (قرآن کریم میں) یہ نہیں فرمایا: ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَ هُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ﴾ (پھر آپ کیسے فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے؟) حضرت ابن عباس نے فرمایا: تیرا ناس ہو! یہ بات اس وقت ہوگی جب اللہ تعالیٰ اپنے خاص نور کے ساتھ تجلی فرمائے گا، اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے پروردگار کو دو مرتبہ دیکھا ہے۔

(۱۷۰۳) حضرت شَعْبِی فرماتے ہیں کہ عرفہ کے دن میدانِ عرفات میں حضرت ابن عباس نے حضرت کعب احبار سے ملاقات کی اور ان سے ایک بات دریافت کی (یعنی رویت باری کے سلسلہ میں رائے معلوم کی) تو حضرت کعب نے اتنی بلند آواز سے تکبیر کہی کہ پہاڑ گونج اٹھے۔ حضرت ابن عباس نے کہا: ہم بنو ہاشم ہیں (یعنی ہم اہل علم ہیں، ہم ایسی بات دریافت نہیں کرتے جو ناممکن ہو) حضرت کعب نے (تھوڑی دیر سوچ کر) فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اپنے دیدار اور اپنے کلام کو محمد ﷺ اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقسیم کیا (یعنی ایک کو اپنے کلام سے مشرف فرمایا'' اور ایک کو اپنے دیدار کی سعادت عطا فرمائی) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دو مرتبہ موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا، اور محمد ﷺ نے (شبِ معراج میں) دو مرتبہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔''

حضرت مسروق فرماتے ہیں: (میدانِ عرفات میں حضرت کعب اور حضرت ابن عباس کے درمیان ہونے والی اس بات چیت کو سن کر) میں حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کیا: کیا محمد ﷺ نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے؟ حضرت عائشہ نے کہا: (مسروق) تم نے ایسی بات پوچھی ہے جس سے میرے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے، میں نے عرض کیا: ذرا توقف سے کام لیجیے، پھر میں نے دیدارِ الٰہی کے ثبوت میں یہ آیت پڑھی ﴿لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى﴾ حضرت عائشہ نے یہ سن کر فرمایا: (مسروق!) یہ آیتیں تمہیں کہاں لے جا رہی ہیں؟ (یعنی تم

درست نہیں سمجھ رہے ہو) ''بڑی نشانی'' سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں جن کو آنحضرت ﷺ نے ان کی اصلی صورت میں دیکھا (یاد رکھو!) جو شخص تم سے یہ کہے کہ محمد (ﷺ) نے شب معراج میں اپنے پروردگار کو دیکھا ہے، یا یہ کہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان چیزوں میں سے کچھ چھپالیا ہے جن کے اظہار کا ان کو حکم دیا گیا تھا، یا یہ کہے کہ آنحضرت ﷺ ان پانچ غیبی باتوں کا علم رکھتے تھے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ﴿ اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ الآية﴾ تو بلاشبہ اس نے محمد ﷺ پر بہت بڑا بہتان باندھا (اور جو آیت تم نے پڑھی ہے) اس کی مراد اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو (ان کی اصل صورت میں) دو (۲) مرتبہ دیکھا ہے، ایک مرتبہ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى کے نزدیک، اور ایک مرتبہ (مکہ کے قریب) اجیاد میں، اور (آنحضرت ﷺ نے حضرت جبرئیل کو اجیادِ مکہ میں اس طرح دیکھا کہ) ان کے چھ سو (۶۰۰) بازو تھے اور انہوں نے پورے افق کو گھیر رکھا تھا۔ (ترمذی)

نیز بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ مسروق نے حضرت عائشہ سے کہا (اگر آنحضرت ﷺ نے اللہ کو نہیں دیکھا) تو پھر اللہ کے اس ارشاد کا کیا مطلب ہے؟ ﴿ ثُمَّ دَنٰى فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ﴾ حضرت عائشہ نے جواب دیا کہ اس سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں جو آنحضرت ﷺ کے پاس انسان کی شکل وصورت میں آیا کرتے تھے، اور اس مرتبہ اپنی اصلی شکل وصورت میں آئے تھے، اور انہوں نے پورے افق کو گھیر رکھا تھا۔

(۱۷۰۴) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى﴾ اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ﴿ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى﴾ اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ﴿لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو (ان کی اصل صورت میں) دیکھا اس

حال میں کہ ان کے چھ سو بازو تھے (بخاری، مسلم)

اور ترمذی کی روایت میں یوں ہے کہ حضرت ابن مسعود نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ﴿ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی ﴾ کی تفسیر میں کہا ''آنحضرت ﷺ نے حضرت جبرئیل کو دیکھا جو سبز کپڑوں کا جوڑا پہنے ہوئے تھے اور زمین وآسمان کے درمیان فضا کو بھر دیا تھا۔''

نیز ترمذی اور بخاری کی ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت ابن مسعود نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی ﴾ کی تفسیر میں کہا کہ آنحضرت ﷺ نے سبز پوش (یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام) کو دیکھا جنہوں نے پورے آسمانی افق کو گھیر رکھا تھا۔

اور حضرت امام مالک بن انس سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴾ کے بارے میں پوچھا گیا اور ان کو بتایا گیا کہ کچھ لوگ (یعنی معتزلہ) کہتے ہیں کہ اس آیت میں ''اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھنے'' سے (مراد اللہ تعالیٰ کی ذات کو دیکھنا نہیں ہے بلکہ) اس کے ثواب کو دیکھنا مراد ہے، تو حضرت امام مالک نے فرمایا: وہ لوگ جھوٹے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ﴿كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ﴾ کو کیوں نہیں دیکھتے۔ پھر حضرت امام مالک نے فرمایا (اس میں کوئی شبہ نہیں کہ) مسلمان قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے، اور فرمایا: اگر اہل ایمان قیامت کے دن اپنے پروردگار کو نہ دیکھتے تو اللہ تعالیٰ کفار کو دیدار الٰہی سے محرومی کا عار نہ دلاتے، اور یہ نہ فرماتے ﴿ كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ﴾ بے شک اس دن کفار اپنے پروردگار کے دیدار سے محروم رہیں گے (بغوی)

دیدار خداوندی کی لذت

ارشاد فرمایا) ''جب جنتی اپنی نعمتوں میں مشغول ہوں گے تو اچانک ان کے سامنے ایک عظیم نور پھیل جائے گا، وہ (اس نور کو دیکھنے کے لیے) اپنا سر اٹھائیں گے تو دیکھیں گے کہ ان کے اوپر پروردگار جلوہ فرما ہے۔ اور پروردگار ان سے فرمائے گا: جنتیو! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ، اور یہ (یعنی پروردگار کا جنتیوں کو سلام کرنا) اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ﴿سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ﴾ سے ثابت ہے'' آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''پھر اللہ تعالیٰ جنتیوں کی طرف دیکھے گا اور جنتی اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھیں گے اور وہ دیدار الٰہی میں اس قدر محو ہوں گے کہ جنت کی نعمتوں میں سے کسی چیز کی طرف توجہ د التفات نہیں کریں گے، تا آنکہ پروردگار ان کی نظروں سے مخفی ہو جائے گا اور اس کا نور باقی رہ جائے گا۔'' (ابن ماجہ)

دوزخ اور اہل دوزخ کے حالات کا بیان

(فصل اول)

دوزخ کی آگ کا حال

(۱۷۰۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تمہاری (دنیا کی) آگ دوزخ کی آگ کے ستر (۷۰) حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔'' عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! یہ دنیا کی آگ ہی (عذاب دینے کے لیے) کافی تھی (پھر اس سے بھی زیادہ حرارت و تپش رکھنے والی آگ پیدا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟) آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''دوزخ کی آگ کو (دنیا کی) آگوں سے انہتر (۶۹) حصہ بڑھا دیا گیا ہے (تا کہ خدا کا عذاب سخت تر، اور لوگوں کے عذاب سے ممتاز ہو) اور ان انہتر (۶۹) حصوں میں سے ہر حصہ تمہاری (دنیا کی)

آگ کے برابر ہے‘‘ (بخاری، مسلم)

دوزخ کی لگامیں

(۱۷۰۷) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ’’اس دن (یعنی قیامت کے دن) دوزخ کو لایا جائے گا اس حال میں کہ اس کی ستر (۷۰) ہزار لگامیں ہوں گی، اور ہر لگام پر ستر (۷۰) ہزار فرشتے متعین ہوں گے جو اس کو کھینچتے ہوئے لائیں گے۔‘‘ (مسلم)

دوزخ کا سب سے ہلکا عذاب

(۱۷۰۸) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دوزخیوں میں سے جو شخص سب سے ہلکے عذاب میں مبتلا ہوگا اس کو آگ کی دو جوتیاں پہنائی جائیں گی جن کے اوپر آگ کے دو تسمے ہوں گے (یعنی ان جوتیوں کے تلوے بھی آگ کے ہوں گے، اور ان کے تسمے بھی آگ کے ہوں گے) اور ان دونوں (یعنی جوتیوں کے تلوؤں اور تسموں) کی تپش وحرارت سے اس کا دماغ اس طرح جوش مارے گا جس طرح دیگ جوش کھاتی ہے۔ وہ شخص (چونکہ دوسرے دوزخیوں کی حالت وکیفیت سے بے خبر ہوگا اس لیے) یہ خیال کرے گا کہ اس سے زیادہ سخت عذاب میں کوئی مبتلا نہیں ہے، حالانکہ وہ سب سے ہلکے عذاب میں ہوگا۔ (بخاری، مسلم)

(۱۷۰۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ’’دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب کو ہوگا، وہ آگ کی جوتیاں پہنے ہوں گے جن سے ان کا دماغ کھولتا رہے گا۔‘‘ (بخاری)

دوزخ کے عذابوں اور جنت کی بہاروں کا حال

(۱۷۱۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''قیامت کے دن دوزخیوں میں سے ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ عیش و آرام کی زندگی گزارتا تھا، پھر اس کو دوزخ میں ایک غوطہ دیا جائے گا (یعنی دوزخ میں ڈبویا جائے گا جس طرح کپڑا رنگ میں ڈبویا جاتا ہے) اور کہا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے دنیا میں کبھی کوئی راحت و بھلائی دیکھی تھی؟ اور کوئی عیش و آرام اٹھایا تھا؟ وہ دوزخی کہے گا: نہیں میرے پروردگار، خدا کی قسم (مجھے کوئی راحت و نعمت نصیب نہیں ہوئی تھی) اسی طرح جنتیوں میں سے ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ غم و الم اور مشقت و کلفت برداشت کرنے والا تھا، پھر اس کو جنت میں ایک غوطہ دیا جائے گا، اور کہا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے دنیا میں کوئی غم اٹھایا تھا؟ اور کسی مشقت و کلفت سے دوچار ہوا تھا؟ وہ جنتی جواب دے گا: نہیں میرے پروردگار! خدا کی قسم میں نے (دنیا میں) کبھی کوئی رنج و غم نہیں دیکھا اور کوئی مشقت و کلفت نہیں اٹھائی۔'' (مسلم)

اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنے کی تاکید

(۱۷۱۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دوزخیوں میں سے ایک شخص سے جو سب سے ہلکے عذاب میں ہوگا، فرمائے گا: اگر تیرے پاس زمین میں جو چیزیں ہیں وہ سب ہوتیں تو کیا تو ان کو فدیہ میں دے کر اپنی جان چھڑاتا؟ وہ دوزخی کہے گا: ہاں! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے تو اسی وقت جب تو آدم کی پشت میں تھا، اس سے بھی آسان و سہل چیز تجھ سے چاہی تھی، اور وہ یہ کہ تو میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا، مگر تو میرے

ساتھ دوسری چیزوں کو شریک کرنے سے باز نہ رہا (لہٰذا اب میں اس عذابِ دوزخ کے بدلہ میں کوئی چیز قبول نہیں کروں گا، خواہ تو دنیا کی تمام چیزیں ہی کیوں نہ لے آئے)"۔ (بخاری و مسلم)

دوزخیوں کے احوال

(۱۷۱۲) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "دوزخیوں میں سے کچھ لوگ وہ ہوں گے جن کے دونوں ٹخنوں تک آگ ہوگی، کچھ لوگ وہ ہوں گے جن کے دونوں زانوں تک آگ ہوگی، کچھ لوگ وہ ہوں گے جن کی کمر تک آگ ہوگی، اور کچھ لوگ وہ ہوں گے جن کی گردن تک آگ ہوگی۔" (مسلم)

(۱۷۱۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "دوزخ میں کافر کے (جسم کو اس قدر موٹا اور فربہ بنا دیا جائے گا کہ اس کے) دونوں مونڈھوں کے درمیان تیز رو سوار کے تین (۳) دن کی مسافت (کے بقدر فاصلہ ہوگا) — اور ایک روایت میں ہے کہ کافر کا دانت اُحُد پہاڑ کے مانند ہوگا، اور اس کی کھال کا موٹاپا تین دن کی مسافت کے بقدر ہوگا۔ (مسلم)

(فصل دوم)

دوزخ کی آگ بالکل سیاہ اور تاریک ہے

(۱۷۱۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: "دوزخ کی آگ کو ایک ہزار برس جلایا گیا یہاں تک کہ وہ سرخ ہوگئی، پھر ایک ہزار برس جلایا گیا یہاں تک کہ وہ سفید ہوگئی، پھر ایک ہزار برس اور جلایا گیا

یہاں تک کہ وہ سیاہ ہوگئی، پس اب دوزخ کی آگ بالکل سیاہ و تاریک ہے (جس میں بالکل روشنی نہیں ہے)" (ترمذی)

دوزخیوں کے اجسام اور اعضاء کا تذکرہ

(۱۷۱۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "قیامت کے دن (دوزخ میں) کافر کے دانت اُحد پہاڑ کے برابر اور اس کی ران بیضاء پہاڑ کے برابر ہوگی، اور دوزخ میں اس کے بیٹھنے کی جگہ تین دن کی مسافت کے بقدر ہوگی جیسا کہ "رَبَذَہْ" (مدینہ سے تین (۳) دن کی مسافت پر واقع) ہے۔" (ترمذی)

(۱۷۱۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "(دوزخ میں) کافر کی کھال بیالیس (۴۲) ہاتھ موٹی ہوگی، اس کے دانت احد پہاڑ کے برابر ہوں گے، اور دوزخ میں اس کے بیٹھنے کی جگہ مکہ اور مدینہ کے درمیانی فاصلہ کے برابر ہوگی۔" (ترمذی)

(۱۷۱۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "کافر (دوزخ میں) اپنی زبان تین کوس اور چھ کوس تک نکالے گا، اور لوگ اس کو (اپنے پیروں سے) روندیں گے (یعنی اس زبان پر چلیں گے پھریں گے)" (احمد، ترمذی)

آگ کا پہاڑ

(۱۷۱۸) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا "صَعُوْد (جس کا ذکر سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا میں ہے) دوزخ میں آگ کا ایک پہاڑ ہے جس پر کافر ستر (۷۰) برس تک چڑھایا جائے گا، اور وہاں

سے اسی طرح (ستر (۷۰) برس تک) گرایا جائے گا اور برابر یہی سلسلہ جاری رہے گا‘‘ (ترمذی)

دوزخیوں کی غذا

(۱۷۱۹) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ﴿اِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّوْمِ طَعَامُ الْاَثِيْمِ كَالْمُهْلِ يَغْلِىْ فِى الْبُطُوْنِ﴾ میں لفظ كَالْمُهْلِ کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ’’وہ زیتون کے تیل کی تلچھٹ کی طرح ایک چیز ہوگی، جب اس کو دوزخی کے منہ کے قریب لے جایا جائے گا تو (مارے گرمی کے) اس کے منہ کی کھال اس میں گر پڑے گی۔‘‘ (ترمذی)

گرم پانی کا عذاب

(۱۷۲۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ’’جب دوزخیوں کے سر پر گرم پانی ڈالا جائے گا تو وہ گرم پانی اندر کو اترتا ہوا پیٹ تک پہنچ جائے گا، اور ان چیزوں کو کاٹ ڈالے گا جو پیٹ کے اندر ہیں (یعنی آنتیں وغیرہ) یہاں تک کہ وہ گرم پانی (پیٹ کے اندر کی چیزوں کو کاٹتا اور گلاتا ہوا) پیروں کے راستہ سے باہر نکل آئے گا، اور ’’صَهْر‘‘ کے یہی معنی ہیں، پھر وہ دوزخی جیسا تھا ویسا کر دیا جائے گا (پھر دوبارہ اس کے ساتھ ایسا ہی کیا جائے گا)‘‘ (ترمذی)

(۱۷۲۱) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ﴿يُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ يَتَجَرَّعُهٗ﴾ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ’’جب وہ پانی اس (دوزخی) کے منہ کے قریب لایا جائے گا تو وہ ناک بھوں چڑھائے گا، پھر جب وہ پانی اس کے منہ سے بالکل قریب کیا جائے گا تو اس کے منہ کے گوشت کو بھون ڈالے گا، اور اس کے سر کی کھال گر پڑے گی، اور جب وہ

(دوزخی) اس پانی کو پیئے گا (اور وہ پانی پیٹ میں پہنچے گا) تو آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردے گا، پھر وہ پاخانہ کے راستے سے باہر نکل آئے گا، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَ هُمْ﴾ اسی طرح (قرآن میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) ﴿وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِى الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ﴾ ''(ترمذی)

دوزخ کی دیواروں کی چوڑائی

(۱۷۲۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''دوزخ کے احاطہ کے لیے چار دیواریں ہوں گی جن میں سے ہر دیوار کی چوڑائی چالیس برس کی مسافت کے برابر ہوگی۔'' (ترمذی)

دوزخیوں کے زخموں سے بہنے والی زرد پیپ کی بدبو

(۱۷۲۳) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''دوزخیوں کے زخموں سے جو زرد پانی بہے گا (یعنی خراب خون اور پیپ) اگر اس کا ایک ڈول دنیا میں انڈیل دیا جائے تو یقیناً تمام دنیا والے سڑ جائیں۔'' (ترمذی)

دوزخ کے زقوم کا حال

(۱۷۲۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت ﴿اِتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ تلاوت فرمائی، پھر ارشاد فرمایا ''اگر (دوزخ کے) زقوم یعنی تھوہر کے درخت کا ایک قطرہ بھی اس دنیا میں ٹپک پڑے تو یقیناً دنیا والوں کے سامانِ زندگی کو تہس نہس کردے، پھر (سوچو!) اس شخص کا کیا حال ہوگا جس کی خوراک ہی زقوم ہوگی؟!'' (ترمذی)

دوزخیوں کے چہرے کیسے ہوں گے؟

(۱۷۲۵) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ﴿ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ﴾ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ "دوزخ کی آگ کافر کے منہ (کے گوشت) کو بھون ڈالے گی، پس اس کا بالائی ہونٹ اوپر کو سمٹ جائے گا یہاں تک کہ سر کے درمیانی حصہ تک پہنچ جائے گا، اور نیچے کا ہونٹ لٹک جائے گا یہاں تک کہ ناف تک پہنچ جائے گا۔" (ترمذی)

دوزخیوں کے آنسو

(۱۷۲۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا "لوگو! (خدا کے خوف سے) روؤ، اور اگر تمہیں رونا نہ آئے تو بہ تکلف روؤ، کیونکہ دوزخی جہنم میں روئیں گے، اور ان کے آنسوان کے رخساروں پر اس طرح بہیں گے گویا وہ نالیاں ہیں، اور جب ان کے آنسو ختم ہوجائیں گے تو خون کا بہنا شروع ہوجائے گا اور آنکھیں زخمی ہوجائیں گی (ان کی آنکھوں سے بہنے والے خون اور آنسو کی زیادتی اس درجہ کی ہوگی کہ) اگر ان کے آنسوؤں میں کشتیاں چھوڑ دی جائیں تو یقیناً وہ چلنے لگیں۔" (بغوی)

بھوک کا عذاب

(۱۷۲۷) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "دوزخیوں پر بھوک اس طرح مسلط کردی جائے گی کہ اس بھوک کی اذیت اس عذاب کے برابر ہوگی جس میں وہ دوزخی پہلے سے گرفتار ہوں گے، چنانچہ وہ بھوک کی

اذیت سے بے تاب ہوکر فریاد کریں گے، اور ان کی فریاد رسی ضریع (یعنی خاردار) کھانے کے ذریعہ کی جائے گی جو نہ فربہ کرے گا، نہ بھوک کو دفع کرے گا، پھر وہ (پہلے کھانے کو لاحاصل دیکھ کر) دوسری مرتبہ فریاد کریں گے اور اس مرتبہ ان کی فریاد رسی گلے میں پھنس جانے والے کھانے کے ذریعہ کی جائے گی (جب اس کو کھائیں گے تو گلے میں پھنس جائے گا) اس وقت ان کو یہ یاد آئے گا کہ جب (دنیا میں) کھاتے وقت ان کے گلے میں کوئی چیز پھنس جاتی تھی تو اس کو وہ کسی پینے والی چیز سے نیچے اتارتے تھے، چنانچہ وہ (اپنے گلے میں پھنسے ہوئے کھانے کو اتارنے کے لیے) کسی پینے والی چیز کی التجا کریں گے، تب ان کو تیز گرم پانی زنبوروں کے ذریعہ اٹھا کر ان کو دیا جائے گا، اور جب گرم پانی کے برتن ان کے منہ تک پہنچیں گے تو ان کے چہروں (کے گوشت) کو بھون ڈالیں گے، اور جب برتنوں کے اندر کی چیز ان کے پیٹ میں داخل ہوگی تو پیٹ کے اندر کی چیزوں (یعنی آنتوں وغیرہ) کو ٹکڑے ٹکڑے کردے گی، پس اس صورتِ حال سے بیتاب ہوکر دوزخی آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے کہ دوزخ کے نگہبان فرشتوں سے مدد کی درخواست کرو (جب دوزخی ان سے مدد کی درخواست کریں گے تو) دوزخ کے نگہبان فرشتے جواب دیں گے، کیا خدا کے رسول معجزے اور واضح دلیلیں لے کر تمہارے پاس نہیں آئے تھے؟ وہ کہیں گے: بے شک (خدا کے رسول) ہمارے پاس آئے تھے، دوزخ کے نگہبان فرشتے کہیں گے: تم پکارتے رہو، اور (یہ یاد رکھو کہ) کافروں کی پکار بے سود رہتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: پھر دوزخی (آپس میں) کہیں گے کہ مالک یعنی جہنم کے داروغہ سے مدد کی درخواست کرو! پھر وہ التجا کریں گے کہ اے مالک! اپنے پروردگار سے کہو کہ وہ ہمیں موت دے دے (تاکہ ہمیں آرام مل جائے)" آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا "(دوزخیوں کی التجا سن کر) مالک جواب دے گا: (اس دوزخ سے نجات یا موت کا خیال چھوڑ دو) تمہیں ہمیشہ ہمیشہ یہیں اور اسی عذاب میں گرفتار رہنا ہے۔"

حضرت اعمش (جو اس حدیث کے ایک راوی ہیں) فرماتے ہیں کہ بعض صحابہ نے مجھ سے بیان کیا کہ مالک سے ان دوزخیوں کی التجا اور مالک کی طرف سے ان کو جواب دینے کے درمیان ایک ہزار (۱۰۰۰) برس کا وقفہ ہوگا۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''پھر وہ دوزخی (آپس میں) کہیں گے: اپنے پروردگار سے التجا کرو کیونکہ تمہارے پروردگار سے کوئی بہتر نہیں ہے، چنانچہ وہ التجا کریں گے: ہمارے پروردگار! ہماری بدبختی نے ہمیں گھیر لیا اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہم (راہ راست سے) بھٹک گئے تھے، اے پروردگار! ہمیں دوزخ سے رہائی عطا فرما دے! اگر ہم اس کے بعد کفر و شرک کریں تو اپنے اوپر ظلم کرنے والے ہوں گے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ ان کو جواب دے گا'' دور ہو، اور اسی دوزخ میں پڑے رہو، اور (رہائی و نجات کے بارے میں) مجھ سے کوئی بات نہ کرو'' آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا'' آخر کار وہ دوزخی ہر بھلائی سے مایوس ہو کر حسرت اور نالہ و فریاد کرنے لگیں گے۔'' (ترمذی)

حضور ﷺ کا دوزخ کی آگ سے ڈرانا

(۱۷۲۸) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) میں نے رسول خدا ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا'' (لوگو!) میں نے تم کو دوزخ کی آگ سے ڈرایا، میں نے تم کو دوزخ کی آگ سے ڈرایا۔'' آپ ﷺ یہی بات بار بار (اتنی بلند آواز سے) فرماتے رہے کہ اگر آپ ﷺ اس جگہ تشریف فرما ہوتے جہاں اس وقت میں ہوں تو یقیناً آپ کی آواز بازار والے سنتے (اور جب یہ بات آپ ارشاد فرما رہے تھے اس وقت آپ پر عجیب کیفیت طاری تھی جس کی وجہ سے آپ ہل رہے تھے) یہاں تک کہ آپ کی کالی کملی، جو کاندھے پر پڑی ہوئی تھی پیروں میں گر پڑی۔ (دارمی)

دوزخ میں جکڑنے کی زنجیر

(۱۷۲۹) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اگر سیسہ کا ایک گولہ جو اس جیسا ہو۔ اور آپ نے اشارہ کیا کہ کھوپڑی جیسا ہو (یعنی سیسے کا وہ گولہ جو کھوپڑی کی طرح گول اور بھاری ہونے کی وجہ سے نہایت سرعت کے ساتھ لڑھکنے والا ہو) آسمان سے زمین کی طرف پھینکا جائے، جس کا درمیانی فاصلہ پانچ سو برس کی مسافت کے برابر ہے، تو یقیناً وہ (گولا) ایک رات گزرنے سے پہلے زمین پر پہنچ جائے، لیکن اگر وہ گولہ زنجیر کے سرے سے چھوڑا جائے تو چالیس سال تک مسلسل دن و رات لڑھکنے کے باوجود اس زنجیر کی جڑ یعنی اس کے آخری سرے تک، یا یہ ارشاد فرمایا کہ اس کی تہ تک نہ پہنچے۔" (ترمذی)

دوزخ کے ایک نالے کا تذکرہ

(۱۷۳۰) حضرت ابو بردہ (تابعی) اپنے والد (حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "دوزخ میں ایک نالا ہے جس کا نام "ھَبْھَب" ہے، اس نالہ میں ہر اس شخص کو رکھا جائے گا جو متکبر و سرکش، حق سے دور، اور مخلوق پر سختی کرنے والا ہے۔" (دارمی)

(فصل سوم)

دوزخیوں کی جسامت

(۱۷۳۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا "دوزخ میں دوزخیوں کے بدن بہت بڑے بڑے ہو جائیں گے، یہاں تک کہ ایک دوزخی کے کان کی لو سے اس کے کاندھے تک کا فاصلہ سات سو

(۷۰۰) سال کی مسافت کے برابر ہوگا، اس کی کھال کی موٹائی ستر (۷۰) گز کی ہوگی اور اس کے دانت اُحد پہاڑ کے برابر ہوں گے''(احمد)

دوزخ کے سانپ بچھو

(۱۷۳۲) حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''دوزخ میں بختی اونٹ کے برابر (بڑے بڑے) سانپ ہیں، ان میں سے جو سانپ ایک دفعہ جس کو ڈس لے گا وہ اس کے زہر کا اثر اور درد کی شدت چالیس (۴۰) سال تک محسوس کرے گا، اسی طرح دوزخ میں جو بچھو ہیں وہ پالان بندھے خچروں کے مانند ہیں اور ان میں سے جو بچھو ایک دفعہ جس کو ڈنک مارے گا، وہ اس کے زہر کا اثر اور درد کی شدت چالیس (۴۰) سال تک محسوس کرے گا۔''(احمد)

قیامت کے دن سورج اور چاند کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا

(۱۷۳۳) حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہم سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بیان کی کہ (آپ نے ارشاد فرمایا)''قیامت کے دن سورج اور چاند کو پنیر کے دو ٹکڑوں کی طرح لپیٹ کر (دوزخ کی) آگ میں ڈال دیا جائے گا۔''

حضرت حسن فرماتے ہیں کہ (میں نے یہ حدیث سن کر حضرت ابو ہریرہ سے پوچھا:) سورج اور چاند کا کیا گناہ ہے (کہ ان کو آگ میں ڈالا جائے گا؟) حضرت ابو ہریرہ نے جواب دیا''میں نے جو کچھ تم سے بیان کیا ہے وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔''حضرت حسن یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ (بیہقی)

''دوزخ میں وہی شخص ڈالا جائے گا جو شقی اور بد بخت ہے۔'' پوچھا گیا: یا رسول اللہ! شقی کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''شقی وہ ہے جو نہ تو اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کی خاطر (فرض و واجب) طاعت و عبادت کرے، اور نہ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے (یعنی اس کے خوف سے) گناہ و معصیت ترک کرے'' (ابن ماجہ)

جنت اور دوزخ کو پیدا کرنے کا بیان

(فصل اول)

جنت اور دوزخ کا شکوہ

(۱۷۳۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جنت و دوزخ نے آپس میں بحث و تکرار کی، چنانچہ دوزخ نے تو یہ کہا کہ مجھے سرکش و متکبر اور ظالموں کے لئے چھانٹا گیا ہے، اور جنت نے یہ کہا کہ میں اپنے بارے میں کیا کہوں؟! میرے اندر وہی لوگ داخل ہوں گے جو ضعیف و کمزور ہیں۔ لوگوں کی نظروں میں گرے ہوئے ہیں اور جو بھولے بھالے اور فریب میں آ جانے والے ہیں۔ (یہ سن کر) اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا ''تو میری رحمت کے اظہار کا ذریعہ اور میرے کرم کی آماج گاہ ہے، میں اپنے بندوں میں سے جس کو اپنی رحمت سے نوازنا چاہتا ہوں اس کے لیے تجھے ہی ذریعہ بناتا ہوں'' اور دوزخ سے فرمایا ''تو میرے عذاب کا محل و مظہر ہے، میں اپنے بندوں میں سے جس کو عذاب دینا چاہتا ہوں اس کے لیے تجھے ہی ذریعہ بناتا ہوں، اور میں تم دونوں کو بھروں گا۔'' البتہ دوزخ کے ساتھ یہ معاملہ ہوگا کہ وہ اس وقت تک نہیں بھرے گی جب تک اس پر اللہ تعالیٰ پاؤں نہ رکھ دے گا، چنانچہ (جب اللہ تعالیٰ پاؤں رکھ دے گا تو) دوزخ پکار اٹھے گی: بس، بس، بس: اس وقت

دوزخ بھر جائے گی، اوراس کے حصوں کوایک دوسرے کے قریب کر دیا جائے گا (پس وہ سمٹ جائے گی) الغرض (دوزخ کو بھرنے کے لیے) اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں کرے گا، رہا جنت کا معاملہ تو (اس کے بھرنے کے لیے) اللہ تعالیٰ نئی مخلوق پیدا کرے گا۔" (بخاری و مسلم)

جنت اور دوزخ کو کس طرح بھرا جائے گا؟

(۱۷۳۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا "دوزخ میں برابر (جن وانس کو) ڈالا جائے گا، اور وہ کہتی رہے گی: کچھ اور بھی ہے؟ (یعنی ابھی تک میرا پیٹ بھرا نہیں ہے، مجھے اور لوگ چاہئیں) آخر کار خداوند بزرگ و برتر اس پر اپنا پاؤں رکھ دیگا تو دوزخ کے حصے ایک دوسرے کے قریب ہوجائیں گے (جس سے دوزخ سمٹ جائے گی۔") اور وہ کہے گی: بس، بس تیری عزت اور تیرے کرم کی قسم! میں بھر گئی، اسی طرح جنت میں ہمیشہ وسعت و زیادتی رہے گی (یعنی جنتیوں کے جنت میں پہنچ جانے کے باوجود اس کے محلات و مکانات خالی بچ جائیں گے) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جنت (کے ان خالی محلات و مکانات کو پُر کرنے) کیلئے نئی مخلوق پیدا کرے گا جنہیں ان میں بسا دیا جائے گا۔" (بخاری، مسلم)

(فصل دوم)

جنت اور دوزخ کو پیدا کرنے کا تذکرہ

(۱۷۳۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ نے جب جنت کو بنایا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا: جاؤ ذرا جنت کو دیکھ آؤ (کہ میں نے کتنی اچھی اور کس قدر دیدہ زیب بنائی ہے) چنانچہ

گئے اور جنت کو اور اس کی تمام چیزوں کو جو اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کے لئے بنائی ہیں، دیکھا، پھر واپس آ کر عرض کیا: پروردگار! تیری عزت کی قسم! (تو نے اتنی عمدہ اور نفیس جنت بنائی ہے کہ) جو بھی اس کے بارے میں سنے گا وہ اس میں داخل ہونے کی ضرور خواہش اور کوشش کرے گا، پھر اللہ تعالیٰ نے جنت کے چاروں طرف ان چیزوں کا احاطہ قائم کر دیا جو نفس کو ناگوار ہیں، پھر ارشاد فرمایا: جبرئیل! جا کر جنت کو دوبارہ دیکھ آؤ، چنانچہ وہ گئے اور جنت کو (اس اضافہ کے ساتھ جو چاروں طرف احاطہ کی صورت میں ہوا تھا) دیکھ کر واپس آئے، اور عرض کیا: پروردگار! تیری عزت کی قسم! مجھے خدشہ ہے کہ اب کوئی جنت میں داخل نہیں ہوگا (کیونکہ اس کے گرد مکروہاتِ نفس کا جو احاطہ قائم کر دیا گیا ہے اس کو عبور کرنے کے لئے نفسانی خواہشات کو مارنا پڑے گا، اور ظاہر ہے کہ انسان خواہشاتِ نفس کو مار کر جنت تک پہنچنا دشوار سمجھے گا)

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا "اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے دوزخ بنائی تو حکم دیا کہ جبرئیل! جاؤ دوزخ کو دیکھ آؤ (کہ میں نے کتنی ہولناک اور بری چیز بنائی ہے) آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: چنانچہ جبرئیل علیہ السلام گئے اور دوزخ کو دیکھ کر واپس آئے تو عرض کیا: پروردگار! تیری عزت وجلال کی قسم! جو بھی دوزخ کے بارے میں سنے گا (وہ ڈر کے مارے اس سے دور رہے گا اور) اس میں جانے کی خواہش نہ کریگا، پھر اللہ تعالیٰ نے دوزخ کے چاروں طرف خواہشاتِ نفس اور لذات دنیا کا احاطہ قائم کر دیا۔ اور جبرئیل سے ارشاد فرمایا: جبرئیل! جاؤ دوزخ کو دوبارہ دیکھ آؤ۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا" چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام گئے اور دوزخ کو (اس احاطہ کے اضافہ کے ساتھ) دیکھ کر واپس آئے اور عرض کیا: پروردگار! تیری عزت وجلال کی قسم! مجھے خدشہ ہے کہ اب شاید ہی کوئی باقی بچے جو دوزخ میں نہ جائے (کیونکہ خواہشات نفس سے بچنا بہت مشکل کام ہے)" (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

(فصل سوم)

حضور کا جنت اور دوزخ کو دیکھنا

(۱۷۳۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی، پھر منبر پر چڑھے اور مسجد کے قبلہ کی طرف اپنے دستِ مبارک سے اشارہ کر کے فرمایا: ''ابھی جب میں نے تمھیں نماز پڑھائی تو مجھے اس دیوار کے سامنے کے حصہ میں جنت اور دوزخ کی تمثیلیں دکھائی گئیں، واقعہ یہ ہے کہ میں نے جتنی اچھی چیز اور جتنی بری چیز آج دیکھی ہے اس جیسی اچھی اور بری چیز پہلے کبھی نہیں دیکھی۔'' (بخاری)

آغاز پیدائش کا بیان اور انبیاء کرام کا تذکرہ

(فصل اول)

آغاز عالم کا تذکرہ

(۱۷۳۹) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ بنو تمیم کے کچھ لوگ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے ان سے ارشاد فرمایا'' بنو تمیم کے لوگو! بشارت حاصل کرو، انہوں نے کہا: آپ نے ہمیں بشارت دی تو ہمیں کچھ دیجئے۔ پھر کچھ دیر بعد یمن کے کچھ لوگ آپ کی خدمت میں آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا: ''یمن کے لوگو! تم بشارت حاصل کرلو، جب کہ بنو تمیم کے لوگوں نے بشارت حاصل نہیں کی۔'' یمن

والوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم نے بشارت حاصل کی، اور ہم اسی لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں کہ دین کا علم وفہم حاصل کریں، چنانچہ ہم آپ سے آغاز عالم کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس (کائنات کے وجود میں آنے اور مخلوقات کی پیدائش) سے پہلے کیا چیز موجود تھی؟ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''صرف خدا کی ذات موجود تھی اس سے پہلے کسی چیز کا وجود نہیں تھا، اور اس کا عرش پانی پر تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو پیدا کیا اور لوحِ محفوظ میں ہر چیز لکھدی۔''

(حدیث کے راوی حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ کا ارشادِ گرامی یہیں تک سن پایا تھا کہ) ایک شخص میرے پاس آیا، اور کہا: عمران جاؤ، اپنی اونٹنی کو تلاش کرو، وہ بھاگ گئی ہے (یہ سنتے ہی) میں اپنی اونٹنی کو تلاش کرنے کے لیے نکل کھڑا ہوا، اب میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں: کاش! اس (مجلس نبوی) سے اٹھ کر نہ جاتا بھلے ہی میری اونٹنی جاتی رہتی۔ (بخاری)

ایک بار رسول خدا ﷺ نے آغاز عالم سے دخول جنت ونار تک کے مفصل احوال بیان فرمائے

(۱۷۰۴) امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا ﷺ خطبہ دینے کے لیے ہمارے سامنے کھڑے ہوئے، آپ نے (اس خطبہ کے دوران) ابتدائے پیدائش سے جنتیوں کے جنت میں اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کے احوال وکوائف بیان فرمائے، جس شخص نے ان باتوں کو یاد رکھا اس کو یاد ہیں، اور جس شخص نے بھلا دیا وہ بھول گیا ہے۔ (بخاری)

رحمت خداوندی کی سبقت

(۱۷۴۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ "اللہ تعالیٰ نے مخلوق یعنی زمین و آسمان کو پیدا کرنے سے پہلے ایک تحریر لکھی اس میں یہ درج ہے کہ "میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی" اور وہ (تحریر) اللہ تعالیٰ کے پاس عرش کے اوپر لکھی ہوئی موجود ہے۔" (بخاری ومسلم)

نوری، ناری اور خاکی مخلوقات کا تذکرہ

(۱۷۴۲) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول خدا ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا "فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا ہے، جنات کو آگ کے اس شعلے سے پیدا کیا گیا ہے جس میں دھواں ملا ہوتا ہے، اور آدم کو اس چیز سے پیدا کیا گیا ہے جو تمہیں بتادی گئی ہے" (یعنی مٹی سے) (مسلم)

انسان کے بارے میں شیطان کا خیال

(۱۷۴۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "جب اللہ تعالیٰ نے جنت میں آدم علیہ السلام کا پیکر بنایا تو اس پیکر کو جب تک چاہا جنت میں رکھا، اس عرصہ میں ابلیس اس پیکر کے گرد چکر کاٹتا رہا اور غور کرتا رہا کہ یہ کیا ہے؟ اور کیسا ہے؟ (یعنی وہ یہ مشاہدہ کرنا چاہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس پیکر خاکی کی صورت میں جونئی مخلوق پیدا کرنا چاہتا ہے اس کی حقیقت کیا ہوگی) اور جب اس نے دیکھا کہ یہ پیکر خاکی اندر سے کھوکھلا ہے تو سمجھ گیا کہ یہ ایسی مخلوق پیدا کی جارہی ہے جو اپنے کاموں اور ارادوں میں مضبوط نہیں ہوگی" (مسلم)

حضرت ابراہیم کا ختنہ

(۱۷۴۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی (۸۰) سال کی عمر میں ''قدوم'' (بسولہ) سے اپنا ختنہ کیا۔'' (بخاری و مسلم)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین خلاف واقعہ باتیں

(۱۷۴۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کبھی جھوٹ نہیں بولا علاوہ تین (۳) جھوٹ کے، اور ان میں سے دو جھوٹ خدا کے لیے بولے تھے۔ ان میں سے ایک تو ان کا یہ کہنا تھا کہ ''میں آج بیمار ہوں'' دوسرا یہ کہنا تھا کہ ''بلکہ یہ کام بڑے بت نے کیا ہے'' اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' (حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تیسرا جھوٹ ان کا یہ کہنا تھا کہ ''یہ میری بہن ہے'' اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے) جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی بیوی سارہ (ہجرت کر کے ملک شام کی طرف جا رہے تھے کہ ان) کا گذر ایک بڑے ظالم و جابر حاکم کے شہر سے ہوا چنانچہ اس حاکم کو بتایا گیا کہ یہاں (اس شہر میں) ایک شخص آیا ہوا ہے جس کے ساتھ ایک نہایت حسین و جمیل عورت ہے، اس حاکم نے (یہ سنتے ہی) ایک گماشتہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلانے کے لیے بھیجا، اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کے پاس پہنچے تو اس نے پوچھا: یہ تمہارے ساتھ کون عورت ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا: میری بہن ہے۔ پھر انہوں نے حضرت سارہ کے پاس واپس آ کر کہا: اگر اس ظالم کو معلوم ہو گیا کہ تم میری بیوی ہو تو تمہیں زبردستی مجھ سے چھین لے گا، پس اگر وہ پوچھے تو اس کو بتانا کہ تم میری بہن ہو، اور اس میں کوئی

شبہ نہیں کہ تم دین کے رشتہ سے میری بہن ہو، اور اس سرزمین پر سوائے میرے اور

تمہارے کوئی دوسرا مومن نہیں ہے۔

پھر اس ظالم نے ایک گماشتہ بھیج کر حضرت سارہ کو طلب کیا، اور جب گماشتہ حضرت سارہ کو لے کر چلا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ اور حضرت سارہ جب اس ظالم کے پاس پہنچیں تو اس نے ان پر ہاتھ ڈالنا (اور ان کی عفت و عصمت کو اپنی ہوس کا نشانہ بنانا) چاہا مگر (اللہ تعالیٰ نے سارہ کی مدد کی اور) وہ ظالم پکڑا گیا ـــــ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ اس کا گلا گھونٹا گیا یہاں تک کہ وہ زمین پر پیر مارنے لگا، پھر اس نے (سارہ سے) کہا: (میں اپنے ارادۂ بد سے باز آیا) تم میرے لیے خدا سے دعا کرو، میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا، چنانچہ حضرت سارہ نے دعا کی اور اس ظالم کو چھوڑ دیا گیا، لیکن اس نے دوبارہ حضرت سارہ کو پکڑنے کا ارادہ کیا تو پہلے کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت عتابِ خداوندی میں پکڑا گیا، اس نے پھر (حضرت سارہ سے) کہا: تم میرے لیے خدا سے دعا کرو، میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا، حضرت سارہ نے پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اس ظالم کو چھوڑ دیا گیا، اس کے بعد اس ظالم نے اپنے دربانوں میں سے کسی کو بلایا اور کہا: تو میرے پاس کسی انسان کو نہیں لایا ہے، بلکہ تو کسی جن کو میرے پاس لے آیا ہے، پھر اس نے حضرت سارہ کی خدمت کے لیے ہاجرہ نام کی ایک لڑکی دی (اور ان کو واپس بھیج دیا)

جب حضرت سارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس واپس پہنچیں تو وہ نماز پڑھنے میں مشغول تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے (ان کو دیکھا تو) نماز ہی میں اپنے ہاتھ کے اشارے سے پوچھا: کیا حال ہے؟ حضرت سارہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اس کافر کی بدنیتی کو اس کے سینہ میں لوٹا دیا (یعنی اس کی بدنیتی اس کے گلے پڑ گئی) اور اس نے خدمت کے لیے ہاجرہ کو میرے ساتھ کر دیا ہے۔'' حضرت ابو ہریرہ نے (یہ حدیث بیان کرنے کے بعد) کہا: اے آسمان کے پانی کے بیٹو! وہی ہاجرہ تم سب کی ماں ہیں۔

(بخاری و مسلم)

حضرت ابراہیم، حضرت لوط اور حضرت یوسف کا تذکرہ

(۱۷۴۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ شک کرنے کے لائق ہیں، جب انہوں نے کہا تھا ﴿رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی﴾ (اے پروردگار! مجھے دکھا دے کہ تو مُردوں کو کس طرح زندہ کرے گا؟) اور اللہ تعالیٰ حضرت لوط علیہ السلام پر رحم کرے جو ''رکن شدید'' کا سہارا پکڑنا چاہتے تھے۔ اور اگر میں قید خانے میں اتنی طویل مدت تک رہتا جتنی مدت حضرت یوسف علیہ السلام رہے تو میں یقیناً بلانے والے کی بات قبول کر لیتا۔''

(بخاری و مسلم)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ

(۱۷۴۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''موسیٰ علیہ السلام نہایت شرمیلے، اور بدن کو بہت ڈھانکنے والے آدمی تھے، ان پر شرم وحیا کا اتنا غلبہ تھا کہ ان کے جسم کی کھال کا کوئی بھی حصہ دکھائی نہ دیتا تھا، ایک مرتبہ بنی اسرائیل کے کچھ لوگوں نے ان کو ایذا اور رنج پہنچانا چاہا تو انہوں نے مشہور کر دیا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنے جسم کو اس قدر اہتمام کے ساتھ اس لیے ڈھانپے رہتے ہیں کہ ان کے جسم میں کوئی عیب ہے، یا تو برص (کوڑھ) ہے یا فوطے پھولے ہوئے ہیں۔ (جب یہ بات پھیل گئی تو) اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ جو عیب موسیٰ علیہ السلام پر لگایا جا رہا ہے اس سے ان کو پاک کرے، چنانچہ ایک دن جب موسیٰ علیہ السلام ایک پوشیدہ جگہ نہانے کے لیے گئے اور اپنے کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھ دیئے تو وہ پتھر ان کے کپڑوں کو لے کر بھاگا، موسیٰ علیہ السلام نے (یہ ماجرا دیکھا تو نہایت حیرانی واضطراب کے عالم میں) اس

پتھر کے پیچھے یہ فرماتے ہوئے دوڑے کہ اے پتھر! میرے کپڑے دے، ارے او پتھر! میرے کپڑے دے، یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دوڑتے ہوئے بنی اسرائیل کے لوگوں کے ہجوم تک پہنچ گئے۔ ہجوم نے حضرت موسیٰ کا برہنہ جسم دیکھا تو ان کو خدا کی مخلوق میں ایک بہترین اور بے عیب جسم کا انسان پایا، تب انہوں نے کہا: خدا کی قسم! موسیٰ کے بدن میں کوئی عیب نہیں ہے۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے پتھر کو (لاٹھی سے) مارنا شروع کیا، خدا کی قسم! موسیٰ علیہ السلام کے مارنے کی وجہ سے پتھر پر تین نشان یا چار نشان یا پانچ نشان پڑ گئے'' (بخاری و مسلم)

حضرت ایوب علیہ السلام کا واقعہ

(۱۷۴۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''حضرت ایوب علیہ السلام برہنہ جسم نہا رہے تھے کہ سونے کی ٹڈیاں ان کے اوپر گرنے لگیں، حضرت ایوب ان ٹڈیوں کو سمیٹ کر اپنے کپڑے میں رکھنے لگے تو ان کے پروردگار نے ان سے کہا: ایوب! جو چیز تم دیکھ رہے ہو کیا ہم نے اس سے تمہیں بے نیاز نہیں کر دیا ہے؟ (یعنی میں نے تم پر اتنا سونا برسایا ہے کہ ان ٹڈیوں کو اکھٹا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں) حضرت ایوب علیہ السلام نے عرض کیا: بے شک تیری عزت کی قسم! تو نے مجھے اس چیز سے بے نیاز کر دیا ہے لیکن میں تیری نعمت کی کثرت اور تیری رحمت کی فراوانی سے ہرگز بے نیاز نہیں ہوں'' (بخاری)

کسی نبی کو حقیر نہ سمجھو

(۱۷۴۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (کسی موقع پر) ایک مسلمان اور ایک یہودی کے درمیان سخت کلامی ہوئی تو مسلمان نے کہا: اس خدا کی قسم جس نے محمد کو سارے جہاں کے لوگوں پر برتری عطا فرمائی! اس کے جواب میں یہودی نے یہ

کہا: اس خدا کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو سارے جہاں کے لوگوں پر برتری عطا فرمائی! اس پر مسلمان نے (طیش میں آکر) یہودی پر ہاتھ اٹھایا اور اس کے گال پر طمانچہ مارا، یہودی (شکایت لے کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ کو اپنا اور اس مسلمان کا پورا واقعہ بتایا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کو طلب فرمایا، اور اس سے صورتِ حال کی تحقیق کی، اس نے آپ کو ساری بات بتا دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (فریقین کے بیانات سن کر) ارشاد فرمایا ''مجھ کو موسیٰ پر فضیلت نہ دو اس لیے کہ قیامت کے دن (صور پھونکے جانے پر) جب سب لوگ بیہوش ہو کر گر پڑیں گے تو ان کے ساتھ میں بھی بیہوش ہو کر گر جاؤں گا، پھر سب سے پہلے ہوش میں آنے والا شخص میں ہوں گا، لیکن (جب میں ہوش میں آؤں گا تو) دیکھوں گا کہ موسیٰ عرش کا پایہ پکڑے کھڑے ہیں، اور میں نہیں کہہ سکتا کہ آیا موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو جانے والوں میں شامل تھے، اور ان کی بیہوشی مجھ سے پہلے ختم ہو چکی، یا ان کو اللہ تعالیٰ نے بے ہوشی سے مستثنیٰ قرار دے دیا'' —— اور ایک روایت میں یوں ہے ''اور میں نہیں کہہ سکتا کہ طور پر موسیٰ علیہ السلام کی بیہوشی کو (قیامت کے دن کی) اس بیہوشی کے حساب میں شمار کر لیا، یا وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے۔''

(پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا) ''اور میں تو یہ بھی نہیں کہتا کہ کوئی شخص یونس بن مَتّٰی سے افضل ہے —— اور حضرت ابو سعید کی روایت میں یوں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تم انبیاء میں سے کسی کو کسی پر ترجیح نہ دو'' (بخاری و مسلم)

اور حضرت ابو ہریرہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں ''تم خدا کے نبیوں میں سے کسی کو کسی پر فضیلت نہ دو۔''

(۱۷۵۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''یہ مناسب نہیں ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ میں یونس بن مَتّٰی علیہ السلام سے بہتر ہوں'' (بخاری و مسلم)

اور بخاری کی ایک روایت میں یوں ہے: جس نے یہ کہا کہ میں یونس بن متّٰی سے بہتر ہوں اس نے جھوٹ بولا۔

اس لڑکے کا حال جس کو حضرت خضر نے مار ڈالا تھا

(۱۷۵۱) حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "حضرت خَضِرُ علیہ السلام نے جس لڑکے کو مار ڈالا تھا وہ اس حال میں پیدا کیا گیا تھا کہ کفر اختیار کرتا، اور اگر وہ لڑکا زندہ رہتا تو یقیناً اپنے ماں باپ کو بھی کفر و سرکشی میں مبتلا کر دیتا" (بخاری و مسلم)

خَضِرُ کی وجہ تسمیہ

(۱۷۵۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا "حضرت خَضِر علیہ السلام کا نام "خَضِرُ" (یعنی سرسبز و شاداب) اس لیے مشہور ہوا کہ وہ ایک خشک و بنجر زمین پر بیٹھے تو یکایک وہ زمین ان کے پیچھے سرسبز و شاداب ہو کر لہلہانے لگی۔" (بخاری)

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور موت کے فرشتے کا مکالمہ

(۱۷۵۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "(جب) حضرت موسیٰ علیہ السلام (کی موت کا وقت قریب آیا تو ان) کے پاس موت کا فرشتہ آیا، اور کہا: اپنے پروردگار کی طرف سے پیغامِ اجل کو قبول فرمائیے" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (یہ سن کر) موت کے فرشتے کو طمانچہ رسید کر دیا جس سے اس کی آنکھ پھوٹ گئی۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "موت کا فرشتہ دربارِ الٰہی میں واپس گیا اور عرض کیا: (پروردگار!) تو نے

مجھے (روح قبض کرنے کے لیے) اپنے ایک ایسے بندے کے پاس بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا، اور اس نے میری آنکھ بھی پھوڑ دی ہے۔'' آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ درست کر دی، اور حکم دیا کہ میرے بندے (موسیٰ) کے پاس دوبارہ جاؤ اور ان کو میرا یہ پیغام پہنچاؤ کہ کیا تم طویل زندگی چاہتے ہو؟ اگر تم طویل زندگی چاہتے ہو تو کسی بیل کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھ دو، تمہارے اس ہاتھ کے نیچے جتنے بال آجائیں گے، ان میں سے ہر ایک بال کے عوض تمہاری زندگی میں ایک سال کا اضافہ ہو جائے گا۔ (فرشتہ نے دوبارہ حاضر ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا یہ پیغام سنایا تو) انہوں نے کہا: اس (طویل زندگی) کے بعد پھر کیا ہوگا؟ فرشتہ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب دیا: آخر کار پھر ''موت'' ہے۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: (اگر طویل زندگی کا بھی آخری نتیجہ موت ہی ہے) تو پھر آج ہی کیوں نہ آجائے (میں اسی وقت موت کے لیے تیار ہوں، اور یہ دعا کرتا ہوں کہ) ربِ کریم! مجھے ارضِ مقدس (یعنی بیت المقدس) سے قریب کر دے اگرچہ پتھر پھینکنے کے بقدر ہو۔'' (اس کے بعد) رسول خدا ﷺ نے صحابہ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: ''اگر میں بیت المقدس کے قریب ہوتا تو تمہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر دکھا دیتا جو ایک راستہ کے کنارے پر سرخ ٹیلے کے قریب ہے'' (بخاری و مسلم)

چند انبیاء کے اوصاف واحوال

(۱۷۵۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جب انبیاء میرے سامنے لائے گئے تو میں نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام ہلکے بدن کے ہیں جیسے وہ قبیلہ شَنُوءَة میں کے کوئی آدمی ہوں، اور میں نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو دیکھا تو میرے دیکھے ہوئے لوگوں میں عروہ بن مسعود سے بہت مشابہ نظر آئے، اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو جن لوگوں کو میں دیکھ چکا ہوں ان میں سے

تمہارے دوست یعنی آنحضرت ﷺ سے وہ بہت مشابہ نظر آئے، اور میں نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تو وہ میرے دیکھے ہوئے لوگوں میں دِحیَہ بن خَلِیفَه سے بہت مشابہ نظر آئے۔(مسلم)

(۱۷۵۵)حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''میں نے شب معراج میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ گندم گوں اور دراز قد تھے، ان کے بال خمدار تھے، اور (جسم و بدن کے اعتبار سے) قبیلہ شَنُوءَة کے کسی آدمی کی طرح نظر آرہے تھے، اور میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ متوسط قد وقامت کے تھے، (نہ بہت لمبے تھے نہ ٹھگنے، اور نہ بہت موٹے تھے نہ دُبلے) ان کا رنگ سرخ سفید تھا، اور ان کے سر کے بال سیدھے (یعنی گھونگھریالے نہیں) تھے۔ اور میں نے دوزخ کے داروغہ مالک کو اور دجال کو بھی دیکھا'' اور آنحضرت ﷺ کا ان سب کو دیکھنا قدرتِ الٰہی کی ان نشانیوں اور علامتوں میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو (شب معراج میں) دکھائیں، لہٰذا (اے اس حدیث کو پڑھنے اور سننے والے!) اس امر میں کوئی شک وشبہ نہ کر کہ آنحضرت ﷺ نے ان سب کو دیکھا ہے، اور ان سے ملاقات کی ہے۔(بخاری)

(۱۷۵۶)حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میں نے شب معراج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی'' اس کے بعد آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''وہ دراز قد، ہلکے بدن کے تھے، ان کے سر کے بال خم دار تھے، اور ایسا لگتا تھا جیسے وہ قبیلہ شَنُوءَة کے کوئی مرد ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی میری ملاقات ہوئی، ان کا قد میانہ اور رنگ سرخ تھا اور (ایسا لگتا تھا) جیسے ابھی (نہا کر) حمام سے نکلے ہوں۔'' اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو میں نے اس حال میں دیکھا کہ میں ان کی اولاد میں ان سے سب سے زیادہ

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''پھر میرے سامنے دو پیالے پیش کیے گئے، جن میں سے ایک میں دودھ تھا اور ایک میں شراب تھی، اور مجھ سے کہا گیا کہ ان میں سے جس کو آپ چاہیں لے لیں، میں نے دودھ کا پیالہ لے لیا اور پی لیا، تب مجھ سے کہا گیا (یعنی فرشتوں نے کہا) تمہیں راہِ فطرت دکھائی گئی، اگر آپ (اس وقت) شراب پی لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔'' (بخاری و مسلم)

(۱۷۵۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں جو مکہ اور مدینہ کے درمیان تھا، ہم رسول خدا ﷺ کے ہمراہ تھے، جب ہم ایک جنگل سے گذرنے لگے تو آپ نے پوچھا: یہ کون سا جنگل ہے؟ ہم نے عرض کیا: یہ وادی ازرق ہے۔ آنحضرت ﷺ نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا ''گویا میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں۔'' پھر آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رنگ اور بالوں کا کچھ ذکر کیا (کہ ان کا رنگ گندمی اور بال خمدار ہیں، اور) وہ اپنی انگلیاں کانوں میں رکھے ہوئے، اور روتے گڑگڑاتے اور بآواز بلند تلبیہ پڑھتے ہوئے اس جنگل سے گزر رہے ہیں (جس طرح کوئی مُحرم نہایت فروتنی و عاجزی کے ساتھ لبیک لبیک کہتا ہوا حرم کی طرف چلتا ہے)''

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہاں سے گذر کر ہم آگے چلے اور ایک گھاٹی میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے پوچھا: یہ کون سی گھاٹی اور پہاڑ ہے؟ لوگوں نے بتایا: یہ ھَرشا پہاڑ ہے یا لِفت پہاڑ! آپ نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا ''گویا میں یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں جو سرخ اونٹنی پر سوار ہیں، اور موٹے اون کا جبہ پہنے ہوئے ہیں، ان کی اونٹنی کی نکیل کھجور کی رسی کی ہے، اور وہ لبیک لبیک کہتے ہوئے اس گھاٹی سے گذر رہے ہیں'' (مسلم)

حضرت داؤد علیہ السلام کا تذکرہ

(۱۷۵۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ

نے ارشاد فرمایا ”حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور کی تلاوت آسان کر دی گئی تھی، چنانچہ وہ اپنے جانوروں پر زین کسنے کا حکم دیتے اور قبل اس کے کہ زین کسنے کا کام پورا ہو، وہ پورے زبور کی تلاوت مکمل کر لیتے تھے، اور حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے۔“ (بخاری)

حضرت سلیمان علیہ السلام کی دانشمندی کا تذکرہ

(۱۷۵۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ”دو عورتیں تھیں اور ان دونوں کے پاس ان کے دو بیٹے تھے (یعنی ہر ایک کے پاس اس کا بیٹا تھا) کہ اچانک ایک بھیڑیا آیا، اور ان میں سے ایک عورت کے لڑکے کو اٹھا کر لے گیا، (اب دونوں نے آپس میں جھگڑنا شروع کیا) ایک نے کہا: بھیڑیا جس لڑکے کو لے گیا ہے وہ تیرا تھا، اور دوسری نے کہا: نہیں وہ تیرا لڑکا تھا، آخر کار وہ دونوں اپنا مقدمہ لے کر حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس پہنچیں اور حضرت داؤد علیہ السلام نے (دونوں کے بیانات سن کر) موجود لڑکے کا فیصلہ بڑی عمر والی عورت کے لیے کر دیا۔

پھر وہ دونوں عورتیں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئیں اور ان کو (پورا قضیہ اور حضرت داؤد علیہ السلام کا فیصلہ) بتایا، حضرت سلیمان علیہ السلام نے صورتِ واقعہ کی نزاکت اور پیچیدگی کو سمجھ کر (اپنے خادموں سے) کہا: ذرا چھری اٹھا لاؤ، میں اس لڑکے کو بیچ میں سے دو ٹکڑے کر کے ان دونوں عورتوں کو بانٹ دوں، چھوٹی عمر والی عورت (نے ان کا فیصلہ سنا تو تڑپ اٹھی اور) کہنے لگی ”خدا آپ پر رحم کرے، ایسا نہ کیجیے، لڑکا بڑی عمر والی عورت ہی کو دے دیجیے، یہ اسی کا ہے (یہ دیکھ کر) حضرت سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی عمر والی عورت کے حق میں فیصلہ کیا اور اس کو لڑکا دلوا دیا۔“ (بخاری و مسلم)

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک واقعہ

(۱۷۶۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''(ایک دن) حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ کہا: آج رات میں اپنی نوے (۹۰) بیویوں ،اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اپنی سو (۱۰۰) بیویوں کے ساتھ مباشرت کروں گا، اور ان میں سے ہر بیوی، ایک سوار (بہادر مرد) جنے گی جو اللہ کے راستے میں جہاد کرے گا، فرشتے نے ان سے کہا: ''ان شاء اللہ'' کہہ لیجیے! لیکن حضرت سلیمان ''ان شاء اللہ'' کہنا بھول گئے، پھر انہوں نے ان سب بیویوں کے ساتھ مباشرت کی اور ان میں سے صرف ایک عورت کے علاوہ کوئی بھی حاملہ نہیں ہوئی، اور اس نے بھی آدھا مرد یعنی ناقص بچہ جنا'' (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا) ''قسم ہے اس ذاتِ پاک کی جس کے دستِ قدرت میں محمد کی جان ہے! سلیمان علیہ السلام اگر ''ان شاء اللہ'' کہہ دیتے تو یقیناً ہر عورت سے بیٹا پیدا ہوتا، اور وہ سب اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے اور سوار (یعنی بہادر مرد) ہوتے'' (بخاری و مسلم)

حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی پیشہ تھے

(۱۷۶۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''حضرت زکریا علیہ السلام نجّار (بڑھئی) تھے۔'' (مسلم)

تمام انبیاء کا دین ایک ہے اور شریعتیں مختلف ہیں

(۱۷۶۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''دنیا اور آخرت میں (یا آغاز و انجام میں) حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سب سے زیادہ قریب میں ہوں۔ اور تمام انبیاء آپس میں سوتیلے بھائی ہیں جن کا باپ ایک ہے اور

مائیں الگ الگ ہیں، ان سب کا دین ایک ہے، اور ہمارے (یعنی میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے) درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔" (بخاری ومسلم)

حضرت عیسیٰ کی خاص فضیلت

(۱۷۶۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جب بھی کوئی انسان پیدا ہوتا ہے تو شیطان اس کے دونوں پہلو میں اپنی دونوں انگلیاں چبھوتا ہے، لیکن عیسیٰ ابن مریم اس سے محفوظ رہے، شیطان ان کے پہلو میں چوکنے کے لیے گیا تھا مگر (پہلو کے بجائے) پردہ میں (یعنی اس جھلی میں جو بچہ پر ہوتی ہے) چوکا۔" (بخاری ومسلم)

چند باکمال عورتوں کا تذکرہ

(۱۷۶۴) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا "مردوں میں تو بہت سے باکمال پیدا ہوئے، لیکن عورتوں میں کوئی باکمال نہیں ہوا سوائے مریم بنت عمران اور آسیہ فرعون کی بیوی کے، نیز تمام عورتوں پر عائشہ کو ایسی فضیلت حاصل ہے جیسی دوسرے کھانوں پر ثرید کو۔" (بخاری ومسلم)

(فصل دوم)

مخلوقات کو پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کہاں تھے؟

(۱۷۶۵) حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارا پروردگار اپنی مخلوقات کو پیدا کرنے سے پہلے کہاں تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "عماء میں تھا، نہ اس کے نیچے ہوا تھی اور نہ اس کے اوپر اور اس نے اپنا عرش

پانی پر پیدا کیا‘‘ (ترمذی)

اللہ تعالیٰ کی عظمت ورفعت کا تذکرہ

(۱۷۶۲) حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ (ایک دن) بطحائے مکہ میں لوگوں کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان میں تشریف فرما تھے کہ اچانک ابر کا ایک ٹکڑا گذرا، لوگ اس کی طرف دیکھنے لگے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: تم اس (ابر) کو کیا کہتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ”سَحَاب“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اور اس کو ”مُزْن“ بھی کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں مزن بھی کہتے ہیں۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا اور اس کو ”عَنَان“ بھی کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں، عنان بھی کہتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا ”کیا تم لوگ جانتے ہو، آسمان اور زمین کے درمیان جو دوری ہے اس کی مسافت کتنی ہے؟“ انہوں نے جواب دیا: ہمیں نہیں معلوم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”زمین وآسمان کے درمیان دوری یا تو اکہتر (۷۱) سال یا بہتر (۷۲) سال یا تہتر (۷۳) سال کی مسافت کے بقدر ہے، اور اس (پہلے) آسمان کے اوپر جو (دوسرا) آسمان ہے ان دونوں کے درمیان بھی اتنی ہی دوری ہے۔“ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتوں آسمانوں کا ذکر کیا (کہ ہر آسمان نیچے والے آسمان سے کچھ اوپر ستر (۷۰) سال کی مسافت کے بقدر دوری پر ہے) پھر ساتویں آسمان کے اوپر پانی کا بہت بڑا سمندر ہے، اس سمندر کی تہہ اور اس کے اوپر کی سطح کے درمیان بھی اتنی ہی دوری ہے جتنی ایک آسمان سے دوسرے آسمان کے درمیان ہے، اور اس سمندر کے اوپر آٹھ (۸) فرشتے ہیں جو پہاڑی بکروں کے مانند ہیں، ان کے کھروں اور کولھوں کے درمیان بھی اتنی ہی دوری ہے جتنی ایک آسمان سے دوسرے آسمان کے درمیان ہے۔ پھر ان فرشتوں کی پشت پر عرشِ الٰہی ہے جس کے نیچے کے حصہ اور اوپر کے حصہ کے

درمیان بھی اتنی ہی دوری ہے جتنی ایک آسمان سے دوسرے آسمان کے درمیان ہے، اور اس عرش کے اوپر اللہ تعالیٰ ہے'' (ترمذی، ابوداؤد)

(۱۷۶۷) حضرت جُبَیر بن مُطْعِمْ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دیہاتی آیا اور کہنے لگا: (خشک سالی کی وجہ سے) انسانی جانیں قحط کا شکار ہو رہی ہیں، بال بچوں کو بھکمری کا سامنا ہے، مال و جائداد برباد ہو رہے ہیں، اور مویشی ہلاک ہو رہے ہیں، لہٰذا آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے بارش مانگیے، ہم اللہ تعالیٰ کے حضور آپ کو شفیع اور وسیلہ بناتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کو آپ کی بار گاہ میں شفیع اور وسیلہ بناتے ہیں، آنحضرت نے یہ سن کر ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے'' آپ بار بار اللہ کی پاکی بیان فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ کے صحابہ کے چہروں میں آپ کی ناراضگی کا اثر محسوس کیا گیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تیرا ناس ہو! خدا کو کسی کے سامنے شفیع اور وسیلہ نہیں بنایا جاتا، بلاشبہ خدا کی ذات اس سے بالاتر ہے کہ اس کو کسی کے سامنے وسیلہ بنایا جائے، تیرا بیڑا غرق ہو! کیا تجھے معلوم نہیں کہ خدا کی عظمت و جلالت کیا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ اس کا عرش اس کے آسمانوں کو اس طرح محیط ہے۔'' یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں کو ہتھیلی کے اوپر قبہ کی صورت میں دکھایا (یعنی آپ نے ہاتھ کو گنبد کی صورت میں بنا کر دکھایا کہ جس طرح یہ گنبد نما ہاتھ ہتھیلی کو گھیرے ہوئے ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کا عرش زمین اور تمام آسمانوں کو اپنے نیچے گھیرے ہوئے ہے)'' اور وہ عرش اس قدر وسیع و عریض ہونے کے باوجود اس طرح چرچر کرتا ہے جس طرح اونٹ کا پالان (بھاری بھرکم) سوار کے نیچے چرچر کرتا ہے۔'' (ابوداؤد)

عرش کو اٹھانے والے فرشتوں کا حال

(۱۷۶۸) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں

کہ آپ نے ارشاد فرمایا "مجھ کو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) یہ اجازت دی گئی ہے کہ میں خدا کے ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کا حال بیان کروں جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں، اس فرشتہ کے کان کی لو سے اس کے کندھے تک کا درمیانی فاصلہ سات سو سال کی مسافت کے برابر ہے۔" (ابوداؤد)

حضرت جبرئیل اور اسرافیل کا حال

(۱۷۶۹) حضرت زُرَارَہ بن اَوْفیٰ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا: کیا تم نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام (یہ سن کر) تھر تھر کانپنے لگے پھر بولے: محمد! میرے اور خدا کے درمیان نور کے ستر (۷۰) پردے ہیں، اگر ان پردوں میں سے کسی پردے کے قریب ہونے کے لیے (ایک انگشت برابر بھی) آگے بڑھوں تو جل جاؤں۔" (مصابیح)

(۱۷۷۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ نے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو جب سے پیدا کیا اسی وقت سے اپنے دونوں پیروں کو صف بستہ کیے (بالکل تیار) کھڑے ہیں، نظر تک نہیں اٹھاتے، ان کے اور ان کے بزرگ و برتر پروردگار کے درمیان نور کے ستر (۷۰) پردے (حائل) ہیں، اگر اسرافیل علیہ السلام ان میں سے کسی ایک نور (کے پردے) کے قریب پہنچ جائیں تو وہ جل جائیں۔" (ترمذی)

فرشتوں پر انسان کی فضیلت

(۱۷۷۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو پیدا فرمایا تو فرشتوں نے عرض کیا: پروردگار! آپ نے ایک ایسی مخلوق کو پیدا کیا ہے جو کھاتی ہے اور پیتی ہے اور شادی بیاہ

کرتی ہے اور (طرح طرح کی سواریوں پر) سوار ہوتی ہے، تو ہماری درخواست ہے کہ دنیا (کی تمام نعمتیں) اس مخلوق کو دے دیجیے اور آخرت (کی تمام نعمتیں) ہمیں مرحمت فرما دیجیے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جس مخلوق کو میں نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اس میں اپنی روح پھونکی، اس کو اس مخلوق کے برابر قرار نہیں دے سکتا جس کو میں نے کُن کہا تو وہ پیدا ہو گئی۔'' (بیہقی)

(فصل سوم)

کامل مؤمنین بعض فرشتوں سے افضل ہیں

(۱۷۷۲) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''(کامل درجہ کے) مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے بعض فرشتوں سے بھی افضل و برتر ہیں'' (ابن ماجہ)

مخلوقات کی پیدائش کا تذکرہ

(۱۷۷۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مٹی (زمین) کو ہفتہ کے دن پیدا کیا، اس زمین پر پہاڑوں کو اتوار کے دن پیدا کیا، درختوں کو پیر کے دن پیدا کیا، ناپسندیدہ چیزوں کو منگل کے دن پیدا کیا، روشنی کو بدھ کے دن پیدا کیا، جانوروں کو روئے زمین پر جمعرات کے دن پھیلایا، اور آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن عصر کے بعد پیدا کیا، اور یہ آخری پیدائش دن کے بالکل آخری حصہ میں عصر کے بعد سے رات کے درمیان عمل میں آئی۔'' (مسلم)

اللہ کے علم وقدرت اور سلطنت کی وسعت

(۱۷۷۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام بیٹھے ہوئے تھے کہ ابر کا ایک ٹکڑا گذرا، آپ نے صحابہ سے پوچھا: ''جانتے ہو یہ کیا ہے؟'' صحابہ نے (اپنی عادت کے مطابق) جواب دیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''یہ عنان (یعنی ابر) ہے، اور یہ ابر زمین کے ''رَوایا'' (آب پاش) ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی طرف ہانکتا ہے جو نہ اس کا شکر ادا کرتے ہیں، نہ اس کو پکارتے ہیں'' پھر ارشاد فرمایا ''جانتے ہو تمہارے اوپر کیا ہے؟'' صحابہ نے جواب دیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تمہارے اوپر ''رقیع'' (آسمان دنیا) ہے جو ایک محفوظ چھت اور نہ گرنے والی موج ہے۔'' پھر ارشاد فرمایا ''جانتے ہو تمہارے اور آسمان کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟'' صحابہ نے جواب دیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تمہارے اور آسمان کے درمیان پانچ سو برس کی مسافت کے بقدر فاصلہ ہے۔'' پھر ارشاد فرمایا ''جانتے ہو آسمان دنیا کے اوپر کیا ہے؟'' صحابہ نے جواب دیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اس آسمان کے بعد پھر اوپر نیچے دو آسمان ہیں اور ان دونوں آسمانوں کے درمیان بھی پانچ سو سال کی مسافت ہے۔'' اسی طرح آپ فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ نے سات آسمان شمار فرمائے، اور بتایا کہ ان میں سے ہر آسمان سے دوسرے آسمان تک کا فاصلہ اتنا ہے جتنا زمین اور آسمان کے درمیان ہے (یعنی پانچ سو (۵۰۰) سال کی مسافت کے بقدر) اس کے بعد ارشاد فرمایا ''جانتے ہو، پھر اس (آخری آسمان) کے اوپر کیا ہے؟'' صحابہ نے جواب دیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اس ساتویں اور آخری آسمان کے اوپر عرش ہے، اور اس عرش اور اس سے نیچے والے آسمان

کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا دو آسمانوں کے درمیان ہے۔‘‘

پھر ارشاد فرمایا ’’جانتے ہو تمہارے نیچے کیا چیز ہے؟‘‘ صحابہ نے جواب دیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ’’زمین ہے۔‘‘ پھر ارشاد فرمایا ’’جانتے ہو اس کے نیچے کیا ہے؟‘‘ صحابہ نے جواب دیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ’’اس کے نیچے ایک اور زمین ہے، اور ان دونوں زمینوں کے درمیان پانچ سو (۵۰۰) سال کی مسافت (کے بقدر فاصلہ) ہے۔‘‘ اس طرح آپ ﷺ نے سات (۷) زمینیں گنائیں، اور بتایا کہ ان میں سے ہر زمین سے دوسری زمین تک کا درمیانی فاصلہ پانچ سو (۵۰۰) سال کی مسافت کے بقدر ہے۔ پھر ارشاد فرمایا ’’قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد کی جان ہے! اگر تم سب سے نیچے والی زمین پر رسی لٹکاؤ تو اللہ تعالیٰ پر ہی جا پڑے گی۔‘‘ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے (اپنے اس ارشاد کی دلیل کے طور پر) یہ آیت پڑھی ﴿هُوَالْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ یعنی وہی اللہ اول ہے، اور آخر ہے، اور (اپنی صفات کے اعتبار سے) ظاہر ہے، اور (اپنی ذات کے اعتبار سے) پوشیدہ ہے، اور ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے‘‘ (احمد، ترمذی)

اور امام ترمذی نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا آیت مذکورہ پڑھنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ’’رسی کے اللہ پر جا پڑنے‘‘ سے اللہ کے علم و قدرت اور اس کے تصرف و غلبہ پر جا پڑنا مراد ہے، اور اللہ کا علم، اور اس کی قدرت، اور اس کا تصرف و غلبہ ہر جگہ ہے (یعنی ان صفات کے آثار ہر جگہ ہیں، ورنہ یہ صفاتِ حق بھی مکانی نہیں ہیں) اور اللہ تعالیٰ عرش پر ہے جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اپنا وصف بیان فرمایا ہے ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾

حضرت آدم علیہ السلام کا قد

(۱۷۷۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''حضرت آدم علیہ السلام کا قد ساٹھ (۶۰) ہاتھ لمبا اور سات (۷) ہاتھ چوڑا تھا۔'' (احمد)

رسولوں اور نبیوں کی تعداد

(۱۷۷۶) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! سب سے پہلے نبی کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''حضرت آدم علیہ السلام'' میں نے پھر پوچھا: کیا حضرت آدم علیہ السلام نبی تھے؟ ارشاد فرمایا ''ہاں! وہ نبی تھے، جن پر اللہ کا کلام اور صحیفے اترے تھے'' اس کے بعد میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! انبیاء میں رسول کتنے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تین سو دس (۳۱۰) سے کچھ زیادہ جو کافی بڑی تعداد ہے۔''

اور ایک روایت میں جو حضرت ابوامامہ (تابعی) سے منقول ہے، یہ الفاظ ہیں کہ حضرت ابوذر نے کہا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! تمام انبیاء کی کل تعداد (خواہ رسول ہوں یا غیر رسول) کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ایک لاکھ چوبیس ہزار، ان میں سے رسول تین سو پندرہ ہیں، جو کافی بڑی تعداد ہے۔'' (احمد)

کسی چیز کی خبر اس کو دیکھنے کے مانند نہیں ہوسکتی

(۱۷۷۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''کسی چیز کی خبر اس کو دیکھنے کے مانند نہیں ہوسکتی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قوم کے اس عمل کے بارے میں خبر دی جو انہوں نے گوسالہ پرستی کی صورت میں کیا تھا تو انہوں نے (تورات کی) تختیوں کو نہیں ڈالا لیکن جب وہ اپنی

قوم میں واپس آئے اور اپنی آنکھوں سے قوم کے اس عمل کو دیکھا تو (اس درجہ غضبناک ہو گئے کہ) تختیوں کو ڈال دیا اور وہ ٹوٹ گئیں۔" (احمد)

فضائل سید المرسلین ﷺ

(فصل اول)

حضور ﷺ کی خاندانی شرافت

(۱۷۷۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "میں بنی آدم کے بہترین طبقوں سے بھیجا گیا ہوں (یعنی پیدا کیا گیا ہوں) میں ایک قرن سے دوسرے قرن کی طرف منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ میں موجودہ قرن سے پیدا ہوا" (بخاری)

(۱۷۷۹) حضرت وَاثِلَه بن اَسْقَعْ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ "اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو چنا، اور کنانہ کی اولاد میں سے قریش کو چنا، اور قریش کی اولاد میں سے بنی ہاشم کو چنا اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو چنا" (مسلم) ـــــ اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اسماعیل علیہ السلام کو چنا، اور اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے بنو کنانہ کو چنا الخ۔

آنحضرت ﷺ کے خصوصی فضائل

(۱۷۸۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "قیامت کے دن میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں گا، اور سب سے پہلے قبر سے میں ہی

اٹھوں گا، نیز سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی۔" (مسلم)

(۱۷۸۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "قیامت کے دن پیغمبروں میں سے جس پیغمبر کے ماننے والوں کی تعداد سب سے زیادہ ہوگی وہ میں ہوں گا، اور جنت کا دروازہ سب سے پہلے جو شخص کھٹکھٹائے گا (یعنی کھلوائے گا) وہ بھی میں ہی ہوں گا" (مسلم)

(۱۷۸۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میں قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آؤں گا اور اس کو کھلواؤں گا تو جنت کا نگہبان پوچھے گا: تم کون ہو؟ میں کہوں گا: محمد ہوں۔ تب نگہبان کہے گا: مجھ کو حکم دیا گیا تھا کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے دروازہ نہ کھولوں۔" (مسلم)

(۱۷۸۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جنت میں سب سے پہلے سفارش کرنے والا میں ہوں گا، اور انبیاء میں سے جتنی تصدیق میری کی گئی ہے، اتنی کسی نبی کی نہیں کی گئی (یعنی میری نبوت و رسالت کی تصدیق کرنے والوں اور مجھ پر ایمان لانے والوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے) اور انبیاء میں سے ایک نبی ایسے بھی گزرے ہیں جن کی تصدیق صرف ایک مرد نے کی ہے۔" (مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم قصر نبوت کی آخری اینٹ ہیں

(۱۷۸۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میرا اور دوسرے انبیاء کا حال اس محل جیسا ہے جس کی عمارت نہایت شاندار ہے لیکن اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہے، پھر دیکھنے والے جب اس کے گرد گھومتے ہیں تو عمارت کی شان و شوکت اور اس کی خوشنمائی دیکھ کر تعجب کرتے ہیں، مگر

اس اینٹ کی جگہ کو دیکھ کر حیرت میں پڑ جاتے ہیں، پس میں اینٹ کی جگہ کو پُر کرنے والا ہوں، میرے ذریعہ قصر نبوت کی تکمیل ہوگئی، اور میری ذات پر پیغمبروں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ——— اور ایک روایت میں یوں ہے کہ میں (قصر نبوت کی آخری اینٹ ہوں، اور میں نبیوں (کے سلسلہ) کو ختم کرنے والا ہوں۔" (بخاری و مسلم)

سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے

(۱۷۸۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "انبیاء میں سے ہر نبی کو معجزات میں سے ایسے معجزات دیئے گئے جن کو دیکھ کر اس زمانہ کے لوگ ایمان لا سکیں (یعنی میرے سوا تمام انبیاء کے معجزات ان کے زمانہ تک خاص تھے) اور جو معجزہ مجھ کو ملا وہ خدا کی وحی ہے، جو اس نے میری طرف بھیجی (اور جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے) اس کی بناء پر مجھے یقین ہے کہ قیامت کے دن میرے ماننے والوں کی تعداد تمام انبیاء کے ماننے والوں سے زیادہ ہوگی۔" (بخاری و مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چند خصوصیات

(۱۷۸۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں عطا کی گئیں (۱) میری ایسے رعب کے ذریعہ مدد کی گئی ہے جو ایک ماہ کی مسافت تک اثر انداز ہوتا ہے (۲) ساری زمین کو میرے لیے مسجد اور "پاک کرنے والی" بنا دیا گیا، چنانچہ میری امت کا ہر (وہ) شخص (جس پر نماز واجب ہو) جہاں نماز کا وقت پائے (اگر پانی نہ ہو تو تیمم کر کے) نماز پڑھ لے (۳) میرے لیے مالِ غنیمت کو حلال کر دیا گیا، اور مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں کیا گیا (۴) مجھے شفاعت عظمٰی عامہ سے نوازا گیا (۵) اور مجھ سے پہلے ہر نبی کو خاص طور پر اپنی ہی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا، جب کہ مجھ کو

روئے زمین کے تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا'' (بخاری ومسلم)

(۱۷۸۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''مجھے چھ (۶) چیزوں کے ذریعہ دوسرے انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے (۱) مجھے جامع کلمات سے نوازا گیا (۲) رعب کے ذریعہ میری نصرت ومدد کی گئی (۳) مالِ غنیمت میرے لیے حلال کیا گیا (۴) ساری زمین کو میرے لیے مسجد اور پاک کرنے والی بنادیا گیا (۵) ساری مخلوق کی طرف مجھے نبی بنا کر بھیجا گیا (۶) اور نبیوں کا سلسلہ مجھ پر ختم کیا گیا۔'' (مسلم)

(۱۷۸۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''مجھے جامع کلمات کے ساتھ بھیجا گیا ہے، رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے، اور (ایک دن) جب کہ میں سویا ہوا تھا، میں نے خواب میں دیکھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں مجھے دینے کے لیے لائی گئیں، اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔'' (بخاری ومسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی امت پر اللہ کی عنایات

(۱۷۸۹) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے میرے لیے روئے زمین کو سمیٹا (یعنی اس کو سمیٹ کر ایک ہتھیلی کے برابر کردیا پھر مجھے دکھایا) چنانچہ میں نے روئے زمین کو مشرق سے لے کر مغرب تک دیکھا، اور میری امت عنقریب روئے زمین کے ان تمام علاقوں کی بادشاہت سے سرفراز ہوگی، جو سمیٹ کر مجھ کو دکھائے گئے ہیں، اور مجھ کو سرخ اور سفید دو خزانے (یعنی کسریٰ اور قیصر کے خزانے) عطا کیے گئے ہیں۔ نیز میں نے اپنے پروردگار سے التجا کی کہ میری امت کو عام قحط کے ذریعہ ہلاک نہ فرمائے، اور میری امت پر مسلمانوں کے علاوہ کسی (غیر مسلم دشمن) کو مسلط نہ کرے جو ان کے بود و باش کی جگہ پر قبضہ

کرلے، چنانچہ میرے رب نے ارشاد فرمایا، اے محمد! میں جب کسی بات کا فیصلہ کر لیتا ہوں تو وہ بدلا نہیں جاتا، پس میں تمہاری امت کے حق میں تمہیں اپنا یہ عہد و فیصلہ دیتا ہوں کہ مسلمانوں کو نہ تو عام قحط میں ہلاک کروں گا، اور نہ خود ان کے علاوہ اور کوئی دشمن ان پر مسلط کروں گا جو ان کے بود و باش کی جگہ پر قبضہ کر لے، اگر چہ ان (مسلمانوں) پر تمام روئے زمین کے غیر مسلم دشمن جمع ہو کر حملہ آور ہوں، البتہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کو ضرور قتل کریں گے، اور ایک دوسرے کو قید بھی کریں گے۔'' (مسلم)

حضور ﷺ کی تین دعائیں

(۱۷۹۰) حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا ﷺ (انصار کے ایک قبیلہ) بنی معاویہ کی مسجد کے قریب سے گذرے تو مسجد میں تشریف لائے، اور وہاں دو (۲) رکعت نماز پڑھی، اس نماز میں آپ کے ساتھ ہم بھی شریک ہوئے، (نماز کے بعد) آپ ﷺ نے اپنے پروردگار سے بڑی طویل دعا مانگی (یعنی بہت دیر تک دعا میں مصروف رہے) پھر جب نماز و دعا سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا ''میں نے (آج اپنی دعا میں) اپنے پروردگار سے تین چیزیں مانگی تھیں، ان میں سے دو چیزیں تو مجھے عطا فرما دی گئیں اور ایک چیز سے منع کر دیا گیا، ایک درخواست میں نے یہ کی تھی کہ میری امت کو عام قحط کے ذریعہ ہلاک نہ کیا جائے، یہ درخواست قبول ہوئی، دوسری درخواست میں نے یہ کی تھی کہ میری امت کو پانی میں غرق کر کے ہلاک نہ کیا جائے (یعنی جس طرح فرعون کی قوم دریائے شور میں غرق کر کے ہلاک کر دی گئی، یا نوح علیہ السلام کی قوم پانی کے طوفان میں مبتلا کر کے نیست و نابود کر دی گئی، اس طرح میری پوری امت کو پانی میں ڈبو کر ہلاک نہ کیا جائے) اور میری یہ درخواست بھی قبول فرمالی گئی، تیسری درخواست یہ تھی کہ میری امت کے لوگ آپس میں دست و گریباں نہ ہوں (یعنی مسلمان، مسلمان سے برسر

پیکار نہ ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کے خلاف محاذ آرائی نہ کریں) لیکن میری یہ درخواست قبول نہیں ہوئی"۔ (مسلم)

حضور ﷺ کے وہ اوصاف جو تورات میں ہیں

(۱۷۹۱) حضرت عطاء بن یسار (مشہور جلیل القدر تابعی) فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے ملا، تو ان سے عرض کیا: تورات میں رسول خدا ﷺ کی جن صفات وخصوصیات کا ذکر ہے ان کے بارے میں مجھے کچھ بتایئے! حضرت عبداللہ نے فرمایا: ضرور بتاؤں گا، خدا کی قسم! تورات میں آنحضرت ﷺ کی ان بعض صفات وخصوصیات کا ذکر ہے جو قرآن کریم میں مذکور ہیں، (اور وہ یہ ہیں) اے نبی، ہم نے تمہیں اہل ایمان کے احوال کا شاہد، اجر وانعام کی خوشخبری دینے والا، عذاب وعتاب سے ڈرانے والا اور امیوں کو پناہ دینے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اے محمد! تم میرے بندے، اور میرے رسول ہو، میں نے تمہارا نام متوکل رکھا ہے، نہ تم بدخو ہو، نہ سخت گو اور سخت دل ہو، اور نہ بازاروں میں شور وغل مچانے والے ہو، اور وہ (محمد ﷺ) برائی کو برائی سے دور نہیں کریں گے (یعنی وہ اپنے ساتھ برائی کرنے والے سے انتقام نہیں لیں گے اور اس کو سزا نہیں دیں گے) بلکہ درگذر کریں گے اور (احسان پر احسان یہ کریں گے کہ) برائی کرنے والے کے لیے دعائے مغفرت کریں گے، اور اللہ تعالیٰ ان (محمد ﷺ) کی روح کو اس وقت تک قبض نہ کرے گا جب تک ان کے ذریعہ کج رو اور گمراہ قوم کو راہِ راست پر نہ لے آئے اس طرح کہ قوم کے لوگ اعتراف واقرار کریں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اس وقت تک ان کی روح قبض نہیں کی جائے گی جب تک اللہ تعالیٰ کلمہ طیبہ (لا اِلٰہ اِلّا اللہ) کے ذریعہ اندھی آنکھوں، بہرے کانوں اور بے حس دلوں کو درست نہ کر دے۔ (بخاری)

(فصل دوم)

حضور ﷺ کی تین التجائیں

(۱۷۹۲) حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی اور اس کو کافی طویل کیا، صحابہ نے (نماز سے فراغت کے بعد) عرض کیا: یا رسول اللہ! آج تو آپ نے ایسی طویل نماز پڑھی کہ کبھی اتنی طویل نماز نہیں پڑھتے تھے؟! ارشاد فرمایا ''ہاں! یہ نماز امید و خواہش اور خوف و ڈر کی نماز تھی (یعنی اس نماز کے دوران اللہ تعالیٰ سے کچھ دعائیں مانگ رہا تھا اور جہاں ان دعاؤں کی قبولیت کی امید تھی وہیں عدم قبولیت کا خوف بھی تھا اس لیے میں بہت زیادہ خشوع و خضوع اور عرض والتجا میں مصروف رہا جس سے پوری نماز بہت طویل ہوگئی) اور میں نے نماز میں اللہ تعالیٰ سے تین باتوں کی التجا کی، ان میں سے دو مجھ کو عطا کر دی گئیں اور ایک سے انکار کر دیا گیا، میں نے اللہ تعالیٰ سے ایک التجا تو یہ کی تھی کہ وہ میری امت کو عام قحط (یا اسی طرح کی کسی بھی ایسی آفت و بلا) میں مبتلا نہ کرے جس سے (پوری) امت ہلاک و تباہ ہو جائے، میری یہ التجا پوری ہوئی، دوسری التجا یہ تھی کہ مسلمانوں پر کوئی (ایسا) غیر مسلم دشمن مسلط نہ کیا جائے (جو انہیں نیست و نابود کر دے) میری یہ التجا بھی پوری ہوئی، اور میں نے تیسری التجا یہ کی تھی کہ مسلمان آپس میں جنگ و جدال نہ کریں، لیکن میری یہ التجا قبول نہیں ہوئی'' (ترمذی و نسائی)

مسلمانوں کی تین چیزوں سے حفاظت

(۱۷۹۳) حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے تمھیں تین چیزوں سے محفوظ رکھا ہے، ایک تو یہ کہ تمہارا نبی

تمہارے لئے بددعا نہیں کرے گا کہ تم ہلاک ہو جاؤ، دوسرے یہ کہ باطل و گمراہ لوگ اہل حق پر غالب نہیں ہوں گے، تیسرے یہ کہ تم سب گمراہی پر جمع نہیں ہوگے۔“ (ابوداؤد)

مسلمانوں پر بیک وقت دو تلواریں مسلط نہیں کی جائیں گی

(۱۷۹۴) حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ اس امت پر دو تلواروں کو اکٹھا نہیں کرے گا، ایک تلوار تو خود مسلمانوں کی، اور دوسری تلوار ان کے دشمنوں کی۔“ (ابوداؤد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبی اور خاندانی عظمت

(۱۷۹۵) حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے (ایک دن) کفار کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہرزہ سرائی کرتے سنا تو (افسوس اور غصے میں بھرے ہوئے) آپ کی خدمت میں آئے (اور بتایا کہ کفار یہ بکواس کر رہے ہیں کہ اللہ میاں کو مکہ ہی کے کسی شخص کو اپنا نبی اور رسول بنانا تھا تو اس شہر کے بڑے بڑے صاحب دولت و ثروت اور اونچے درجے کے سرداروں کو چھوڑ کر محمد کا انتخاب کیوں کرتا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (نے یہ سنا تو واضح کرنے کے لیے کہ نسبی اور خاندانی عظمت و عزت کے اعتبار سے آپ کی شان کیا ہے) منبر پر کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا: ”تم لوگ جانتے ہو میں کون ہوں؟“ صحابہ نے عرض کیا: آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”(ہاں میں اللہ کا رسول ہوں، لیکن میری نسبی اور خاندانی عظمت کیا ہے، اس کو جاننے کے لیے سنو) میں عبداللہ بن عبدالمطلب کا بیٹا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں (اور عبدالمطلب وہ ہستی ہے جو عرب میں نہایت بزرگ و معزز، بڑے شریف و پاکباز اور انتہائی مشہور و معروف تھے) حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق (یعنی جنات و

انسان) کو پیدا کیا تو مجھے اس مخلوق میں سے بہترین مخلوق (یعنی نوعِ انسانی) میں رکھا، پھر اس بہترین مخلوق (یعنی نوعِ انسانی) کے اللہ تعالیٰ نے دو طبقے کیے (ایک عرب دوسرا عجم) اور مجھے ان دونوں طبقوں میں سے بہتر طبقہ (یعنی عرب) میں رکھا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس بہترین طبقہ (یعنی عرب) کو مختلف قبیلوں میں تقسیم کیا، اور مجھے ان قبائل میں سے بہترین قبیلہ (یعنی قریش) میں رکھا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس بہترین قبیلہ (قریش) کے مختلف گھرانے بنائے اور مجھے ان گھرانوں میں سے بہترین گھرانے (یعنی بنو ہاشم) میں رکھا، پس میں ان (تمام انسانوں اور عربوں) میں ذات وحسب کے اعتبار سے بھی سب سے بہتر و اعلیٰ ہوں اور خاندان و گھرانے کے اعتبار سے بھی سب سے اونچا ہوں'' (ترمذی)

عالم بالا میں حضور ﷺ کی نبوت کا ظہور کب ہوا؟

(۱۷۹۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) صحابہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! نبوت کے لیے آپ کس وقت نامزد ہوئے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اس وقت جب کہ آدم علیہ السلام روح اور بدن کے درمیان تھے۔'' (ترمذی)

دنیا میں حضور ﷺ کی نبوت کا ظہور کب اور کیسے ہوا؟

(۱۷۹۷) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''میں اللہ تعالیٰ کے یہاں اس وقت سے خاتم النبیین لکھا ہوا ہوں جب آدم علیہ السلام اپنی گندھی ہوئی مٹی میں پڑے تھے۔ اور میں تمہیں بتلاتا ہوں (کہ دنیا میں) میرا پہلا ظہور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہے اور میری ماں کا خواب ہے جو انہوں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا، بے شک میری ماں کے سامنے ایک نور ظاہر ہوا تھا جس کی وجہ سے ان

پر شام کے محلات روشن ہو گئے۔" (بغوی)

حضور ﷺ کے چند اہم فضائل

(۱۷۹۸) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "قیامت کے دن میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں گا، اور میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا (بلکہ اظہار حقیقت اور شکرِ نعمت کے لیے کہتا ہوں) حمد کا پرچم میرے ہاتھ میں ہوگا، اور میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا، اس دن کوئی بھی نبی خواہ وہ آدم ہوں، یا کوئی اور، ایسا نہیں ہوگا جو میرے پرچم کے نیچے نہیں آئے گا، اور (قیامت کے دن) سب سے پہلے قبر سے میں ہی اٹھوں گا، اور میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا۔" (ترمذی)

حضور ﷺ اور دیگر انبیاء کے خصوصی فضائل

(۱۷۹۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا ﷺ کے کچھ صحابی (مسجد نبوی میں) بیٹھے ہوئے آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ آنحضرت ﷺ اپنے حجرہ سے نکلے اور جب ان کے قریب پہنچے تو ان کی باتیں سنیں، آپ نے ایک صحابی کو یہ فرماتے ہوئے سنا، کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا، دوسرے صحابی نے کہا: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے شرف تکلم سے نوازا، ایک اور صحابی نے کہا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں، ایک صحابی نے یہ کہا: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو برگزیدہ کیا، بہرحال (صحابہ اپنی باتوں کے دوران نبیوں کے خصوصی اوصاف کا تعجب کے ساتھ ذکر کر رہے تھے کہ) رسول خدا ﷺ ان کی مجلس تک پہنچ گئے اور ارشاد فرمایا: "میں نے تمہاری باتیں سن لی ہیں، تمہیں تعجب ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا کے خلیل یعنی دوست ہیں، تو بے شک ان کی یہی شان ہے (تمہیں تعجب ہے کہ) حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا کے ہم راز و ہم سخن

ہیں، تو بیشک ان کی یہی شان ہے، (تمہیں تعجب ہے کہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کا کلمہ اور اس کی روح ہیں، تو بیشک ان کی بھی یہی شان ہے، (تمہیں تعجب ہے کہ) حضرت آدم علیہ السلام کو خدا نے برگزیدہ کیا، تو بیشک ایسا ہی ہے اور ان کی یہی شان ہے۔ لیکن تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں خدا کا حبیب ہوں اور میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا (بلکہ اظہار نعمت اور شکر نعمت کے لیے کہتا ہوں) قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت کرنے والا میں ہوں گا، سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی، اور میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا، جنت کا دروازہ کھٹکھٹانے والوں میں سب سے پہلا شخص میں ہی ہوں گا، چنانچہ اللہ تعالیٰ جنت کا دروازہ میرے لیے کھول دے گا، اور (سب سے پہلے) مجھے جنت میں داخل کرے گا، اس وقت میرے ساتھ مومن فقراء ہوں گے اور میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا، اور میں اللہ کے نزدیک تمام اگلوں اور پچھلوں میں بزرگ ترین ہوں، اور میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا" (ترمذی، دارمی)

(۱۸۰۰) حضرت عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" (دنیا میں ظہور وجود کے اعتبار سے) ہم آخر میں ہیں لیکن قیامت کے دن (جنت میں داخل ہونے کے اعتبار سے) ہم اول ہوں گے، اور میں تم سے ایک بات کہتا ہوں اور اس بات کے کہنے سے اظہارِ فخر مقصود نہیں ہے (بلکہ حقیقت کا اظہار مقصود ہے) اور وہ یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام خدا کے خلیل ہیں، موسیٰ علیہ السلام خدا کے برگزیدہ ہیں، اور میں خدا کا حبیب ہوں، اور قیامت کے دن (مقامِ محمود میں) حمد کا پرچم میرے پاس ہوگا (جو میرے احمد اور محمد ہونے کی علامت ہوگا) نیز اللہ تعالیٰ نے مجھ سے میری امت کے حق میں (خیر کثیر کا) وعدہ فرمایا ہے، اور تین (۳) چیزوں سے ان کو پناہ دی ہے، ایک تو یہ کہ وہ سارے مسلمانوں کو عام قحط میں ہلاک نہیں کرے گا، دوسرے یہ کہ کوئی دشمن ان کا استیصال نہ کر سکے گا، اور تیسرے یہ کہ تمام مسلمانوں کو گمراہی پر اکٹھا نہیں فرمائے گا (یعنی سب مسلمان ایسے حکم پر اتفاق نہیں کریں گے جو

گمراہی کا باعث ہو'' (دارمی)

قیامت کے دن ظاہر ہونے والے حضور ﷺ کے فضائل

(۱۸۰۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا '' (قیامت کے دن) میں تمام نبیوں اور رسولوں کا قائد ہوں گا، اور میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا، میں انبیاء کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں، اور میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا، شفاعت کرنے والا سب سے پہلا شخص میں ہوں گا، اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول ہوگی، اور میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا۔'' (دارمی)

(۱۸۰۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا '' (قیامت کے دن) جب لوگوں کو دوبارہ زندہ کرکے اٹھایا جائے گا تو سب سے پہلے قبر میں سے مَیں نکلوں گا، جب لوگ بارگاہِ خداوندی میں پیش ہوں گے تو ان کی قیادت میں کروں گا، جب تمام لوگ خاموش ہوں گے تو میں ہی سب کی ترجمانی کروں گا، اور جب لوگوں کو موقف میں روک دیا جائے گا تو ان کی (خلاصی کے لیے) شفاعت و سفارش مَیں کروں گا، جب لوگوں پر ناامیدی اور مایوسی چھائی ہوگی تو (اہل ایمان کو) مغفرت و رحمت کی بشارت دینے والا میں ہوں گا، اس دن شرف و کرامت اور جنت کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی، اس دن حمد کا پرچم میرے ہاتھ میں ہوگا، اس دن پروردگار کے نزدیک آدم کے بیٹوں میں سب سے بزرگ میری ہی ذات ہوگی، میرے آگے پیچھے ایک ہزار (۱۰۰۰) خادم پھرتے ہوں گے گویا وہ چھپے ہوئے انڈے یا بکھرے ہوئے موتی ہیں۔'' (ترمذی)

(۱۸۰۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا '' پھر (قیامت کے دن) مجھے جنت کے جوڑوں میں سے ایک جوڑا پہنایا جائے گا، پھر میں عرش کے دائیں جانب کھڑا ہوں گا، جہاں میرے سوا مخلوق میں

سے کوئی اور کھڑا نہیں ہوگا۔" اور جامع الاصول کی روایت میں، جو حضرت ابو ہریرہ ہی سے منقول ہے، یوں ہے کہ (آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا) "سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی اور میں باہر آؤں گا، پھر مجھے ایک جنتی جوڑا پہنایا جائے گا۔"

(۱۸۰۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا "(مسلمانو!) میرے لئے اللہ تعالیٰ سے "وسیلہ" مانگا کرو۔ صحابہ نے (یہ سن کر) عرض کیا: یارسول اللہ! یہ "وسیلہ" کیا چیز ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا "جنت کے سب سے بڑے درجہ کا نام ہے، جو صرف ایک شخص کو ملے گا، اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ شخص میں ہوں گا" (ترمذی)

(۱۸۰۵) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا "جب قیامت کا دن ہوگا تو میں تمام انبیاء کا امام و پیشوا ہوں گا (جب ان میں سے کوئی بھی بولنے پر قادر نہیں ہوگا تو) میں ان کی ترجمانی کروں گا، اور سب کی شفاعت کروں گا، اور میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا۔" (ترمذی)

حضور ﷺ کے رفیق وولی

(۱۸۰۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "ہر نبی کے لیے نبیوں میں سے ایک رفیق وولی ہوتا ہے، اور میرے رفیق و ولی میرے باپ اور پروردگار کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔" اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے (دلیل کے طور پر) یہ آیت پڑھی ﴿اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرٰھِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ وَھٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاللہُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ ترجمہ: بلاشبہ سب آدمیوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ زیادہ خصوصیت رکھنے والے وہ لوگ ہیں جنھوں نے (ان کے زمانہ میں) ان کا اتباع کیا تھا اور یہ نبی (محمد ﷺ) ہیں، اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے، اور اللہ تعالیٰ حامی وکارساز ہیں ایمان والوں کے۔" (ترمذی)

آنحضرت ﷺ کی بعثت کا مقصد

(۱۸۰۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ اچھے اخلاق کی تکمیل کروں اور اچھے کاموں کو پورا کروں۔'' (بغوی)

آپ کے اور آپ کی امت کے وہ اوصاف جو تورات میں ہیں

(۱۸۰۸) حضرت کعب احبار (جو ایک جلیل القدر تابعی ہیں اور مسلمان ہونے سے پہلے زبردست یہودی عالم تھے) تورات کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے (تورات میں) یہ لکھا ہوا پایا ہے کہ ''محمد ﷺ اللہ کے رسول اور اس کے برگزیدہ بندے ہیں، وہ نہ درشت خو ہیں، نہ سخت گو، نہ بازاروں میں شور مچانے والے ہیں، اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے لینے والے بلکہ معاف کر دینے والے اور بخش دینے والے ہیں، ان کی پیدائش کی جگہ مکہ ہے، ان کی ہجرت کی جگہ طیبہ (یعنی مدینہ) اور ان کی حکومت کی جگہ ملک شام ہے، ان کی امت خدا کی بہت زیادہ حمد و تعریف اور شکر کرنے والی ہوگی، جو ہر حالت میں کیا غمی، کیا خوشی اور کیا فراخی، کیا تنگی، خدا کی حمد وثنا اور شکر کرے گی، وہ لوگ جہاں بھی اتریں گے یا ٹھہریں گے، خدا کی حمد کریں گے، اور جہاں بھی چڑھیں گے خدا کی بڑائی بیان کریں گے (یعنی جب اونچی جگہ پر چڑھیں گے تو اللہ اکبر کہیں گے) اور سورج کی نگہبانی کریں گے، جب نماز کا وقت ہوگا نماز پڑھیں گے، اپنی کمر پر ازار باندھیں گے (یعنی ستر پوشی کا بہت خیال رکھیں گے) جسم کے اطراف کو دھوئیں گے (یعنی ہاتھ، پاؤں اور منہ دھوئیں گے اور وضو کریں گے) ان کا منادی زمین و آسمان کے درمیان منادی کرے گا (یعنی موذن کسی بلند جگہ جیسے منارہ وغیرہ پر کھڑا ہو کر اذان دیا کرے گا) جنگ میں اور نماز میں ان کی صف یکساں ہوگی

(یعنی وہ دشمنانِ اسلام کے خلاف میدانِ جنگ میں بھی صف بندی کے اصول و قواعد کی پابندی کریں گے اور باجماعت نماز ادا کرنے کے لئے بھی اپنی صفیں استوار کریں گے) رات میں (اپنے نفس اور شیطان کی سرکوبی کے لئے عبادت کے وقت) ان کی آواز پست ہوگی (یعنی تسبیح و تہلیل اور ذکر و تلاوت ہلکی آواز سے کیا کریں گے) جیسے شہد کی مکھی کی آواز ہوتی ہے'' (دارمی)

حضرت عیسیٰ حضور ﷺ کے پہلو میں دفن کئے جائیں گے

(۱۸۰۹) حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تورات میں حضرت محمد ﷺ کے اوصاف کا ذکر ہے اور یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم آپ کے پہلو میں دفن کئے جائیں گے، حضرت ابومودود کا بیان ہے کہ (حضرت عائشہ) کے کمرہ میں (جہاں آنحضرت ﷺ زیرِ زمین آرام فرما ہیں) ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ (ترمذی)

(فصل سوم)

تمام انبیاء اور فرشتوں پر حضور ﷺ کی فضیلت

(۱۸۱۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے (ایک دن اپنی مجلس میں) فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو تمام انبیاء اور فرشتوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ حاضرین مجلس نے (یہ سن کر) سوال کیا: اے ابو عباس! فرشتوں پر آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے کس طور پر فضیلت دی ہے؟ حضرت ابن عباس نے کہا ''اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے تو یوں خطاب فرمایا ہے: ﴿ وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّيْ إِلٰهٌ مِنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴾ فرشتوں میں سے جو

یہ کہے کہ خدا کے سوا میں معبود ہوں تو ہم اس کو جہنم کی سزا دیں گے اور ظالموں کو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں" ـــــ اور محمد ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے ﴿اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ﴾ (بے شک ہم نے آپ کو فتح مبین سے نوازا تا کہ اللہ تعالیٰ تمھارے اگلے پچھلے گناہ بخش دے)

لوگوں نے عرض کیا: (اچھا یہ بتائیے) تمام انبیاء پر آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے کس طور سے فضیلت دی ہے؟ حضرت ابن عباس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے دوسرے انبیاء کی نسبت یوں ارشاد فرمایا ہے: ﴿وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ لِیُبَیِّنَ لَھُمْ فَیُضِلُّ اللّٰہُ مَنْ یَّشَآءُ﴾ (ہم نے ہر نبی کو اس کی قوم کی زبان کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ قوم کے سامنے خدا کے احکام وقوانین بیان کرے، اور اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے) ـــــ جب کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا ہے "﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ﴾ (ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا) پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن اور انسان دونوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔"

(دارمی)

حضور ﷺ کو اپنے نبی ہونے کا علم کیسے ہوا؟

(۱۸۱۱) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے (ایک دن) عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے کیسے جانا کہ آپ نبی ہیں یہاں تک کہ آپ کو اپنی نبوت کا یقین ہو گیا؟ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا "ابوذر! میں بطحائے مکہ میں ایک جگہ تھا کہ میرے پاس دو فرشتے آئے، ان میں سے ایک فرشتہ تو زمین پر اتر آیا اور دوسرا فرشتہ زمین وآسمان کے درمیان رہا، پھر ان میں سے ایک نے (میری طرف اشارہ کر کے) اپنے ساتھی فرشتہ سے پوچھا: کیا یہی وہ شخص ہیں (جن کے بارے میں خدا نے ہمیں بتایا ہے کہ میرا ایک پیغمبر ہے، ان کے پاس جاؤ) اس فرشتہ نے جواب دیا: ہاں یہی وہ

مخص ہیں۔ پھر پہلے فرشتے نے دوسرے فرشتے سے کہا: ان کو (ان کی امت میں سے) ایک آدمی کے ساتھ تول کر دیکھو، چنانچہ مجھے ایک آدمی کے ساتھ تولا گیا اور میں اس آدمی سے بھاری رہا۔ پھر اس فرشتہ نے کہا: اب ان کو دس (۱۰) آدمیوں کے ساتھ تولو، چنانچہ مجھے دس آدمیوں کے ساتھ تولا گیا اور میں ان دس آدمیوں سے بھی بھاری رہا، پھر اس فرشتہ نے کہا: اچھا سو (۱۰۰) آدمیوں کے ساتھ ان کو تولو، چنانچہ مجھے سو (۱۰۰) آدمیوں کے ساتھ تولا گیا۔ اور ان سو (۱۰۰) آدمیوں کے مقابلہ میں بھی میں بھاری رہا، پھر اس فرشتہ نے کہا: اچھا اب ایک ہزار (۱۰۰۰) آدمیوں کے ساتھ ان کو تولو، چنانچہ مجھے ہزار (۱۰۰۰) آدمیوں کے ساتھ تولا گیا، اور میں ان ہزار (۱۰۰۰) آدمیوں کے مقابلہ میں بھی بھاری رہا، گویا میں ان ہزار (۱۰۰۰) آدمیوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ جس پلڑے میں تھے وہ (میرے پلڑے کے مقابلہ میں) اتنا ہلکا تھا (اور اتنا اوپر اٹھ گیا تھا) کہ مجھے لگا جیسے وہ سب کے سب اب میرے اوپر گرے تب گرے۔ اس کے بعد ان دونوں فرشتوں میں سے ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا: اگر تم ان کو ان کی ساری امت کے ساتھ بھی تولو، تو وہ یقیناً ساری امت کے مقابلہ میں بھاری رہیں گے۔'' (دارمی)

حضور ﷺ پر قربانی ہر حالت میں فرض تھی

(۱۸۱۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''مجھ پر (ہر حالت میں) قربانی فرض کی گئی ہے (خواہ میں مالی استطاعت رکھوں یا نہ رکھوں) جب کہ تمہارے اوپر اس طرح فرض نہیں (بلکہ اسی حالت میں فرض ہے جب تم مالی استطاعت رکھو) نیز مجھ کو چاشت کی نماز کا حکم (وجوب کے طور پر) دیا گیا ہے، جب کہ تمہیں نہیں دیا گیا ہے (بلکہ اس نماز کو تمہارے لیے صرف سنت قرار دیا گیا ہے)'' (دارقطنی)

نبی کریم ﷺ کے اسماء واوصاف کا بیان

(فصل اول)

حضور ﷺ کے مختلف نام

(۱۸۱۳) حضرت جُبَیْر بن مُطْعِمْ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ''میرے کئی نام ہیں میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ کفر کو مٹاتا ہے، میں ''حاشر'' ہوں کہ لوگوں کو میرے نقش قدم پر اٹھایا جائے گا، اور میں ''عاقب'' بھی ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔'' (بخاری ومسلم)

(۱۸۱۴) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ ہمارے سامنے اپنے کئی نام بیان فرمایا کرتے تھے، چنانچہ (ایک دن) آپ نے ارشاد فرمایا ''میں ''احمد'' ہوں، میں ''محمد'' ہوں، میں ''مُقَفِّی'' (یعنی تمام پیغمبروں کے پیچھے آنے والا) ہوں، میں حاشر (یعنی قیامت کے دن تمام لوگوں کو جمع کرنے والا) ہوں، میں توبہ کا نبی ہوں، اور میں رحمت کا نبی ہوں۔'' (مسلم)

قریش کی گالیوں اور لعنتوں سے حضور ﷺ کی حفاظت

(۱۸۱۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے (ایک دن صحابہ سے) ارشاد فرمایا: کیا تمہیں اس پر حیرت نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو قریش مکہ کی گالیوں اور لعنتوں سے کس طرح محفوظ رکھا ہے؟ وہ مُذَمَّم کو گالیاں دیتے ہیں، اور

مُذَمَّمْ پر لعنت کرتے ہیں جب کہ میں ''محمد'' ہوں۔ (بخاری)

آنحضرت ﷺ کا حلیہ مبارکہ

(۱۸۱۶) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''رسول خدا ﷺ کے سر اور ڈاڑھی کے اگلے حصہ میں کچھ ہی بال سفید ہوئے تھے، چنانچہ جب آپ بالوں میں تیل لگاتے تو سفیدی ظاہر نہیں ہوتی تھی، اور جب سر مبارک کے بال بکھرے ہوئے ہوتے تو سفیدی جھلکنے لگتی تھی، اور آنحضرت ﷺ کی ڈاڑھی میں بہت زیادہ بال تھے۔'' جب حضرت جابر نے آنحضرت ﷺ کا یہ حلیہ شریف بیان کیا تو ایک شخص نے کہا: آپ کا چہرۂ مبارک (چمک اور دمک میں) تلوار کی طرح تھا۔ حضرت جابر نے کہا: نہیں! بلکہ آفتاب و ماہتاب کی طرح تھا اور گولائی لیے ہوئے تھا، نیز میں نے آپ کی مہر نبوت کو دیکھا جو شانہ کے قریب تھی، اور کبوتر کے انڈے کی طرح (گول) تھی، اس کا رنگ آپ کے جسم مبارک کے رنگ سے مشابہت رکھتا تھا۔ (مسلم)

مہر نبوت کہاں اور کیسی تھی؟

(۱۸۱۷) حضرت عبداللہ بن سَرْجِس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کی زیارت کی، اور آپ کے ساتھ روٹی اور گوشت کھایا، یا انہوں نے یہ کہا کہ ثرید کھایا، پھر میں آپ کی پشت کی طرف آیا اور مہر نبوت کو دیکھا جو آپ کے دونوں شانوں کے درمیان بائیں شانہ کی نرم ہڈی کے پاس تھی، اور مٹھی کے مانند گول تھی، اور اس پر مسوں کے مانند تل تھے۔'' (مسلم)

بچوں پر حضور ﷺ کی شفقت

(۱۸۱۸) حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام خالد فرماتی ہیں کہ (ایک دن) نبی

کریم ﷺ کے پاس (ہدیہ میں) کچھ کپڑے آئے جن میں ایک چھوٹی سی کملی بھی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اُم خالد کو میرے پاس لاؤ" چنانچہ ام خالد کو اٹھا کر آنحضرت ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے وہ کملی اپنے ہاتھ میں لی، اور ام خالد کو اُڑھائی، پھر ام خالد کو یہ دعا دی "اس کپڑے کو پرانا اور بوسیدہ کر، پھر پرانا اور بوسیدہ کر (یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری عمر دراز کرے اور بار بار تمہیں کپڑا استعمال کرنا اور بہت کپڑا پہننا نصیب ہو)" اور اس کملی میں سبز یا زرد نشان تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا "اُم خالد! یہ کپڑا سَناہ ہے، اور سَناہ، حبشی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی عمدہ اور بہترین کے ہیں۔ اُم خالد فرماتی ہیں کہ پھر میں (آنحضرت ﷺ کی پشت مبارک کی طرف) گئی اور (بچپن کی ناسمجھی کی بنا پر) مہر نبوت سے کھیلنے لگی، میرے باپ نے (یہ دیکھا تو) مجھے ڈانٹنے اور منع کرنے لگے، رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "اس کو کھیلنے دو، منع نہ کرو۔" (بخاری)

آنحضرت ﷺ کا سراپا

(۱۸۱۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نہ بہت لمبے تھے، نہ پستہ قد تھے، اور آپ کا رنگ نہ بالکل سفید تھا، نہ بالکل گندمی، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس وقت مبعوث فرمایا (یعنی منصب رسالت پر فائز کیا) جب آپ کی عمر پورے چالیس سال کی ہوگئی، پھر آپ نے دس (۱۰) سال مکہ میں قیام فرمایا اور دس (۱۰) سال مدینہ میں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ساٹھ سال کی عمر میں وفات دی، اس وقت آپ کے سر مبارک اور ڈاڑھی میں بیس (۲۰) بال بھی سفید نہیں تھے" اور ایک روایت میں حضرت انس نے نبی کریم ﷺ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے یہ کہا کہ "آنحضرت ﷺ لوگوں میں میانہ قد تھے، نہ لانبے تھے نہ ٹھگنے، آپ کا رنگ نہایت صاف اور چمکدار تھا۔" حضرت انس نے یہ بھی بیان کیا کہ "آپ کے سر کے بال

آدھے کانوں تک تھے۔'' اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ (آپ کے سر کے بال) کانوں اور شانوں کے درمیان میں تھے۔ (بخاری ومسلم)

اور بخاری کی ایک روایت میں یوں ہے کہ آنحضرت ﷺ کا سر مبارک بڑا تھا اور پاؤں پُر گوشت تھے، میں نے آپ جیسا (خوبصورت انسان) نہ تو آپ سے پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد دیکھا، اور آپ کی ہتھیلیاں فراخ تھیں، اور بخاری کی دوسری روایت میں یوں ہے کہ آپ کے دونوں قدم اور ہتھیلیاں گداز اور پُر گوشت تھیں۔

(۱۸۲۰) حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ میانہ قد تھے، اور آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان کشادگی تھی، (جس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ کا سینہ مبارک چوڑا تھا) آپ کے سر کے بال کانوں کی لَو تک تھے، اور میں نے (ایک دن) آپ کو سرخ لباس میں دیکھا، پس میں نے آنحضرت ﷺ سے زیادہ حسین کوئی چیز نہیں دیکھی۔ (بخاری ومسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ حضرت براء نے کہا ''میں نے کوئی بالوں والا آدمی سرخ لباس میں رسول خدا ﷺ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا، آپ کے سر کے بال مونڈھوں تک تھے۔ آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان کشادگی تھی، اور آپ کا قد نہ بہت لمبا تھا اور نہ ٹھگنا۔

(۱۸۲۱) حضرت سِمَاک بن حَرْب حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: رسول خدا ﷺ کشادہ دہن تھے، آپ کی آنکھوں میں سرخی ملی ہوئی تھی اور ایڑیاں کم گوشت تھیں (راوی فرماتے ہیں کہ) حضرت سماک سے پوچھا گیا کہ ''ضَلِیْعُ الْفَمِ'' سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے کہا: بڑے منہ والا! ان سے پوچھا گیا کہ ''اَشْکَلُ الْعَیْنَیْنِ'' کے کیا معنی ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: دائرہ چشم کا بڑا ہونا! پھر ان سے پوچھا گیا کہ ''مَنْھُوْشُ الْعَقِبَیْنِ'' کے کیا معنی ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: وہ ایڑیاں جن پر گوشت کم ہو۔'' (مسلم)

(۱۸۲۲) حضرت ابُو طُفَیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، آپ سفید نمکین تھے (یعنی خالص سفید نہ تھے بلکہ سفید سرخی مائل تھے) نیز آپ (جسم وقد اور دیگر اوصاف میں) متوسط، اور معتدل تھے۔ (مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب نہیں کیا

(۱۸۲۳) حضرت ثابت فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر اتنی کہاں ہوئی تھی کہ خضاب استعمال فرماتے، اگر میں آپ کی ڈاڑھی کے سفید بالوں کو گننا چاہتا تو یقیناً گن سکتا تھا۔'' اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ''اگر میں آپ کے سر کے سفید بالوں کو گننا چاہتا تو گن سکتا تھا۔'' (بخاری ومسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت انس نے کہا ''بالوں کی سفیدی آپ کے ڈاڑھی بچہ میں اور کن پٹیوں میں تھی اور سرِ مبارک میں کچھ تھی''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چند خوبیاں

(۱۸۲۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ روشن اور چمک دار تھا، اور آپ کا پسینہ موتیوں کی طرح چمکتا تھا، جب آپ چلتے تو آگے کی طرف جھکے ہوئے چلتے، اور میں نے کسی دیباج وحریر (یعنی ریشم) کو بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیوں سے زیادہ ملائم اور نرم نہیں پایا، اور نہ میں نے کوئی ایسا مشک وعنبر سونگھا جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدنِ مبارک کی خوشبو سے زیادہ خوشبو ہو۔'' (بخاری ومسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک پسینہ

(۱۸۲۵) حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے

یہاں آکر قیلولہ فرمایا کرتے تھے (یعنی دوپہر کے وقت ان کے یہاں استراحت کے لیے تشریف لایا کرتے تھے) چنانچہ ام سلیم، آپ کے لیے چمڑے کا بستر بچھا دیتیں اور آپ اسی پر قیلولہ فرماتے۔ آنحضرت ﷺ کو پسینہ زیادہ آیا کرتا تھا، اور ام سلیم آپ کا پسینہ جمع کر کے اپنے عطر میں ملا لیتی تھیں، (ایک دن) آنحضرت ﷺ نے (ان کو پسینہ جمع کرتے ہوئے دیکھا تو) پوچھا: اُم سلیم! یہ تم کیا کر رہی ہو؟ ام سلیم نے کہا: یہ آپ کا پسینہ ہے جس کو جمع کر کے ہم اپنے عطر میں ملا لیتے ہیں، اور آپ کا پسینہ تمام خوشبوؤں سے بہتر خوشبو ہے۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ام سلیم نے کہا: یا رسول اللہ! اس پسینہ کو ہم اپنے بچوں کے لیے باعث برکت تصور کرتے ہیں (یعنی آپ کے مبارک پسینہ کو ہم اپنے بچوں کے بدن اور منہ پر ملتے ہیں، اور یقین رکھتے ہیں کہ وہ بچے اس پسینہ کی برکت سے آفات اور بلاؤں سے محفوظ رہیں گے) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "تم نے صحیح کہا اور اچھا کیا"۔ (بخاری و مسلم)

بچوں کے ساتھ حضور ﷺ کا برتاؤ

(۱۸۲۶) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) میں نے رسول خدا ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی (جب نماز پڑھ چکے تو) آنحضرت ﷺ اپنے گھر والوں کے پاس جانے کے لیے مسجد سے باہر نکلے، اور آپ کے ساتھ میں بھی باہر آیا (اتفاق سے) آنحضرت ﷺ کے سامنے کچھ بچے آ گئے، آپ ان میں سے ایک ایک بچے کے رخساروں پر ہاتھ پھیرنے لگے، پھر میرے رخساروں پر ہاتھ پھیرا، پس میں نے آپ کے دست مبارک کی ٹھنڈک اور خوشبو محسوس کی گویا آپ نے عطار کے ڈبہ میں سے اپنا ہاتھ نکالا ہے"۔ (مسلم)

(فصل دوم)

نبی کریم ﷺ کے اوصاف

(۱۸۲۷) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نہ دراز قد تھے، نہ پستہ قد (بلکہ میانہ قد تھے) بڑے سر اور گھنی ڈاڑھی والے تھے، ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور پاؤں پُر گوشت تھے، آپ کا رنگ سرخ وسفید تھا، ہڈیوں کے جوڑ موٹے تھے، اور سینہ سے ناف تک بالوں کی ایک لمبی لکیر تھی، جب آپ چلتے تو آگے کی جانب کو جھکے ہوئے چلتے گویا آپ بلندی سے نشیب کی طرف جا رہے ہوں، حقیقت یہ ہے کہ میں نے آپ ﷺ جیسا کوئی شخص نہ تو آپ سے پہلے دیکھا، نہ آپ کے بعد دیکھا، آپ پر اللہ کی رحمت اور سلامتی ہو۔" (ترمذی)

(۱۸۲۸) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جب نبی کریم ﷺ کے اوصاف بیان کرتے تو فرماتے " آنحضرت ﷺ نہ بہت لمبے تھے، نہ بہت ٹھگنے بلکہ میانہ قد تھے، آپ کے بال نہ بہت زیادہ گھونگھریالے تھے، نہ بالکل سیدھے بلکہ خفیف سا بل کھائے ہوئے تھے، نہ چہرہ بالکل گول اور بھاری تھا، نہ گال پھولے ہوئے تھے، روئے مبارک کسی قدر گولائی لئے ہوئے تھا، رنگ سرخ وسفید تھا، آنکھیں سیاہ اور پلکیں دراز تھیں۔ جوڑوں کی ہڈیاں موٹی، اور مونڈھوں کا درمیانی حصہ موٹا، اور پُر گوشت تھا، جسم مبارک پر بال نہیں تھے صرف ایک لکیر بالوں کی تھی جو سینہ سے ناف تک چلی گئی تھی، آپ کی دونوں ہتھیلیاں اور دونوں قدم پُر گوشت تھے، جب آپ چلتے تو قوت کے ساتھ قدم اٹھاتے، جیسے بلندی سے نیچے اتر رہے ہوں، جب دائیں یا بائیں متوجہ ہونا ہوتا تو پورے جسم کے ساتھ متوجہ ہوتے، اور آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین تھے، آپ تمام لوگوں میں سب

سے زیادہ دل کے سخی اور زبان کے نہایت سچے تھے، طبیعت کے بہت نرم اور لوگوں میں سب سے معزز و مکرم انسان تھے، جو شخص آپ کو پہلی مرتبہ دیکھتا، اس پر ہیبت طاری ہو جاتی تھی، اور جو شخص آپ کو پہچان کر آپ سے میل جول رکھتا وہ آپ سے محبت کرتا تھا'' آنحضرت ﷺ کے یہ اوصاف بیان کرنے والے یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ جیسا کوئی شخص نہ تو میں نے آپ سے پہلے دیکھا اور نہ آپ کے بعد دیکھا، اللہ کی رحمت اور سلامتی ہو آپ پر'' (ترمذی)

جسم مبارک کی خوشبو

(۱۸۲۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب کسی راستہ سے گذرتے، پھر آپ کے بعد جو شخص اس راستہ سے گذرتا وہ آنحضرت ﷺ کے جسم مبارک کی خوشبو —— یا یہ کہا کہ آپ کے پسینہ کی خوشبو سے معلوم کر لیتا کہ آنحضرت ﷺ اس راستہ سے تشریف لے گئے ہیں۔'' (دارمی)

چمکتا ہوا سورج

(۱۸۳۰) حضرت محمد بن عمار بن یاسر کے صاحبزادے ابو عبیدہ فرماتے ہیں کہ میں نے مُعَوِّذ بن عَفْرَاء کی صاحبزادی حضرت رُبَیِّعْ رضی اللہ عنہا سے کہا: آپ ہمارے سامنے رسول خدا ﷺ کا وصف بیان کریں تو انہوں نے کہا: ''میرے بیٹے! اگر تم آنحضرت ﷺ کو دیکھتے تو یہی سمجھتے کہ تم نے چمکتا ہوا سورج دیکھا ہے۔'' (دارمی)

آپ ﷺ کا حسن و جمال

(۱۸۳۱) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''(ایک دن) میں نے چاندنی رات میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا، پھر میں کبھی رسول خدا ﷺ کی طرف نظر کرتا اور

کبھی چاند کو دیکھتا، اس وقت آپ کے جسم مبارک پر کپڑوں کا ایسا جوڑا تھا جس میں سرخ دھاریاں تھیں، پس میرے نزدیک آپ کا حسن و جمال چاند سے کہیں زیادہ تھا۔" (ترمذی، دارمی)

آپ ﷺ نہایت حسین وجمیل اور تیز رفتار تھے

(۱۸۳۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں نے رسول خدا ﷺ سے زیادہ حسین وجمیل کوئی چیز نہیں دیکھی، گویا آفتاب آپ کے چہرہ میں چمک رہا ہے، نیز میں نے رسول خدا ﷺ سے زیادہ تیز رفتار کسی کو نہیں پایا (جب آپ چلتے تھے تو ایسا لگتا تھا) گویا زمین آپ کے لیے سمٹی جارہی ہے، اور ہم (جب آنحضرت ﷺ کے ہمراہ ہوتے تھے تو چلنے میں) پوری کوشش کرتے تھے، اور آپ بے تکلف چلتے تھے" (ترمذی)

حضور ﷺ کی چند خوبیوں کا تذکرہ

(۱۸۳۳) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "رسول خدا ﷺ کی پنڈلیاں کچھ پتلی تھیں، اور آپ (عام طور پر) ہنسا نہیں کرتے تھے، بلکہ مسکرایا کرتے تھے، اور میں جب آپ کی طرف دیکھتا تو دل میں کہتا کہ آپ سرمہ لگائے ہوئے ہیں حالانکہ آپ سرمہ لگائے ہوئے نہیں ہوتے تھے۔" (ترمذی)

(فصل سوم)

حضور ﷺ کے دندان مبارک کی خوبی

(۱۸۳۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "آپ کے اگلے دو دانتوں

کے درمیان کچھ کشادگی تھی، جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو ایسا محسوس ہوتا کہ آپ کے ان دونوں دانتوں کے درمیان سے نور نکل رہا ہے۔‘‘ (دارمی)

چہرۂ مبارک کی تابانی

(۱۸۳۵) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ’’رسول خدا ﷺ جب خوش ہوتے تو آپ کا چہرۂ مبارک روشن ہوجاتا، اور ایسا معلوم ہونے لگتا کہ آپ کا چہرۂ مبارک چاند کا ٹکڑا ہے، اور اس سے ہم آپ کی اندرونی کیفیت پہچان لیتے تھے۔‘‘ (بخاری و مسلم)

تورات میں آپ کی تعریف وتوصیف اور ہجرت کا ذکر

(۱۸۳۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا جو نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا، بیمار ہوا تو نبی کریم ﷺ اس کی عیادت کو اس کے گھر تشریف لے گئے، آپ نے دیکھا کہ اس کا باپ اس کے سرہانے بیٹھا ہوا تورات پڑھ رہا ہے (جیسے مسلمانوں میں نزع کے وقت سورۂ یٰس پڑھی جاتی ہے) رسول خدا ﷺ نے (یہ دیکھ کر) اس سے پوچھا: اے یہودی! میں تمہیں اس خدا کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی (سچ سچ بتانا) کیا تم اس تورات میں میری تعریف وتوصیف اور میرے (وطن سے) نکلنے کا ذکر پاتے ہو؟ اس یہودی نے جواب دیا: نہیں! لیکن وہ لڑکا بولا: ہاں، یارسول اللہ! خدا کی قسم! اس تورات میں ہم آپ کی تعریف وتوصیف اور آپ کے نکلنے کا ذکر پاتے ہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ رسول خدا ﷺ نے (اس لڑکے کی اس راست گوئی اور اس کے اظہارِ ایمان واسلام کو دیکھ کر) اپنے صحابہؓ سے ارشاد فرمایا: ’’اس کے باپ کو اس کے سرہانے سے ہٹادو اور تم

اپنے اس (دینی) بھائی کے والی بنو (یعنی اگر اس لڑکے کا انتقال ہو جائے تو اس کی تجہیز و تکفین وغیرہ کام تم انجام دو)" (بیہقی)

اللہ کی بھیجی ہوئی رحمت

(۱۸۳۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا "میں اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی رحمت ہوں۔" (دارمی، بیہقی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات کا بیان

(فصل اول)

خادم کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن سلوک

(۱۸۳۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی، (اس پورے عرصہ میں) مجھ کو آپ نے کبھی اُف بھی نہیں کہا، اور نہ کبھی آپ نے یہ فرمایا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا؟ اور یہ کام تم نے کیوں نہیں کیا؟" (بخاری و مسلم)

(۱۸۳۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے اچھے اخلاق والے تھے، چنانچہ ایک دن آپ نے مجھے کسی کام کے لیے کہیں بھیجنا چاہا تو میں نے آپ سے کہہ دیا کہ خدا کی قسم! میں نہیں جاؤں گا، لیکن دل میں یہی تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کام کا حکم دیا ہے اس کے لیے ضرور جاؤں گا، چنانچہ میں چل پڑا، بازار سے گذرا تو ایک جگہ جہاں بچے کھیل رہے تھے ٹھہر گیا۔ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں آ گئے اور پیچھے سے میری گدی پکڑ لی، میں نے مڑ کر آپ کی طرف

دیکھا تو آپ مسکرا رہے تھے۔ پھر آپ فرمانے لگے "ارے اُنیس! تو وہاں جا رہا ہے جہاں میں نے تجھے بھیجا تھا؟" میں نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ! میں جا رہا ہوں۔" (مسلم)

ایک دیہاتی کا نازیبا طرز اور حضور ﷺ کا حسن سلوک

(۱۸۴۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) میں رسول خدا ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا، اور آپ کے جسم پر (یمن کے شہر) نجران کی بنی ہوئی (دھاری دار) چادر تھی، جس کے کنارے بہت دبیز اور موٹے تھے، (اچانک راستہ میں) ایک دیہاتی آنحضرت ﷺ کو مل گیا اور اس نے (اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے) آپ کی چادر پکڑ کر اس قدر زور سے کھینچا کہ نبی کریم ﷺ اس کے سینے کے قریب آ لگے، میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو اس دیہاتی کے اس قدر سختی سے چادر کھینچنے سے رسول خدا ﷺ کی گردنِ مبارک پر چادر کے کنارے کی رگڑ کا نشان پڑ گیا تھا، پھر اس دیہاتی نے کہا: محمد! تمہارے پاس اللہ کا جو مال ہے اس میں سے کچھ مجھے دینے کا حکم دو، آنحضرت ﷺ نے اس کی طرف دیکھا پھر مسکرائے، اور اس کو کچھ دینے کا حکم صادر فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

حضور ﷺ کی بہادری

(۱۸۴۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "رسول خدا ﷺ لوگوں میں سب سے اچھے تھے، اور لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے، اور تمام لوگوں سے زیادہ دلیر و بہادر تھے۔ ایک رات کا واقعہ ہے کہ مدینہ کے لوگ (کسی چور وڈاکو یا کسی دشمن کی آواز سن کر) خوف زدہ ہو گئے (اور ایک دوسرے کو آوازیں دینے لگے) پھر (کچھ) لوگ (جمع ہو کر) اس آواز کی سمت گئے۔ وہاں انہوں نے اپنے سامنے نبی کریم ﷺ کو

اس حال میں پایا کہ آنحضرت ﷺ سب سے پہلے (تن تنہا) اس آواز کی سمت روانہ ہو گئے تھے، آپ نے ان سب لوگوں کو اطمینان دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا: ڈرو نہیں، کوئی خطرہ نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ اس وقت ابوطلحہ کے گھوڑے پر سوار تھے جس کی پیٹھ پر زین نہیں تھی، نیز آپ کی گردن میں تلوار لٹکی ہوئی تھی، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "میں نے اس گھوڑے کو دریا کی طرح تیز رو پایا۔" (بخاری و مسلم)

حضور ﷺ کی بے مثال سخاوت

(۱۸۴۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسول خدا ﷺ سے کسی نے سوال کیا اور آپ نے اس کو انکار کر دیا ہو۔ (بخاری و مسلم)

(۱۸۴۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے اتنی بکریاں مانگیں جو دو پہاڑوں کے درمیان پورے علاقہ کو بھر دیں، چنانچہ آنحضرت ﷺ نے وہ سب بکریاں اس کو دے دیں، پھر وہ شخص اپنی قوم کے پاس آیا، اور کہا: اے میری قوم! مسلمان ہو جاؤ، خدا کی قسم! محمد ﷺ خوب دیتے ہیں اور فقر و افلاس سے نہیں ڈرتے۔ (مسلم)

(۱۸۴۴) حضرت جُبَیر بن مُطْعِم رضی اللہ عنہ اس وقت کا واقعہ بیان کرتے ہیں جب وہ رسول خدا ﷺ کے ہمراہ غزوۂ حنین سے واپس آ رہے تھے کہ (راستہ میں ایک مقام پر) کچھ (غریب) دیہاتی آپ سے لپٹ کر مانگنے لگے، اور اس حد تک پیچھے پڑ گئے کہ آپ کو (کھینچتے ہوئے) ایک کیکر کے درخت تک لے گئے۔ وہاں آپ کی چادر کیکر کے کانٹوں میں الجھ کر رہ گئی تو آپ رک گئے، اور ارشاد فرمایا "میری چادر تو مجھے دے دو، اگر میرے پاس ان خاردار درختوں کے برابر بھی چوپائے (یعنی بکریاں اور اونٹ وغیرہ) ہوتے تو میں ان سب کو تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا، اور تم جان لیتے کہ میں نہ بخیل ہوں، نہ جھوٹا وعدہ کرنے والا ہوں، نہ (فقر و افلاس) سے ڈرنے والا

ہوں۔'' (بخاری)

غلاموں اور لونڈیوں کے ساتھ حضور ﷺ کا حسن سلوک

(۱۸۴۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو اہل مدینہ کے خدام (یعنی لونڈیاں اور غلام) اپنے اپنے برتنوں میں پانی لے کر پہنچ جاتے (تا کہ آپ کے دست مبارک کی برکت سے عافیت اور بیماریوں سے شفا حاصل کریں) چنانچہ جو شخص بھی پانی کا برتن لے کر آتا آپ اس میں اپنا ہاتھ ڈال دیتے، اور اکثر ایسا ہوتا تھا کہ لوگ سردی کے موسم میں صبح ہی صبح اپنے برتن لے کر آتے، اور آپ (بڑی خوش دلی کے ساتھ) اپنا دست مبارک ان برتنوں میں ڈال دیتے۔ (مسلم)

(۱۸۴۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''مدینہ والوں کی لونڈیوں میں سے ایک لونڈی رسول خدا ﷺ کا ہاتھ پکڑتی، اور جہاں اس کا جی چاہتا، آپ کو لے جاتی تھی (اور اپنا حال عرض کرتی تھی)'' (بخاری)

(۱۸۴۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ میں ایک عورت تھی جس کے دماغ میں کچھ خلل تھا، اس نے ایک دن کہا: یا رسول اللہ! مجھے آپ سے ایک کام ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''فلانے کی ماں! تم جس کوچہ کو چاہو دیکھ لو (میں تمہارے ساتھ وہاں چلنے کو تیار ہوں) تمہارا جو کام ہوگا میں ضرور کروں گا، چنانچہ آپ ﷺ اس کے ساتھ ایک کوچہ میں تشریف لے گئے، اور وہاں تنہائی میں اس عورت کو جو کچھ کہنا سننا تھا اس نے کہا سنا۔ (مسلم)

حضور ﷺ کے اوصاف حمیدہ

(۱۸۴۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''رسول خدا ﷺ نہ فحش گو تھے، نہ

لعنت کرنے والے، اور نہ بدکلام تھے، جب کسی پر آپ کو غصہ آتا تو بس یہ فرماتے: کیا ہوا اس کو؟ خاک آلود ہو اس کی پیشانی۔" (بخاری)

دشمنوں کے حق میں بددعا کرنے سے انکار

(۱۸۴۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! مشرکین کے حق میں بددعا کیجئے (تاکہ وہ ہلاک ہو جائیں اور ان کی جڑ اُکھڑ جائے) آپ نے ارشاد فرمایا "مجھ کو لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا ہے، بلکہ مجھ کو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔" (مسلم)

حضور ﷺ کس قدر باحیا تھے؟

(۱۸۵۰) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ پردہ میں رہنے والی کنواری لڑکی سے بھی زیادہ باحیا تھے، جب آپ کوئی ناپسندیدہ بات دیکھتے تو ہم آپ کے چہرۂ مبارک سے آپ کی ناگواری محسوس کر لیتے۔ (مگر حیا کی وجہ سے زبان سے کچھ نہیں فرماتے تھے) (بخاری ومسلم)

حضور ﷺ کس طرح ہنستے تھے؟

(۱۸۵۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو کبھی اس طرح ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کا سارا منہ کھل گیا ہو اور مجھے آپ کے حلق کا کوا نظر آیا ہو، آپ کی ہنسی بس مسکراہٹ تک محدود رہتی تھی۔ (بخاری)

حضور ﷺ کس طرح بات کرتے تھے؟

(۱۸۵۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ لگاتار اور مسلسل

بات نہیں کرتے تھے جس طرح تم لوگ مسلسل اور لگاتار بولتے ہو، آپ اس طرح ٹھہر ٹھہر کر بات کرتے کہ اگر کوئی (آپ کے کلام کو) گننا چاہتا تو گن سکتا تھا۔ (بخاری)

حضور ﷺ اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟

(۱۸۵۳) حضرت اسود فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے ارشاد فرمایا ''آنحضرت ﷺ اپنے گھر والوں کی خدمت کرتے رہتے تھے، اور جب نماز کا وقت آتا تو نماز کے لیے چلے جاتے تھے (اس وقت سارا کام کاج چھوڑ دیتے تھے، اور گھر والوں سے کوئی مطلب نہیں رکھتے تھے۔)'' (بخاری)

حضور ﷺ ہمیشہ آسان کام کا انتخاب فرماتے تھے

(۱۸۵۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ کو جب بھی دو کاموں میں سے کسی ایک کو چن لینے کا اختیار دیا جاتا تو آپ ہمیشہ اس کام کو چنتے جو ہلکا اور آسان ہوتا بشرطیکہ وہ گناہ کا کام نہ ہوتا، اگر وہ (ہلکا اور آسان) کام گناہ کا موجب ہوتا تو آپ اس سے بہت دور رہنے والے شخص ہوتے۔ اور آنحضرت ﷺ اپنی ذات کے لیے کبھی کسی بات کا انتقام نہیں لیتے تھے، ہاں اگر کوئی ایسی بات ہوتی جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے تو پھر آپ اللہ تعالیٰ (کے حکم) کے پیش نظر اس کی سزا دیتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

حضور ﷺ نے نہ کسی کو مارا نہ کسی سے انتقام لیا

(۱۸۵۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے کبھی کسی چیز (یعنی کسی آدمی) کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا، نہ عورت کو نہ خادم کو، مگر جب آپ خدا کی

راہ میں جہاد کرتے تھے (تو کافروں کو مارتے تھے) اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ (کسی شخص سے) آپ کو کوئی اذیت و تکلیف پہنچی ہو، اور آپ ﷺ نے اذیت و تکلیف پہنچانے والے سے انتقام لیا ہو، ہاں اگر خدا کی حرام کی ہوئی چیز کا ارتکاب کیا جاتا تو آپ اللہ (کے حکم کی تعمیل) کے لیے اس کی سزا دیتے تھے۔ (مسلم)

(فصل دوم)

حضور ﷺ کے اخلاق و اوصاف

(۱۸۵۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میری عمر آٹھ سال کی تھی، اور مسلسل دس (۱۰) سال تک میں نے آپ کی خدمت کی، اس پورے عرصہ میں ایسا کبھی نہیں ہوا کہ میرے ہاتھ سے کوئی چیز ضائع ہوگئی ہو اور آپ ﷺ نے مجھ کو ملامت کی ہو، اگر آنحضرت ﷺ کے اہل بیت میں سے کوئی شخص (کسی چیز کے ضائع ہو جانے پر) مجھ کو ملامت کرتا تو آپ فرماتے: جانے دو، اس کو ملامت نہ کرو، اس لیے کہ جو بات ہونے والی ہوتی ہے ضرور ہو کر رہتی ہے۔ (بیہقی)

(۱۸۵۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ نہ طبعی طور پر فحش گو تھے اور نہ قصداً فحش گوئی کرتے تھے۔ (گویا کسی بھی طرح اور کسی بھی حالت میں آپ سے فحش گوئی کا صدور نہیں ہوتا تھا) اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے تھے (جیسا کہ عام لوگوں کی عادت ہوتی ہے) اور نہ آپ برائی کا بدلہ برائی سے لیتے تھے، بلکہ (دل سے) معاف کر دیتے تھے، اور (ظاہر میں بھی) اس سے عفو و درگذر کا معاملہ کرتے تھے (اور اس طرح آپ حق تعالیٰ کے اس ارشاد پر عمل کرتے تھے ﴿فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾) (ترمذی)

(۱۸۵۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے اخلاق و اوصاف بیان کرتے ہیں کہ آپ بیمار کی عیادت کرتے تھے، اور جنازہ کے ساتھ جاتے تھے، غلام کی دعوت قبول کرتے تھے، اور گدھے پر سوار ہوتے تھے، اور غزوۂ خیبر کے موقع پر میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ گدھے پر سوار ہیں، اور اس کی لگام کھجور کے ریشوں کی ہے۔ (ابن ماجہ، بیہقی)

آپ ﷺ اپنا کام خود کرلیا کرتے تھے

(۱۸۵۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "رسول خدا ﷺ اپنی جوتیاں خود گانٹھ لیتے تھے، اپنا (نیا یا پرانا) کپڑا خود سی لیتے تھے، اور اپنے گھر کا کام کاج اسی طرح کرتے تھے جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنے گھر میں کام کاج کرتا ہے۔" اور حضرت عائشہ نے مزید فرمایا "آنحضرت ﷺ انسانوں میں سے ایک انسان تھے، آپ اپنے کپڑوں میں جوئیں خود دیکھتے تھے، اپنی بکری کا دودھ خود دوہتے تھے، اور اپنی خدمت آپ کرلیتے تھے (یعنی اپنا ذاتی کام خود ہی کرلیا کرتے تھے کسی دوسرے کو کرنے کے لیے کم ہی کہا کرتے تھے)" (ترمذی)

حضور ﷺ کی صحابہ سے بے تکلفی

(۱۸۶۰) حضرت خارجہ بن زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ (ایک دن) لوگوں کی ایک جماعت (میرے والد حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ) کے پاس آئی، اور ان سے کہا: ہمیں رسول اللہ ﷺ کی باتیں (یعنی اخلاق و عادات) بتائیے، حضرت زید نے کہا "میں آنحضرت ﷺ کے بالکل پڑوس میں رہا کرتا تھا، جب آپ پر وحی نازل ہوتی تھی تو آپ مجھے بلا بھیجتے، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ کے حکم سے وحی لکھتا، آنحضرت ﷺ کی عادتِ مبارکہ یہ تھی کہ جب ہم دنیا کا ذکر کرتے تو

آنحضرت ﷺ بھی ہمارے ساتھ دنیا کے ذکر میں شامل ہو جاتے، جب ہم آخرت کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ آخرت کا ذکر کرتے، اور جب ہم کھانے پینے کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ اس کا ذکر کرتے، یہ تمام باتیں میں تم لوگوں کو رسول خدا ﷺ کی بتا رہا ہوں" (ترمذی)

حضور ﷺ کے بیٹھنے اور مصافحہ کرنے کا طریقہ

(۱۸۶۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "رسول خدا ﷺ جب کسی شخص سے مصافحہ کرتے تو اپنا ہاتھ نہیں کھینچتے تھے جب تک وہی شخص اپنا ہاتھ نہ کھینچ لیتا، اور آپ اپنا چہرۂ مبارک اس کے چہرہ کے سامنے سے نہیں ہٹاتے تھے جب تک وہی شخص اپنا چہرہ آپ کے چہرۂ مبارک کے سامنے سے نہ ہٹا لیتا، نیز آنحضرت ﷺ کو کبھی کسی نے اس حال میں نہیں دیکھا کہ آپ اپنے گھٹنے اپنے ہم نشین کے آگے کر کے بیٹھے ہوں۔" (ترمذی)

حضور ﷺ کا توکل

(۱۸۶۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ کل کے لیے کچھ جمع کر کے نہیں رکھتے تھے (لیکن یہ بات صرف آنحضرت ﷺ کی ذاتِ خاص کے لیے مخصوص تھی ورنہ یہ ثابت ہے کہ آپ اکثر اپنے اہل و عیال کی خاطر ایک سال کی ضروریات کے بقدر چیزیں جمع کر کے رکھ دیتے تھے، اور اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کو ان کے بارے میں یہ خدشہ رہتا تھا کہ شاید یہ لوگ احتیاج کے وقت صبر و تحمل نہ کر سکیں اور انسانی جبلت کے تحت اپنی ضروریات کی طرف سے فکرمند رہیں) (ترمذی)

حضور ﷺ کی کم گوئی

(۱۸۶۳) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "رسول خدا ﷺ دراز

سکوت تھے (یعنی آپ خاموش رہتے تھے بلا ضرورت کلام نہیں کرتے تھے)'' (بغوی)

حضور ﷺ کا انداز گفتگو

(۱۸۶۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''رسول خدا ﷺ آہستہ آہستہ اور ٹھہر ٹھہر کر گفتگو کرتے تھے۔'' (ابوداؤد)

(۱۸۶۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''رسول خدا ﷺ کی گفتگو اس طرح مسلسل اور لگاتار نہیں ہوتی تھی جس طرح تم لوگ مسلسل اور لگاتار بولتے ہو، جب آپ گفتگو فرماتے تو ایک ایک حرف اور جملہ کو اس طرح ٹھہر ٹھہر کر ادا فرماتے کہ جو شخص آپ کے پاس بیٹھا ہوا ہوتا (پوری گفتگو) اچھی طرح یاد کر لیتا۔'' (ترمذی)

حضور ﷺ کی مسکراہٹ

(۱۸۶۶) حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی کو مسکراتے نہیں دیکھا۔'' (ترمذی)

وحی کا انتظار

(۱۸۶۷) حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''رسول خدا ﷺ جب تیں کرنے کے لیے بیٹھتے تو آپ (وحی کے انتظار میں) اکثر اپنی نگاہ آسمان کی طرف ماتے'' (ابوداؤد)

(فصل سوم)

اہل وعیال پر حضور ﷺ کی شفقت ومہربانی

(۱۸۶۸) حضرت عمرو بن سعید حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

انہوں نے کہا ''میں نے رسول خدا ﷺ سے زیادہ کسی کو اپنے اہل وعیال پر مہربان اور شفیق نہیں دیکھا، آنحضرت ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم (جو ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے) عوالی مدینہ میں دودھ پیتے تھے (یعنی مدینہ سے جو گاؤں بلندی کی طرف تھے ان میں دودھ پینے کے لیے رکھے گئے تھے) آپ اکثر (اپنے صاحبزادے کو دیکھنے اور ان کی خیریت معلوم کرنے کے لیے) وہاں جایا کرتے تھے، ہم بھی آپ کے ساتھ ہوتے تھے، آپ وہاں پہنچ کر (دایہ کے) گھر میں تشریف لے جاتے تھے جو دھویں سے بھرا ہوا ہوتا تھا، کیوں کہ دایہ کا شوہر لوہار تھا، پھر حضرت ابراہیم کو گود میں لیتے، پیار کرتے اور (حال چال معلوم کرکے) اپنے گھر واپس آجاتے۔''

حضرت عمرو (حضرت انس سے نقل کرکے) بیان کرتے ہیں کہ ''جب حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ابراہیم میرا بیٹا ہے وہ چھاتی میں یعنی شیر خوارگی کی حالت میں اللہ کو پیارا ہوگیا ہے، اس کے لیے دو دایہ مقرر کی گئی ہیں جو جنت میں اس کی مدت شیر خوارگی کو پورا کررہی ہیں۔'' (مسلم)

ایک یہودی عالم کا سخت مطالبہ اور حضور ﷺ کا حسن سلوک

(۱۸۶۹) حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیان کرتے ہیں کہ (مدینہ میں) ایک یہودی عالم تھا اس کے کچھ دینار نبی کریم ﷺ پر تھے (ایک دن) اس یہودی عالم نے آکر نبی کریم ﷺ سے ان دیناروں کا تقاضا کیا، آپ نے اس سے فرمایا: ''اے یہودی! تمہیں دینے کے لیے اس وقت میرے پاس کوئی چیز نہیں'' (یعنی نہ تو میرے پاس دینار ہیں کہ تمہارا قرض چکادوں اور نہ کوئی ایسی چیز ہے جو ان دیناروں کے بدلہ میں تمہیں دے کر تمہارا مطالبہ بے باق کردوں) یہودی نے کہا: محمد! میں اس وقت تک تمہارے پاس سے نہیں ہٹوں گا جب تک تم میرا قرض ادا نہیں کردو گے۔ رسول

خدا ﷺ نے جواب دیا: ''(اچھا بھائی اگر یہی بات ہے کہ جب تک میں تمہارا قرض ادا نہیں کردوں گا تم مجھے نہیں چھوڑو گے، اور میرے پاس سے نہیں جاؤ گے تو پھر) میں تمہارے پاس بیٹھ جاتا ہوں'' اور (یہ فرما کر) آپ اس کے پاس بیٹھ گئے اور اسی جگہ (یہودی کے سامنے) رسول خدا ﷺ نے ظہر کی، عصر کی، مغرب کی، عشاء کی اور فجر کی نماز پڑھی، صحابہ کرام (یہ صورتِ حال دیکھ کر سخت طیش میں آرہے تھے اور بار بار) اس یہودی کو ڈرا دھمکا رہے تھے، جب رسول خدا ﷺ نے یہ جان لیا کہ صحابہ اس یہودی کو ڈرا دھمکا رہے ہیں تو صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ یہودی آپ کو پابند بنائے ہوئے ہے اور یہاں بیٹھنے پر مجبور کر رہا ہے (ہم اس گستاخانہ حرکت کو کیسے برداشت کریں؟) رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے مجھے منع کیا ہے کہ میں اس شخص پر ظلم کروں جس سے عہد کیا گیا ہے، یا اس کے علاوہ کوئی اور شخص ہو۔

پھر جب دن نکلا تو وہ یہودی (آنحضرت ﷺ کے اخلاق دیکھ کر بے ساختہ) بول اٹھا ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔'' (پھر اس نے کہا: یارسول اللہ!) ''میں اپنے مال و زر کا آدھا حصہ اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں۔ سنو! خدا کی قسم! میں نے اس وقت آپ کے ساتھ جو سخت رویہ اختیار کیا اس کا سبب اس کے علاوہ کچھ نہیں تھا کہ میں آپ میں ان اوصاف کو دیکھنا چاہتا تھا، جس کا ذکر تورات میں ہے کہ ان کا اسم گرامی محمد ہوگا، عبداللہ کے بیٹے ہوں گے، ان کی پیدائش مکہ میں ہوگی، اور مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کریں گے، ان کی مملکت کی سرحدیں ملک شام تک پھیلی ہوئی ہوں گی، وہ نہ بدزبان ہوں گے نہ سنگ دل، نہ بازاروں میں شور مچانے والے ہوں گے، نہ فحش بات کرنے والے اور نہ بے ہودہ بات کہنے والے ہوں گے۔'' میں (ان اوصاف کو آپ کی ذات اقدس میں دیکھ کر دوبارہ) گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور آپ اللہ کے رسول ہیں (یارسول اللہ!) یہ میرا مال حاضر ہے آپ اللہ کے حکم کی روشنی میں اس کے

متعلق جو مناسب سمجھیں فیصلہ فرمائیں۔ (راوی کا بیان ہے کہ) وہ یہودی بہت مال دار تھا (بیہقی)

بیواؤں اور مسکینوں کے ساتھ حضور ﷺ کا حسن سلوک

(۱۸۷۰) حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ ذکر میں مشغول رہتے تھے، لغو (اور فضول) باتیں بہت کم (یعنی بالکل نہیں) کرتے تھے، نماز کو طویل اور خطبہ کو مختصر کرتے تھے، اور بیواؤں اور مسکینوں کے ساتھ چلنے میں اور ان کا کام کرنے میں کوئی عار محسوس نہ فرماتے تھے۔ (نسائی، دارمی)

حضور ﷺ کی صدق گوئی

(۱۸۷۱) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ جب ابوجہل نے نبی کریم ﷺ سے یہ کہا: (اے محمد!) ہم (یعنی قریش مکہ) تمہیں نہیں جھٹلاتے (کیوں کہ تمہاری صدق گوئی ہم پر خوب عیاں ہے اور ہم نے تمہیں کبھی جھوٹ بولتے نہیں دیکھا) بلکہ ہم اس چیز کو جھٹلاتے ہیں جو تم لے کر آئے ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان (قریش مکہ یعنی ابوجہل وغیرہ) کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی ﴿فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ﴾ "وہ آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ وہ ظالم اللہ کی آیتوں کو جھٹلاتے ہیں۔" (ترمذی)

حضور ﷺ نے بندہ پیغمبر ہونے کو اختیار کیا

(۱۸۷۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا ﷺ مجھ سے فرمانے لگے "عائشہ! اگر میں چاہوں تو یقیناً میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلا کریں۔ (میں تمہیں ایک دن کی بات بتاتا ہوں کہ) میرے پاس ایک فرشتہ آیا (جو

اس قدر دراز قد تھا کہ) اس کی کمر کعبہ کے برابر تھی۔ اس نے مجھ سے کہا: آپ کا پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ چاہے بندہ پیغمبر بنو، چاہے بادشاہ پیغمبر بننا منظور کرلو (یعنی آپ کو دونوں باتوں کا اختیار دیا جاتا ہے) میں نے (یہ سن کر) جبرئیل کی طرف (سوالیہ انداز میں) دیکھا (اور ان سے مشورہ طلب کیا کہ تم ہی بتاؤ میرے لیے کون سی صورت بہتر رہے گی) انہوں نے اشارہ کیا کہ ''اپنے نفس کو پست کردو (یعنی بندہ پیغمبر بننا منظور کرلو)''

اور حضرت ابن عباس کی روایت میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کی طرف اس طرح التفات فرمایا گویا ان سے مشورہ طلب کر رہے ہیں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے (زمین کی طرف) اشارہ کر کے بتایا کہ پستی اختیار کرلیجیے۔ پس میں نے کہا: میں بندہ پیغمبر ہونے کو اختیار کرتا ہوں۔''

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: ''اس کے بعد رسول خدا ﷺ نے کبھی ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھایا، اور آپ یہ فرمایا کرتے تھے کہ میں اس طرح کھانا کھاتا ہوں جس طرح غلام کھاتا ہے، اور اس طرح بیٹھتا ہوں جس طرح غلام بیٹھتا ہے۔'' (بغوی)

بعثت نبوی اور آغاز وحی کا بیان

(فصل اول)

آپ ﷺ کی بعثت اور مدت عمر

(۱۸۷۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ کو چالیس (۴۰) سال کی عمر میں منصب رسالت و نبوت پر فائز کیا گیا، اس کے بعد آپ تیرہ (۱۳) سال مکہ میں رہے، پھر آپ کو ہجرت کا حکم دیا گیا، چنانچہ آپ نے (مکہ سے)

ہجرت فرمائی، اور دس سال مدینہ میں رہے، اور جب آپ کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر مبارک تریسٹھ (۶۳) سال کی تھی۔ (بخاری و مسلم)

(۱۸۷۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (رسالت عطا ہونے کے بعد) پندرہ سال مکہ میں قیام فرمایا اور (ان پندرہ سالوں میں سے) ابتدائی سات (۷) سالوں میں (حضرت جبرئیل علیہ السلام کی) آواز (یا محمد!) سنتے اور روشنی دیکھتے تھے، اس کے علاوہ کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی، اور (ان پندرہ (۱۵) سالوں میں سے آخر کے) آٹھ (۸) سالوں میں وحی نازل ہوتی رہی، اور مدینہ میں دس (۱۰) سال قیام فرمایا، اور جب وفات ہوئی تو آپ کی عمر (۶۵) سال کی تھی۔ (بخاری و مسلم)

(۱۸۷۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساٹھ (۶۰) سال کی عمر پوری ہونے پر اٹھالیا۔ (بخاری و مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر کی مدت عمر

(۱۸۷۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ (۶۳) سال کی عمر میں وفات پائی، اور حضرت ابوبکر صدیق کی وفات بھی تریسٹھ (۶۳) سال کی عمر میں ہوئی، اور حضرت عمر فاروق نے بھی تریسٹھ (۶۳) سال کی عمر میں وفات پائی۔ (مسلم)

اور محمد بن اسماعیل بخاری نے کہا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کے بارے میں اکثر و بیشتر روایتیں تریسٹھ (۶۳) سال کی ہیں۔

آغاز وحی کی تفصیل

(۱۸۷۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر نزولِ وحی کا

سلسلہ جس چیز سے شروع ہوا وہ نیند میں خوابوں کا نظر آنا تھا، آپ جو خواب دیکھتے اس کی تعبیر اس طرح روشن ہو کر سامنے آجاتی، جیسے صبح کا اجالا، پھر آپ کے لیے تنہائی کو محبوب بنا دیا گیا۔ اور آپ غارِ حرا میں گوشہ نشین رہنے لگے، اس غار میں آپ عبادت کیا کرتے تھے یعنی جب تک گھر والوں (کے پاس جانے) کا اشتیاق پیدا نہ ہو جاتا آپ کئی راتوں تک عبادت میں مشغول رہتے، اور آپ ان عبادت کی راتوں کے لیے کھانے پینے کی چیزیں لے جاتے، اور (جب وہ چیزیں ختم ہو جاتیں تو) پھر حضرت خدیجہ کے پاس آتے اور ان عبادت کی راتوں کے لیے توشہ لے کر واپس غار میں چلے جاتے (یہ سلسلہ یوں ہی جاری رہا) یہاں تک کہ حق (کے ظہور کا وقت) آ گیا، آپ اس وقت بھی غارِ حرا ہی میں تھے کہ آپ کے پاس فرشتہ (یعنی جبرئیل علیہ السلام) آیا اور کہا: پڑھو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا، میں پڑھنا نہیں جانتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتہ نے (میرا یہ جواب سن کر) مجھ کو پکڑا، اور (خوب زور سے) بھینچا یہاں تک کہ میں پریشان ہو گیا، پھر اس (فرشتہ) نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا: پڑھو! میں نے وہی جواب دیا کہ میں پڑھنا نہیں جانتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتہ نے دوسری مرتبہ مجھ کو پکڑا، اور (خوب زور سے) بھینچا، یہاں تک کہ میں پریشان ہو گیا، پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا، اور کہا: پڑھو! میں نے اب بھی یہی کہا کہ میں پڑھنا نہیں جانتا۔ فرشتہ نے تیسری مرتبہ مجھ کو پکڑا اور (خوب زور سے) بھینچا یہاں تک کہ میں پریشان ہو گیا، پھر اس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا: ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ، خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ، عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ﴾ (یعنی پڑھو! اپنے پروردگار کے نام پر جس نے (ہر چیز کو) پیدا کیا، انسان کو بستہ خون سے پیدا کیا، پڑھو، اور تمہارا پروردگار سب سے بزرگ و برتر ہے، وہ پروردگار جس نے قلم کے ذریعہ سکھایا، اور انسان کو ہر وہ چیز سکھائی جس کو وہ نہیں جانتا تھا)

اس کے بعد (فرشتہ تو غائب ہو گیا اور) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان آیتوں کو لے کر

(اپنے گھر) اس حال میں واپس آئے کہ آپ کا دل کانپ رہا تھا (بلکہ بخار اور لرزہ کی کیفیت پورے جسم پر طاری تھی) آپ نے حضرت خدیجہ کے پاس پہنچ کر کہا: مجھے کپڑے اڑھاؤ، مجھے کپڑے اڑھاؤ۔ حضرت خدیجہ نے آپ کو کپڑا اڑھا دیا، یہاں تک کہ آپ کا خوف و ہراس جاتا رہا، تب آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ کو پورا واقعہ بتایا اور ان سے یہ بھی ارشاد فرمایا: مجھ کو اپنی جان کا خوف ہے، حضرت خدیجہ نے (تسلی دیتے ہوئے) کہا: (آپ جو سوچ رہے ہیں) ایسا ہرگز نہیں ہوگا، خدا کی قسم! (مجھے پورا یقین ہے کہ) اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا، اور بے مراد نہیں کرے گا، کیوں کہ آپ قرابت داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہو، اور سچ بولتے ہو، آپ (دوسروں کا) بوجھ اٹھاتے ہو، آپ غریبوں اور مسکینوں پر خرچ کرنے کے لیے کماتے ہو، آپ مہمانوں کی خاطر مدارات کرتے ہو، اور حوادثات و مصائب میں لوگوں کی مدد کرتے ہو۔

اس کے بعد حضرت خدیجہ آنحضرت ﷺ کو لے کر اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس پہنچیں، اور ان سے کہا: اے چچازاد بھائی! اپنے بھتیجے کی روداد سن لیجیے! ورقہ آنحضرت ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: میرے بھتیجے! سناؤ تم پر کیا بیتی ہے؟ اور تم کیا دیکھتے اور محسوس کرتے ہو؟ رسول خدا ﷺ نے ان کے سامنے وہ سارا واقعہ بیان کیا جو آپ کے ساتھ پیش آیا تھا، ورقہ نے (ساری باتیں سن کر) کہا: یہ تو وہی ناموس (فرشتہ) ہے جس کو اللہ تعالیٰ وحی لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجتا تھا، کاش! تمہاری نبوت کے ظہور کے وقت میں طاقتور جوان ہوتا، کاش! میں اس وقت زندہ ہی رہتا (چاہے میرے اندر طاقت و توانائی نہ ہوتی) جب تمہاری قوم (مکہ سے) تمہیں نکال دے گی، رسول خدا ﷺ نے (یہ سن کر حیرت کے ساتھ) پوچھا: کیا واقعی میری قوم مجھے مکہ سے نکال دے گی؟ ورقہ نے کہا! ہاں (مجھے یقین ہے کہ تمہاری قوم کے لوگ تمہیں مکہ سے ضرور نکال دیں گے) کیوں کہ جب بھی کوئی شخص تمہاری طرح نبوت و شریعت لے کر اس دنیا میں آیا، اس کے ساتھ دشمنی کی گئی، اگر میں ان ایام میں

(جب تم لوگوں کو خدا کے دین کی طرف بلاؤ گے اور اس کے جواب میں تمہاری قوم کے لوگ تمہیں ایذا پہنچائیں گے، اور تمہیں تمہارے شہر سے نکالیں گے) زندہ رہا تو پوری طاقت وقوت سے تمہاری مدد وحمایت کروں گا۔ لیکن اس کے بعد ورقہ زیادہ دن زندہ نہ رہے اور جلد ہی وفات پا گئے، اور آنحضرت ﷺ پر وحی آنے کا سلسلہ منقطع ہوگیا، اس روایت کو یہاں تک بخاری ومسلم دونوں نے نقل کیا ہے،

اس کے بعد بخاری نے یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں کہ: ''(نزول وحی کا سلسلہ جب منقطع ہوگیا تو) آنحضرت ﷺ پر غم وحزن طاری ہوگیا، اور یہ غم وحزن اتنا شدید اور سخت تھا کہ کئی مرتبہ آپ صبح کو اس ارادہ سے روانہ ہوئے کہ اپنے آپ کو اونچے پہاڑوں کی چوٹی سے نیچے گرادیں، لیکن جب بھی آپ کسی پہاڑ کی چوٹی پر پہنچتے تاکہ اپنے آپ کو نیچے گرادیں تو (اچانک) جبرئیل علیہ السلام ظاہر ہوتے اور کہتے: محمد! بلاشبہ آپ اللہ کے برحق رسول ہیں، پس حضرت جبرئیل علیہ السلام کی اس بشارت سے آنحضرت ﷺ کے دل کا اضطراب اور قلق جاتا رہتا اور آپ مطمئن ہوجاتے۔''

وحی موقوف ہونے کے بعد پہلی وحی

(۱۸۷۸) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول خدا ﷺ سے کچھ دنوں کے لیے وحی کے موقوف ہونے کا حال بیان فرماتے ہوئے سنا کہ (ایک دن) میں چلا جارہا تھا کہ اچانک میرے کانوں میں آسمان سے آواز آئی، میں نے اوپر نظر اٹھائی تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی فرشتہ جو غارِ حراء میں میرے پاس آیا تھا، زمین و آسمان کے درمیان ایک تخت پر بیٹھا ہوا ہے (اس پر نظر پڑتے ہی) میرے دل میں اتنا سخت رعب اور خوف پیدا ہوگیا کہ میں (بے ساختہ) زمین پر گر پڑا، پھر میں (اٹھ کر) اپنے گھر والوں کے پاس آیا، اور کہا: مجھے کپڑا اڑھا دو، مجھے کپڑا اڑھادو، چنانچہ گھر والوں نے مجھے کپڑا اڑھا دیا، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں: ﴿ یَاَیُّهَا

الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ ''اے کپڑا اُوڑھنے والے اٹھو، اور مخلوق کو ڈراؤ، اور اپنے رب ہی کو بڑا جانو، اور اپنے کپڑوں کو پاک کرو اور پلیدی کو چھوڑ دو۔'' اس کے بعد وحی گرم ہوگئی یعنی مسلسل آنے لگی۔ (بخاری ومسلم)

وحی کس طرح آتی تھی؟

(۱۸۷۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حارث بن ہشام نے (جو ابوجہل کے بھائی تھے اور فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے تھے) رسول خدا ﷺ سے پوچھا: یارسول اللہ! آپ کے پاس وحی کس طرح آتی ہے؟ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میرے پاس وحی کبھی تو گھنٹال کی آواز کی طرح آتی ہے۔ (یعنی وحی کی آواز گھنٹے کی آواز کے مشابہ ہوتی ہے) اور یہ وحی مجھ پر سخت ترین ہوتی ہے، چنانچہ فرشتہ وحی کے جو الفاظ مجھ تک پہنچاتا ہے میں اس کو بڑی محنت اور توجہ سے سن کر یاد کر لیتا ہوں، اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ فرشتہ انسان کی شکل اختیار کر کے مجھ سے ہم کلام ہوتا ہے، اور جو کچھ کہتا ہے میں اس کو محفوظ اور یاد کر لیتا ہوں۔'' حضرت عائشہ (یہ بیان کر کے) کہتی ہیں ''میں نے دیکھا ہے کہ جب شدید سردی کے دنوں میں آنحضرت ﷺ پر وحی اترتی اور فرشتہ وحی پہنچا کر چلا جاتا تو آپ کی پیشانی سے پسینہ ٹپکتا تھا'' (بخاری ومسلم)

نزول وحی کے وقت حضور ﷺ کی کیفیت

(۱۸۸۰) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی تو اس کی وجہ سے آپ کو سخت غم لاحق ہوجاتا تھا، اور آپ کے چہرۂ مبارک کا رنگ متغیر ہوجاتا تھا۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جب آنحضرت ﷺ پر وحی اترتی تھی تو آپ اپنا سر جھکا لیتے تھے، اور آپ کے صحابہ بھی اپنا

سر جھکا لیتے تھے، جب وحی اترنا موقوف ہو جاتی تو آپ (اور صحابہ بھی) اپنا سر اٹھا تے۔ (مسلم)

دین کی دعوت پہلے کس کو دی جائے؟

(۱۸۸۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت ﴿ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴾ نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (اس حکم کی تعمیل کے لیے فوراً) نکل پڑے اور کوہِ صفا پر چڑھ کر (قریش کے قبائل کو) پکارنا شروع کیا: اے فہر کی اولاد! اے عدی کی اولاد! اس طرح آپ نے قریش کی تمام شاخوں کو نام بنام پکارا، چنانچہ (آپ کی اس آواز پر) قریش کے تمام قبائل اور گروہ (آپ کے گرد) جمع ہو گئے یہاں تک کہ جو شخص (کسی عذر اور مجبوری کی وجہ سے) خود اس جگہ نہ پہنچ سکا، اس نے (یہ) معلوم کرنے کے لیے (کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں سب کو بلایا ہے) کسی کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیج دیا۔ غرضیکہ جب ابولہب اور سب اہل قریش آ گئے تو آپ نے ان کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کہ سواروں کا ایک دستہ اس پہاڑ کی جانب سے برآمد ہوا ہے —— اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ سواروں کا ایک دستہ (مکہ کے) جنگل سے نمودار ہوا ہے اور تم پر اچانک حملہ کرنا چاہتا ہے تو بتاؤ! کیا تم لوگ میری اس بات کو سچ مانو گے؟'' سب نے (ایک زبان ہو کر) کہا: ہاں (ضرور سچ مانیں گے) کیونکہ ہم نے تمہیں ہمیشہ سچا پایا ہے، پھر آپ نے ارشاد فرمایا: ''(سنو!) میں تم لوگوں کو اس سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو (دنیا یا آخرت میں) تمہیں پیش آنے والا ہے'' (یہ سننا تھا کہ) ابولہب (بھڑک اٹھا اور) کہنے لگا ''ہلاک ہو جاؤ، کیا تم نے ہمیں اسی لیے جمع کیا تھا؟!'' اس پر یہ آیت اتری: ﴿ تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ﴾ (ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ ہلاک ہو جائے) (بخاری ومسلم)

قریش کی بدسلوکی اور اس کا انجام

(۱۸۸۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے قریب نماز پڑھ رہے تھے اور وہاں قریش (کے سرداروں) کا ایک گروہ مجلس جمائے بیٹھا تھا کہ اچانک ان میں سے ایک شخص نے کہا ''کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو اٹھ کر فلاں محلہ اور قبیلہ میں جائے جہاں ایک اونٹنی ذبح کی گئی ہے، اور اس (اونٹنی کی) غلاظت سے بھری ہوئی اوجھڑی، اس کا خون اور اس کی جھلی جس میں بچہ لپٹا ہوا ہوتا ہے اٹھا لائے، اور (ان سب گندی اور غلیظ چیزوں کو) رکھ چھوڑے، پھر جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سجدہ میں جائیں تو ان سب چیزوں کو ان کے دونوں مونڈھوں کے درمیان رکھ دے۔'' (یہ سن کر) ایک انتہائی بدبخت شخص (عقبہ بن ابی معیط یا ابوجہل) اٹھا (اور ان چیزوں کو لے کر آ گیا) پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں گئے تو اس نے ان چیزوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مونڈھوں کے درمیان رکھ دیا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ان گندی چیزوں کے بوجھ سے اٹھ نہ سکے اور) سجدے میں ٹھہرے رہے، اور وہ مشرکین یہ دیکھ کر ہنسنے اور ٹھٹھا مارنے لگے، اور ہنستے ہنستے ایک دوسرے پر گر پڑے۔

پھر کسی شخص نے جا کر حضرت فاطمہ کو خبر دی تو حضرت فاطمہ دوڑی ہوئی آئیں، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک (ان غلاظتوں میں دبے ہوئے) سجدہ میں ٹھہرے ہوئے تھے، حضرت فاطمہ نے ان تمام چیزوں کو آپ کی پشت پر سے ہٹایا، اور ان بدبختوں کی طرف متوجہ ہو کر ان کو برا بھلا کہنے لگیں، جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو بددعا کی: اے اللہ! تو ان قریش کو سخت پکڑ، یعنی مشرکین کو ہلاک و برباد فرما۔ آپ نے یہ دعا تین بار کی، اور آپ کی عادت تھی کہ جب دعا کرتے تو تین بار دعا کرتے، اسی طرح جب آپ اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگتے تو تین بار التجا کرتے (پھر عموی

طور پر قریش کے حق میں بددعا کرنے کے بعد خاص طور سے ان ازلی بدبختوں کا نام لے کر یوں بددعا فرمائی) اے اللہ! تو عمرو بن ہشام (یعنی ابوجہل) کو، عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ (دونوں بھائیوں) کو، ولید بن عتبہ کو، امیہ بن خلف کو، عقبہ بن ابی معیط کو، اور عمارہ بن ولید کو سخت پکڑ۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود نے (یہ روایت بیان کرکے) کہا: خدا کی قسم! میں نے جنگ بدر کے دن مذکورہ کافروں کو ہلاک شدہ زمین پر پڑے دیکھا، پھر ان کو میدان سے کھینچ کر بدر کے کنوؤں میں سے ایک کنویں میں پھینک دیا گیا، پھر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ان لوگوں کو جو کنویں میں پھینکے گئے ہیں ملعون قرار دے دیا گیا ہے۔'' (بخاری، مسلم)

کافروں کی ایذا رسانی اور حضور ﷺ کی وسعت ظرفی

(۱۸۸۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے (ایک دن) عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اُحد کے دن سے بھی زیادہ سخت کوئی دن آپ پر گذرا ہے؟ (اُحد کی جنگ میں آنحضرت ﷺ کو بہت زیادہ مصیبتوں اور اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا تھا جس کا ذکر آگے کی حدیث میں آرہا ہے۔) آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تمہاری قوم کی طرف سے مجھے بہت اذیتیں پہنچی ہیں، اور ان کی طرف سے سخت ترین اذیت مجھے اس وقت پہنچی جب میں ''اِبْنِ عَبْدِ یَالِیْل بن کُلاَل'' کے پاس پہنچا (اور اس کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی) لیکن اس نے میری دعوت کو قبول نہیں کیا، اور میں رنجیدہ و غمگین اپنے منہ کی سیدھ میں چل پڑا (اور چلتا رہا) یہاں تک کہ ''قَرْنِ ثَعَالِبْ'' پہنچ کر میرے حواس قابو میں آئے، میں نے اپنا سر اوپر کی طرف اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک ابر کا ٹکڑا ہے جو مجھ پر سایہ کیے ہوئے ہے، پھر اچانک میری نظر اس ابر کے ٹکڑے میں جبرئیل علیہ السلام پر پڑی، جبرئیل نے مجھے پکار کر کہا: آپ کے

پروردگار نے آپ کی قوم کی بات سن لی، اور اس کا وہ جواب بھی سن لیا ہے جو اس نے آپ کو دیا ہے (یعنی آپ کی قوم کا آپ کو برا بھلا کہنا، آپ کو جھٹلانا اور آپ کو ایذا پہنچانا سب معلوم ہے) اور اب اس (پروردگار) نے آپ کی خدمت میں پہاڑوں کے فرشتہ کو اس لیے بھیجا ہے کہ آپ اپنی قوم کے بارے میں جو چاہیں حکم صادر فرمائیں۔" آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا "اس کے بعد پہاڑوں کے فرشتہ نے مجھے پکارا اور سلام کیا، پھر اس نے کہا: اے محمد! اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی بات سن لی ہے، میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں، مجھ کو آپ کے پروردگار نے آپ کے پاس اس لیے بھیجا ہے کہ آپ مجھے اپنے فیصلہ کی تعمیل کا حکم دیں، اگر آپ فرمائیں تو میں آپ کی قوم کے لوگوں پر ان دونوں پہاڑوں کو جن کو "اَخْشَبَیْن" کہتے ہیں الٹ دوں" رسول خدا ﷺ نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا" (میں ان کی ہلاکت نہیں چاہتا) بلکہ میں تو یہ امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ایسے لوگ پیدا فرمائے جو صرف اسی ایک خدا کی عبادت کریں، اور کسی بھی چیز کو اس کا شریک قرار نہ دیں (یعنی نہ شرک جلی میں مبتلا ہوں اور نہ شرک خفی میں)"۔ (بخاری، مسلم)

جنگ احد میں کافروں کی بدسلوکی

(۱۸۸۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُحد کی لڑائی کے دن رسول خدا ﷺ کا ایک رباعی دانت توڑ دیا گیا تھا، اور آپ کا سر مبارک زخمی کر دیا گیا تھا، پس آپ خون پونچھتے جاتے، اور فرماتے جاتے تھے کہ "وہ قوم کیوں کر فلاح یاب ہو سکتی ہے، جس نے اپنے نبی کا سر زخمی کیا، اور اس کے دانت توڑ دیئے؟!" (مسلم)

نبی کے ساتھ بدسلوکی کرنے کا انجام

(۱۸۸۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا

''اللہ تعالیٰ کا غضب اس قوم پر سخت ہوا جس نے اپنے نبی کے ساتھ ایسا سلوک کیا (اور مراد کو واضح کرنے کے لیے) آپ اپنے دانتوں کی طرف اشارہ کرتے تھے، نیز اللہ کا غضب اس شخص پر سخت ہوا جس کو اللہ کا رسول، اللہ کے راستہ (یعنی جہاد) میں قتل کردے''(بخاری، مسلم)

(فصل سوم)

سب سے پہلی وحی

(۱۸۸۶) حضرت یحییٰ بن کثیر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے پوچھا: قرآن مجید کا کون سا حصہ سب سے پہلے نازل ہوا؟ انہوں نے جواب دیا: ﴿ یَا یُّھَا الْمُدَّثِّرُ ﴾ میں نے عرض کیا: لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے ﴿ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ ﴾ نازل ہوئی ہے؟ حضرت ابوسلمہ نے فرمایا: میں نے حضرت جابر سے یہی سوال کیا تھا (کہ قرآن کا کون سا حصہ سب سے پہلے نازل ہوا ہے؟ تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا تھا جو میں نے تمہیں دیا ہے) پھر میں نے بھی ان سے یہی کہا تھا جو تم نے مجھ سے کہا ہے (کہ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے ﴿ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ ﴾ اتری ہے) تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: میں تمہارے سامنے وہی بات بیان کرتا ہوں جو رسول خدا ﷺ نے ہمارے سامنے بیان فرمائی تھی، آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ ''میں نے ایک مہینے کا غار حراء میں اعتکاف کیا، جب میرے اعتکاف کی مدت پوری ہوئی، اور میں پہاڑ سے اترا، تو اچانک میرے کانوں میں آواز آئی، میں نے دائیں (مڑکر) دیکھا لیکن مجھے کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ بائیں طرف دیکھا تو ادھر بھی کوئی چیز نظر نہیں آئی، پیچھے کی طرف نظر کی تو ادھر بھی کوئی دکھائی نہیں دیا، پھر میں نے اوپر نظر اٹھائی تو مجھے کچھ نظر آیا یعنی ایک فرشتہ دکھائی دیا، میں (اس کو دیکھ کر سہم

گیا اور مارے خوف کے کانپتا ہوا) خدیجہ کے پاس آیا، اور کہا: مجھے کپڑا اُڑھاؤ مجھے کپڑا اُڑھاؤ۔ خدیجہ نے (فوراً) مجھ کو کپڑا اُڑھادیا، اور (میرے حواس بحال کرنے کے لیے) مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈالا، اس کے بعد یہ آیتیں نازل ہوئیں ﴿ یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ وَالرُّجْزَ فَاھْجُرْ ﴾ (یعنی اے کپڑا اوڑھنے والے کھڑے ہو جاؤ، اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو، اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو) اور نزولِ وحی کا یہ واقعہ نماز فرض ہونے سے پہلے کا ہے۔'' (بخاری، مسلم)

علامات نبوت کا بیان

(فصل اول)

شق صدر کا واقعہ

(۱۸۸۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (بچپن میں جب دایہ حلیمہ کے پاس تھے اس وقت کا واقعہ ہے کہ ایک دن آپ) بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ کو پکڑ کر چت لٹا دیا، پھر انہوں نے آپ کے دل کو چاک کیا، اور آپ کے دل میں سے بستہ خون کا ایک سیاہ ٹکڑا نکال لیا، اور کہا: یہ تمہارے جسم کے اندر شیطان کا حصہ ہے (اگر یہ ٹکڑا آپ کے جسم میں یوں ہی رہنے دیا جاتا تو شیطان کو اس کے ذریعہ آپ پر قابو پانے کا موقع ملتا رہتا) اس کے بعد انہوں نے آپ کے دل کو سونے کی لگن میں رکھ کر زمزم کے پانی سے دھویا، پھر دل کو اس کی جگہ رکھ کر سینہ مبارک کو اوپر سے برابر کر دیا، اور بچے (جو اس وقت آپ کے ساتھ تھے یہ پورا منظر دیکھ کر گھبرا گئے اور) بھاگے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں یعنی دایہ (حلیمہ) کے پاس آئے، اور کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مار ڈالا گیا ہے (دایہ حلیمہ کے

گھر والے اور پڑوس کے) لوگ (یہ سنتے ہی) اس جگہ پہنچے جہاں آنحضرت ﷺ موجود تھے، انہوں نے (آنحضرت ﷺ کو صحیح سالم دیکھا لیکن آپ کو اس حال میں پایا کہ خوف ودہشت سے) آپ (کے چہرہ) کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ حضرت انس (یہ روایت بیان کرکے) کہتے ہیں: میں آنحضرت ﷺ کے سینہ مبارک پر سلائی کا نشان دیکھا کرتا تھا۔ (مسلم)

پتھر کا سلام کرنا

(۱۸۸۸) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مکہ میں ظہورِ نبوت سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا، میں اب بھی اس کو (خوب) پہچانتا ہوں۔'' (مسلم)

شق قمر کا معجزہ

(۱۸۸۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مکہ کے کافروں نے (جمع ہوکر) رسول خدا ﷺ سے مطالبہ کیا کہ (اگر) آپ (نبوت کے دعوے میں) سچے ہو تو کوئی نشانی (معجزہ) دکھاؤ، چنانچہ آنحضرت ﷺ نے (اپنے دست مبارک کے اشارے سے) چاند کے دو ٹکڑے کرکے دکھا دیئے، یہاں تک کہ ان کافروں نے حراء پہاڑ کو چاند کے ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔ (بخاری، مسلم)

(۱۸۹۰) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ کے زمانہ میں چاند درمیان سے شق ہوکر اس طرح دو ٹکڑے ہوگیا کہ ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر کی جانب تھا اور دوسرا نیچے کی طرف۔ رسول خدا ﷺ نے (کافروں سے) ارشاد فرمایا: (میری نبوت یا میرے معجزے کی) شہادت دو۔ (بخاری، مسلم)

ابو جہل کی شرارت اور اس کا انجام

(۱۸۹۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) ابو جہل نے (لوگوں کے سامنے بڑی تحقیر کے ساتھ) کہا: کیا محمد تمہارے سامنے اپنے چہرے کو خاک آلود کرتا ہے (یعنی نماز پڑھتا ہے اور سجدہ کرتا ہے؟) لوگوں نے کہا: ہاں! ابو جہل بولا: لات وعزیٰ کی قسم! اگر میں نے محمد کو ایسا کرتے (یعنی نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے) دیکھ لیا تو (اپنے پیروں سے) اس کی گردن روند ڈالوں گا۔ چنانچہ (ایک دن) جب کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے (اور سجدہ میں تھے) ابو جہل اس (ناپاک) ارادہ کے ساتھ آگے بڑھا کہ آپ کی گردنِ مبارک کو اپنے پاؤں سے کچل دے، لیکن پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھتے بڑھتے اچانک رک گیا، اور (فوراً) الٹے پاؤں اپنے لوگوں کی طرف بھاگنے لگا، اور ایسا دکھائی دیا جیسے وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے کسی چیز کو روک رہا ہو (یعنی جب وہ لوٹ کر اپنے لوگوں تک پہنچا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی سخت آفت اس پر ٹوٹ پڑی ہے اور وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کو روک رہا ہے) لوگوں نے (یہ دیکھ کر) اس سے پوچھا: آخر کیا ماجرا ہے؟ (کہ تو اپنا ارادہ پورا کیے بغیر اُلٹے پاؤں بھاگ آیا، اور اپنے ہاتھوں سے کوئی چیز روکنے کی کوشش کر رہا ہے؟) ابو جہل نے (نہایت بوکھلائے ہوئے لہجہ) میں کہا: (میں دیکھ رہا ہوں کہ) میرے اور محمد کے درمیان آگ کی خندق ہے، بڑا خوفناک منظر ہے اور (فرشتوں کے) پر و بازو ہیں، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اگر ابو جہل میرے قریب آجاتا تو فرشتے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اچک لے جاتے'' (یعنی ہر فرشتہ اس کے بدن کا ایک ایک عضو نوچ کر لے جاتا) (مسلم)

اسلام کی اقبال مندی

(۱۸۹۲)حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ اچانک ایک شخص آیا، اور آپ سے اپنے فقرو فاقہ اور افلاس کا شکوہ کرنے لگا، پھر ایک اور شخص آیا، اس نے راہزنی کی شکایت کی (کہ راستہ میں کچھ ڈاکوؤں اور قزاقوں نے مجھے لوٹ لیا ہے۔) آنحضرت ﷺ نے (ان دونوں کی باتیں سننے کے بعد مجھ سے) ارشاد فرمایا ''عدی! کیا تم نے "حِیرَہْ" دیکھا ہے؟ اگر تمہاری عمر بڑی ہوئی تو تم یقیناً دیکھ لوگے کہ ایک عورت تنہا اونٹنی پر سوار ہوکر "حِیرَہْ" سے چلے گی اور (مکہ پہنچ کر) کعبہ کا طواف کرے گی اور سوائے اللہ کے اس کو کسی (لٹیرے اور راہزن) کا خوف نہیں ہوگا، اگر تم زیادہ دنوں تک زندہ رہے تو (دیکھ لوگے کہ) کسریٰ (فارس کے بادشاہ) کے خزانے (مسلمانوں کے لیے) کھول دیئے جائیں گے (جو غنیمت کے طور پر ہاتھ لگیں گے اور تمام مسلمانوں میں تقسیم ہوں گے) اور اگر تمہاری عمر اور زیادہ ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ایک شخص مٹھی بھر سونا یا چاندی (خیرات کرنے کو) نکالے گا، اور قبول کرنے والے کو ڈھونڈتا پھرے گا، مگر اس کو ایسا کوئی شخص نہیں ملے گا جو اس سے خیرات کا مال لے لے۔

اور (یاد رکھو) قیامت کے دن تم میں سے ہر شخص اللہ کے حضور اس طرح پیش ہوگا کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا جو اس کے حال کی ترجمانی کرے، پھر اللہ تعالیٰ اس سے سوال کرے گا: کیا میں نے دین کے احکام پہنچانے، اور قیامت کے دن کی خبر دینے کے لیے تیرے پاس رسول نہیں بھیجا تھا؟ وہ شخص کہے گا: بیشک تو نے رسول بھیجا تھا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ پوچھے گا: کیا میں نے تجھ کو مال وزر عطا نہیں کیا تھا؟ اور کیا میں نے تجھ پر فضل واحسان نہیں کیا تھا؟ وہ کہے گا: بیشک تو نے مجھ کو مال بھی عطا کیا تھا اور مجھ پر فضل واحسان بھی فرمایا تھا۔ اس کے بعد وہ شخص اپنے دائیں

طرف دیکھے گا تو اس کو دوزخ کے علاوہ کچھ نظر نہیں آئے گا، پھر وہ اپنے بائیں طرف دیکھے گا تو اس کو دوزخ کے علاوہ کچھ نظر نہیں آئے گا، پھر رسول خدا ﷺ نے تمام لوگوں کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: ''لوگو! دوزخ کی آگ سے (خیرات کر کے) اپنے آپ کو بچاؤ، اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو، اور اگر کوئی شخص (اللہ کے نام پر) خرچ کرنے کے لیے کھجور کا ایک ٹکڑا بھی نہ رکھتا ہو تو نرم اور اچھی بات کر کے (خود کو دوزخ کی آگ سے) بچائے۔''

حضرت عدی بن حاتم نے (یہ روایت بیان کرنے کے بعد) کہا: (آنحضرت ﷺ کی اس پیش گوئی کے مطابق) میں نے یہ دیکھ لیا کہ اونٹنی سوار عورت خانہ کعبہ کا طواف کرنے کے لیے ''حِیرَہ'' سے تنہا سفر کرتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتی ہے، اور میں خود ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے کسریٰ بن ھُرمُز بن نوشیرواں (فارس کے بادشاہ) کے خزانوں کو کھولا، اب اگر تم زیادہ دنوں زندہ رہے تو نبی کریم ابوالقاسم ﷺ کی اس پیش گوئی کو بھی حرف بحرف پورا ہوتے دیکھو گے کہ ایک شخص مٹھی بھر سونا چاندی خیرات کرنے کو نکالے گا، اور کوئی شخص اس کو (لینے والا) نہیں ملے گا۔ (بخاری)

کافروں کی ایذا رسانی پر صبر کرنے کی تاکید

(۱۸۹۳) حضرت خبّاب بن اَرَت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) جب کہ نبی کریم ﷺ خانہ کعبہ کے سائے میں سر کے نیچے کملی رکھے ہوئے لیٹے تھے، ہم نے آپ سے شکایت کی کہ مشرکین سے ہم لوگوں کو بہت اذیت اور تکلیف پہنچتی ہے، اور عرض کیا: (جب وہ لوگ ایذا رسانی سے باز نہیں آتے تو) آپ ﷺ ان کے حق میں بددعا کیوں نہیں فرماتے؟ (ہماری یہ بات سنتے ہی) آپ اٹھ بیٹھے اور چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا، اور ارشاد فرمایا ''تم سے پہلے جو لوگ گذرے ہیں ان میں ایک شخص کے

لیے زمین میں ایک گڑھا کھودا جاتا تھا پھر اس شخص کو اس گڑھے میں ڈالا جاتا تھا، پھر آرہ لا کر اس کے سر پر رکھا جاتا تھا، اور اس آرہ سے چیر کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے تھے، لیکن یہ سخت عذاب بھی اس کو دین سے پھرنے نہیں دیتا تھا، اور ایک شخص کے جسم پر لوہے کی (تیز) کنگھی چلائی جاتی تھی جو گوشت کے نیچے ہڈیوں اور پٹھوں تک چیرتی چلی جاتی تھی، لیکن یہ سخت ترین عذاب بھی اس کو دین سے پھرنے نہیں دیتا تھا، خدا کی قسم! یہ دین یقیناً پایۂ تکمیل کو پہنچے گا، اور تم دشواریوں کے بعد وہ زمانہ بھی دیکھو گے کہ ایک شخص "صَنعَاء" سے "حَضرَمَوت" تک تنہا سفر کرے گا اور کسی سے نہیں ڈرے گا، مگر اللہ سے یا اپنی بکریوں کے بارے میں بھیڑیے سے، لیکن تم جلدی کرتے ہو" (بخاری)

حضور ﷺ کے دو خواب اور ایک دعا کا تذکرہ

(۱۸۹۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت اُمّ حَرَام بِنتِ مِلحَان کے یہاں آیا جایا کرتے تھے جو حضرت عبادہ بن صامت کی بیوی تھیں، چنانچہ ایک دن (حسب معمول) آنحضرت ﷺ اُم حرام کے پاس تشریف لائے تو اُم حرام نے آپ کو کھانا کھلایا، پھر آپ کے سرِ مبارک میں جوئیں دیکھنے بیٹھ گئیں، اس دوران آپ سو گئے پھر (کچھ ہی دیر بعد) آپ ہنستے ہوئے بیدار ہو گئے، اُم حرام کہتی ہیں کہ میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ کو کس چیز نے ہنسایا؟ ارشاد فرمایا" (خواب میں) میری امت میں سے ایک جماعت اس حال میں میرے سامنے لائی گئی اور مجھ کو دکھائی گئی کہ وہ خدا کی راہ میں جہاد کر رہی تھی اور سمندر میں اس طرح محو سفر تھی جیسے بادشاہ اپنے تخت پر ہوتے ہیں۔" یا یہ فرمایا: "بادشاہوں کی طرح تخت پر بیٹھے تھے۔" میں نے (یہ سن کر) عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے ان مجاہدین میں شامل کر دے، آپ نے اُم حرام کے حق میں دعا فرمائی۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ

نے سر رکھا، اور پھر سو گئے (کچھ دیر بعد) پھر آپ ہنستے ہوئے بیدار ہوئے، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ اب کیوں ہنسے؟ ارشاد فرمایا'' (اب پھر خواب میں) میری امت میں سے کچھ لوگ میرے سامنے اس حال میں پیش کیے گئے کہ وہ خدا کی راہ میں جہاد کررہے تھے۔'' جیسا کہ آپ ﷺ نے پہلی مرتبہ ارشاد فرمایا تھا: میں نے پھر عرض کیا: یارسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ وہ ان مجاہدین میں مجھ کو بھی شامل کردے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تم پہلی جماعت میں ہو۔'' چنانچہ حضرت اُم حرام نے حضرت معاویہ کے زمانے میں (جہاد کی غرض سے) بحری سفر کیا، اور جب سمندر سے اتر کر جانور پر سوار ہوئیں تو (اچانک) جانور کی پشت سے زمین پر گر پڑیں اور (راہِ خدا میں شہادت کا مرتبہ پا کر) اس دنیا سے کوچ کرگئیں۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ضماد کے اسلام لانے کا واقعہ

(۱۸۹۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ '' اَزْدِشَنُوْءَ ۃ '' سے تعلق رکھنے والے ایک شخص جن کا نام ''ضِمَاد'' تھا (اسلام کے ابتدائی زمانہ میں) مکہ آئے وہ ہوا (یعنی آسیب و جن) اتارنے کے لیے جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے، جب انہوں نے مکہ کے بیوقوفوں کی زبان سے یہ سنا کہ محمد (ﷺ) دیوانہ ہوگیا ہے تو انہوں نے کہا: اگر میں اس شخص (یعنی محمد ﷺ) کو دیکھوں (تو علاج کروں) شاید اللہ تعالیٰ ان کو میرے علاج سے ٹھیک کردے۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ''ضِمَاد'' آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور کہا: اے محمد! میں آسیب و جن کے لیے جھاڑ پھونک کرتا ہوں، اگر تم چاہو تو میں جھاڑ پھونک کے ذریعہ تمہارا علاج کروں؟ رسول خدا ﷺ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا'' تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، ہم اس کی حمد و ثنا کرتے ہیں، (اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں) اور اسی سے مدد چاہتے ہیں، وہ جس کو سیدھا

راستہ دکھادے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا، اور جس کو وہ گمراہ کر دے اس کو کوئی سیدھا راستہ نہیں دکھا سکتا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے کوئی اس کا شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اللہ کے رسول ہیں، بعدازاں۔"

ضِمَاد (یہاں تک سننے کے بعد) بیساختہ بولے کہ ان جملوں کو پھر میرے سامنے دہرائیے، آنحضرت ﷺ نے ان جملوں کو تین بار دہرایا، پھر ضماد نے کہا: "میں نے کاہنوں کے اقوال، ساحروں کے کلمات اور شاعروں کے اشعار سنے ہیں، لیکن (خدا کی قسم!) آج تک میں نے آپ کے ان کلمات واقوال کے مانند کوئی کلام نہیں سنا، بے شک آپ کے یہ کلمات (فصاحت و بلاغت اور تاثیر کے اعتبار سے) دریائے علم وکلام کی انتہائی گہرائیوں تک پہنچے ہوئے ہیں، لائیے اپنا ہاتھ بڑھائیے میں (آپ کے دست مبارک پر) اسلام کی بیعت کرتا ہوں۔" ابن عباس فرماتے ہیں کہ ضماد نے (اسی وقت) آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور مسلمان ہو گئے۔ (مسلم)

(فصل سوم)

حضور ﷺ کے بارے میں قیصر روم کے خیالات

(۱۸۹۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب نے مجھ سے منہ درمنہ یہ بیان کیا کہ اس صلح (حدیبیہ) کی مدت میں جو میرے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان تھی میں نے (ملک شام کا) سفر کیا، اور اتفاق سے اس وقت جب کہ نبی کریم ﷺ کا نامۂ مبارک ہِرَقْل (قیصر روم) کے پاس پہنچا میں ملک شام میں مقیم تھا، ابوسفیان نے کہا: نامۂ مبارک "دِحْیَہ کَلْبِی" لے کر آئے تھے، پھر دِحْیَہ نے وہ نامۂ مبارک "بُصْریٰ" کے حاکم کے پاس پہنچایا، اور بُصْریٰ کے حاکم نے اس نامۂ

مبارک کو ہِرَقْل کی خدمت میں پیش کیا، ہِرَقْل نے پوچھا: کیا اس شخص کی قوم کا کوئی آدمی یہاں ہے جو نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے؟ (تاکہ میں اس مدعی نبوت کے بارے میں معلومات حاصل کرکے یہ جان سکوں کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا؟) اس کے خادموں نے بتایا کہ ہاں (اس شخص کی قوم سے تعلق رکھنے والا ایک شخص ہے جو ہمارے یہاں تجارت کرنے کی غرض سے آیا ہوا ہے) چنانچہ مجھے قریش کی ایک جماعت کے ساتھ (جو بیس (۲۰) آدمیوں پر مشتمل تھی) ہِرَقْل کے دربار میں طلب کیا گیا۔ جب ہم ہِرَقْل کے پاس پہنچے تو ہمیں اس کے سامنے بٹھایا گیا (تاکہ آسانی کے ساتھ ہم اس کی اور وہ ہماری بات سن سکے)

پھر سب سے پہلے ہِرَقْل نے پوچھا: تم میں سے کون آدمی اس شخص کا قریبی رشتہ دار ہے جو نبوت کا مدعی ہے؟ ابوسفیان کا بیان ہے کہ (یہ سن کر) میں نے کہا: اس شخص کا سب سے قریبی رشتہ دار میں ہوں۔ اس کے بعد مجھ کو ہِرَقْل کے سامنے بٹھادیا گیا، اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھایا گیا۔ پھر ہِرَقْل نے اپنے ترجمان کو طلب کیا (جو عربی اور رومی دونوں زبانیں جانتا تھا) اور اس سے کہا: تم اس شخص (ابوسفیان) کے ساتھیوں سے کہہ دو کہ میں اس (ابوسفیان) سے اس شخص کے حالات معلوم کروں گا جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، اگر یہ (ابوسفیان) مجھ کو کوئی بات غلط بتائے تو تم لوگ (بلا جھجک) اس کی تردید کرنا اور مجھے صحیح بات بتادینا۔ ابوسفیان کا بیان ہے کہ خدا کی قسم! اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ مجھے دروغ گو (جھوٹا) مشہور کردیا جائے گا تو یقیناً میں ہِرَقْل کے سامنے جھوٹ بولتا (اور آنحضرت ﷺ کے بارے میں اس کو صحیح بات نہ بتاتا)

اس کے بعد ہِرَقْل نے اپنے ترجمان سے کہا: ابوسفیان سے پوچھو! تمہارے درمیان اس شخص (یعنی آنحضرت ﷺ) کا حسب کیسا ہے؟ ابوسفیان کہتے ہیں: میں نے کہا: وہ شخص ہم میں حسب والا ہے یعنی اعلیٰ حسب رکھتا ہے۔

پھر ہِرَقْل نے پوچھا: کیا اس شخص کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ گذرا ہے؟ میں نے کہا

کبھی نہیں! پھر ھِرَقْل نے پوچھا: جو کچھ وہ اب کہتا ہے اس سے پہلے بھی اس نے کبھی کوئی ایسی بات کہی جس کو تم نے جھوٹ سمجھا ہو؟ (یعنی نبوت کا دعویٰ کرنے سے پہلے کیا وہ جھوٹ بولا کرتا تھا، یا کسی شخص نے کبھی اس پر جھوٹ کا الزام لگایا تھا؟) میں نے کہا: نہیں۔

پھر ھِرَقْل نے پوچھا: اس کا اتباع کرنے والے (اور اس پر ایمان لانے والے) لوگ کون ہیں، شرفاء یا کمزور و ضعیف لوگ؟ ابوسفیان نے کہا: میں نے جواب دیا: اس کے اتباع کرنے والے کمزور و ضعیف لوگ ہیں۔ ھِرَقْل نے پوچھا: اس شخص کے تابعداروں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے یا کم ہو رہی ہے؟ ابوسفیان نے کہا: میں نے جواب دیا: کم نہیں ہو رہی ہے بلکہ زیادہ ہو رہی ہے۔ پھر ھِرَقْل نے پوچھا: اس کے دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص اس سے ناخوش ہو کر (یا اس دین کی راہ میں پیش آنے والی سختیوں سے بیزار ہو کر) دین سے پھر جاتا ہے؟ ابوسفیان نے کہا: میں نے جواب دیا: نہیں کوئی نہیں پھرتا۔

پھر ھِرَقْل نے پوچھا: کیا تم لوگ اس سے لڑتے ہو؟ میں نے جواب دیا ہاں! پھر ھِرَقْل نے پوچھا: اس سے تمہاری لڑائی کا انجام کیا ہوتا ہے؟ ابوسفیان نے کہا: میں نے جواب دیا: ہمارے اور اس کے درمیان ہونے والی جنگ ڈولوں کے مانند ہوتی ہے (یعنی کبھی ہم اس مدعی نبوت، اور اس کے ساتھیوں پر غالب آجاتے ہیں اور کبھی وہ ہم پر غالب آجاتے ہیں) اسی طرح کبھی ہم ان کی وجہ سے مصیبتوں اور پریشانیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور کبھی وہ ہماری وجہ سے مصائب و تکلیف اٹھاتے ہیں، پھر ھِرَقْل نے پوچھا: کیا وہ عہد شکنی کرتا ہے؟ (یعنی کسی سے صلح کرنے کے بعد اپنے عہد و پیمان کو توڑ دیتا ہے؟) میں نے کہا: نہیں (پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا) البتہ آج کل ہمارے اور ان کے درمیان جو صلح (یعنی صلح حدیبیہ) ہے اس کے بارے میں ہم نہیں کہہ سکتے کہ ان کی روش کیا رہے گی (آیا وہ اس صلح کو اس کی مدت ختم ہونے سے پہلے توڑ دیں گے یا باقی رکھیں گے) ابوسفیان کہتے ہیں: خدا کی قسم! صرف ایک بات ایسی تھی جو میں

نے درمیان میں کہہ دی: اس کے علاوہ اور کوئی بات میں نہ کہہ سکا، پھر ہِرَقل نے پوچھا: کیا اس طرح کی بات اس سے پہلے بھی کسی نے کہی ہے؟ (یعنی تمہاری قوم میں سے کسی اور شخص نے بھی اس سے پہلے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟) میں نے جواب دیا: نہیں!

(ان تمام سوال و جواب کے بعد) ہِرَقل نے اپنے ترجمان سے کہا: تم اس (سفیان) سے کہو کہ میں نے تمہارے درمیان اس شخص کے حسب کے بارے میں تم سے پوچھا اور تم نے بتایا کہ وہ حسب والا ہے، تو حقیقت یہی ہے کہ رسول اور نبی اپنی قوم کے اشراف ہی میں سے ہوتے رہے ہیں —— پھر میں نے پوچھا تھا کہ اس کے آباء و اجداد میں کوئی بادشاہ گذرا ہے، اور تم نے بتایا کہ کوئی نہیں گذرا، تو میں نے (اپنے دل میں) کہا: اگر اس کے آباء و اجداد میں کوئی بادشاہ ہوتا تو میں سمجھتا کہ وہ ایک ایسا شخص ہے جو اپنے باپ دادا کی حکومت کا طالب ہے —— پھر میں نے تم سے پوچھا تھا کہ اس کی اتباع کرنے والے لوگ قوم کے شرفاء (یعنی دولت و ثروت والے) ہیں یا کمزور و ضعیف ہیں، اور تم نے بتایا کہ کمزور و ضعیف لوگ اس کے تابعدار ہیں، تو حقیقت یہ ہے کہ پیغمبروں کے تابعدار (عام طور پر) کمزور و ضعیف لوگ ہی ہوتے ہیں —— میں نے تم سے پوچھا تھا کہ اس وقت وہ جو کچھ کہتا ہے اس سے پہلے کیا تمہیں کبھی اس کے جھوٹ کا تجربہ ہوا ہے۔ اور تم نے بتایا کہ نہیں، تو میں نے جان لیا کہ یہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص لوگوں سے تو جھوٹ بولنے سے اجتناب کرے اور اللہ کی نسبت جھوٹ بولے —— نیز میں نے پوچھا تھا کہ اس کے دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص اس سے ناخوش ہو کر دین سے پھر جاتا ہے؟ اور تم نے بتایا کہ نہیں، تو ایمان کا یہی حال ہے جب دلوں میں جگہ پکڑ لے اور روح اس کی لذت و حلاوت سے آشنا ہو جائے —— میں نے تم سے پوچھا تھا: اس شخص کے تابعداروں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے یا کم ہو رہی ہے؟ اور تم نے بتایا کہ بڑھ رہی ہے، تو ایمان کا یہی حال ہے (کہ روز بروز اس کا دائرۂ اثر وسیع تر ہوتا جاتا ہے اور اہل ایمان کی تعداد بڑھتی رہتی ہے) اور آخر کار وہ پایۂ تکمیل کو پہنچ جاتا ہے —— میں نے تم

سے پوچھا تھا کہ کیا تم لوگ ان سے لڑتے ہو؟ اور تم نے جواب دیا تھا کہ ہاں لڑتے ہیں اور لڑائی کا انجام ڈولوں کی طرح ہوتا ہے کہ کبھی وہ تم سے مصیبت اٹھاتے ہیں، اور کبھی تم ان سے مصیبت اٹھاتے ہو، تو رسولوں کا امتحان اسی طرح لیا جاتا ہے (کہ کبھی ان کو دشمنانِ دین پر غلبہ عطا کیا جاتا ہے اور کبھی دشمنوں کو ان پر غالب کر دیا جاتا ہے) لیکن انجام کار رسولوں اور ان کے تابعداروں ہی کو کامل فتح و نصرت حاصل ہوتی ہے اور ان کا دین چھا جاتا ہے —— میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا وہ شخص عہد شکنی کرتا ہے، اور تم نے جواب دیا کہ وہ عہد شکنی نہیں کرتا ہے، اور اسی طرح پیغمبر عہد شکنی نہیں کرتے —— نیز میں نے تم سے پوچھا تھا: تمہاری قوم میں اس سے پہلے بھی کسی نے ایسی بات کہی ہے یعنی نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ اور تم نے جواب دیا کہ نہیں، تو میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ اگر اس سے پہلے کسی نے اس طرح نبوت کا دعویٰ کیا ہوتا تو کہا جاسکتا تھا کہ یہ بھی پہلے شخص کی پیروی میں اس کا دعویٰ کر رہا ہے۔

ابوسفیان کا بیان ہے کہ اس کے بعد ہِرَقل نے مجھ سے پوچھا: (اچھا بتاؤ) وہ شخص تم کو کس بات کا حکم دیتا ہے؟ میں نے کہا: وہ ہم سے کہتا ہے کہ نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، ناتے داروں سے محبت اور اچھا سلوک کرو اور حرام چیزوں سے بچو۔ ہِرَقل نے (یہ سن کر) کہا: اگر تمہارا بیان درست ہے تو یقیناً وہ شخص پیغمبر ہے۔ اور مجھے پہلے سے معلوم تھا کہ ایک پیغمبر پیدا ہونے والا ہے لیکن میرا یہ خیال نہیں تھا کہ وہ تمہاری قوم میں پیدا ہوگا، اگر مجھے یقین ہوتا کہ میں ان تک پہنچ سکوں گا تو ان کی خدمت میں حاضر ہوتا اور ان سے ملاقات کرنا میرے لیے سب سے زیادہ پسندیدہ بات ہوتی۔ اور اگر میں ان کی خدمت میں حاضر ہوتا تو ان کے دونوں پاؤں (اپنے ہاتھ سے) دھوتا، اور (میں تم کو بتاتا ہوں کہ) ان کی حکومت و اقتدار کا دائرہ کار اس زمین (یعنی ملک شام) تک پہنچ جائے گا جو میرے قدموں کے نیچے ہے، پھر ہِرَقل نے آپ کا نامہ مبارک منگایا اور اس کو پڑھا۔ (بخاری، مسلم)

معراج کا بیان

(فصل اول)

شب معراج کے احوال

(۱۸۹۷) حضرت قتادہ (تابعی) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضرت مَالِک بن صَعْصَعَۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسراء اور معراج کی رات کے احوال بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ''میں اس رات حطیم میں لیٹا ہوا تھا ـــــ اور کبھی آپ نے فرمایا میں حجر میں لیٹا ہوا تھا کہ اچانک ایک آنے والا (فرشتہ) میرے پاس آیا اور اس نے (میرے جسم کے) یہاں سے یہاں تک کے حصہ کو چاک کیا، یعنی گردن کے گڑھے سے زیر ناف تک چاک کیا، پھر میرے دل کو نکالا، اس کے بعد میرے سامنے سونے کا ایک طشت لایا گیا جو ایمان سے بھرا ہوا تھا اور اس میں میرے دل کو دھویا گیا، پھر دل میں (ایمان کی دولت) بھری گئی، پھر دل کو سینہ میں اس کی جگہ رکھ دیا گیا ـــــ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ پھر میرے پیٹ کو زمزم کے پانی سے دھویا گیا، پھر اس کو ایمان وحکمت سے بھرا گیا ـــــ اس کے بعد سواری کا ایک جانور لایا گیا جو خچر سے نیچا اور گدھے سے اونچا تھا۔ یہ جانور سفید رنگ کا تھا اور اس کا نام بُراق تھا (اس کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ) جہاں تک اس کی نظر جاتی تھی وہاں اس کا قدم پڑتا تھا، مجھے اس پر سوار کیا گیا اور جبرئیل علیہ السلام مجھے لے کر چلے یہاں تک کہ میں آسمانِ دنیا (یعنی پہلے آسمان) پر پہنچا، جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا تو (دربان فرشتوں کی طرف سے) پوچھا گیا: یہ کون ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: میں جبرئیل ہوں۔ پھر پوچھا گیا: اور تمہارے ساتھ کون

ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ اس کے بعد سوال کیا گیا: ان کو بلانے کے لیے کسی کو بھیجا گیا تھا؟ جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا: ہاں، تب ان فرشتوں نے کہا: ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید کہتے ہیں، آنے والے کو آنا مبارک ہو۔ اس کے بعد آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور جب میں آسمان پر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت آدم علیہ السلام وہاں موجود ہیں، جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ تمہارے باپ (یعنی جدِ اعلیٰ) آدم علیہ السلام ہیں ان کو سلام کرو۔ میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: میں نیک بیٹے اور نیک پیغمبر کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام مجھ کو اوپر لے چلے، اور دوسرے آسمان پر آئے، اور انہوں نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا تو پوچھا گیا: کون ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: میں جبرئیل ہوں پھر پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر سوال کیا گیا: ان کو بلانے کے لیے کسی کو بھیجا گیا تھا؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں! تب دربان فرشتوں نے کہا: ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ آنے والے کو آنا مبارک ہو۔ اس کے بعد آسمان کا دروازہ کھولا گیا! اور جب میں دوسرے آسمان پر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام وہاں موجود ہیں جو ایک دوسرے کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ جبرئیل نے کہا: یہ یحییٰ علیہ السلام ہیں اور یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں ان کو سلام کرو۔ میں نے دونوں کو سلام کیا اور دونوں نے میرے سلام کا جواب دے کر کہا: نیک بھائی اور نیک پیغمبر کو ہم خوش آمدید کہتے ہیں۔

اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام مجھ کو لے کر اور اوپر چلے، اور تیسرے آسمان پر آئے، اور انہوں نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا: تو پوچھا گیا: کون ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: میں جبرئیل ہوں پھر پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر سوال کیا گیا: ان کو بلانے کے لیے کسی کو بھیجا گیا تھا؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں! تب دربان فرشتوں نے کہا: ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ آنے والے

کو آنا مبارک ہو۔ اس کے بعد آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور جب میں تیسرے آسمان پر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت یوسف علیہ السلام سامنے موجود ہیں، جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ یوسف علیہ السلام ہیں، ان کو سلام کرو۔ میں نے ان کو سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دے کر کہا: میں نیک بھائی اور نیک پیغمبر کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام مجھ کو لے کر اور اوپر چلے، اور چوتھے آسمان پر آئے اور انہوں نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا: تو پوچھا گیا: کون ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: میں جبرئیل ہوں پھر پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر سوال کیا گیا: ان کو بلانے کے لیے کسی کو بھیجا گیا تھا؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں! تب دربان فرشتوں نے کہا: ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ آنے والے کو آنا مبارک ہو۔ اس کے بعد آسمان کا دروازہ کھولا گیا، اور جب میں چوتھے آسمان پر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت ادریس علیہ السلام سامنے موجود ہیں، جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ ادریس علیہ السلام ہیں ان کو سلام کرو۔ میں نے ان کو سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دے کر کہا: میں نیک بھائی اور نیک پیغمبر کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام مجھ کو لے کر اور اوپر چلے اور پانچویں آسمان پر آئے اور انہوں نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا تو پوچھا گیا کون ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: میں جبرئیل ہوں پھر پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر سوال کیا گیا: ان کو بلانے کے لیے کسی کو بھیجا گیا تھا؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں! تب دربان فرشتوں نے کہا: ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ آنے والے کو آنا مبارک ہو۔ اس کے بعد آسمان کا دروازہ کھولا گیا، اور جب میں پانچویں آسمان پر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت ہارون علیہ السلام سامنے موجود ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ ہارون علیہ السلام ہیں، ان کو سلام کرو۔ میں نے ان کو سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دے کر کہا: میں نیک بھائی اور نیک پیغمبر کو خوش

آمدید کہتا ہوں۔

اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام مجھ کو لے کر اور اوپر چلے، اور چھٹے آسمان پر آئے اورانہوں نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا تو پوچھا گیا کون ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: میں جبرئیل ہوں پھر پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر سوال کیا گیا: ان کو بلانے کے لیے کسی کو بھیجا گیا تھا؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں! تب دربان فرشتوں نے کہا: ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ آنے والے کو آنا مبارک ہو۔ اس کے بعد آسمان کا دروازہ کھولا گیا، اور جب میں چھٹے آسمان پر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام میرے سامنے موجود ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں، ان کو سلام کرو، میں نے ان کو سلام کیا اورانہوں نے میرے سلام کا جواب دے کر کہا: میں نیک بھائی اور نیک پیغمبر کو خوش آمدید کہتا ہوں، اس کے بعد جب میں آگے بڑھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام رونے لگے۔ پوچھا گیا: آپ کیوں روتے ہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ایک نوجوان جس کو میرے بعد رسول بنا کر دنیا میں بھیجا گیا اس کی امت کے لوگ میری امت کے لوگوں سے کہیں زیادہ جنت میں داخل ہوں گے۔

پھر جبرئیل علیہ السلام مجھ کو لے کر اور اوپر چلے، اور ساتویں آسمان پر آئے، اورانہوں نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا: تو پوچھا گیا: کون ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: میں جبرئیل ہوں پھر پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر سوال کیا گیا: ان کو بلانے کے لیے کسی کو بھیجا گیا تھا؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں! تب دربان فرشتوں نے کہا: ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ آنے والے کو آنا مبارک ہو۔ اس کے بعد آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور جب میں ساتویں آسمان پر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام میرے سامنے موجود ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام ہیں ان کو سلام کرو۔ میں نے ان کو سلام کیا اور

انہوں نے میرے سلام کا جواب دے کر کہا: میں نیک بیٹے اور نیک پیغمبر کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

اس کے بعد مجھے سِدْرَۃُ الْمُنْتَھٰی تک پہنچایا گیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کے پھل یعنی بیر مقام ہجر کے (بڑے بڑے) مٹکوں کے برابر تھے اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کے برابر تھے، جبرئیل علیہ السلام نے (وہاں پہنچ کر) کہا: یہ سِدْرَۃُ الْمُنْتَھٰی ہے، میں نے وہاں چار نہریں دیکھیں، دو نہریں چھپی ہوئی، اور دو نہریں ظاہر، میں نے پوچھا: جبرئیل! یہ دو (۲) طرح کی نہریں کیسی ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا: یہ چھپی ہوئی دو (۲) نہریں جنت کی ہیں اور یہ ظاہری دو (۲) نہریں نیل اور فرات ہیں، پھر مجھ کو بیت المعمور دکھلایا گیا اور اس کے بعد ایک پیالہ شراب کا، ایک پیالہ دودھ کا اور ایک پیالہ شہد کا میرے سامنے لایا گیا (اور مجھے اختیار دیا گیا کہ ان تینوں میں سے جس چیز کا پیالہ پسند ہو لے لوں) چنانچہ میں نے دودھ کا پیالہ لے لیا، جبرئیل علیہ السلام نے کہا: دودھ فطرت ہے اور یقیناً تم اور تمہاری امت کے لوگ اسی فطرت پر (قائم) رہیں گے، پھر مجھ پر ہر روز پچاس (۵۰) نمازیں فرض کی گئیں۔

پھر میں واپس ہوا، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا: تمہیں کس چیز کا حکم دیا گیا؟ میں نے ان کو بتایا کہ ہر شب و روز میں پچاس (۵۰) نمازوں کا مجھے حکم دیا گیا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (یہ سن کر) کہا: تمہاری امت رات دن میں پچاس (۵۰) نمازیں ادا نہیں کر سکے گی، خدا کی قسم! میں تم سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں، اور بنی اسرائیل کی اصلاح کی سخت ترین کوشش کر چکا ہوں (لیکن وہ اصلاح پذیر نہ ہوئے) لہٰذا تم اپنے پروردگار کے پاس واپس جاؤ اور اپنی امت کے حق میں تخفیف اور آسانی کی درخواست کرو۔ چنانچہ میں (اپنے پروردگار کی بارگاہ میں) دوبارہ حاضر ہوا، اور میرے پروردگار نے (میرے عرض کرنے پر) دس (۱۰) نمازیں کم کر دیں۔ میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا (اور ان کو بتایا کہ دس (۱۰)

نمازیں کم کردی گئی ہیں) لیکن انہوں نے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا (کہ میں پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں، تمہاری امت کے لوگ چالیس (۴۰) نمازیں بھی ادا نہیں کر سکیں گے، پھر بارگاہِ رب العزت میں جا کر مزید تخفیف کی درخواست کرو) چنانچہ میں پھر بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوا اور (چالیس (۴۰) میں سے) دس (۱۰) نمازیں کم کردی گئیں، میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، انہوں نے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا، چنانچہ میں بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوا اور (تیس (۳۰) میں سے) دس (۱۰) نمازیں کم کردی گئیں۔ میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، انہوں نے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا، چنانچہ میں بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوا اور مجھ کو دس (۱۰) نمازوں کا حکم دیا گیا، میں پھر حضرت موسیٰ کے پاس آیا تو انہوں نے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ چنانچہ میں پھر بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوا اور مزید پانچ (۵) نمازوں کی تخفیف کر کے مجھ کو ہر شب وروز میں پانچ (۵) نمازیں پڑھنے کا حکم دیا گیا، میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا: اب تمہیں کیا حکم ملا ہے؟ میں نے ان کو بتایا کہ اب مجھے رات دن میں پانچ (۵) نمازیں پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ کی امت ہر روز پانچ (۵) نمازیں ادا نہیں کر سکے گی، میں تم سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور بنی اسرائیل کی اصلاح کی سخت کوشش کر کے دیکھ چکا ہوں، لہٰذا تم پھر پروردگار کے پاس جاؤ اور اپنی امت کے لیے تخفیف کی درخواست کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں بار بار اپنے پروردگار سے تخفیف کی درخواست کر چکا ہوں، اب مجھ کو شرم آتی ہے، میں اپنے پروردگار کے اس حکم کو برضاء ورغبت قبول کرتا ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ (حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس گفتگو کے بعد) جب میں وہاں سے رخصت ہوا تو ایک منادی نے آواز دی کہ میں نے اپنے فرض کو جاری کیا اور اپنے بندوں کے حق میں تخفیف کردی (یعنی اب میرے بندوں کو

نمازیں تو پانچ (۵) ہی پڑھنی پڑیں گی لیکن ان کو ثواب پچاس (۵۰) نمازوں کا ملے گا) (بخاری، مسلم)

اسراء اور معراج کا تذکرہ

(۱۸۹۸) حضرت ثابت بُنانی (تابعی) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے سامنے بُراق لایا گیا جو سفید رنگ کا لمبا چوپایہ تھا، گدھے سے اونچا، اور خچر سے نیچا تھا، جہاں تک اس کی نگاہ جاتی تھی وہاں اس کا قدم پڑتا تھا، میں اس پر سوار ہوا اور بیت المقدس آیا، اور میں نے اس براق کو (مسجد کے دروازہ پر) اس حلقہ میں باندھ دیا جس میں انبیاء اپنی سواریوں کو باندھتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پھر میں مسجد اقصیٰ میں داخل ہوا اور دو رکعت نماز پڑھی، پھر میں مسجد سے باہر آیا تو جبرئیل علیہ السلام میرے سامنے ایک پیالہ شراب کا اور ایک پیالہ دودھ کا لائے، میں نے دودھ کا پیالہ لے لیا تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا: آپ نے فطرت (یعنی دین اسلام) کو اختیار کرلیا، پھر ہمیں آسمان کی طرف چڑھایا، اس کے بعد حضرت انس نے حدیث کا وہی مضمون بیان کرتے ہوئے جو سابق حدیث میں گذرا کہا کہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا): میں نے (پہلے آسمان پر) حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا، انہوں نے (میرے سلام کا جواب دینے کے بعد) مجھ کو مرحبا کہا، اور میرے لیے دعائے خیر کی۔ پھر آپ نے تیسرے آسمان کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: وہاں میں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا جن کو آدھا حسن عطا کیا گیا تھا، انہوں نے بھی مجھ کو مرحبا کہا، اور میرے لیے دعائے خیر کی۔ راوی یعنی ثابت بُنانی نے اس روایت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رونے کا ذکر نہیں کیا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں آسمان کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہاں میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا جو بیت المعمور سے پشت لگائے بیٹھے تھے، اور بیت

المعمور میں ہر روز ستر (۷۰) ہزار فرشتے (طواف کے لیے) داخل ہوتے ہیں جن کو دوبارہ داخل ہونا نصیب نہیں ہوتا۔

اس کے بعد مجھ کو سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی کی طرف لے جایا گیا، تو میں نے دیکھا کہ اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کے برابر اور اس کے پھل مٹکوں کے برابر تھے، پھر جب سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی کو اللہ کے حکم سے ڈھانکنے والی چیز نے ڈھانک دیا تو اس کی حالت بدل گئی، پس اللہ کی مخلوق میں سے کوئی بھی اس کی خوبی کو بیان نہیں کر سکتا، پھر اللہ تعالیٰ نے جو وحی چاہی میری طرف بھیجی، پھر مجھ پر دن رات میں پچاس (۵۰) نمازیں فرض کی گئیں۔

پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس (چھٹے آسمان پر) آیا، انہوں نے پوچھا: تمہارے پروردگار نے تمہاری امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا رات دن میں پچاس نمازیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اپنے پروردگار کے پاس واپس جاؤ اور تخفیف کی درخواست کرو کیوں کہ تمہاری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی، میں بنی اسرائیل کو آزما کر اور ان کا امتحان لے کر پہلے دیکھ چکا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں بارگاہِ خداوندی میں پھر حاضر ہوا، اور کہا: میرے پروردگار! میری امت کے حق میں آسانی فرما دیجیے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے میری امت کے حق میں (آسانی فرما کر) پانچ (۵) نمازیں کم کر دیں، پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور ان کو بتایا کہ میری درخواست پر پانچ (۵) نمازیں کم کر دی گئی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: تمہاری امت اتنی نمازیں ادا کرنے کی بھی طاقت نہیں رکھتی، تم پھر اپنے پروردگار کے پاس جاؤ اور مزید تخفیف کی درخواست کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اسی طرح اپنے پروردگار اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا (اور تخفیف کا سلسلہ اسی طرح جاری رہا کہ میری درخواست پر ہر مرتبہ پانچ نمازیں کم کر دی جاتیں) یہاں تک کہ (جب پانچ (۵) نمازیں رہ گئیں تو) پروردگار نے ارشاد فرمایا: محمد! ہر رات دن میں پانچ (۵) نمازیں ہیں لیکن ان میں سے ہر نماز کا

ثواب دس نمازوں کے برابر ہے، اس طرح یہ پانچ نمازیں ثواب میں پچاس نمازوں کے برابر ہیں، اور (ہمارا دستور یہ ہے کہ) جس شخص نے نیکی کا قصد کیا اور اس کو (کسی شرعی عذر یا کسی دوسری رکاوٹ کے سبب) پورا نہ کر سکا تو اس کے لیے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے، اور اگر اس نے اس نیکی کو کر لیا تو اس کے حساب میں وہ نیکی دس گنی لکھی جاتی ہے۔ اور جس شخص نے برے کام کا قصد و ارادہ کیا، پھر اس برے کام کو نہ کر سکا تو اس کے حساب میں وہ برائی نہیں لکھی جاتی، اور اگر اس نے اس برے کام کو کر لیا تو اس کے حساب میں وہی ایک برائی لکھی جاتی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر میں بارگاہِ خداوندی سے نیچے (چھٹے آسمان پر) واپس آیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صورتِ حال بتائی، انہوں نے پھر وہی مشورہ دیا کہ اپنے پروردگار کے پاس واپس جاؤ اور (پانچ نمازوں میں بھی) تخفیف کی درخواست کرو! آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا: میں بار بار اپنے پروردگار کے پاس جا چکا ہوں اب مجھ کو اس کے پاس جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔ (مسلم)

معراج کی مزید تفصیل

(۱۸۹۹) حضرت ابن شہاب زُہری (تابعی) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: حضرت ابوذر بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں مکہ میں (اپنے گھر میں سویا ہوا) تھا کہ (اچانک) مکان کی چھت کھلی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے، انہوں نے میرا سینہ چاک کر کے آبِ زمزم سے دھویا پھر وہ سونے کا ایک طشت لائے جو ایمان و حکمت سے بھرا ہوا تھا، اس کو میرے سینہ میں اُلٹ دیا، پھر میرے سینہ کو ملا کر برابر کر دیا۔ اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے آسمان کی طرف لے چلے، جب میں آسمانِ دنیا پر پہنچا تو

جبرئیل علیہ السلام نے آسمان کے داروغہ سے کہا: (دروازہ) کھولو، داروغہ نے پوچھا: کیا تمہارے ساتھ اور کوئی ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہاں، میرے ساتھ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ داروغہ نے پوچھا: کیا ان کو بلوایا گیا ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: ہاں! چنانچہ دروازہ کھولا گیا، جب ہم آسمانِ دنیا پر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے ایک صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور (ان کی اولاد و ذریات میں سے) کچھ لوگ ان کے دائیں اور کچھ لوگ ان کے بائیں بیٹھے ہوئے ہیں (پھر میں نے یہ بھی دیکھا کہ) جب وہ اپنی دائیں جانب دیکھتے ہیں تو ہنسنے لگتے ہیں، اور جب بائیں جانب دیکھتے ہیں تو رونے لگتے ہیں انہوں نے (سلام و جواب کے بعد) کہا: نیک پیغمبر اور نیک بیٹے کو میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ آدم علیہ السلام ہیں، اور یہ لوگ جو ان کے دائیں بائیں بیٹھے ہیں ان کی اولاد کی روحیں ہیں، ان میں سے جو لوگ ان کے دائیں بیٹھے ہیں وہ جنتی ہیں، اور جو لوگ ان کے بائیں بیٹھے ہیں وہ دوزخی ہیں، اسی لیے جب یہ (آدم علیہ السلام) اپنی دائیں جانب دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں اور جب بائیں جانب دیکھتے ہیں تو روتے ہیں۔

اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام مجھ کو لے کر دوسرے آسمان پر چڑھے اور انہوں نے آسمان کا دروازہ کھولنے کے لیے کہا تو اس کے داروغہ نے بھی وہی سوال کیا جو پہلے آسمان کے داروغہ نے کیا تھا۔ راوی کہتے ہیں: اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام آسمانوں پر پہنچنے اور وہاں حضرت آدم، حضرت ادریس، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام سے ملاقات کا ذکر فرمایا، لیکن ان کے منازل و مقامات کی کیفیت واحوال کو بیان نہیں کیا، صرف حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے آسمان پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے چھٹے آسمان پر ملنے کا ذکر فرمایا۔

ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھ کو ابن حزم نے بتایا کہ حضرت ابن عباس اور حضرت اَبُوْ حَبَّہ اَنْصَارِی نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''پھر مجھ کو اور اوپر

لے جایا گیا یہاں تک کہ میں ایک ہموار بلند مقام پر پہنچا جہاں قلموں کے لکھنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔"

ابن حزم اور حضرت انس نے یہ بھی بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں، پھر میں اس حکم خداوندی کو لے کر واپس ہوا، اور جب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرا تو انہوں نے پوچھا: پروردگار نے تمہارے ذریعہ تمہاری امت پر کیا چیز فرض کی؟ میں نے کہا: پچاس (۵۰) نمازیں فرض کی ہیں۔ انہوں نے کہا: اپنے پروردگار کے پاس واپس جاؤ (اور ان نمازوں میں تخفیف کی درخواست کرو) کیوں کہ تمہاری امت اتنی نمازیں ادا نہیں کر سکے گی۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مجھ کو بارگاہِ رب العزت میں واپس بھیجا (یعنی ان کے کہنے پر میں نے پروردگار کی بارگاہ میں واپس جا کر درخواست پیش کی) اور ان میں سے کچھ نمازیں کم کر دی گئیں۔ میں پھر حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا اور ان کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ نمازیں معاف کر دیں۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا: اپنے پروردگار کے پاس پھر جاؤ کیوں کہ تمہاری امت اتنی نمازیں ادا نہیں کر سکے گی، میں پھر واپس گیا، چنانچہ ان میں سے کچھ اور نمازیں کم کر دی گئیں۔ اس کے بعد میں حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا تو انہوں نے کہا: پھر اپنے پروردگار کے پاس واپس جاؤ (اور مزید تخفیف کی درخواست کرو) کیوں کہ تمہاری امت اتنی نمازیں ادا نہیں کر سکے گی، چنانچہ میں پھر گیا (جب پانچ (۵) نمازیں رہ گئیں) تو پروردگار نے ارشاد فرمایا: فرض تو یہ پانچ نمازیں ہیں لیکن (اجر و ثواب کے اعتبار سے) پچاس نمازوں کے برابر ہیں، میرا قول تبدیل نہیں ہوتا۔ میں پھر حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا اور ان کو بتایا (کہ اب پانچ (۵) نمازیں رہ گئی ہیں) تو انہوں نے پھر مجھ کو بارگاہِ رب العزت میں واپس جانے کا مشورہ دیا، لیکن میں نے کہا: اب مجھ کو اپنے پروردگار سے شرم آتی ہے۔

اس کے بعد (آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا) "مجھ کو سِدْرَۃُ الْمُنْتَہٰی تک

لے جایا گیا جس پر طرح طرح کے رنگ چھائے ہوئے تھے جن کے بارے میں کچھ نہیں جانتا کہ وہ کیا چیز تھی، پھر مجھ کو جنت میں پہنچایا گیا وہاں میں نے موتیوں کے گنبد دیکھے اور یہ بھی دیکھا کہ جنت کی مٹی مشک ہے۔'' (بخاری، مسلم)

سِدْرَةُ الْمُنْتَھٰی کا تذکرہ

(۱۹۰۰) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو رات میں (بیت المقدس اور آسمانوں کی) سیر کرائی گئی تو آپ کو سِدْرَةُ الْمُنْتَھٰی تک پہنچایا گیا، اور سِدْرَةُ الْمُنْتَھٰی چھٹے آسمان پر ہے، نیز جو بھی چیز زمین سے اوپر چڑھائی جاتی ہے، وہ سِدْرَةُ الْمُنْتَھٰی پر جا کر رک جاتی ہے، پھر وہاں سے اوپر اٹھائی جاتی ہے، اسی طرح اوپر سے جو چیز اتاری جاتی ہے وہ سِدْرَةُ الْمُنْتَھٰی پر آ کر رک جاتی ہے، پھر وہاں سے لی جاتی ہے، اس کے بعد حضرت ابن مسعود نے یہ آیت پڑھی ﴿إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَىٰ﴾ (یعنی: جب ڈھانک لیا سدرۃ کو جس چیز نے ڈھانک لیا) اور کہا: ''(جس نے سدرۃ کو ڈھانکا تھا) وہ سونے کے پتنگے تھے۔''

حضرت ابن مسعود نے یہ بھی فرمایا کہ ''شب معراج میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چیزیں عطا کی گئیں (۱) پانچ نمازیں عطا کی گئیں (۲) سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں دی گئیں (۳) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے اس شخص کے گناہِ کبیرہ کی معافی کا پروانہ عطا کیا گیا جو کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہرائے۔'' (مسلم)

بیت المقدس کا انکشاف اور انبیاء کی امامت

(۱۹۰۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں حجر (یعنی حطیم) میں کھڑا ہوں، اور قریش مکہ مجھ سے میرے شب معراج کے سفر کے بارے میں سوالات کر رہے ہیں، اور بیت المقدس کی

وہ چیزیں اور نشانیاں دریافت کر رہے ہیں جو مجھ کو اس وقت یاد نہیں تھیں۔ اس بات سے (کہ قریش کی پوچھی ہوئی باتوں کا جواب نہ دے پایا تو یہ سب لوگ میرے بیت المقدس کے سفر اور معراج کے واقعہ کو ایک جھوٹا دعویٰ سمجھیں گے) میں اتنا سخت پریشان اور غمگین ہوا کہ اس سے پہلے کبھی اتنا پریشان اور غمگین نہیں ہوا تھا، پس اللہ تعالیٰ نے میرے لیے بیت المقدس کو بلند کر دیا جس کو میں دیکھ رہا تھا، چنانچہ وہ مجھ سے (بیت المقدس کے بارے میں) جو کچھ پوچھتے، میں ان کو (دیکھ کر) بتا دیتا، اور (شب معراج میں) میں نے اپنے آپ کو انبیاء کی جماعت کے درمیان دیکھا، پس موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے، وہ میانہ قد تھے اور ان کے بال خم دار تھے گویا وہ (قبیلہ) شَنُوءَۃ سے تعلق رکھنے والے ایک مرد ہیں، نیز میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا جو کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے، ان میں سب سے زیادہ مشابہت رکھنے والے شخص عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ ہیں، پھر میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا جو کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے، ان سے سب سے زیادہ مشابہت رکھنے والے تمہارے دوست یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، پھر (آپ نے ارشاد فرمایا:) جب نماز کا وقت آیا تو میں ان سب (انبیاء) کا امام بنا، جب میں نماز سے فارغ ہوا تو کسی کہنے والے نے کہا: محمد! یہ دوزخ کا داروغہ ہے، اس کو سلام کرو، چنانچہ میں (سلام کرنے کے لیے) اس کی طرف متوجہ ہوا، لیکن سلام میں پہل اسی نے کی۔ (مسلم)

(فصل سوم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بیت المقدس کو نمایاں کیا گیا

(۱۹۰۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا "جب قریش نے (شب معراج میں بیت المقدس جانے

کے بارے میں) مجھے جھٹلایا (اور بیت المقدس کی نشانیاں مجھ سے پوچھنے لگے) تو میں حجر یعنی حطیم میں کھڑا ہوا اور اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے لیے نمایاں کر دیا، چنانچہ میں بیت المقدس کی طرف دیکھ دیکھ کر اس کی نشانیاں ان لوگوں کو بتاتا رہا۔'' (بخاری، مسلم)

معجزات کا بیان

(فصل اول)

غارِ ثور کا واقعہ

(۱۹۰۳) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ''جب ہم غار (ثور) میں چھپے ہوئے تھے، میں نے مشرکوں کے پیروں کی طرف دیکھا جو ہمارے سروں پر تھے تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر ان میں سے کسی نے اپنے پیروں کی طرف دیکھ لیا تو ہم کو دیکھ لے گا۔'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا ''ان دو شخصوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے، جن کا تیسرا ساتھی خدا ہے'' (بخاری، مسلم)

سفرِ ہجرت کے حالات

(۱۹۰۴) حضرت براء بن عازب اپنے والد (حضرت عازب) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ابوبکر! جب ہجرت کے ارادہ سے تم نے رات میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا تو (غار سے نکلنے کے بعد) تمہیں کیا کیا حالات پیش آئے؟ حضرت ابوبکر نے فرمایا ''(غار سے نکل کر) ہم

ساری رات چلتے رہے، اور اگلے دن کا کچھ حصہ بھی (یعنی دوپہر تک) سفر میں گزرا یہاں تک کہ جب ٹھیک دوپہر ہوگئی اور سورج ٹھہر گیا اور راستہ (آنے جانے والوں سے) بالکل خالی ہوگیا تو ہمیں ایک چٹان نظر آئی جس کے نیچے سایہ تھا اور سورج اس پر نہیں آیا تھا (یعنی اس چٹان کے نیچے دھوپ نہیں تھی) چنانچہ ہم اس چٹان کے نیچے اتر گئے، اور میں نے وہاں رسول خدا ﷺ کے لیے ایک جگہ اپنے ہاتھوں سے ہموار اور صاف کی تا کہ آپ اس پر آرام فرمائیں، پھر میں نے اس جگہ پر پوستین بچھایا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ یہاں سو جائیے، میں آپ کے اردگرد کی نگرانی کروں گا، پس رسول خدا ﷺ سو گئے، اور میں وہاں سے نکل کر آنحضرت ﷺ کے چاروں طرف نگرانی کر رہا تھا کہ اچانک میں نے ایک چرواہے کو دیکھا جو سامنے سے آرہا تھا (جب وہ میرے قریب آگیا تو) میں نے پوچھا: کیا تمہاری بکریوں میں دودھ ہے؟ اس نے کہا: ہاں ہے، میں نے کہا: کیا تو دودھ نکال کر دے گا؟ اس نے کہا ہاں! پھر اس نے ایک بکری کو پکڑا اور لکڑی کے پیالے میں تھوڑا سا دودھ نکالا، میرے پاس ایک چھاگل تھی جو میں نے نبی کریم ﷺ کے استعمال کے لیے رکھی تھی اس میں پانی رہتا تھا جو آپ کے پینے اور وضو کے کام آتا تھا۔ (میں دودھ لے کر) نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ سو رہے تھے، میں نے جگانا مناسب نہ سمجھا، اور میں نے بھی آپ کا ساتھ دیا (یعنی میں بھی سو گیا) یہاں تک کہ آپ بیدار ہوئے (اور میں بھی اُٹھ گیا) پھر میں نے دودھ میں (اتنا) پانی ڈالا کہ نیچے تک ٹھنڈا ہوگیا، پھر عرض کیا: یا رسول اللہ! نوش فرمائیے۔ آپ نے وہ دودھ نوش فرمایا اور میں بہت خوش ہوا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا کوچ کا وقت نہیں آیا؟ میں نے کہا: ہاں آگیا ہے۔

حضرت ابوبکر فرماتے ہیں: پھر ہم نے سورج ڈھلنے کے بعد وہاں سے کوچ کیا اور پیچھے سے سُراقہ بن مالک آگیا، میں نے (اس کو دیکھ کر) عرض کیا: یا رسول اللہ!

دشمن ہمیں پکڑنے آ گیا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ڈرو نہیں خدا ہمارے ساتھ ہے۔ اس کے بعد آپ نے سُراقہ کے لیے بددُعا کی، اور سُراقہ کا گھوڑا اس کو لیے ہوئے پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ سُراقہ (اس صورتِ حال سے دوچار ہو کر بدحواس ہو گیا اور) کہنے لگا: میں جانتا ہوں، تم دونوں نے میرے لیے بددُعا کی ہے، اب میری نجات وخلاصی کے لیے بھی تم دعا کرو، میں اللہ کو گواہ بنا کر وعدہ کرتا ہوں کہ میں کفار کو تمہارا تعاقب کرنے سے روک دوں گا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی، اور اس نے گرفت سے نجات پائی، پھر سُراقہ (اپنا وعدہ پورا کرنے کے لیے) جس کافر سے ملتا اس سے کہتا: تمہارے لیے میرا تلاش کرنا کافی ہے (یعنی میں بہت دور تک محمد کو تلاش کر چکا ہوں، ان کا کہیں پتہ نہیں چلا تم ان کو تلاش کرنے کی زحمت برداشت نہ کرو) سُراقہ جس شخص سے بھی ملتا اس کو وہ یہی کہہ کر واپس کر دیتا۔"

(بخاری، مسلم) .

حضرت عبداللہ بن سلام کے ایمان لانے کا قصہ

(۱۹۰۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن سلام ایک باغ میں درختوں سے پھل چن رہے تھے کہ انہوں نے رسول خدا ﷺ کے (مکہ سے مدینہ) آنے کا حال سنا، وہ فوراً نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: میں آپ سے تین (۳) باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں، جن کو نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا، (۱) قیامت کی پہلی علامت کیا ہے؟ (۲) جنتیوں کا پہلا کھانا کیا ہوگا؟ (۳) وہ کون سی چیز ہے جو اولاد کو ماں یا باپ سے مشابہ کرتی ہے؟ (یعنی اولاد شکل وصورت کے اعتبار سے کبھی باپ کے مشابہ ہوتی ہے اور کبھی ماں کے مشابہ، تو اس کا کیا سبب ہے؟) آنحضرت ﷺ نے (عبداللہ بن سلام کے یہ تینوں سوال سن کر) ارشاد فرمایا "ابھی ابھی جبرئیل علیہ السلام نے مجھے ان سوالوں کے جواب سے آگاہ کیا ہے کہ قیامت کی پہلی

علامت ایک آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف جمع کر کے لے جائے گی، اور جنتی جنت میں سب سے پہلے جو کھانا کھائیں گے وہ مچھلی کے جگر کا زائد حصہ ہوگا (یعنی مچھلی کے جگر کا وہ حصہ جو جگر سے علیحدہ لٹکتا ہے، اور جگر کا لذیز ترین جز ہوتا ہے) اور جب مرد کا پانی (منی) عورت کے پانی پر غالب آجاتا ہے تو مرد اولاد کو اپنی مشابہت کی طرف کھینچ لیتا ہے، اور اگر عورت کا پانی (مرد کے پانی پر) غالب آجاتا ہے تو عورت اولاد کو اپنی مشابہت کی طرف کھینچ لیتی ہے۔'' عبداللہ بن سلام نے (اپنے سوالوں کے یہ جواب سن کر) کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔

(اس کے بعد) عبداللہ بن سلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ یہودی بڑے بہتان تراش ہیں، اگر آپ کے پوچھنے سے پہلے ان کو میرا مسلمان ہونا معلوم ہوگیا تو مجھ پر جھوٹے بہتان باندھیں گے، پھر کچھ یہودی مجلس نبوی میں آگئے (اور عبداللہ بن سلام ایک گوشہ میں چھپ گئے) آنحضرت ﷺ نے ان یہودیوں سے پوچھا: تم میں عبداللہ بن سلام کیسے شخص ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: وہ ہم میں بہترین آدمی ہیں، اور ہم میں بہترین آدمی کے بیٹے ہیں، آنحضرت ﷺ نے (ان کا یہ جواب سن کر) پھر یہ پوچھا: ''اچھا بتلاؤ عبداللہ بن سلام مسلمان ہوجائیں (تو کیا تم بھی مسلمان ہوجاؤ گے)'' یہودیوں نے کہا: خدا اس کو اسلام سے بچائے اور اپنی حفاظت میں رکھے، جبھی عبداللہ بن سلام ان کے سامنے آگئے اور کہا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور بلاشبہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔'' یہودیوں نے یہ (سنتے ہی) کہنا شروع کردیا کہ یہ شخص تو ہم میں بہت برا ہے اور بدترین شخص کا بیٹا ہے اور ان میں طرح طرح کے عیب نکالنے لگے۔ عبداللہ بن سلام نے کہا: ''یا رسول اللہ! یہی وہ بات ہے جس سے میں ڈرتا تھا (اور اسی وجہ سے میں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ ان سے میرا حال پہلے پوچھ لیجیے)'' (بخاری)

ہلاک ہونے سے پہلے جائے ہلاکت کی اطلاع

(۱۹۰۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت جب ہمیں ابوسفیان کے آنے کی خبر ملی، (مدینہ والوں سے) صلاح مشورہ کیا تو سعد بن عبادہ کھڑے ہوئے، اور عرض کیا: یارسول اللہ! اس پاک ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر آپ ہمیں اپنی سواری کے جانوروں کو سمندر میں ڈال دینے کا حکم دیں تو بلاشبہ ہم ایسا ہی کریں گے، اور اگر آپ ہمیں حکم دیں کہ ہم اپنے اونٹوں اور گھوڑوں کے جگر "بَرْکِ غِمَادْ" تک ماریں (یعنی برک غماد تک سواریوں کے دوڑانے کا حکم دیں) تو ہم بیشک ایسا ہی کریں گے، حضرت انس فرماتے ہیں کہ اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں یعنی مہاجرین وانصار کو (جنگ کے لیے) اُبھارا، پھر سب لوگ روانہ ہوگئے یہاں تک کہ جب بدر کے مقام پر پہنچے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجاہدین اسلام کو مخاطب کرکے) ارشاد فرمایا "(دیکھو) یہ جگہ فلاں شخص کے ہلاک ہونے اور گرنے کی ہے، اور آپ اپنا ہاتھ زمین پر اِدھر اُدھر رکھتے تھے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کے نام لیتے، اور زمین پر ہاتھ رکھ کر فرماتے: فلاں شخص یہاں مرکر گرے گا، اور فلاں شخص کی لاش یہاں گرے گی)" حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں جہاں ہاتھ رکھ دیا تھا وہاں سے ایک شخص نے بھی تجاوز نہیں کیا (بلکہ سب اسی جگہ مرے) (مسلم)

جنگ بدر کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور پیش خبری

(۱۹۰۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر کے دن ایک خیمہ میں یہ دعا مانگ رہے تھے "اے اللہ! میں تجھ سے تیری امان مانگتا ہوں اور تیرے وعدے کا ایفا چاہتا ہوں، اے اللہ! اگر تو چاہے گا (کہ سب

مسلمان ہلاک ہوجائیں) تو آج کے بعد تیری عبادت نہیں ہوگی۔'' پھر حضرت ابوبکر نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا، اور کہا: یارسول اللہ! (بس کیجیے) اتنی دعا آپ کے لیے کافی ہے، آپ نے بہت الحاح وزاری کے ساتھ اپنے پروردگار سے فتح ونصرت کی التجا کی ہے۔
اس کے بعد آنحضرت ﷺ زرہ پہنے ہوئے بڑی تیزی کے ساتھ اپنے خیمہ سے باہر آئے، اور یہ آیت (بآواز بلند) پڑھ رہے تھے ﴿ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ﴾ (کفار کی یہ جماعت شکست کھائے گی اور یہ سب پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے) (بخاری)

جنگ بدر میں جبرئیل کی شرکت

(۱۹۰۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جنگ بدر کے دن ارشاد فرمایا ''یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں جو اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے (لڑنے کے لیے تیار کھڑے) ہیں، اور جنگی سازوسامان سے لیس ہیں۔'' (بخاری)

جنگ بدر میں ایک فرشتہ کا کارنامہ

(۱۹۰۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر کے دن ایک مسلمان ایک مشرک کے پیچھے دوڑ رہا تھا جو اس کے آگے بھاگا جارہا تھا کہ اچانک اس (مسلمان) نے مشرک پر پڑتے ہوئے چابک کی آواز سنی، پھر اس نے ایک سوار کی آواز سنی جو یہ کہہ رہا تھا حَیْزُوْم! اقدام کر۔ پھر اس مسلمان کی نظر اپنے آگے بھاگتے ہوئے مشرک کی طرف گئی تو دیکھا کہ وہ زمین پر چت پڑا ہوا ہے، اور اس نے یہ بھی دیکھا کہ اس مشرک کی ناک پر نشان پڑا ہوا تھا، اور اس کا منہ پھٹا ہوا تھا جو چابک کی مار کے مانند (لمبا) تھا، اور وہ تمام جگہ جہاں چابک پڑا تھا سبز و سیاہ ہوگئی تھی، پھر وہ انصاری مسلمان آنحضرت ﷺ کے پاس آیا، اور آپ سے (یہ سارا واقعہ) بیان کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا ''تم سچ کہتے ہو، وہ فرشتہ (جس نے اس مشرک کو چابک

مار کر ہلاک کیا) تیسرے آسمان کی فوجی کمک کا فرشتہ تھا۔" اس دن (یعنی جنگ بدر کے دن) مسلمانوں نے ستر (۷۰) کافروں کو قتل کیا، اور ستر (۷۰) کو گرفتار کر لیا (مسلم)

جنگ احد میں جبرئیل اور میکائیل کا کارنامہ

(۱۹۱۰) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اُحد کی لڑائی میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں سفید کپڑوں میں ملبوس دو آدمیوں کو دیکھا، وہ دونوں نہایت شدت کے ساتھ لڑ رہے تھے، ان دونوں کو میں نے نہ تو اس سے پہلے کبھی دیکھا تھا اور نہ اس کے بعد کبھی دیکھا (اس سے یہ ثابت ہوا کہ وہ دونوں دراصل فرشتے) یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام تھے۔

عَبْدُاللہ بن عَتِیک کا کارنامہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ

(۱۹۱۱) حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی ایک جماعت کو ابو رافع (یہودی) کی طرف بھیجا، چنانچہ (جب وہ جماعت اس کے قلعہ پر پہنچی تو ایک صحابی) عَبْدُاللہ بن عَتِیک رات کے وقت ابو رافع کی خواب گاہ میں جب وہ سو رہا تھا داخل ہو گئے، اور اس کو مار ڈالا، عَبْدُاللہ بن عَتِیک نے بیان کیا کہ میں نے ابو رافع کے پیٹ پر تلوار رکھی یہاں تک کہ وہ پشت کی طرف سے باہر نکل گئی، جب میں نے جان لیا کہ اس کا کام تمام ہو گیا ہے تو میں نے قلعہ کے دروازے کھولنے شروع کیے، پھر میں ایک زینہ پر پہنچا، اور چاندنی رات میں (یہ خیال کر کے کہ آگے زمین ہے) جونہی میں نے پاؤں رکھا گر پڑا اور میری پنڈلی ٹوٹ گئی، میں نے اپنا عمامہ کھول کر پنڈلی کو باندھ لیا اور اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا (جو قلعہ سے دور کھڑے تھے) پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے سارا ماجرا بیان کیا، آپ نے ارشاد فرمایا: اپنا پاؤں پھیلاؤ! میں نے اپنا پاؤں پھیلا دیا،

آنحضرت ﷺ نے میرے پاؤں پر اپنا دست مبارک پھیرا، اسی وقت میرا پاؤں ایسا اچھا ہو گیا جیسے اس میں کبھی کوئی تکلیف ہی نہیں ہوئی تھی۔ (بخاری)

حضرت جابر کی ضیافت اور حضور ﷺ کا معجزہ

(۱۹۱۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ خندق کے دن (یعنی غزوۂ احزاب کے موقع پر دشمنوں سے بچاؤ کے لیے مدینہ کے گرد) خندق کھود رہے تھے کہ سخت پتھر نکل آیا (جو کسی طرح ٹوٹ نہیں رہا تھا) صحابہ، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ کھدائی کی جگہ ایک سخت پتھر نکل آیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں خود (خندق میں) اتر کر دیکھوں گا، چنانچہ آپ فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے، اس وقت (شدتِ بھوک سے) آپؐ کے شکم مبارک پر پتھر بندھا ہوا تھا۔ اور ہم سبھی لوگ تین دن سے اس حال میں تھے کہ ہم نے نہ کچھ کھایا تھا، نہ کوئی چیز چکھی تھی، آنحضرت ﷺ نے کدال ہاتھ میں لیا اور (خندق میں اتر کر) پتھر پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ سخت پتھر ریت کے مانند (ذرہ ذرہ ہو کر) بکھر گیا۔

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں وہاں سے اپنے گھر آیا، اور اپنی بیوی سے پوچھا: کیا تمہارے پاس (کھانے کی) کوئی چیز ہے؟ میں نے رسول خدا ﷺ پر بھوک کا شدید اثر دیکھا ہے (یہ سن کر) میری بیوی نے ایک تھیلا نکال کر دیا جس میں تقریباً ساڑھے تین سیر جو تھے اور ہمارے یہاں بکری کا (یا گھر کی پلی ہوئی بھیڑ کا) ایک چھوٹا سا بچہ تھا، میں نے اس بچہ کو ذبح کیا اور میری بیوی نے آٹا پیسا، پھر ہم نے گوشت کو ہانڈی میں ڈال کر (چولھے پر) چڑھا دیا، پھر میں نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچا اور آپ سے چپکے سے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم نے بکری کا ایک بچہ ذبح کیا ہے اور میری بیوی نے تقریباً ساڑھے تین سیر جو پیسے ہیں، آپ چند لوگوں کے ساتھ تشریف لے چلئے (یہ سن کر) نبی کریم ﷺ نے بآواز بلند اعلان کیا کہ خندق والو!

چلو، جابر نے تمہاری ضیافت کے لیے کھانا تیار کیا ہے، جلدی چلو۔ پھر آپ ﷺ نے (مجھ سے) ارشاد فرمایا: اپنی ہانڈی چولھے سے نہ اتارنا، اور نہ آٹا پکانا جب تک میں نہ آجاؤں۔ پھر آپ (اپنے تمام ساتھیوں سمیت میرے یہاں) تشریف لائے، میں نے گندھا ہوا آٹا آپ کے سامنے لاکر رکھ دیا، آپ نے اس میں اپنا لعابِ دہن ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی، پھر ہانڈی کی طرف بڑھے، اور اس میں لعابِ دہن ڈال کر برکت کی دعا فرمائی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے (میری بیوی سے) فرمایا: روٹی پکانے والی کو بلا لاؤ تا کہ وہ تمہارے ساتھ روٹی پکا کر دیتی رہے، اور چمچے سے ہانڈی میں سے سالن نکالتے رہو لیکن ہانڈی کو نیچے نہ اتارنا، حضرت جابر فرماتے ہیں کہ اس وقت خندق والے ایک ہزار آدمی تھی (جو تین دن سے بھوکے تھے) اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان سب نے (اس کھانے میں سے خوب شکم سیر ہوکر) کھایا، پھر بھی کھانا بچا رہا، اور ہماری ہانڈی جیسے پہلے تھی اسی طرح جوش مارتی رہی، اور آٹا جیسے پہلے تھا اسی طرح پکایا جارہا تھا (بخاری، مسلم)

عمار بن یاسر کے بارے میں حضور ﷺ کی پیشین گوئی

(۱۹۱۳) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ خندق کھود رہے تھے، اور رسول خدا ﷺ ان کے سر پر ہاتھ پھیر کر ان کے سر سے دھول مٹی جھاڑتے جاتے تھے اور یہ ارشاد فرماتے جاتے تھے ہائے سُمَیّہ کے بیٹے (یعنی عمار بن یاسر) کی سختی!! تمہیں باغیوں کا گروہ قتل کر ڈالے گا۔ (مسلم)

غزوۂ احزاب کے بعد حضور ﷺ کی پیشین گوئی

(۱۹۱۴) حضرت سُلَیمان بن صُرَد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب غزوۂ احزاب سے دشمنوں کا لشکر چلا گیا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اب ہم ان سے جہاد کریں

گے، وہ ہم پر چڑھائی نہ کرسکیں گے، اب ہم ان کی طرف پیش قدمی کریں گے۔"
(بخاری)

جنگ بنُوْ قُرَیْظَه میں فرشتوں کی شرکت

(۱۹۱۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے غزوۂ خندق سے واپس آکر (اپنے جسم سے) ہتھیار اتارے اور غسل (کا ارادہ) کررہے تھے کہ آپ کی خدمت میں حضرت جبرئیل علیہ السلام اس حال میں آئے کہ وہ اپنے سر سے گردوغبار جھاڑ رہے تھے، اور کہنے لگے: آپ نے ہتھیار اتار کر رکھ دیئے؟ قسم اللہ کی! میں نے ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے ہیں، آنحضرت ﷺ نے پوچھا: اب کس پر لشکر کشی کرنا ہے؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بنُوْ قُرَیْظَه کی طرف اشارہ کیا، اور آنحضرت ﷺ (فوراً مسلح ہوکر اپنے صحابہ کے ساتھ) بنُوْ قُرَیْظَه کی طرف روانہ ہوگئے۔ (بخاری، مسلم)

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت انس نے فرمایا: گویا میں اس غبار کو اب بھی دیکھ رہا ہوں جو "بنُوْ غَنْم" کے کوچہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ہمراہ چلنے والی جماعت کے سبب اٹھ رہا تھا، جب رسول اللہ ﷺ بنُوْ قُرَیْظَه کی طرف جارہے تھے۔

انگلیوں سے پانی ابلنے کا معجزہ

(۱۹۱۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مقام حدیبیہ میں (ایک دن) لوگوں کو سخت پیاس کا سامنا کرنا پڑا۔ اس وقت آنحضرت ﷺ کے پاس ایک ڈول تھا جس سے آپ نے وضو فرمایا تھا (اور اس میں تھوڑا سا پانی بچا تھا) لوگوں نے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: ہمارے پاس پینے، اور وضو کرنے کے لیے بالکل پانی نہیں ہے، بس وہی تھوڑا سا پانی ہے جو آپ کے ڈول میں بچ گیا ہے، آپ نے (یہ سن

کر) اپنا دست مبارک اس ڈول میں رکھا، اور آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشموں کی طرح پانی اُبلنے لگا، حضرت جابر کا بیان ہے کہ ہم سب لوگوں نے خوب پانی پیا اور وضو کیا۔ حضرت جابر سے پوچھا گیا: اس موقع پر تم سب کتنے آدمی تھے؟ انہوں نے کہا: اگر ہم ایک لاکھ ہوتے تب بھی وہ پانی کافی ہوتا، ویسے اس وقت ہماری تعداد پندرہ سو تھی۔ (بخاری، مسلم)

آب دہن کی برکت

(۱۹۱۷) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم چودہ سو افراد تھے، حدیبیہ میں ایک کنواں تھا جس کا پانی ہم سب نے کھینچ کر استعمال کرلیا، اور اس میں ایک قطرہ بھی نہیں چھوڑا، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم ہوا (کہ کنواں خشک ہوگیا ہے اور پانی ختم ہوجانے کی وجہ سے لشکر کے تمام لوگ پریشان ہیں) تو آپ کنویں پر تشریف لائے اور اس کے کنارے پر بیٹھ گئے، پھر آپ نے پانی کا برتن منگا کر وضو کیا، اور وضو کے بعد منہ میں پانی لیا اور دعا مانگی، اس کے بعد آپ نے وہ آب دہن کنویں میں ڈال دیا، اور ارشاد فرمایا: تھوڑی دیر کنویں کو چھوڑ دو، پھر (اس کنویں میں اتنا پانی ہوگیا کہ) تمام لشکر والے خود بھی پیتے رہے، اور اپنی سواریوں کو بھی پلاتے رہے یہاں تک کہ لشکر نے کوچ کیا۔ (بخاری)

پانی میں برکت کا معجزہ

(۱۹۱۸) حضرت عوف (تابعی) حضرت ابو رجاء (تابعی) سے اور وہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے (یعنی حضرت عمران نے) بیان کیا: کہ ایک سفر میں ہم (کچھ صحابہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، ایک موقع پر لوگوں نے آپ سے پیاس کی شکایت کی، آپ اسی جگہ اتر پڑے اور فلاں شخص کو بلایا ــــــ

۔ فلاں شخص کا نام ابورجاء نے تو بیان کیا تھا لیکن ان کے بعد کے راوی عوف اس شخص کا نام بھول گئے اس لیے انہوں نے اس شخص کو لفظ فلاں سے تعبیر کیا ۔۔۔ نیز آپ ﷺ نے حضرت علی کو بھی طلب کیا اور ان دونوں کو حکم دیا کہ جاؤ پانی تلاش کرو، چنانچہ وہ دونوں روانہ ہوئے، پھر انہوں نے ایک جگہ ایک عورت کو دیکھا، جو اونٹ پر (لٹکے ہوئے) دو مشکیزوں کے درمیان بیٹھی تھی، دونوں حضرات اس عورت کو (مشکیزے سمیت) نبی کریم ﷺ کے پاس لائے، پھر اس عورت کو اونٹ سے اتارا گیا، پھر نبی کریم ﷺ نے ایک برتن منگا کر اس میں دونوں مشکیزوں کے دہانوں سے پانی انڈیلنے کا حکم دیا، اور لوگوں کو آواز دی گئی کہ آؤ پانی پیو اور پلاؤ، حضرت عمران فرماتے ہیں کہ اس وقت ہم لوگ چالیس (۴۰) آدمی تھے جو پیاسے تھے ہم سب نے اس برتن میں سے خوب سیر ہو کر پانی پیا، اور اپنی اپنی مشکیں اور چھاگلیں جو ہمارے ساتھ تھیں اچھی طرح بھر لیں، خدا کی قسم! جب ہم لوگ مشکیزے کے پاس سے ہٹے تو ہم نے محسوس کیا کہ مشکیزہ پہلے سے زیادہ بھرا ہوا ہے۔ (بخاری، مسلم)

درختوں کی اطاعت کا معجزہ

(۱۹۱۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) ہم رسول خدا ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ ایک جگہ پہنچ کر وسیع وعریض میدان میں اُترے اور رسول خدا ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے، وہاں آپ کو کوئی چیز ایسی نظر نہیں آئی جس کی اوٹ میں آپ لوگوں کی نگاہوں سے چھپ کر قضائے حاجت کے لیے بیٹھتے، اچانک آپ کی نظر دو درختوں پر پڑی جو میدان کے کنارہ پر کھڑے تھے، چنانچہ رسول خدا ﷺ ان میں سے ایک درخت کے پاس گئے، اور اس کی ایک ٹہنی پکڑ کر فرمایا: خدا کے حکم سے میری اطاعت کر، یہ سنتے ہی وہ درخت اس طرح جھک گیا جیسے نکیل پڑا ہوا اونٹ اپنے ہانکنے والے کی اطاعت کرتا ہے، پھر آپ ﷺ دوسرے

درخت کے پاس آئے، اور اس کی ایک ٹہنی پکڑ کر فرمایا: خدا کے حکم سے میری اطاعت کر، پہلے درخت کی طرح اس درخت نے بھی فوراً اطاعت کی، اس کے بعد آپ نے ان دونوں درختوں کے درمیانی فاصلہ کے بیچوں بیچ پہنچ کر ارشاد فرمایا: اب تم دونوں خدا کے حکم سے (ایک دوسرے کے قریب آکر) آپس میں اس طرح مل جاؤ کہ میں تمہارے نیچے چھپ جاؤں، چنانچہ وہ دونوں درخت مل گئے (اور آپ ان دونوں درختوں کی اوٹ میں بیٹھ کر حاجت سے فارغ ہوئے) حضرت جابر فرماتے ہیں: میں اپنے دل میں باتیں کر رہا تھا (یعنی کچھ سوچ رہا تھا) کہ اچانک میری نظر ایک طرف کو اٹھی تو رسول خدا ﷺ کو تشریف لاتے دیکھا، اور یہ بھی دیکھا کہ وہ دونوں درخت ایک دوسرے سے جدا ہو کر اپنی اپنی جگہ پر جا کھڑے ہوئے ہیں (مسلم)

زخم سے شفایابی کا معجزہ

(۱۹۲۰) حضرت یزید بن ابی عبید (تابعی) کہتے ہیں کہ (ایک دن) میں نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی پر زخم کا نشان دیکھ کر ان سے پوچھا: اے ابو مسلم! یہ زخم کا نشان کیسا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ زخم خیبر کی لڑائی میں آیا تھا (اور زخم اتنا سخت تھا کہ) لوگوں نے کہا: سلمہ موت کی آغوش میں پہنچ گیا، پھر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچا، آپ نے اس زخم پر تین (۳) بار دم کیا تو وہ زخم (یک لخت) ایسا اچھا ہو گیا کہ اب تک مجھ کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ (بخاری)

جنگ موتہ کے حالات سے باخبر کرنے کا معجزہ

(۱۹۲۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت زید حضرت جعفر اور حضرت عبداللہ بن رواحہ کی شہادت کا حال، ان کے مرنے کی خبر آنے سے پہلے ہی لوگوں کو بتا دیا تھا، چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا "زید نے جھنڈا لیا اور وہ

شہید ہو گئے، پھر جعفر نے جھنڈا لیا اور وہ بھی شہید ہو گئے، پھر ابن رواحہ نے جھنڈا لیا اور وہ بھی شہید ہو گئے۔" آپ یہ بتا رہے تھے، اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے، پھر آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار یعنی خالد بن ولید نے جھنڈا لیا، اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔ (بخاری)

غزوۂ حنین کے حالات اور حضور ﷺ کا معجزہ

(۱۹۲۲) حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول خدا ﷺ کے ساتھ غزوۂ حنین میں شریک تھا، جب مسلمانوں اور کافروں کی مڈبھیڑ ہوئی تو مسلمان بھاگ کھڑے ہوئے (یہ نازک صورتِ حال دیکھ کر) رسول خدا ﷺ نے اپنے خچر کو ایڑ لگانا اور (بلاخوف) کفار کی طرف بڑھنا شروع کیا، اس وقت میں رسول خدا ﷺ کے خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھا اور اس خیال سے اس کو روک رہا تھا کہ کہیں وہ تیزی کے ساتھ کافروں میں نہ جا گھسے، اور (آنحضرت ﷺ کے چچا زاد بھائی) ابوسفیان بن حارث رسول خدا ﷺ کی رکاب تھامے ہوئے تھے، اسی دوران رسول خدا ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: "عباس! اصحابِ سمرہ کو آواز دو!" حضرت عباس جو ایک بلند آواز آدمی تھے، کہتے ہیں کہ میں نے (آنحضرت ﷺ کے حکم پر) پکار کر کہا: کہاں ہیں اصحابِ سمرہ؟ ۔ حضرت عباس فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم (میری یہ پکار سن کر) اصحابِ سمرہ اس طرح لوٹے اور دوڑتے ہوئے آئے جیسے گائیں اپنے بچوں کی طرف (دوڑتی ہوئی) لوٹ کر آتی ہیں، اور وہ (اصحابِ سمرہ) کہہ رہے تھے: اے قوم! ہم حاضر ہیں، اے قوم! ہم حاضر ہیں۔ اس کے بعد مسلمان کافروں سے بھڑ گئے، اور انصار نے آپس میں ایک دوسرے کو بلانے کے لیے اس طرح پکارنا شروع کیا: اے گروہِ انصار! اے گروہِ انصار! پھر یہ پکارنا قبیلہ بنو حارث بن خزرج تک محدود

یعنی [illegible] اولادِ حارث [illegible] جو انصار [illegible] سے بڑا قبیلہ ہے، اسے اولادِ

حارث اے اولادِ حارث! کہہ کر پکارا جانے لگا) اسی دوران رسول خدا ﷺ نے جو اپنے خچر پر بیٹھے ہوئے تھے گردن اونچی کر کے مسلمانوں کے قتل وقتال کو دیکھا، اور ارشاد فرمایا "یہ وقت جنگ کے گرم ہونے کا ہے۔" پھر آپ نے کچھ کنکریاں ہاتھ میں اُٹھائیں اور (شَاهَتِ الْوُجُوْهُ کہتے ہوئے) ان کنکریوں کو کافروں کے منہ پر پھینک مارا، اور ارشاد فرمایا "رب محمد کی قسم! کافروں کو شکست ہوگئی۔" (حضرت عباس فرماتے ہیں کہ) خدا کی قسم! یہ شکست جو کافروں کو ہوئی صرف آپ کے کنکریاں پھینکنے کی وجہ سے ہوئی، میں (کنکریاں پھینکنے کے بعد) برابر دیکھتا رہا کہ کافروں کی تیزی اور شدت ہلکی اور کند پڑ رہی تھی، اور ان کا حال خراب تھا۔ (مسلم)

حضور ﷺ کی بہادری

(۱۹۲۳) حضرت ابواسحاق (تابعی) روایت کرتے ہیں (ایک موقع پر) ایک شخص نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اے ابوعُمارہ! کیا آپ لوگ غزوۂ حنین میں دشمن کے مقابلہ سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے؟ حضرت براء نے جواب دیا: نہیں، خدا کی قسم! رسول خدا ﷺ نے ہرگز پشت نہیں دکھائی تھی، صرف اتنا ہوا تھا کہ آنحضرت ﷺ کے کچھ نوجوان صحابہ کا جن کے پاس زیادہ ہتھیار نہیں تھے (اچانک) ایک تیرانداز قوم (بنو ہوازن) سے مقابلہ ہوگیا، اس قوم کے لوگ ایسے (خطرناک) تیرانداز تھے کہ ان کا کوئی تیر زمین پر نہیں گرتا تھا (یعنی نشانہ خالی نہ جاتا تھا) ان لوگوں نے نوجوان صحابہ پر تیر برسانا شروع کیا تو ان کا کوئی تیر خطا نہیں کر رہا تھا، اس وقت وہ نوجوان صحابہ دشمن کے سامنے سے ہٹ کر رسول خدا ﷺ کے پاس آگئے۔ آنحضرت ﷺ (اس وقت) اپنے سفید خچر (دُلدُل) پر سوار تھے، اور ابو سفیان بن حارث (خچر کی لگام پکڑے ہوئے) آنحضرت ﷺ کے آگے چل رہے تھے کہ آپ خچر سے اترے، اور اللہ تعالیٰ سے مدد اور فتح کی دعا کی، اور ارشاد فرمایا:

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ ❁ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

(میں نبی ہوں اس میں کچھ جھوٹ نہیں ہے، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں) اس کے بعد آپ نے تمام مجاہدین کی صف بندی کی۔ (مسلم)

اور بخاری نے بھی اسی مضمون کی روایت نقل کی ہے۔ نیز بخاری اور مسلم کی ایک اور روایت میں یوں ہے کہ براء بن عازب نے کہا، خدا کی قسم، جب لڑائی سخت ہوتی، تو ہم آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچ کر اپنا بچاؤ کرتے، اور اس وقت ہم میں زیادہ بہادر وہی شخص ہوتا تھا جو نبی کریم ﷺ کے برابر کھڑا ہو کر لڑتا۔

کنکریاں پھینکنے کا معجزہ

(۱۹۲۴) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول خدا ﷺ کے ساتھ غزوۂ حنین میں شریک تھے، چنانچہ (اس غزوہ میں) جب رسول خدا ﷺ کے بعض صحابہ دشمن کے سامنے سے بھاگنے لگے اور کافروں نے رسول خدا ﷺ کو گھیر لیا تو آپ اپنے خچر سے اترے اور زمین سے ایک مٹھی خاک اٹھائی (جس میں کنکریاں بھی تھیں) پھر اس خاک (اور کنکریوں) کو کافروں کے منہ کے سامنے پھینک مارا اور ارشاد فرمایا: شَاهَتِ الْوُجُوْهُ (خراب ہوں ان کے منہ) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان میں کوئی ایسا انسان پیدا نہیں کیا تھا (یعنی اس وقت دشمنوں میں ایسا کوئی شخص نہیں تھا) جس کی دونوں آنکھوں کو اللہ تعالیٰ نے اس ایک مٹھی خاک سے بھر نہ دیا ہو، پھر سارے کافر بھاگ کھڑے ہوئے، اور اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دی۔ اس کے بعد رسول خدا ﷺ نے ان کے مال کو (جو بطورِ غنیمت ہاتھ لگا تھا) مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ (مسلم)

ایک حیرت انگیز پیش گوئی

(۱۹۲۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ حنین میں شریک تھے، وہاں جنگ شروع ہونے سے پہلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لشکر کے لوگوں میں سے ایک شخص کے بارے میں جو اپنے کو مسلمان کہتا تھا ارشاد فرمایا: یہ شخص دوزخی ہے، پھر جب لڑائی شروع ہوئی تو وہ شخص بڑی بے جگری سے لڑا اور اس کا جسم زخموں سے چور ہو گیا (یہ دیکھ کر صحابہ میں سے) ایک صاحب نے آ کر (اظہارِ تعجب کے طور پر) عرض کیا: یارسول اللہ! اس شخص کا حال مجھے بتائیے جس کے بارے میں آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ وہ دوزخی ہے حالانکہ وہ اللہ کی راہ میں بڑی بے جگری سے لڑا ہے، اور بہت زخم اس نے کھائے ہیں (جس سے اس کا جنتی ہونا معلوم ہوتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''یاد رکھو! وہ دوزخیوں میں سے ہے، پھر قریب تھا کہ بعض (ضعیف الایمان) لوگ (میدانِ جنگ میں کافروں کے خلاف اس شخص کی جاں فروشانہ لڑائی کو دیکھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی سچائی میں) شک وشبہ کا شکار ہو جاتے، لیکن (اسی وقت لوگوں نے دیکھا کہ) یکایک اس شخص نے اپنے زخموں کی تکلیف سے بے چین ہو کر اپنا ہاتھ ترکش کی طرف بڑھایا اور ایک تیر نکال کر اس کو اپنے سینے میں پیوست کر لیا۔ (یہ دیکھنا تھا کہ) بہت سے مسلمان دوڑے ہوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات سچ کر دی (کہ وہ شخص دوزخی ہے) اس نے تو اپنا سینہ چیر کر خودکشی کر لی ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ بہت بڑا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔'' (اس کے بعد آپ نے حکم دیا کہ) ''بلال! اٹھو، اور لوگوں کو آگاہ کر دو کہ جنت میں صرف مومن داخل ہوگا، اور اللہ تعالیٰ اس دین کو فاسق شخص کے ذریعہ بھی مضبوط کرتا ہے۔'' (بخاری)

حضور ﷺ پر جادو کا اثر اور اس کا ازالہ

(۱۹۲۶) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (جب) رسول خدا ﷺ پر جادو کیا گیا تو (آپ کی حالت یہ ہوگئی تھی کہ) کسی کام کے بارے میں آپ کا خیال ہوتا کہ کرلیا ہے حالانکہ وہ کام نہ کیا ہوا ہوتا تھا (کافی دنوں تک آپ کی یہی حالت رہی) تا آنکہ ایک دن جب آپ میرے پاس تھے آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، پھر دعا کی (یعنی بار بار دعا کی) پھر آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''عائشہ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ بات بتا دی جو میں نے اس سے دریافت کی تھی۔''

اس کے بعد آپ ﷺ نے بیان کیا کہ میرے پاس آدمیوں کی صورت میں دو فرشتے آئے، ان میں سے ایک تو میرے سرہانے بیٹھ گیا، اور دوسرا پائینتی، پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے (میری طرف اشارہ کرکے) پوچھا: اس شخص کو کیا بیماری ہے؟ دوسرے نے کہا: اس پر جادو کیا گیا ہے۔ پھر پہلے نے پوچھا: جادو کس نے کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا: لَبِیْد بِن اَعْصَمْ یہودی نے۔ پہلے نے پوچھا: کس چیز میں جادو کیا گیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا: کنگھی میں، ان بالوں میں جو کنگھی سے جھڑتے ہیں اور نر کھجور کے خوشہ کے خول میں، پہلے نے پوچھا: یہ جادو کی چیزیں کہاں رکھی ہیں؟ دوسرے نے جواب دیا: (مدینہ کے) ایک کنویں ''ذَرْوَانْ'' میں۔'' اس کے بعد نبی کریم ﷺ (اپنے چند مخصوص) صحابہ کے ساتھ اس کنویں پر تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا ''یہی وہ کنواں ہے جو مجھ کو دکھایا گیا ہے۔'' اس کنویں کا پانی حنا کی طرح سرخ تھا، اور کھجور کے خوشے ایسے تھے جیسے شیطانوں کے سر ہوں، چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ان سب چیزوں کو کنویں سے نکال لیا۔ (بخاری، مسلم)

خوارج کے احوال اور ان کے خروج کی پیشین گوئی

(۱۹۲۷) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت جب کہ ہم (مقامِ جعرانہ میں) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ (غزوۂ حنین میں حاصل شدہ) مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک شخص جس کا نام ذُوالخُوَیْصِرَہ تھا، اور جو (مشہور قبیلہ) بنی تمیم سے تعلق رکھتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر کہنے لگا: یا رسول اللہ! (مالِ غنیمت کی تقسیم میں) عدل و انصاف سے کام لیجیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا "تیرا ناس ہو، میں عدل و انصاف نہیں کروں گا تو کون کرے گا؟ اگر میں عدل و انصاف سے کام نہ لوں تو یقیناً تو محروم ہو جائے گا اور ٹوٹے میں رہے گا۔" حضرت عمر نے بارگاہِ رسالت میں اس شخص کی یہ گستاخانہ حرکت (دیکھ کر) عرض کیا: یا رسول اللہ! اجازت دیجیے کہ اس کا سر قلم کر دوں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "(نہیں) اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو کیوں کہ کچھ لوگ اس کے تابعدار ہوں گے جن کی نمازوں کے سامنے تم اپنی نمازوں کو، اور جن کے روزوں کے سامنے تم اپنے روزوں کو حقیر جانو گے، وہ لوگ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے تجاوز نہ کرے گا، اور وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار کو چھیدتا ہوا پار نکل جاتا ہے، چاہے اس کے پھل اور نیزہ کو دیکھا جائے، چاہے اس کے پٹھے اور تانت کو دیکھا جائے، چاہے اس کے پھل اور پروں کے درمیان جو حصہ ہوتا ہے اس کو دیکھا جائے، چاہے اس کے پروں کو دیکھا جائے کہیں بھی کچھ نہیں پایا جاتا حالانکہ وہ تیر نجاست اور خون سے گذر کر نکلتا ہے، اور اس شخص (ذُوالخُوَیْصِرَہ) کے تابعداروں (کے سردار) کی علامت یہ ہے کہ وہ سیاہ رنگ کا آدمی ہوگا جس کے ایک بازو میں عورت کے پستان کے مانند (ابھرا ہوا گوشت کا) ایک ٹکڑا ہوگا جو ہلتا ہوگا، اور وہ لوگ (یعنی اس شخص کے تابعدار) لوگوں کے ایک بہترین طبقہ (یعنی حضرت

علی رضی اللہ عنہ اوران کے تابعداروں) کے خلاف بغاوت کریں گے۔"

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے خود یہ حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے، اور یہ بھی شہادت دیتا ہوں کہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس فرقہ کے لوگوں سے جنگ کی، اور میں اس جنگ میں حضرت علی کے ساتھ تھا، حضرت علی نے (اس جنگ میں فتحیاب ہونے اور دشمنوں کی پسپائی کے بعد) اس شخص کو تلاش کرنے کا حکم دیا (جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی) چنانچہ مقتولین میں سے تلاش کر کے حضرت علی کے پاس اس شخص کو لایا گیا تو میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جو علامت بیان کی تھی وہ اس میں (ہو بہو) موجود تھی۔

اور ایک روایت میں (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذُوالخُوَیصِرَۃ کی آمد کے ذکر کے بجائے) یوں مذکور ہے کہ: (جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مالِ غنیمت تقسیم فرمارہے تھے) ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جس کی آنکھیں اندر دھنسی ہوئی تھیں، پیشانی ابھری ہوئی تھی، ڈاڑھی گنجان تھی، رخسار اُٹھے ہوئے تھے، اور سر منڈا ہوا تھا، اس نے کہا: اے محمد! اللہ سے ڈرو (یعنی اللہ کی اطاعت کرو اور تقسیم میں عدل وانصاف سے کام لو)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اگر میں ہی اللہ کی نافرمانی کروں گا تو پھر کون اللہ کی اطاعت کرے گا؟ اللہ تعالیٰ مجھے روئے زمین کے لوگوں میں (سب سے بڑا) امین جانتا ہے، اور تو مجھ کو امین نہیں سمجھتا؟ اور مجھ پر اعتماد نہیں کرتا؟" ایک صحابی یعنی حضرت عمر نے (اس شخص کی یہ گستاخی دیکھ کر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کا سر قلم کر دینے کی اجازت چاہی لیکن آپ نے ان کو منع فرمایا، پھر جب وہ شخص چل دیا تو آپ نے فرمایا "اس شخص کی اصل سے ایک قوم نمودار ہوگی۔ وہ لوگ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے تجاوز نہیں کرے گا، اسلام سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے، پھر وہ لوگ (یعنی خوارج) اہل

اسلام کو تو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں گے، اگر میں ان لوگوں کو پاؤں تو ان کو قتل کردوں جس طرح قومِ عاد کے لوگ ہلاک کیے گئے تھے۔" (بخاری، مسلم)

ابو ہریرہ کی ماں کے لیے حضور ﷺ کی دعا

(۱۹۲۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کو جو مشرکہ تھیں، قبولِ اسلام کی تلقین کیا کرتا تھا، چنانچہ ایک دن میں نے ان کو اسلام قبول کرنے کی تلقین کی تو انہوں نے رسول خدا ﷺ کی شانِ اقدس میں (ایک ایسی نازیبا اور گستاخانہ) بات کہی کہ مجھ کو سخت ناگوار لگی، پھر میں روتا ہوا رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ سے دعا فرما دیجیے کہ ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا فرمائے۔ آپ نے دعا فرمائی "اے اللہ! ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا فرما!" میں نبی کریم ﷺ کی دعا سے خوش ہو کر واپس لوٹا، اور جب گھر کے دروازہ پر پہنچا تو دیکھا کہ دروازہ بند ہے، لیکن میری والدہ نے میرے قدموں کی آواز سن لی تھی انہوں نے (اندر سے آواز دے کر) کہا: ابو ہریرہ! وہیں ٹھہرو (یعنی ابھی گھر میں نہ آؤ) پھر میں نے پانی گرنے کی آواز سنی۔ میری والدہ نے غسل کیا، کپڑا پہنا اور مارے جلدی کے دوپٹہ اوڑھے بغیر دروازہ کھول دیا، اور (مجھے دیکھ کر) کہا: میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتی ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں (یہ دیکھتے ہی کہ میری پیاری ماں کو ہدایت مل گئی، اور انہوں نے اسلام قبول کرلیا) الٹے پاؤں لوٹا اور خوشی کے آنسو گراتا ہوا رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے اللہ کی تعریف کی اور کہا: ابو ہریرہ! تمہیں بھلائی مل گئی (مسلم)

اسلام کو تو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں گے، اگر میں ان لوگوں کو پاؤں تو ان کو قتل کردوں جس طرح قومِ عاد کے لوگ ہلاک کیے گئے تھے"(بخاری، مسلم)

ابو ہریرہ کی ماں کے لیے حضور ﷺ کی دعا

(۱۹۲۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کو جو مشرکہ تھیں، قبولِ اسلام کی تلقین کیا کرتا تھا، چنانچہ ایک دن میں نے ان کو اسلام قبول کرنے کی تلقین کی تو انہوں نے رسول خدا ﷺ کی شانِ اقدس میں (ایک ایسی نازیبا اور گستاخانہ) بات کہی کہ مجھ کو سخت ناگوار لگی، پھر میں روتا ہوا رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ سے دعا فرمادیجیے کہ ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا فرمائے۔ آپ نے دعا فرمائی "اے اللہ! ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا فرما!" میں نبی کریم ﷺ کی دعا سے خوش ہو کر واپس لوٹا، اور جب گھر کے دروازہ پر پہنچا تو دیکھا کہ دروازہ بند ہے، لیکن میری والدہ نے میرے قدموں کی آواز سن لی تھی انہوں نے (اندر سے آواز دے کر) کہا: ابو ہریرہ! وہیں ٹھہرو (یعنی ابھی گھر میں نہ آؤ) پھر میں نے پانی گرنے کی آواز سنی۔ میری والدہ نے غسل کیا، کپڑا پہنا اور مارے جلدی کے دوپٹہ اوڑھے بغیر دروازہ کھول دیا، اور (مجھے دیکھ کر) کہا: میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتی ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں (یہ دیکھتے ہی کہ میری پیاری ماں کو ہدایت مل گئی، اور انہوں نے اسلام قبول کرلیا) الٹے پاؤں لوٹا اور خوشی کے آنسو گراتا ہوا رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے اللہ کی تعریف کی اور کہا: ابو ہریرہ! تمہیں بھلائی مل گئی (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ کے لیے حضور ﷺ کی دعا

(۱۹۲۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے (ایک دن لوگوں سے) کہا ''تم کہتے ہو کہ ابو ہریرہ نبی کریم ﷺ سے بہت زیادہ حدیثیں نقل کرتے ہیں (تو پہلے یہ جان لو کہ ہم سب کو اللہ کے پاس جانا ہے (اگر میں نے کمی بیشی یا خیانت کی ہوگی تو اللہ تعالیٰ مجھے سزا دے گا) پھر سنو! میں زیادہ حدیثیں بیان کرنے کا سبب تمہیں بتاتا ہوں کہ میرے مہاجر بھائیوں کو تو بازار میں خرید وفروخت الجھائے رکھتی تھی، اور میرے انصاری بھائیوں کو ان کی زمین جائیداد فرصت نہیں دیتی تھی، اور میں ایک مسکین و مفلس شخص تھا، اور پیٹ بھر کھانا مل جانے پر قناعت کر کے رسول خدا ﷺ کی خدمت میں پڑا رہتا تھا۔ پھر ایک دن ایسا ہوا کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی شخص اپنا کپڑا پھیلائے اور اس وقت تک پھیلائے رکھے جب تک میں اپنی بات (یعنی دعا) پوری نہ کرلوں، پھر وہ شخص اپنے کپڑے کو سمیٹ کر اپنے سینہ سے لگالے تو ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ وہ میری باتوں میں سے کوئی بات کبھی بھول جائے؛ چنانچہ میں نے (فوراً) اپنی کملی پھیلالی جس کے علاوہ میرے پاس اور کوئی کپڑا نہیں تھا اور اس کو اس وقت تک پھیلائے رکھا جب تک آپ نے اپنی بات پوری نہ کرلی، پھر اس کو سمیٹ کر اپنے سینہ سے لگالیا، قسم ہے اس ذات کی جس نے آنحضرت ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا! آج تک میں آنحضرت ﷺ کی باتوں میں سے کوئی بات نہیں بھولا ہوں۔'' (بخاری، مسلم)

حضرت جریر کے حق میں حضور ﷺ کی دعا

(۱۹۳۰) حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''کیا تم (قبیلہ خَثعَم کے بت خانہ) ذُوالْخَلَصَۃ کو

توڑ کر مجھے راحت نہیں پہنچاؤ گے؟" میں نے عرض کیا: ہاں (اس کو توڑ کر) آپ کو ضرور راحت پہنچاؤں گا، لیکن میں گھوڑے کی سواری پر پوری طرح قادر نہیں تھا (اور کبھی کبھی گر پڑتا تھا) لہٰذا میں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا، آنحضرت ﷺ نے (یہ سن کر) میرے سینے پر زور سے ہاتھ مارا کہ میں نے اس کا اثر اپنے سینہ کے اندر تک محسوس کیا، پھر (میرے حق میں) یہ دعا فرمائی "اے اللہ! اس (جریر) کو (ظاہر و باطن میں) ثابت و قائم رکھ، اور اس کو راہِ راست دکھانے والا اور راہِ راست پانے والا بنا۔" حضرت جریر فرماتے ہیں کہ اس دعا کے بعد میں کبھی گھوڑے سے نہیں گرا، پھر قبیلہ اَحْمَسْ کے ڈیڑھ سو (۱۵۰) سواروں کو لے کر جریر (ذُوالْخَلَصَۃُ توڑنے کے لیے) روانہ ہوئے، وہاں پہنچ کر انہوں نے (قبیلہ خثعم کے بت خانہ) ذُوالْخَلَصَۃُ کو آگ لگادی اور اس کو توڑ پھوڑ ڈالا۔ (بخاری، مسلم)

ایک مرتد کا انجام

(۱۹۳۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص جو نبی کریم ﷺ کے لیے وحی لکھتا تھا، مرتد ہوگیا اور مشرکوں سے جاملا، نبی کریم ﷺ (کو اس کے بارے میں یہ اطلاع ملی تو آپ) نے ارشاد فرمایا "اس کو زمین قبول نہیں کرے گی۔" حضرت انس کا بیان ہے کہ ابوطلحہ نے (جو میری ماں کے شوہر تھے) مجھ کو بتایا کہ جب وہ (ابوطلحہ) اس مقام پر پہنچے جہاں اس شخص کی موت وتدفین ہوئی تھی تو دیکھا کہ وہ قبر سے باہر پڑا ہوا ہے، انہوں نے لوگوں سے پوچھا: اس کو کیا ہوا (کہ قبر سے باہر پڑا ہوا ہے؟) لوگوں نے جواب دیا کہ ہم اس شخص کو کئی بار دفن کر چکے ہیں لیکن زمین اس کو قبول نہیں کرتی (ہر مرتبہ ایسا ہوا کہ ہم اس کو دفن کر کے گئے اور جب آ کر دیکھا تو باہر پڑا ہوا پایا) آخر تنگ آ کر ہم نے اس کو دفن کرنا ہی چھوڑ دیا ہے۔ (بخاری، مسلم)

عذاب قبر کا انکشاف

(۱۹۳۲)حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غروبِ آفتاب کے بعد گھر سے نکلے تو ایک آواز سنی، اور (آواز سن کر) ارشاد فرمایا "یہ یہود ہیں (یعنی یہ آواز یہودیوں کی ہے) جن کو قبر میں عذاب دیا جارہا ہے۔" (بخاری، مسلم)

ایک منافق کے مرنے کی اطلاع

(۱۹۳۳)حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس مدینہ تشریف لا رہے تھے کہ مدینہ کے قریب پہنچے تو سخت آندھی آئی اور سخت بھی اتنی کہ سوار کو زمین میں دفن کر دے (یعنی اس آندھی کی شدت اور تیزی دیکھ کر ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ کوئی سوار زمین پر قائم نہیں رہ سکے گا، طوفانی آندھی کا کوئی سخت جھونکا اڑا کر لے جائے گا اور کہیں دور نا معلوم جگہ پر ہلاک کر ڈالے گا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس موقع پر) ارشاد فرمایا "یہ آندھی ایک منافق کے مرنے کے وقت بھیجی گئی ہے۔" چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں داخل ہوئے تو معلوم ہوا کہ منافقین کا ایک بڑا سردار مر گیا ہے۔ (مسلم)

مجاہدین کی عدم موجوگی میں مدینہ کی حفاظت

(۱۹۳۴)حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (مکہ سے) مدینہ روانہ ہوئے، اور جب مقام "عُسْفَانُ" میں پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں کئی راتیں قیام کیا۔ بعض لوگوں (یعنی منافقین اور ضعیف الایمان لوگوں نے) کہا: ہم یہاں بیکار پڑے ہوئے ہیں جب کہ ہمارے اہل وعیال

ہم سے دور (مدینہ میں تنہا) ہیں اور ہمیں ان کے بارے میں اطمینان نہیں ہے (کہ ہماری عدم موجودگی کا فائدہ اٹھا کر کہیں کوئی دشمن ان کی غارت گری پر نہ اتر آئے) ان لوگوں کی یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ نے ارشاد فرمایا "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! مدینہ کا کوئی راستہ اور کوئی کوچہ ایسا نہیں ہے جس پر دو دو فرشتے متعین نہ ہوں، اور وہ فرشتے (مدینہ کے راستوں اور کوچوں کی) نگہبانی اور حفاظت پر اس وقت تک مامور رہیں گے جب تک تم مدینہ نہیں پہنچ جاؤ گے۔" اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے وہاں سے کوچ کا حکم دیا اور ہم روانہ ہوئے اور مدینہ پہنچ گئے، قسم ہے اس ذات کی جس کی قسم کھائی جاتی ہے (یعنی اللہ کی قسم!) ہم نے (مدینہ پہنچ کر) ابھی (اپنے اونٹوں کی پیٹھ سے) اپنا سامان بھی نہیں اُتارا تھا کہ (اچانک) بَنُوْ عَبْدِ اللّٰه بن غَطْفَانْ ہم (اہل مدینہ) پر چڑھ آئے، اور ہمارے آنے سے پہلے ان کو کسی چیز نے حملہ پر نہیں ابھارا۔ (مسلم)

حضور ﷺ کی دعاؤں کی تاثیر

(۱۹۳۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ کے زمانہ میں (ایک مرتبہ خشک سالی کی وجہ سے) قحط پڑا، انہی دنوں میں نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک دیہاتی نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے مال واسباب (یعنی کھیتی باڑی مویشی اور باغات پانی نہ ملنے کی وجہ سے) برباد ہو گئے، اور اہل وعیال بھوکے ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے دعا فرمایئے۔ آپ نے (یہ سنتے ہی) اپنے دست مبارک (دعا کے لیے) اُٹھائے، اس وقت آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا بھی ہمیں نظر نہیں آرہا تھا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! آپ نے (دعا ختم کر کے) ابھی اپنے ہاتھ نہ رکھے تھے کہ اچانک پہاڑوں کے مانند بادل اٹھے، اور آپ منبر سے نیچے نہ اترنے پائے تھے کہ میں نے دیکھا کہ بارش کا

پانی آپ کی ریش مبارک پر گرنے لگا، پھر اس دن پانی برسا، دوسرے روز برسا، اور تیسرے روز برسا یہاں تک کہ دوسرے جمعہ تک اس بارش کا سلسلہ جاری رہا۔

اور (جب مسلسل بارش جاری رہنے کی وجہ سے لوگوں کا نقصان ہونے لگا تو) دوسرے جمعہ کو (خطبہ کے دوران) وہی دیہاتی (یا کوئی دوسرا شخص) کھڑا ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! مکان گر رہے ہیں اور مال واسباب ڈوب رہے ہیں، آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے دعا فرمائیے (کہ بارش تھم جائے) آنحضرت ﷺ نے (یہ سن کر) اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور دعا فرمائی "اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَ لَا عَلَيْنَا: اے اللہ! ہمارے اطراف میں (یعنی کھیتوں اور باغات پر) برسا، ہمارے اوپر (یعنی ہمارے گھروں پر) نہ برسا۔" اس دعا کے بعد آپ جس طرف اشارہ کرتے جاتے تھے بادل اس جانب سے کھلتا جاتا تھا یہاں تک کہ مدینہ ایک گول گڈھے کے مانند ہوگیا (یعنی مدینہ کے باہر چاروں طرف بادل چھائے ہوئے تھے، اور مدینہ شہر کا مطلع بالکل صاف ہوکر گول گڈھے کی طرح ایسا نمایاں ہوگیا تھا کہ پوری آبادی کے اوپر بادل کا کوئی ٹکڑا نظر نہیں آرہا تھا) اور بارش کی کثرت کی وجہ سے وہ نالہ جس کا نام "قَنَاتْ" تھا ایک مہینہ تک بہتا رہا۔ اور جس طرف سے کوئی بھی شخص (مدینہ شہر میں) آیا اس نے کثرت سے بارش ہونے کی خبر دی۔

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یوں دعا فرمائی "اے اللہ! ہمارے اطراف میں برسا ہم پر نہ برسا۔ اے اللہ! ٹیلوں پر، پہاڑوں پر، نالوں کے اندر اور درختوں کے اگنے کی جگہ (یعنی کھیتی و باغات) پر برسا۔" حضرت انس کا بیان ہے کہ (اس دعا کے بعد) ابر بالکل کھل گیا، اور ہم اس حال میں باہر نکلے کہ دھوپ میں چل رہے تھے (بخاری، مسلم)

مسجد نبوی کے ایک ستون کا رونا

میں) خطبہ ارشاد فرماتے تو کھجور کے اس سوکھے تنے پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے تھے جو ایک ستون کے طور پر مسجد میں کھڑا تھا، پھر جب منبر تیار ہو گیا، اور آنحضرت ﷺ خطبہ دینے کے لیے اس (منبر) پر کھڑے ہوئے تو کھجور کا وہ تنا جس سے ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے چلانے لگا (یعنی زور زور سے رونے لگا) اور قریب تھا کہ وہ پھٹ جائے، پھر نبی کریم ﷺ (منبر سے) اترے اور اس کے پاس جا کر اس کو ہاتھوں سے پکڑا، پھر اس کو گلے لگایا تو اس ستون نے اس بچہ کی طرح رونا شروع کر دیا جس کو (مختلف حیلوں تدبیروں سے) چپ کیا جاتا ہے (اور وہ جلدی چپ نہیں ہوتا) آخر کار اس ستون کو قرار آ گیا اور وہ چپ ہو گیا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''یہ ستون اس ذکر خداوندی سے محروم ہونے کی وجہ سے رویا جس کو یہ سنتا تھا۔'' (بخاری)

حضور ﷺ کی نصیحت پر عمل نہ کرنے کا انجام

(۱۹۳۷) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول خدا ﷺ کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھایا تو آپ نے اس کو نصیحت فرمائی کہ دائیں ہاتھ سے کھا۔ اس شخص نے (اس نصیحت پر عمل کرنے کے بجائے) جواب دیا کہ میں داہنے ہاتھ سے نہیں کھا سکتا، آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تمہیں داہنے ہاتھ سے کھانے پر کبھی قدرت نہ ہو۔'' (اور آپ نے یہ بات اس لیے فرمائی کہ) اس شخص نے گھمنڈ میں آ کر داہنے ہاتھ سے نہیں کھایا تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ (اس کے بعد) وہ شخص اپنا داہنا ہاتھ منہ تک نہیں اٹھا سکتا تھا۔ (مسلم)

گھوڑے کے تیز رفتار ہونے کا معجزہ

(۱۹۳۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رات میں اہل مدینہ (چوروں یا کسی دشمن کا خطرہ محسوس کر کے) ڈرے اور گھبرائے، پھر نبی کریم ﷺ

(صورتِ حال کی تحقیق کے لیے) ابوطلحہ کے گھوڑے پر جو بہت سست رفتار اور مٹھا تھا سوار ہو کر تشریف لے گئے، اور جب واپس آئے تو (حضرت ابوطلحہ سے) فرمایا: ہم نے تمہارے اس گھوڑے کو دریا کی طرح (تیز رو اور کشادہ قدم) پایا، پھر وہ گھوڑا ایسا تیز رفتار ہو گیا کہ کوئی گھوڑا (اس سے آگے تو کیا نکلتا) اس کے ساتھ بھی نہیں چل سکتا تھا۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اس دن کے بعد کوئی گھوڑا اس سے آگے نہیں بڑھ سکا۔ (بخاری)

کھجوروں میں برکت کا معجزہ

(۱۹۳۹) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد کی وفات ہوئی تو ان کے ذمہ بہت سا قرضہ تھا، چنانچہ میں نے ان کے قرض خواہوں سے کہا کہ ہمارے پاس جتنی کھجوریں ہیں وہ سب اس قرض کے بدلہ میں جو میرے والد پر ہے، لے لیں، لیکن انہوں نے انکار کر دیا، آخر کار میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کو معلوم ہے کہ میرے والد اُحد کی جنگ میں شہید ہو گئے، اور انہوں نے بہت سا قرض چھوڑا ہے، میں چاہتا ہوں کہ قرض خواہ آپ کو (میرے پاس) دیکھیں (تاکہ وہ آپ کو دیکھ کر کچھ رعایت کر دیں) آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: جاؤ، اور ہر قسم کی کھجوروں کی الگ الگ ڈھیری لگاؤ، چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ کو بلا لایا، جب قرض خواہوں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا تو اسی وقت مجھ پر ٹوٹ پڑے (یعنی سختی سے مطالبہ کرنا شروع کر دیا) آنحضرت ﷺ نے جب ان قرض خواہوں کا یہ رویہ دیکھا (تو ان سے کچھ کہے بغیر) کھجوروں کی سب سے بڑی ڈھیری کے گرد تین بار چکر لگایا، پھر ڈھیری پر بیٹھ کر (مجھ سے) ارشاد فرمایا: اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ (جب وہ آ گئے تو) آپ اس ڈھیری میں سے ناپ ناپ کر قرض خواہوں کو دیتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کا

تمام قرضہ ادا کر دیا، جب کہ میں اس بات سے خوش تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے والد کی امانت (یعنی قرضہ) ادا فرما دے، اور میں اپنی بہنوں کے پاس ایک کھجور بھی نہ لے جاؤں لیکن اللہ تعالیٰ نے ساری ڈھیریوں کو محفوظ رکھا، اور جس ڈھیری پر نبی کریم ﷺ بیٹھے ہوئے تھے میں نے اس کو دیکھا تو ایسا لگا کہ اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی ہے (بخاری)

گھی کی کپی میں برکت کا معجزہ

(۱۹۴۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ (ایک انصاری صحابیہ) حضرت ام مالک، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک کپی میں گھی کا ہدیہ بھیجا کرتی تھیں، (چنانچہ وہ کپی اتنی بابرکت ہوگئی تھی کہ) جب ام مالک کے بیٹے ان کے پاس آ کر روٹی کے ساتھ کھانے کے لیے کوئی سالن مانگتے، اور ان کے پاس کوئی سالن نہیں ہوتا تھا تو ام مالک اس کپی کو دیکھتیں جس میں وہ نبی کریم ﷺ کے لیے گھی بھیجا کرتی تھی تو وہ اس کپی میں گھی پاتیں (کافی دنوں تک) یہی سلسلہ جاری رہا کہ اس کپی میں لگا ہوا گھی ان کے پورے گھر کے لیے سالن کی ضرورت پوری کر دیا کرتا تھا یہاں تک کہ اُم مالک نے (زیادہ گھی حاصل کرنے کی طمع میں) اس کپی کو پوری طرح نچوڑ لیا (تو برکت ختم ہوگئی) پھر اُم مالک نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچیں (اور یہ ماجرا بیان کیا) آنحضرت ﷺ نے پوچھا: تم نے کپی کو بالکل نچوڑ لیا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں، آپ نے ارشاد فرمایا ''اگر تم کپی کو نہ نچوڑتیں تو ہمیشہ تمہیں اس کپی میں سالن (یعنی گھی) ملا کرتا'' (مسلم)

کھانے میں برکت کا معجزہ

(۱۹۴۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) ابو طلحہ انصاری (جو

میرے سوتیلے باپ تھے) گھر میں آ کر میری ماں، اُم سلیم سے کہنے لگے: (آج) میں نے رسول خدا ﷺ کی آواز میں بڑی کمزوری محسوس کی جس سے مجھے اندازہ ہوا کہ آپ بھوکے ہیں، کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ اُم سلیم نے جواب دیا: ہاں کچھ ہے، پھر انہوں نے جو کی چند روٹیاں نکالیں، پھر اپنی اوڑھنی لی، اور اس کے ایک حصہ میں روٹیوں کو لپیٹا، اور ایک حصہ کو میرے سر پر لپیٹ دیا، پھر اوڑھنی میں لپٹی ہوئی ان روٹیوں کو میرے ہاتھ کے نیچے چھپایا اور مجھے رسول خدا ﷺ کے پاس بھیجا، میں وہ روٹیاں لے کر جب پہنچا تو رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے، اور بہت سارے لوگ (جن کی تعداد اسی (۸۰) تھی) آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، میں نے سب کو سلام کیا، رسول خدا ﷺ نے (سلام کا جواب دینے کے بعد) مجھ سے پوچھا: کیا تم کو ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا: ہاں، آپ نے پھر پوچھا: کیا کھانا دے کر بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں! رسول خدا ﷺ نے میرا جواب (سن کر) ان لوگوں سے جو آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ارشاد فرمایا: اُٹھو (ابوطلحہ کے گھر چلتے ہیں)

اس کے بعد آنحضرت ﷺ اور وہ تمام لوگ (ابوطلحہ کے گھر کی طرف) روانہ ہوئے، اور میں اُن کے آگے چل پڑا، اور ابوطلحہ کے پاس پہنچ کر ان کو صورت حال سے آگاہ کیا تو ابوطلحہ نے کہا: اُم سلیم! رسول خدا ﷺ تشریف لا رہے ہیں اور آپ کے ساتھ صحابہ بھی ہیں جب کہ ہمارے پاس (ان چند روٹیوں کے علاوہ جو ہم نے آپ کی خدمت میں بھیجی تھیں) اتنے سارے آدمیوں کو کھلانے کے لیے کوئی چیز نہیں ہے، اُم سلیم نے جواب دیا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں، پھر ابوطلحہ (آنحضرت ﷺ کے استقبال کے لیے) گھر سے باہر نکلے، اور (راستہ میں پہنچ کر) رسول خدا ﷺ سے ملاقات کی، اس کے بعد رسول خدا ﷺ ابوطلحہ کے ساتھ تشریف لائے، اور (گھر میں پہنچ کر) ارشاد فرمایا: اُم سلیم! جو کچھ تمہارے پاس ہے لاؤ۔ ام

سلیم نے وہ روٹیاں جوان کے پاس تھیں، لاکر (آنحضرت ﷺ کے سامنے) رکھ دیں۔آنحضرت ﷺ نے ان روٹیوں کو توڑ کر چورا کرنے کا حکم دیا، چنانچہ روٹیوں کو توڑا گیا، اور ام سلیم نے (گھی کی) کپی کو نچوڑ کر گھی نکالا اور اس کو سالن کے طور پر استعمال کیا، اس کے بعد رسول خدا ﷺ نے اس کھانے میں برکت کی دعا کی، پھر آپ نے حکم دیا کہ دس (۱۰) آدمیوں کو بلاؤ، چنانچہ دس (۱۰) آدمیوں کو بلایا گیا اورانہوں نے پیٹ بھر کر کھایا، پھر جب وہ دس آدمی اٹھ کر چلے گئے تو آپ نے ارشاد فرمایا: (اسی طرح) دس آدمیوں کو بلا کر کھلاتے رہو (اور دس دس آدمیوں کو بلا کر کھلایا جاتا رہا) یہاں تک کہ تمام لوگوں نے (اس تھوڑے سے کھانے میں) خوب سیر ہو کر کھایااور یہ سب ستر (۷۰) یااسی (۸۰) آدمی تھے۔(بخاری، مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، دس آدمیوں کو بلاؤ، اور جب وہ (دس آدمی) آئے تو آپ نے ان سے ارشاد فرمایا: اللہ کا نام لے کر کھاؤ، چنانچہ انہوں نے (اللہ کا نام لے کر) کھانا کھایا، اس طرح (دس دس آدمی کر کے) اسی (۸۰) آدمیوں کو کھلایا گیا، اور جب سب لوگ کھا چکے تو آخر میں نبی کریم ﷺ نے اور گھر کے آدمیوں نے کھانا کھایا، پھر بھی کچھ کھانا باقی رہا۔

اور بخاری کی ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: دس آدمیوں کو میرے پاس لاؤ۔اسی طرح (دس دس آدمی کر کے) چالیس (۴۰) آدمیوں کو شمار کیا اور ان کے بعد خود ہی کریم ﷺ نے کھانا تناول فرمایا، اور میں برابر دیکھ رہا تھا کہ کھانے میں سے کچھ کم ہوا ہے یا نہیں (لیکن مجھے قطعاً کوئی کمی نظر نہیں آ رہی تھی)

اور مسلم کی ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ (جب سب لوگ شکم سیر ہو چکے) تو آنحضرت ﷺ نے باقی ماندہ کھانے کو لیا اور جمع کیا، پھر اس میں برکت کی دعا فرمائی، چنانچہ وہ ایسا ہی ہو گیا، جیسا پہلے تھا (یعنی جتنا پہلے وہ کھانا تھا اتنا ہی اب ہو گیا) پھر آپ نے فرمایا لو! اس کو کھاؤ۔

دست مبارک کا معجزہ

(۱۹۴۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مقام ''زوراء'' میں تشریف فرما تھے کہ آپ کی خدمت میں (پانی کا) ایک برتن لایا گیا، آپ نے اپنا مبارک ہاتھ اس برتن میں رکھ دیا، آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی اُبلنے لگا، چنانچہ پوری جماعت نے اسی پانی سے وضو کیا۔ (حدیث کے ایک راوی) حضرت قتادہ تابعی (جنہوں نے یہ روایت حضرت انس سے نقل کی ہے) کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس سے سوال کیا: اس موقع پر آپ لوگ کتنے آدمی تھے؟ حضرت انس نے جواب دیا: تین سو (۳۰۰)، یا تقریباً تین سو (۳۰۰) (آدمی ہوں گے) (بخاری، مسلم)

دست مبارک اور کھانے کی تسبیح کا معجزہ

(۱۹۴۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا (ہم صحابہ) آیات و معجزات کو برکت کا سبب سمجھتے تھے، اور تم ان کو تخویف (یعنی کافروں کو ڈرانے کا ذریعہ) سمجھتے ہو (اس کے بعد حضرت ابن مسعود نے ایک معجزہ بیان کیا کہ) ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ (راستہ میں) پانی کم ہوگیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ (کسی کے پاس برتن میں تھوڑا سا بھی) بچا ہوا پانی ہو تو اس کو تلاش کر کے لاؤ۔ چنانچہ صحابہ آپ کی خدمت میں ایک ایسا برتن لے کر آئے جس میں بہت تھوڑا سا پانی تھا، آپ نے اپنا دست مبارک اس برتن میں رکھا، اور ارشاد فرمایا ''آؤ جلدی سے یہ پاک اور بابرکت پانی حاصل کرو، اور برکت اللہ کی طرف سے نازل ہو رہی ہے'' اور (حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا:) اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے فوارہ کی طرح پانی اُبلتے ہوئے میں نے خود دیکھا۔ نیز (حضرت ابن مسعود نے ایک اور معجزہ یہ بیان کیا کہ) کھانا کھاتے وقت ہم کھانے کی

تسبیح کی آواز سنا کرتے تھے۔(بخاری)

پانی میں برکت کا ایک اور معجزہ

(۱۹۴۴) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک سفر کے دوران) ہمارے سامنے خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا: ''تم اس رات کے اول حصہ میں اور آخر حصہ میں (یعنی پوری رات) سفر کرو گے اور ان شاء اللہ کل تم ایک پانی پر پہنچو گے، چنانچہ لوگ اس طرح چل رہے تھے کہ کوئی کسی کی طرف التفات نہیں کرتا تھا، ابو قتادہ کہتے ہیں: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم چلے جا رہے تھے یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی تو آپ (سونے کے ارادہ سے) راستہ سے ہٹ کر (ایک کنارے پر) اُتر گئے، اور سر رکھ کر لیٹ گئے، اور (سونے سے پہلے کسی خادم کو) ہدایت فرمائی کہ ہماری نماز کا خیال رکھنا (کہیں ایسا نہ ہو کہ سب لوگ بے خبر سو جائیں اور فجر کے وقت آنکھ نہ کھلنے کے سبب نماز قضا ہو جائے، لیکن ایسا ہی ہوا کہ سب لوگ سو گئے، اور نیند کے غلبہ سے فجر کے وقت کسی کی بھی آنکھ نہیں کھلی) سب سے پہلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے جب کہ دھوپ آپ کی پشت مبارک پر پڑنے لگی۔آپ نے (سب کو جگا کر) ارشاد فرمایا: فوراً سوار ہو جاؤ، اور یہاں سے چل دو، چنانچہ ہم لوگ (جلدی جلدی) اپنی سواریوں پر بیٹھے اور وہاں سے چل پڑے یہاں تک کہ جب سورج (ایک نیزہ کے بقدر یا اس سے زیادہ) بلند ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (سواری سے) اترے، پھر آپ نے وضو کا برتن منگایا جو میرے پاس تھا، اور جس میں تھوڑا سا پانی باقی تھا، اس سے آپ نے مختصر وضو کیا (یعنی جن اعضاء کو تین تین بار دھویا جاتا ہے ان کو آپ نے پانی کی قلت کے سبب ایک ایک بار، یا دو(۲) دو(۲) بار ہی دھونے پر اکتفا کیا) ابو قتادۃ کہتے ہیں کہ (وضو کے بعد) ذرا سا پانی اس برتن میں بچ گیا تھا، آپ نے ارشاد فرمایا: اس برتن (کے پانی) کو حفاظت سے رکھنا، اس لیے کہ عنقریب اس پانی سے ایک (اہم اور

عظیم الشان) بات ظہور پذیر ہوگی، اس کے بعد بلال نے نماز کے لیے اذان کہی اور رسول خدا ﷺ نے دو رکعت (سنت) پڑھیں، پھر صحابہ کے ساتھ فجر کی قضاء نماز (باجماعت) ادا کی۔

نماز سے فراغت کے بعد آنحضرت ﷺ سوار ہوئے اور ہم بھی اپنی سواریوں پر بیٹھ گئے (اور آگے کا سفر شروع ہوگیا) یہاں تک کہ ہم (قافلہ کے ان) لوگوں سے جا ملے (جو ہم سے کچھ آگے جا کر اترے تھے) اس وقت دن چڑھ چکا تھا، اور ہر چیز تپنے لگی تھی، اور لوگ کہہ رہے تھے: یارسول اللہ! ہم ہلاک ہوگئے، اور ہم پیاسے ہوگئے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے لیے ہلاکت نہیں۔ پھر آپ نے وضو کے پانی کا وہی برتن طلب کیا اور اس برتن سے پانی ڈالنا شروع کیا اور ابوقتادہ نے لوگوں کو پلانا شروع کیا، اہل قافلہ نے جیسے ہی اس برتن سے پانی گرتے دیکھا تو سب کے سب ایکدم ٹوٹ پڑے اور ایک دوسرے پر گرنے لگے، آنحضرت ﷺ نے (ان کی بے صبری دیکھ کر) ارشاد فرمایا: خوش اسلوبی اختیار کرو اور اخلاق سے کام لو، تم سب لوگ اس پانی سے سیراب ہو جاؤ گے۔ چنانچہ فوراً ہی سب لوگوں نے خوش اسلوبی اختیار کی، پھر رسول خدا ﷺ نے پانی ڈالنا، اور میں نے پانی پلانا شروع کیا یہاں تک کہ (سب لوگ سیراب ہوگئے، اور) میرے اور رسول خدا ﷺ کے سوا کوئی باقی نہ رہا، تو آپ نے پانی ڈالا اور مجھ سے ارشاد فرمایا: پیو، میں نے عرض کیا: میں اس وقت تک نہیں پی سکتا جب تک آپ نہ پی لیں، آپ نے ارشاد فرمایا: لوگوں کا ساقی ان کا آخری آدمی ہوتا ہے (یعنی جو شخص لوگوں کو پلاتا ہے وہ خود سب کے بعد پیتا ہے) حضرت ابوقتادہ کہتے ہیں کہ (آپ کے حکم کی اتباع کرتے ہوئے پہلے) میں نے پانی پیا، پھر آنحضرت ﷺ نے پانی نوش فرمایا۔ ابوقتادہ کہتے ہیں: پس لوگ اس حال میں پانی پر پہنچے کہ راحت پانے والے، اور سیراب تھے۔ (مسلم)

کھانے میں برکت کا ایک اور معجزہ

(۱۹۴۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے دن جب سخت بھوک نے لوگوں کو ستایا تو حضرت عمر نے عرض کیا: یارسول اللہ! جو تھوڑا بہت توشہ لوگوں کے پاس بچا ہوا ہے اس کو منگوا لیجیے، پھر اس توشہ پر ان کے لیے اللہ سے برکت کی دعا فرمایئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اچھا، پھر آپ نے چمڑے کا دستر خوان منگوا کر بچھوایا، اور لوگوں سے ان کا بچا ہوا توشہ لانے کے لیے کہا گیا، چنانچہ کوئی مٹھی بھر چینا لے کر آیا، کوئی مٹھی بھر کھجور، اور کوئی روٹی کا ٹکڑا لایا، اس طرح دستر خوان پر کچھ تھوڑی سی چیزیں جمع ہو گئیں، پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا فرمائی، پھر (سب لوگوں سے) ارشاد فرمایا: اپنے برتنوں میں بھرلو، چنانچہ لوگوں نے اپنے اپنے برتن میں بھرنا شروع کیا یہاں تک کہ لشکر میں کوئی ایسا برتن نہیں بچا جس کو بھر نہ لیا گیا ہو۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ پھر سارے لشکر نے (جو تقریباً ایک لاکھ مجاہدین پر مشتمل تھا) خوب پیٹ بھر کھایا، پھر بھی بہت سارا کھانا بچ رہا۔

اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں (اور یاد رکھو) ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ کوئی شک نہ کرنے والا بندہ ان دو گواہیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملے، پھر اس کو جنت میں جانے سے روکا جائے'' (مسلم)

ولیمہ کے کھانے میں برکت کا معجزہ

(۱۹۴۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ام المومنین حضرت زینب کے ساتھ نکاح ہوا تو (شب عروسی کے بعد) میری والدہ اُمِ سلیم نے کھجور، گھی اور پنیر لے کر مالیدہ بنایا، اور اس مالیدہ کو ایک پیالہ میں رکھ کر مجھ سے کہا: انس! اس کو

رسول خدا ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ، اور کہو کہ میری ماں نے یہ آپ کی خدمت میں بھیجا ہے، اور آپ کو سلام عرض کیا ہے، اور کہا ہے: یہ ایک چھوٹا سا ہدیہ ہماری طرف سے آپ کے لیے ہے یا رسول اللہ! چنانچہ میں اس کو لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو کچھ میری والدہ نے کہا تھا عرض کر دیا۔ آپ نے (بڑی خندہ پیشانی سے قبول کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا: اس کو رکھ دو، پھر ارشاد فرمایا: فلاں فلاں اور فلاں شخص کو جن کے نام آپ نے لئے تھے جا کر بلا لاؤ، اور راستہ میں جو شخص ملے اس کو بھی بلا لانا۔ چنانچہ میں گیا اور ان لوگوں کو جن کا نام آپ نے لیا تھا، اور ان لوگوں کو جو مجھے راستہ میں ملے بلا کر لے آیا۔ جب میں گھر واپس آیا، تو دیکھا کہ پورا گھر لوگوں سے بھرا ہوا ہے۔ حضرت انس سے پوچھا گیا: (اس وقت) تم سب کتنے لوگ تھے؟ حضرت انس نے جواب دیا: تین سو (۳۰۰) کے قریب۔

پھر میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے اس مالیدہ پر اپنا دست مبارک رکھ کر وہ کہا جو اللہ نے چاہا (یعنی خیر و برکت کی دعا فرمائی) اس کے بعد آپ نے دس دس آدمیوں کو بلانا شروع کیا اور وہ (یکے بعد دیگرے دس دس) آدمی کھانے (کے لیے آنے) لگے اور (جو لوگ کھانے پر آتے ان سے) آپ ارشاد فرماتے: اللہ کا نام لے کر کھاؤ، اور ہر شخص کو اپنے سامنے سے کھانا چاہیے، حضرت انس کہتے ہیں کہ جب دس آدمیوں کی ایک جماعت کھانے سے فارغ ہو کر چلی جاتی تو (اتنے ہی آدمیوں کی) دوسری جماعت آجاتی، یہاں تک کہ سب لوگوں نے (خوب آسودہ ہو کر) کھالیا، پھر آنحضرت ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: انس! (سب لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے ہیں) اب اس پیالہ کو اٹھا لو۔ میں نے پیالہ کو اٹھا لیا اور میں نہیں کہہ سکتا کہ جس وقت میں نے پیالہ لا کر رکھا تھا اس وقت اس میں مالیدہ زیادہ تھا، یا اس وقت جب میں نے اس کو اٹھایا۔ (بخاری، مسلم)

اونٹ کے تیز رفتار ہونے کا معجزہ

(۱۹۴۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک جہاد کے سفر میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا اور آب کش (پانی کھینچنے والے) اونٹ پر سوار تھا۔ وہ اونٹ (اتنا زیادہ) تھک گیا تھا کہ جیسا اس کو چلنا چاہیے تھا اس طرح چلنے پر قادر نہیں تھا (ایک جگہ پہنچ کر) میرا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ ہوگیا، آپ نے ارشاد فرمایا ''تمہارے اونٹ کو کیا ہوگیا ہے (کہ اچھی طرح نہیں چل رہا ہے)'' میں نے کہا کہ تھک گیا ہے (یہ سن کر) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میرے اونٹ کے پیچھے آئے، اور اس کو ہانکا، پھر اس کے حق میں (تیز روی کی) دعا فرمائی، اس کا اثر یہ ہوا کہ میرا اونٹ سب سے آگے رہنے لگا، پھر آپ نے پوچھا (کہو) اب تمہارے اونٹ کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا: آپ کی برکت سے اب خوب چلتا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس اونٹ کو چالیس (۴۰) درہم کے بدلہ بیچتے ہو؟ میں نے اس شرط پر اس اونٹ کو (آپ کے ہاتھ) بیچ دیا کہ مدینہ تک میں اس اونٹ پر سوار رہوں گا۔ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (اور ہم لوگ) جب مدینہ پہنچ گئے تو اگلے ہی دن صبح کو میں اونٹ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا (تاکہ اونٹ سپرد کر کے اس کی طے شدہ رقم لے لوں) آپ نے معاملہ کے مطابق قیمت مجھے عطا فرمادی، اور وہ اونٹ بھی مجھ ہی کو دے دیا (بخاری، مسلم)

سفر تبوک کے دوران پیش آنے والے معجزات

(۱۹۴۸) حضرت اَبُو حُمَیْد سَاعِدِی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ تبوک کے لیے (مدینہ سے) روانہ ہو کر جب مدینہ سے تین (۳) دن کی مسافت پر واقع وادی قُریٰ میں پہنچے تو ایک باغ سے گزرے جو ایک عورت کا تھا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس باغ کے پاس پہنچ کر) ہم لوگوں سے ارشاد فرمایا: اندازہ

کر کے بتاؤ اس باغ میں کتنے پھل ہوں گے؟ ہم سب نے اپنا اپنا اندازہ بتایا (کسی کا اندازہ کچھ ہوا اور کسی کا کچھ) پھر رسول خدا ﷺ نے بھی اندازہ کیا اور ارشاد فرمایا: اس باغ میں دس (۱۰) وَسَق پھل ہوں گے۔ اس کے بعد اس عورت سے فرمایا (جب پھل اتریں اور تم ان کا وزن کرو تو) وزن کو یاد رکھنا تا آنکہ ہم لوٹ کر تیرے پاس آئیں ان شاء اللہ۔

پھر وہاں سے روانہ ہو کر جب ہم تبوک پہنچے تو رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا آج کی رات تم پر سخت آندھی آئے گی اس وقت کوئی شخص (اپنی جگہ سے) کھڑا نہ ہو، اور جس کے پاس اونٹ ہو وہ اس کے عقال (رسی) مضبوطی سے باندھ دے، چنانچہ (ایسا ہی ہوا کہ رات میں) سخت آندھی آئی، اور ایک شخص کو جو آنحضرت ﷺ کی ہدایت کے باوجود کھڑا ہو گیا تھا، اُڑا کر لے گئی، اور قبیلہ طَیِّ ء کے دو (۲) پہاڑوں کے درمیان پھینک دیا۔

پھر جب ہم (غزوۂ تبوک سے فارغ ہو کر) واپس (مدینہ) روانہ ہوئے اور وادی قُریٰ میں پہنچے تو رسول خدا ﷺ نے اس عورت سے باغ کے بارے میں پوچھا: (بتاؤ) پھل کتنے ہوئے؟ اس نے کہا دس وسق۔ (بخاری، مسلم)

فتح مصر کی خوش خبری اور مصریوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید

(۱۹۴۹) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''یقیناً وہ وقت قریب ہے جب تم مصر کو فتح کر لو گے اور مصر وہ زمین ہے جہاں ''قیراط'' کا خوب تذکرہ کیا جاتا ہے۔ جب تم مصر کو فتح کر لو تو وہاں کے لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا کیونکہ ان کو امان ہے، اور ان سے قرابت ہے۔'' یا یہ فرمایا کہ ''ان کو امان

ہے۔ اور ان سے سسرالی رشتہ ہے، اور جب تم لوگ دیکھو کہ وہاں دو آدمی ایک اینٹ کی جگہ پر جھگڑا کرتے ہیں تو تم وہاں سے نکل آنا۔" حضرت ابوذر فرماتے ہیں کہ میں نے (اپنے قیامِ مصر کے دوران) عَبْدُالرَّحْمٰن بِن شُرَحْبِیْل بِن حَسَنَہ اور ان کے بھائی ربیعہ کو ایک اینٹ کی جگہ پر جھگڑتے دیکھا تو سرزمین مصر سے نکل آیا۔ (مسلم)

منافقین کے عبرتناک انجام کی پیش خبری

(۱۹۵۰) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا "میرے صحابہ میں" اور ایک روایت میں یہ ہے کہ "میری امت میں بارہ (۱۲) منافق ہیں جو جنت میں نہیں داخل ہوں گے بلکہ جنت کی بو بھی نہیں پائیں گے جب تک سوئی کے ناکہ میں اونٹ نہ گھس جائے، اور ان بارہ (۱۲) میں سے آٹھ (۸) منافقوں کو پھوڑا نمٹا دے گا، وہ (پھوڑا) ایک آگ کا شعلہ ہوگا جو ان کے مونڈھوں میں نمودار ہوگا، پھر ان کے سینوں میں پہنچ جائے گا۔" (مسلم)

(فصل دوم)

بَحِیْرَا راہب کا قصہ

(۱۹۵۱) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) ابو طالب نے قریش کے چند شیوخ کے ہمراہ (تجارت کی غرض سے) ملک شام کا سفر کیا تو ان کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی گئے (آپ اس وقت بارہ (۱۲) سال کی عمر کے تھے) یہ تجارتی قافلہ (مقام بُصریٰ میں بَحِیْریٰ نامی) ایک راہب کے یہاں مقیم ہوا، جب انہوں نے اپنے کجاوے کھولنا شروع کئے تو راہب ان لوگوں کے پاس آیا، حالانکہ اس سے پہلے جب بھی یہ لوگ ادھر سے گزرے اور اس راہب کے یہاں قیام

کیا تو اس نے کبھی باہر آ کر ان سے ملاقات نہیں کی تھی۔

راوی کہتے ہیں کہ یہ لوگ اپنے کجاوے کھول رہے تھے اور راہب ان کے درمیان کسی کو ڈھونڈتا پھر رہا تھا، یہاں تک کہ اس نے آ کر نبی کریم ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور بولا ''یہی ہے تمام جہانوں کا سردار، یہی ہے تمام جہانوں کے پروردگار کا پیغمبر، یہی وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام جہاں والوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔'' قریش کے شیوخ نے راہب کو یہ کہتے سنا تو کسی شیخ نے اس سے پوچھا: ''تم اس (نوعمر) کے بارے میں (یہ سب باتیں) کہاں سے جانتے ہو؟'' راہب نے جواب دیا ''جب تم دو پہاڑوں کے درمیان والے راستہ سے نکل کر سامنے آئے تو (میں یہاں سے دیکھ رہا تھا کہ) کوئی درخت اور کوئی پتھر ایسا نہ تھا جو سجدہ میں نہ گرا ہو، اور درخت او ر پتھر بڑے پیغمبر کے علاوہ اور کسی کو سجدہ نہیں کرتے، نیز میں نے اس شخص کو اس مہر نبوت کے ذریعہ بھی پہچانا ہے جو اس کے شانہ کی ہڈی کے نیچے سیب کے مانند ہے۔''

پھر وہ راہب واپس چلا گیا، اور قافلہ والوں کے لیے کھانا تیار کیا، اور جب وہ کھانا لے کر ان کے پاس آیا تو آنحضرت ﷺ اونٹ چرانے گئے ہوئے تھے، راہب نے قافلہ والوں سے کہا: اس شخص کو بلاؤ (کیوں کہ میرا مہمانِ خصوصی وہی شخص ہے اور اس کے اعزاز میں مَیں نے کھانا تیار کرایا ہے) چنانچہ آنحضرت ﷺ تشریف لے آئے اور جب آپ آ رہے تھے تو ابر کا ایک ٹکڑا آپ پر سایہ کیے ہوئے تھا، پھر جب آپ لوگوں کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ جہاں درخت کا سایہ تھا وہاں لوگ پہلے ہی قبضہ کر کے بیٹھ گئے ہیں (اور آپ کے لیے کوئی سایہ دار جگہ خالی نہیں تھی) جب آپ (دھوپ میں) بیٹھے تو فوراً درخت کا سایہ آپ پر جھک گیا (یہ ماجرہ دیکھ کر) راہب نے (قافلہ والوں سے) کہا: ''درخت کے سایہ کو دیکھو جو اس شخص پر جھک آیا ہے۔''

پھر اس نے کہا' میں تم لوگوں کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ بتاؤ: تم میں سے کون شخص اس (نوعمر) کا سرپرست ہے؟'' لوگوں نے کہا: ابو طالب ہیں۔ (یہ سن کر)

راہب بڑی دیر تک ابوطالب کو اس بات کے لیے سمجھاتا رہا، اور قسم دیتا رہا کہ وہ آپ کو مکہ واپس بھیج دیں، بالآخر ابوطالب نے آنحضرت ﷺ کو مکہ واپس بھیج دیا، نیز ابوبکر نے بلال کو آپ کے ہمراہ کر دیا، اور راہب نے کیک اور زیتون کے تیل کا توشہ آپ کو دیا (ترمذی)

پہاڑوں اور درختوں کے سلام کرنے کا معجزہ

(۱۹۵۲) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکہ میں تھا (ایک دن) ہم مکہ کے بعض اطراف میں گئے تو جو بھی پہاڑ اور درخت سامنے آیا، اس نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رسولَ اللہ۔ (ترمذی، دارمی)

براق کی شوخی اور نیازمندی

(۱۹۵۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شب معراج میں نبی کریم ﷺ کی سواری کے لیے براق لایا گیا جس کی زین کسی ہوئی اور لگام چڑھی ہوئی تھی، جب آنحضرت ﷺ اس پر سوار ہونے لگے تو وہ شوخیاں کرنے لگا (جس کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کو اس پر سوار ہونا دشوار ہو گیا) پس حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس (براق) کو مخاطب کر کے کہا: کیا محمد کے ساتھ تو یہ شوخیاں کر رہا ہے؟ جب کہ تجھ پر آج تک ایسا شخص سوار نہیں ہوا جو اللہ کے نزدیک اس سے بہتر ہو ——— راوی کا بیان ہے کہ (حضرت جبرئیل علیہ السلام کی یہ بات سن کر) براق پسینہ پسینہ ہو گیا۔ (ترمذی)

پتھر میں سوراخ کرنے کا معجزہ

(۱۹۵۴) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "(معراج کی رات میں) جب ہم بیت المقدس پہنچے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنی

انگلی کے اشارہ سے پتھر میں سوراخ کیا، پھر پتھر سے براق کو باندھا۔(ترمذی)

ایک ہی سفر میں تین معجزوں کا ظہور

(۱۹۵۵)حضرت یَعْلٰی بن مُرَّہ ثَقَفِیُ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے (ایک ہی سفر میں) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (کے معجزات میں) سے تین چیزیں دیکھیں:

(۱) ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے کہ ناگہاں آب کش (پانی کھینچنے والے) اونٹ کے پاس سے گذرے اس اونٹ نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو بلبلانے لگا، اور اپنی گردن (زمین پر) رکھ دی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس ٹھہر گئے ، اور پوچھا: اس اونٹ کا مالک کہاں ہے؟ مالک حاضر ہوا تو آپ نے اس سے ارشاد فرمایا: یہ اونٹ میرے ہاتھ بیچ دو! اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم (اس اونٹ کو نہیں بیچتے) بلکہ آپ کو ہبہ کرتے ہیں، اور (یہ عرض کرتا ہوں کہ) یہ اونٹ ایسے گھر والوں کا ہے جن کا ذریعہ معاش اس اونٹ کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ آپ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا "جب تم نے اس اونٹ کے بارے میں حقیقت حال بیان کردی تو سنو(میں اس اونٹ کو خریدنا نہیں چاہتا، بلکہ اصل مقصد اس اونٹ کو تنگی اور مصیبت سے نجات دلانا تھا کیوں کہ) اس اونٹ نے مجھ سے شکوہ کیا ہے کہ اس سے کام زیادہ لیا جاتا ہے اور کھانے کو کم دیا جاتا ہے، پس اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو (یعنی اس کو گھاس دانہ خوب دو، اور کام کم لو)

(۲) پھر ہم آگے روانہ ہوئے یہاں تک کہ ایک جگہ اتر کر آرام کرنے لگے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے اس وقت (میں نے دیکھا کہ) ایک درخت زمین کو چیرتا ہوا آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھانک لیا، پھر وہ اپنی جگہ واپس چلا گیا، جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو میں نے آپ سے اس درخت کے آنے اور جانے کا ذکر کیا، آپ نے (پورا واقعہ سن کر) ارشاد فرمایا "یہ وہ درخت ہے جس نے اپنے پروردگار

سے اس بارے میں اجازت مانگی تھی کہ وہ رسولِ خدا ﷺ کو سلام کرے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اجازت دے دی (اور وہ مجھے سلام کرنے آیا تھا)

(۳) حضرت یعلی کہتے ہیں کہ ہم پھر آگے بڑھے، اور ایک پانی کی جگہ پہنچے وہاں ایک عورت اپنے لڑکے کو لے کر آنحضرت ﷺ کے پاس آئی، اس لڑکے پر دیوانگی طاری تھی۔ (یعنی کسی جن یا شیطان کے اثراتِ بد میں گرفتار تھا) آنحضرت ﷺ نے لڑکے کی ناک پکڑ کر (اس جن یا شیطان سے) کہا: نکل جاؤ، میں محمد اللہ کا رسول ہوں، اس کے بعد ہم نے آگے کا سفر پورا کیا، اور جب واپسی میں اسی پانی کے پاس سے گزرے تو آنحضرت ﷺ نے اس عورت سے اس لڑکے کا حال دریافت کیا تو عورت نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! ہم نے آپ (کے جانے) کے بعد (یا آپ کی دعا کے بعد) اس لڑکے میں تشویش کی کوئی بات نہیں دیکھی (یعنی وہ بالکل اچھا ہو گیا ہے اور سارے اثراتِ بد زائل ہو گئے ہیں) (بغوی)

شیطانی اثر سے نجات پانے کا معجزہ

(۱۹۵۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک عورت اپنے بیٹے کو لے کر حاضر ہوئی اور بولی: یا رسول اللہ! میرے بیٹے پر جنون کا اثر ہے جس کا دورہ (ہر دن) دوپہر اور رات کے کھانے کے وقت پڑتا ہے، آنحضرت ﷺ نے (یہ سن کر) اس لڑکے کے سینے پر دست مبارک پھیرا، اور دعا فرمائی، چنانچہ اس لڑکے نے قے کی اور اس کے پیٹ سے کالے پلے جیسا ایک جانور دوڑتا ہوا نکلا۔ (ترمذی، دارمی)

درخت کی نیازمندی کا معجزہ

(۱۹۵۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (جنگ اُحُد کے موقع پر) نبی

کریم ﷺ اہل مکہ کی بدسلوکی کی وجہ سے نہایت غمگین اور خون میں لتھڑے ہوئے بیٹھے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لائے، اور کہا: یا رسول اللہ! اگر آپ پسند کریں تو میں آپ کو ایک معجزہ دکھاؤں، آپ نے ارشاد فرمایا: ضرور دکھاؤ، جبرئیل علیہ السلام نے اس درخت کی طرف دیکھا جو ان کے پیچھے تھا، پھر آنحضرت ﷺ سے کہا: اس درخت کو بلائیے، آنحضرت ﷺ نے درخت کو بلایا اور وہ آپ کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: اب اس کو واپس جانے کا حکم دیجیے، آنحضرت ﷺ نے اس کو واپس جانے کا حکم دیا تو واپس چلا گیا، رسول خدا ﷺ نے (یہ دیکھ کر) ارشاد فرمایا: مجھ کو کافی ہے، مجھ کو کافی ہے (یعنی میری تسلی کے لیے یہ معجزہ کافی ہے) (دارمی)

کیکر کے درخت کی تین بار گواہی

(۱۹۵۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول خدا ﷺ کے ساتھ ایک جہاد کے سفر میں تھے کہ (لشکر گاہ کے پاس) ایک دیہاتی آگیا، اور جب رسول خدا ﷺ کے قریب پہنچا تو آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو یکتا ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں ہے، اور محمد اللہ کے بندے، اور اس کے رسول ہیں، دیہاتی نے کہا: آپ نے جو کچھ کہا ہے (یعنی نبوت ورسالت کا جو دعویٰ کیا ہے) اس کی گواہی وشہادت دینے والا کون ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا ''یہ کیکر کا درخت (جو سامنے کھڑا ہے) گواہی دے گا'' پھر آپ نے کیکر کو بلایا، اس وقت آپ ایک وادی کے کنارے پر ٹھہرے ہوئے تھے، چنانچہ کیکر کا درخت زمین چیرتا ہوا آیا، اور آپ کے سامنے کھڑا ہوگیا، آپ نے اس سے تین بار گواہی دینے کو کہا، اور اس درخت نے تین بار گواہی دی، اس کے بعد وہ درخت اپنے اُگنے کی جگہ واپس چلا گیا۔ (یعنی جس جگہ سے آیا تھا وہیں واپس جا کر کھڑا ہوگیا) (دارمی)

کھجور کے خوشہ کی گواہی

(۱۹۵۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دیہاتی آیا اور کہنے لگا کہ میرے لیے اس بات کو جاننے (اور اس پر یقین کرنے) کا ذریعہ کیا ہے کہ آپ نبی ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا "اگر میں اس کھجور کے درخت پر لگے ہوئے خوشہ کو بلاؤں تو وہ (یہاں آکر) گواہی دے گا کہ میں اللہ کا نبی اور رسول ہوں۔" چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خوشہ کو بلایا، اور وہ (خوشہ) کھجور کے درخت سے الگ ہوکر اترنے لگا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب زمین پر آکر گرا (اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کی گواہی دی) پھر آپ نے اس کو حکم دیا کہ واپس جاؤ تو وہ خوشہ واپس (اپنی جگہ) چلا گیا، (یہ دیکھ کر) اس دیہاتی نے فوراً اسلام قبول کرلیا۔ (ترمذی)

بھیڑیئے کے بولنے کا قصہ

(۱۹۶۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بھیڑیا (بکریوں کے) ایک ریوڑ میں، جہاں اس کا چرواہا بھی موجود تھا، گھس آیا اور اس میں سے ایک بکری کو اٹھا کر بھاگا، چرواہے نے اس کا تعاقب کیا، اور آخرکار بکری کو اس بھیڑیئے سے چھڑا لیا۔ حضرت ابوہریرہ کا بیان ہے کہ پھر وہ بھیڑیا ایک ٹیلہ پر چڑھا، اور دونوں پاؤں کھڑے کرکے سرین کے نیچے دم دبا کر بیٹھ گیا، پھر چرواہے کو مخاطب کرکے بولا "میں نے اپنا وہ رزق لینا چاہا جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کیا تھا، لیکن تم نے میرا رزق مجھ سے چھین لیا۔" چرواہے نے کہا "خدا کی قسم! جیسا عجوبہ میں نے آج دیکھا ہے ایسا تو کبھی نہیں دیکھا کہ ایک بھیڑیا (آدمی کی طرح) باتیں کررہا ہے۔" بھیڑیا پھر بولا "اس سے بڑا عجوبہ تو اس شخص کا ہے، جو کھجوروں کے درختوں میں دو سنگ ستانوں کے درمیان (یعنی

مدینہ میں) رہتا ہے۔ وہ شخص تمہیں وہ باتیں بتاتا ہے جو تم سے پہلے گزر چکی ہیں، اور وہ باتیں بھی بتاتا ہے جو تمہارے بعد وقوع پذیر ہونے والی ہیں۔''

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ وہ چرواہا ایک یہودی تھا وہ (بھیڑیئے کی باتیں سن کر) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ کے سامنے (بھیڑیئے کے بولنے کا) قصہ بیان کر کے مسلمان ہو گیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اس طرح کی باتیں قیامت سے پہلے کی علامتیں ہیں، وہ وقت آیا ہی چاہتا ہے کہ آدمی (اپنے گھر سے) باہر جائے گا اور جب لوٹ کر (گھر میں) آئے گا تو اس کے جوتے اور اس کا کوڑا اس کو وہ تمام باتیں بتا دے گا، جو اس کے گھر والوں نے اس کی عدم موجودگی میں کی ہوں گی'' (بغوی)

کھانے میں برکت کا تذکرہ

(۱۹۶۱) حضرت ابوالعلاء (تابعی) حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ ہم سب نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک بڑے پیالہ میں سے باری باری صبح سے شام تک کھاتے رہتے تھے، اس طرح کہ دس (۱۰) آدمی کھا کر اُٹھ جاتے تو دوسرے دس (۱۰) آدمی آکر بیٹھ جاتے تھے۔ ہم نے (حضرت سمرہ سے) پوچھا: آخر وہ کیا چیز تھی جس کے ذریعہ پیالہ کی مدد ہوتی رہتی تھی؟ (یعنی اس پیالہ میں کھانا کہاں سے آتا تھا؟) حضرت سمرہ نے جواب دیا ''تمہارے لیے اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ اس پیالہ میں کھانا وہاں سے آتا تھا'' یہ کہہ کر انہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا (ترمذی، دارمی)

اصحاب بدر کے حق میں حضور ﷺ کی دعا

(۱۹۶۲) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جنگ

بدر کے دن تین سو پندرہ (۳۱۵) آدمیوں کو لے کر نکلے اور دعا فرمائی "اے اللہ! یہ میرے صحابہ (جو تیری راہ میں لڑنے کے لیے نکلے ہیں) ننگے پاؤں ہیں ان کو سواری عطا فرما۔ اے اللہ! یہ ننگے بدن ہیں ان کو لباس عطا کر، اے اللہ! یہ بھوکے ہیں، ان کو شکم سیر فرما" چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو (مشرکین مکہ کے مقابلہ پر) فتح یاب کیا، اور مجاہدین اسلام اس حالت میں واپس ہوئے کہ ان میں سے کوئی شخص ایسا نہیں تھا جس کے پاس ایک یا دو اونٹ نہ ہوں، نیز سب کو لباس بھی نصیب ہوا، اور سب شکم سیر بھی ہوئے۔ (ابوداؤد)

چند بشارتیں اور چند ہدایتیں

(۱۹۶۳) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے (آئندہ زمانہ میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات کی پیش خبری اور ان واقعات کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے فوائد کی بشارت دیتے ہوئے) ارشاد فرمایا: "یقیناً تمہاری (دشمنوں کے مقابلہ پر) مدد کی جائے گی، تمہیں (مالِ غنیمت کی صورت میں بہت کچھ) ملے گا، اور تمہارے ہاتھوں بہت بڑے بڑے علاقے (اور مال و دولت سے بھرے ہوئے بہت سارے شہر) فتح ہوں گے، پس تم میں سے جو شخص ان (مذکورہ چیزوں) کو پائے اس کو چاہیے کہ وہ (اپنے تمام دینی و دنیاوی معاملات و مشاغل میں) اللہ سے ڈرتا رہے۔ لوگوں کو نیکی کی ہدایت و تلقین اور بری باتوں سے باز رکھنے کی سعی کرتا رہے۔" (ابوداؤد)

زہر آلود گوشت کا زہر سے آگاہ کرنے کا معجزہ

(۱۹۶۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل خیبر میں سے ایک یہودی عورت نے بھنی ہوئی بکری میں زہر ملایا اور پھر اس کو رسول خدا ﷺ کی خدمت میں

بطور ہدیہ پیش کیا، رسول خدا ﷺ نے اس بکری میں سے ایک دست لے کر خود بھی کھانا شروع کیا اور آپ کے ساتھ آپ کے صحابہ کی بھی ایک جماعت کھانے لگی۔ پھر (ایک دم) رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اپنے ہاتھ روک لو'' اس کے بعد آپ نے اس یہودی عورت کو بلانے کے لیے ایک آدمی بھیجا (وہ آ گئی تو) آپ نے ارشاد فرمایا ''کیا تو نے اس بکری میں زہر ملایا ہے؟'' عورت نے کہا ''آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ آپ نے بکری کے دست کی طرف اشارہ کر کے ارشاد فرمایا'' مجھے اس نے بتایا ہے جو میرے ہاتھ میں ہے۔'' تب اس عورت نے (اعتراف کرتے ہوئے) کہا: ''ہاں میں نے اس بکری کو زہر آلود کر دیا تھا، اور میں نے سوچا تھا کہ اگر محمد نبی ہوں گے تو زہر آلود بکری ان کو ہرگز نقصان نہیں پہنچائے گی، اور اگر وہ نبی نہیں ہوں گے تو (زہر کے اثر سے ختم ہو جائیں گے اور) ہمیں ان سے نجات اور راحت مل جائے گی۔'' پھر رسول خدا ﷺ نے اس عورت کو معاف کر دیا اور کوئی سزا نہیں دی۔ اور صحابہ میں سے جن لوگوں نے اس بکری میں سے کھایا تھا (ان میں سے ایک صحابی حضرت بِشر) مر گئے، نیز رسول خدا ﷺ نے بھی اس زہر آلود بکری کا گوشت کھا لیا تھا اس کے اثرات کو دفع کرنے کے لیے مونڈھوں کے درمیان سینگیاں کھنچوائیں، اور ابو ہند نے جو (ایک انصاری قبیلہ) بنو بیاضہ کے آزاد کردہ غلام تھے، سینگ اور چوڑی چھری کے ذریعہ سینگیاں کھینچیں۔ (ابوداؤد، دارمی)

ایک حیرت انگیز بشارت اور ایک عظیم کارنامہ

(۱۹۶۵) حضرت سَہل بن حَنظَلِیّہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ حنین کے موقع پر (حنین کے مقام پر جانے کے لیے) صحابہ کرام رسول خدا ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے تو سفر کا سلسلہ طویل ہو گیا (یعنی مسلسل چلتے رہے) یہاں تک کہ جب رات آئی تو ایک سوار (خدمت اقدس میں) حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں

ایسے اور ایسے پہاڑ پر چڑھا، پس اچانک میں نے دیکھا کہ قبیلہ ہوازن اپنے باپ کے اونٹ پر آ گیا ہے (یعنی قبیلے کے تمام لوگ آ گئے ہیں) ان کے ساتھ ان کی عورتیں بھی ہیں اور ان کے مویشی بھی ہیں اور وہ سب حنین میں جمع ہیں۔ آنحضرت ﷺ مسکرائے، اور ارشاد فرمایا "ان شاء اللہ یہ سب چیزیں کل کے دن مسلمانوں کا مالِ غنیمت ہوں گی۔" اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا "آج کی رات ہماری نگہبانی کا ذمہ کون لیتا ہے؟ (ایک صحابی) حضرت اَنَس بن اَبِی مَرْثَدْ غَنَوِیُ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ ذمہ داری میں لیتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا: اچھا تو پھر سوار ہو جاؤ۔ حضرت انس جب اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا "تم اس پہاڑی راستہ سے جا کر اس پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ جاؤ (اور وہاں سے دشمن پر نگاہ رکھو)"

پھر جب صبح ہوئی تو رسول خدا ﷺ نماز پڑھنے کی جگہ تشریف لائے (جو پہلے سے مقرر تھی) آپ نے (فجر کی سنت کی) دو رکعتیں پڑھیں اور (اہل لشکر کو مخاطب کر کے) ارشاد فرمایا: کیا تم نے اپنے سوار کو دیکھا؟ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم نے نہیں دیکھا، اتنے میں نمازِ فجر کی تکبیر کہی گئی (اور نماز شروع ہوگئی) رسول خدا ﷺ (کے اضطراب کا یہ حال تھا کہ آپ) نماز کے دوران بھی کن انکھیوں سے اسی پہاڑی راستہ کی طرف دیکھتے رہے یہاں تک کہ جب نماز سے فارغ ہو گئے تو ارشاد فرمایا "خوش ہو جاؤ، تمہارا سوار آ رہا ہے۔" چنانچہ ہم لوگوں نے اس پہاڑی راستہ کے درختوں میں دیکھنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ سوار آتا ہوا دکھائی دیا، پھر وہ آ کر رسول خدا ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور بیان کیا کہ میں (یہاں سے) روانہ ہونے کے بعد پہاڑی راستہ سے ہوتا ہوا (پہاڑ کی) اس چوٹی پر پہنچا، جہاں جانے کا رسول خدا ﷺ نے حکم دیا تھا (اور پوری رات اسی جگہ کھڑا کھڑا نگہبانی کرتا رہا) پھر جب صبح ہوئی تو میں پہاڑ کے دونوں راستوں میں آیا (تا کہ اس بات کا اچھی طرح اندازہ لگا

لوں کہ دشمن کے کچھ لوگ اِدھر اُدھر تو نہیں چھپے ہوئے ہیں) لیکن میں نے وہاں کسی کو نہیں دیکھا۔ رسول خدا ﷺ نے اَنَس بن اَبِی مَرْثَد سے پوچھا: کیا تم رات میں گھوڑے سے اُترے تھے؟ انہوں نے کہا: نہیں، مگر نماز پڑھنے کے لیے یا استنجا کرنے کے لیے (ذرا سی دیر کے لیے اُترا تھا) آنحضرت ﷺ نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا ''پھر تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ اس رات کے بعد کوئی عمل نہ کرو۔'' (ابوداؤد)

ابو ہریرہ کی کھجوروں میں حیرت انگیز برکت

(۱۹۶۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) میں رسول خدا ﷺ کے پاس (اکیس) کھجوریں لے کر آیا، اور عرض کیا: یا رسول اللہ! خدا سے ان کھجوروں میں برکت کی دعا فرما دیجیے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کھجوروں کو اپنے ہاتھ میں لیا، پھر میرے لیے ان کھجوروں میں برکت کی دعا فرمائی، اور اس کے بعد ارشاد فرمایا: ''لو ان کھجوروں کو اپنے توشہ دان میں رکھ لو، جب تم ان میں سے کچھ لینا چاہو تو توشہ دان میں اپنا ہاتھ ڈالو اور نکال لو اور اس توشہ دان کو جھاڑ کر کبھی خالی نہ کرنا۔''

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں نے (آنحضرت ﷺ کے حکم کے مطابق ان کھجوروں کو ایک توشہ دان میں رکھ لیا، پھر ان چند کھجوروں میں اتنی برکت دیکھی کہ اس توشہ دان سے نکال نکال کر) اتنے اتنے وسق تو کھجوریں خدا کی راہ میں خرچ کر دیں اور ہم (یعنی میرے دوست و احباب) ان کھجوروں میں سے کھاتے اور کھلاتے رہتے تھے، وہ توشہ دان میری کمر سے کسی وقت الگ نہ ہوتا تھا، یہاں تک کہ حضرت عثمان کے شہید ہونے کے دن وہ توشہ دان میری کمر سے کھل کر گر پڑا (اور ضائع ہو گیا)۔ (ترمذی)

(فصل سوم)

ہجرت کے موقع پر حضور ﷺ کی حفاظت کا حیرت انگیز قصہ

(۱۹۶۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قریش مکہ نے ایک روز رات کے وقت (دارالندوۃ میں) مشورہ کیا (جس میں ابلیس شیطان بھی ایک نجدی شیخ کی صورت میں شریک ہوا) چنانچہ بعض نے یہ مشورہ دیا کہ صبح ہوتے ہی اس شخص کی مشکیں کس لو (یعنی رسیوں سے باندھ کر قید میں ڈال دو) ''اس شخص'' سے ان کی مراد نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی تھی، بعض نے یہ رائے دی کہ (نہیں) بلکہ اس کو قتل کر ڈالو اور بعض نے یہ کہا: اس کو اپنی سرزمین سے نکال باہر کرو یعنی جلا وطن کردو، اللہ تعالیٰ نے (حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ) اپنے نبی ﷺ کو قریش مکہ کے مشورہ و فیصلہ سے آگاہ کردیا (اور حکم دیا کہ آپ آج رات اپنے بستر پر حضرت علی کو سلا دیں، اور ابوبکر کو ساتھ لے کر بارادۂ ہجرت مکہ سے روانہ ہو جائیں) چنانچہ اس رات میں حضرت علی، نبی کریم ﷺ کے بستر پر سوئے اور نبی کریم ﷺ (حضرت ابوبکر کو لے کر) مکہ سے نکلے اور غارِ ثور میں جا چھپے۔

اور ادھر قریش مکہ نے یہ سمجھ کر پوری رات حضرت علی کی نگرانی میں گزار دی کہ وہ نبی کریم ﷺ ہیں (یعنی گھر کے اندر آنحضرت ﷺ کے بستر پر تو حضرت علی سوئے ہوئے تھے اور قریش مکہ آنحضرت ﷺ کو سویا ہوا سمجھ کر پوری رات گھر کی نگرانی کرتے رہے) یہاں تک کہ جب صبح ہوئی تو انہوں نے (یعنی قریش مکہ نے) اس (بستر) پر (جہاں حضرت علی سوئے ہوئے تھے، آنحضرت ﷺ کا گمان کر کے) دھاوا بول دیا لیکن جب انہوں نے (آنحضرت ﷺ کے بجائے) حضرت علی کو دیکھا اور اللہ نے ان کی بدخواہی کو انہی پر لوٹا دیا تو (وہ بڑے سٹپٹائے اور) حضرت علی

سے پوچھنے لگے: تمہارا یہ دوست (جس کا یہ بستر ہے) کہاں گیا؟ حضرت علی نے جواب دیا: مجھ کو نہیں معلوم۔ قریش مکہ (صورتِ حال سمجھ کر فوراً حرکت میں آ گئے، اور) آپ کے قدموں کے نشان پر آپ کے تعاقب میں نکل پڑے، یہاں تک کہ وہ لوگ جبل ثور تک پہنچ گئے مگر وہاں قدموں کے نشان مشتبہ ہو گئے، پھر وہ پہاڑ کے اوپر چڑھے، اور غار کے پاس سے گذرے، لیکن انہوں نے غار کے منہ پر مکڑی کا جالا دیکھا تو کہنے لگے: اگر محمد اس غار میں داخل ہوئے ہوتے تو اس کے منہ پر مکڑی کا جالا نہ ہوتا (اس طرح وہ لوگ وہاں سے مایوس ہو کر واپس ہو گئے) اور آنحضرت ﷺ تین رات دن اسی غار میں چھپے رہے۔ (احمد)

یہود خیبر کی غلط بیانی اور ذلیل حرکت

(۱۹۶۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہو گیا تو رسول خدا ﷺ کی خدمت میں ایک بھنی ہوئی بکری بطور ہدیہ پیش کی گئی جس میں زہر ملا ہوا تھا، رسول خدا ﷺ نے حکم دیا کہ اس جگہ (خیبر میں) جتنے یہودی ہیں سب کو میرے پاس لاؤ، چنانچہ تمام یہودیوں کو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ رسول خدا ﷺ نے ان (یہودیوں) سے فرمایا "کیا میں تم سے ایک بات پوچھ سکتا ہوں؟ اور (اگر تم نے غلط جواب دیا، اور میں نے اس کی تردید کی تو) تم میری اس بات کو باور کرو گے؟" یہودیوں نے کہا "ہاں ابوالقاسم! پھر رسول خدا ﷺ نے ان سے پوچھا: تمہارا باپ (یعنی تمہارا جد اعلیٰ جس کو قبیلہ کا باپ کہا جاتا ہے) کون ہے؟ یہودیوں نے کہا: فلاں شخص ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا "تم غلط کہتے ہو، تمہارا باپ تو فلاں شخص ہے۔" یہودیوں نے کہا: آپ نے سچ فرمایا اور بجا فرمایا۔

پھر آپ نے ان سے فرمایا "اگر میں تم سے کوئی اور سوال کروں (اور تمہارے غلط جواب کی تردید کرتے ہوئے صحیح بات بتاؤں) تو کیا تم میری اس بات کو باور کر

لو گے؟'' یہودیوں نے کہا: ہاں اے ابوالقاسم! اگر ہم جھوٹ بولیں گے تو آپ کو ہمارا جھوٹ معلوم ہو جائے گا، جیسا کہ آپ کو ہمارے باپ کے بارے میں (ہمارا غلط جواب) معلوم ہو گیا تھا۔ پھر آپ نے ان سے پوچھا: ''(بتاؤ) دوزخی کون ہے؟'' یہودیوں نے جواب دیا: دوزخ میں کچھ دن تو ہم لوگ رہیں گے، پھر تم لوگ ہمارے جانشین ہو کر رہو گے، رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ارے کم بختو، پرے رہو، دوزخ کے بارے میں (اتنی جھوٹ بات مت کہو) خدا کی قسم! ہم دوزخ میں کبھی بھی تمہارے جانشین نہ ہوں گے۔''

اس کے بعد آپ نے ان سے ارشاد فرمایا ''اگر میں تم سے کوئی اور سوال کروں (اور تمہارے غلط جواب کی تردید کرتے ہوئے صحیح بات بتاؤں) تو کیا تم میری اس بات کو باور کر لو گے؟'' یہودیوں نے کہا: ہاں اے ابوالقاسم! آنحضرت ﷺ نے ان سے پوچھا ''(اچھا بتاؤ) کیا تم نے اس بکری میں زہر ملایا ہے؟'' انہوں نے جواب دیا ہاں! آپ نے پوچھا ''تمہیں کس چیز نے اس (ذلیل حرکت) پر اُکسایا ہے؟'' انہوں نے کہا: ''ہم نے سوچا تھا کہ اگر آپ کا دعوئے نبوت جھوٹا ہے تو (یہ زہر آپ کی ہلاکت کا سبب بن جائے گا اور) ہم کو آپ سے نجات اور راحت مل جائے گی، اور اگر آپ اپنے دعوٰی میں سچے ہیں تو یہ (زہر) آپ کو کوئی ضرر نہیں پہنچائے گا۔'' (بخاری)

قیامت تک پیش آنے والے اہم واقعات سے آگاہ فرمانا

(۱۹۶۹) حضرت عَمرو بن اَخطَب اَنصَارِی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول خدا ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی، پھر منبر پر چڑھ کر ہمارے سامنے خطبہ دیا جس کا سلسلہ ظہر تک جاری رہا، پھر منبر سے اتر کر آپ نے (ظہر کی) نماز پڑھائی، پھر منبر پر چڑھ کر خطبہ دینے لگے یہاں تک کہ عصر کا وقت آ گیا، پھر منبر سے اتر کر آپ نے (عصر کی) نماز پڑھائی، پھر منبر پر چڑھ کر خطبہ دینے لگے، اور تقریر کا یہ سلسلہ

غروبِ آفتاب پر جا کر ختم ہوگیا، اور (اس خطبہ کے دوران) آپ نے ان تمام باتوں سے ہمیں مطلع کیا جو قیامت تک پیش آنے والی ہیں۔ یہ روایت بیان کرنے کے بعد حضرت عمرو بن اخطب نے کہا: ہم میں دانا تر وہ ہے جو ان باتوں کو سب سے زیادہ یاد رکھنے والا ہے۔ (مسلم)

جنات کے آنے کی خبر ایک درخت نے دی

(۱۹۷۰) حضرت معن بن عبدالرحمٰن تابعی (جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں) کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (حضرت عبدالرحمٰن) سے سنا وہ فرماتے تھے کہ جب میں نے (جلیل القدر تابعی) حضرت مسروق سے پوچھا کہ اس رات میں، جب کہ جنات نے قرآن مجید سنا، ان (جنات) کی آمد کی اطلاع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے دی تھی؟ تو حضرت مسروق نے کہا: مجھ سے تمہارے والد یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود نے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جنات کے آنے کی خبر ایک درخت نے دی تھی۔ (بخاری، مسلم)

جنگ سے ایک دن پہلے جائے قتل کی نشاندہی

(۱۹۷۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک سفر کے موقع پر) ہم لوگ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان تھے، اور ہم نئے مہینے کا چاند دیکھ رہے تھے، میں چونکہ ایک تیز نظر شخص تھا اس لیے میں نے چاند دیکھ لیا، میرے علاوہ کوئی شخص چاند دیکھنے کا دعویٰ نہیں کر رہا تھا، اور میں حضرت عمر کو چاند دکھانے کے لیے کہہ رہا تھا، آپ کو چاند نظر نہیں آ رہا ہے (دیکھئے وہ کیا ہے) لیکن وہ چاند کو دیکھ نہیں پا رہے تھے۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ (جب میرے بار بار دکھانے پر بھی حضرت عمر کو چاند نظر نہیں آیا تو) انہوں نے کہا: بس رہنے دو میں عنقریب اپنے

بستر پر لیٹا ہوا اس چاند کو دیکھ لوں گا۔

اس کے بعد حضرت عمر نے ہمارے سامنے (کافروں میں سے ان) اہل بدر کا ذکر شروع کردیا (جو جنگ بدر میں مارے گئے تھے) اور بیان کیا کہ رسول خدا ﷺ نے جنگ سے ایک دن پہلے ہی مارے جانے والے مشرکوں کے مقتول ہونے کی جگہ ہمیں بتادی تھی، چنانچہ آپ ارشاد فرماتے تھے یہ وہ جگہ ہے جہاں کل ان شاء اللہ فلاں مشرک مارا جائے گا، اور یہ وہ جگہ ہے جہاں کل ان شاء اللہ فلاں مشرک مارا ہوا پڑا ہوگا، پھر حضرت عمر نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آنحضرت ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا! رسول خدا ﷺ نے جو جگہیں متعین کر کے بتائی تھیں قتل ہونے والے مشرک ان سے ذرا بھی اِدھر اُدھر نہیں ہوئے (یعنی آپ نے جس مشرک کے بارے میں جو جگہ متعین کر کے بتائی تھی وہ قتل ہوکر ٹھیک اسی جگہ گرا) پھر جب ان مشرکوں کی لاشوں کو اوپر تلے کنویں میں ڈال دیا گیا تو رسول خدا ﷺ چل کر کنویں پر آئے، اور ارشاد فرمایا ''اے فلاں ابن فلاں اور اے فلاں ابن فلاں کیا تم نے اس چیز کو حق اور درست پایا جس کا تم سے اللہ نے اور اس کے رسول نے وعدہ کیا تھا؟ میں نے اس چیز کو حق اور درست پایا جس کا مجھ سے میرے اللہ نے وعدہ فرمایا تھا۔'' حضرت عمر نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ایسے جسموں سے کس طرح گفتگو کررہے ہیں جو روحوں سے خالی ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس کو تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو، ہاں وہ جواب دینے کی قدرت نہیں رکھتے۔'' (یعنی تمہاری طرح یہ بھی میرا کلام سن رہے ہیں، مگر جواب نہیں دے سکتے) (مسلم)

حضرت زید بن ارقم کے اندھے ہونے کی پیش خبری

(۱۹۷۲) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت اُنَیسہ اپنے والد (حضرت

زید بن ارقم) سے نقل کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ زید بن ارقم کی عیادت کو تشریف لائے جب وہ بیمار تھے، آپ نے (ان کو تسلی و تشفی دیتے ہوئے) ارشاد فرمایا ''اس مرض کا تمہیں کوئی خوف نہیں ہونا چاہیے (کیوں کہ تم بالکل اچھے ہو جاؤ گے) لیکن اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم میرے بعد زندہ رہو گے اور تمہاری بینائی جاتی رہے گی؟'' زید بن ارقم نے عرض کیا ''میں ثواب کا آرزومند رہوں گا، اور (اپنے رب کے حکم پر) صابر و راضی رہوں گا'' آنحضرت ﷺ نے (ان کا یہ جواب سن کر) ارشاد فرمایا ''پھر تو تم بغیر حساب کتاب کے جنت میں جاؤ گے۔'' راوی نے بیان کیا ہے کہ زید بن ارقم نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد اندھے ہو گئے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی دوبارہ واپس کر دی، پھر ان کا انتقال ہوا (بیہقی)

جھوٹی حدیث بیان کرنے کا انجام

(۱۹۷۳) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو شخص (قصداً) میری طرف کوئی ایسی بات منسوب کرے جس کو میں نے نہ کہا ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں تیار کرے'' اور اس ارشادِ گرامی کا پس منظر یہ ہے کہ (ایک مرتبہ) آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو (کسی کے پاس) بھیجا تھا، اس نے آپ کی طرف سے کوئی جھوٹی بات بنا کر کہی، (جب رسول خدا ﷺ کو اس بات کی خبر ہوئی) تو آپ نے اس شخص کے حق میں بددعا فرمائی، چنانچہ وہ شخص اس حال میں مردہ پایا گیا کہ اس کا پیٹ پھٹ گیا تھا، اور (جب اس کو دفن کیا گیا تو) زمین نے اس کو قبول نہیں کیا۔ (بیہقی)

حضور ﷺ کے دیئے ہوئے جو میں برکت

(۱۹۷۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) رسول خدا ﷺ

کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر کھانا مانگا، آپ نے اس کو آدھا وسق جو دیئے، پھر اس میں سے وہ شخص، اس کی بیوی، اور ان دونوں کے مہمان برابر کھاتے رہے یہاں تک کہ اس شخص نے اس جو کو ناپا تو وہ ختم ہو گیا، اس کے بعد وہ شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا (اور صورتِ حال عرض کی) تو آپ نے ارشاد فرمایا "اگر تم اس کو نہ ناپتے تو تم لوگ ہمیشہ اس میں سے لے کر کھاتے رہتے، اور وہ غلہ تمہارے پاس باقی رہتا۔" (مسلم)

غیر مملوک کھانے کی حقیقت کا انکشاف

(۱۹۷۵) حضرت عاصِم بن کُلَیب (تابعی) اپنے والد سے اور وہ ایک انصاری صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا (ایک دن) ہم رسول خدا ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ کی نماز اور تدفین میں شرکت کے لیے گئے (قبرستان پہنچ کر) میں نے رسول خدا ﷺ کو دیکھا کہ آپ قبر (کے کنارہ) پر بیٹھ کر گورکن کو ہدایت دے رہے تھے، آپ اس (گورکن) سے فرماتے تھے کہ پائینتی کی طرف سے قبر کو کشادہ کردو، اور سر کی جانب سے کشادہ کردو، پھر جب آپ (تدفین سے فارغ ہوکر) واپس ہونے لگے تو سامنے سے ایک شخص نے آکر آنحضرت ﷺ کو میت کی بیوی کی طرف سے کھانے کی دعوت دی جس کو آپ نے قبول فرمالیا (چنانچہ آنحضرت ﷺ اس کے گھر تشریف لے گئے) اور ہم بھی آپ کے ساتھ تھے، جب کھانا لایا گیا تو آنحضرت ﷺ نے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا اور سب لوگوں نے بھی اپنے ہاتھ بڑھائے اور کھانا کھانے لگے۔

پھر ہم نے رسولِ خدا ﷺ کو دیکھا کہ آپ (نے جو پہلا) لقمہ (منہ میں ڈالا تھا اس) کو چبا رہے ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا "میں اس گوشت کو ایسی بکری کا گوشت محسوس کررہا ہوں جس کو اس کے مالک کی اجازت کے بغیر لے لیا گیا ہے۔" اس

عورت (کو آنحضرت ﷺ کی اس بات کا علم ہوا تو اس) نے آدمی بھیج کر صورتِ حال بیان کی کہ یا رسول اللہ! میں نے بکری خریدنے کے لیے ایک آدمی کو نَقِیع بھیجا تھا، اور (نَقِیع) ایک جگہ کا نام ہے جہاں بکریوں کی خرید و فروخت ہوتی ہے۔ لیکن وہاں بکری دستیاب نہیں ہوئی تو میں نے اپنے ہمسایہ کے پاس آدمی بھیجا جس نے ایک بکری خرید رکھی تھی، اور کہلوایا کہ اس نے جس قیمت پر وہ بکری خریدی ہے اس قیمت پر اس بکری کو میرے ہاتھ فروخت کر دے، لیکن وہ ہمسایہ بھی (اپنے گھر) نہ ملا۔ تب میں نے اس ہمسایہ کی بیوی کے پاس آدمی بھیجا اور اس نے وہ بکری میرے پاس بھیج دی۔ (یہ تفصیل سن کر) رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دو۔" (ابوداؤد، بیہقی)

ام معبد کی بکری اور حضور ﷺ کا معجزہ

(۱۹۷۶) حضرت حزام بن ہشام اپنے والد (حضرت ہشام) سے اور وہ حزام کے دادا حُبَیْش سے جو اُمِ معبد کے بھائی ہیں روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ کو جب مکہ چھوڑ دینے کا حکم ہوا، اور آپ ہجرت کر کے مدینہ روانہ ہوئے تو آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر، حضرت ابوبکر کے آزاد کردہ غلام عَامِر بن فُهَيْرَة اور ان دونوں (یعنی آنحضرت ﷺ اور ابوبکر) کو راستہ بتانے والے عَبْدُاللہ لَيْثِي (ان چاروں) کا گزر اُمِ معبد کے دو خیموں پر ہوا، ان حضرات نے ام معبد سے کچھ گوشت اور کھجوریں خریدنا چاہیں لیکن ان لوگوں کو اُمِ معبد کے پاس ان میں سے کوئی چیز دستیاب نہیں ہوئی، اور لوگ بے توشہ اور قحط زدہ تھے، پھر رسول خدا ﷺ نے ایک بکری کو دیکھا جو خیمہ کی ایک جانب (بندھی کھڑی) تھی، آپ نے (وہ بکری دیکھ کر) پوچھا: اُمِ معبد! اس بکری کو کیا ہوا ہے؟ اُمِ معبد نے جواب دیا: اس کے دبلے پن نے اس کو ریوڑ سے الگ رکھا ہے (یعنی اتنی کمزور اور لاغر ہے کہ چرنے کے لیے دوسری

بکریوں کے ساتھ چراگاہ تک جانے پر قادر نہیں ہے) آپ نے پوچھا: کیا یہ دودھ دیتی ہے؟ اُم معبد نے کہا: جس مصیبت میں یہ مبتلا ہے اس میں دودھ کہاں سے دے سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا تم مجھے اجازت دیتی ہو کہ میں اس کا دودھ دوہوں؟

اُمِ معبد نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان! اگر آپ کو اس میں دودھ معلوم ہوتا ہو تو ضرور دوہ لیں، رسول خدا ﷺ نے بکری کو منگوایا، پھر آپ نے اس کے تھنوں پر اپنا دستِ مبارک پھیرا، بسم اللہ پڑھی اور اُمِ معبد کے لیے ان کی بکری کے تئیں برکت کی دعا فرمائی، چنانچہ بکری نے دودھ دینے کے لیے اپنے پاؤں آنحضرت کے سامنے کشادہ کردیئے (جیسا کہ دودھ والے جانور کی عادت ہوتی ہے کہ دوہے جانے کے وقت اپنے دونوں پاؤں کو پھیلا دیتا ہے) پھر اس بکری نے تھنوں میں دودھ اتارا، اور جگالی کرنے لگی، آپ نے ایک اتنا بڑا برتن منگایا جو ایک جماعت کو شکم سیر کرے اور برتن میں خوب بہتا ہوا دودھ دوہا یہاں تک کہ دودھ کے جھاگ برتن کے اوپر تک آگئے، اس کے بعد آپ نے وہ دودھ پہلے اُمِ معبد کو پلایا یہاں تک کہ وہ سیراب ہوگئیں، پھر اپنے ساتھیوں کو پلایا، وہ بھی اچھی طرح سیر ہوگئے، پھر سب سے آخر میں آپ نے نوش فرمایا، پھر پہلی مرتبہ دوہنے کے (کچھ دیر) بعد آپ نے دوبارہ اسی برتن میں دوہا، یہاں تک کہ وہ برتن دودھ سے لبریز ہوگیا، اور وہ دودھ آپ نے اُمِ معبد کے پاس چھوڑ دیا (تاکہ وہ اپنے خاوند کو بھی یہ معجزہ دکھادیں) پھر آپ ﷺ نے اُمِ معبد سے بیعت لی، اور وہاں سے روانہ ہوگئے۔ (بغوی)

کرامتوں کا بیان

(فصل اول)

حضرت اُسَید اور حضرت عَبَّاد کی کرامت

(۱۹۷۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ دو جلیل القدر صحابی حضرت اُسَید بن حُضَیر اور حضرت عَبَّاد بن بِشر سخت تاریک رات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے اپنے کسی اہم معاملہ میں گفتگو کر رہے تھے یہاں تک کہ رات کا بڑا حصہ گذر گیا، پھر یہ دونوں حضرات اپنے گھروں کو لوٹنے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اُٹھ کر باہر نکلے، اور ان دونوں میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں لاٹھی تھی، پس ان دونوں میں سے ایک کی لاٹھی (اچانک) روشن ہوگئی، اور اس کی روشنی میں وہ چلنے لگے، یہاں تک کہ جب دونوں کے راستے جدا ہوئے (یعنی اس جگہ پہنچے جہاں سے ہر ایک کے گھر کی طرف الگ الگ راستہ جاتا تھا) تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہوگئی، پھر وہ دونوں اپنی اپنی لاٹھی کی روشنی میں چل کر اپنے گھر والوں کے پاس پہنچ گئے۔ (بخاری)

حضرت جابر کے والد کی شہادت اور وصیت

(۱۹۷۸) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب جنگ اُحد پیش آئی تو رات میں میرے والد نے مجھے بلایا اور کہا "میرا خیال ہے کہ اس جنگ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جو صحابہ مارے جائیں گے ان میں سب سے پہلے مارا جانے والا شخص میں ہوں گا۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ میں اپنے پیچھے ایسا کوئی شخص نہیں چھوڑ رہا ہوں جو مجھے تم سے

زیادہ عزیز ہو سوائے رسول خدا ﷺ کی ذاتِ گرامی کے، اور میرے ذمہ قرضہ ہے، اس کو (جلدی) ادا کر دینا، اور اپنی بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا" (حضرت جابر فرماتے ہیں کہ اس رات کے بعد) جب صبح ہوئی (اور میدانِ کارزار گرم ہوا) تو میرے والد ہی شہید ہونے والوں میں سب سے پہلے شخص تھے، اور میں نے ان کو ایک اور شخص کے ساتھ قبر میں دفن کیا (بخاری)

حضرت ابوبکر اور ان کے مہمانوں کی کرامت

(۱۹۷۹) حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اصحاب صفہ مفلس لوگ تھے (جن کے خورد و نوش کا انتظام تمام مسلمان اپنی اپنی حیثیت و استطاعت کے مطابق کیا کرتے تھے) چنانچہ ایک دن رسول خدا ﷺ نے صحابہ سے ارشاد فرمایا: "جس شخص کے پاس دو (۲) آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے شخص کو (اصحابِ صفہ میں سے) لے جائے، اور جس شخص کے یہاں چار (۴) آدمیوں کا کھانا ہو وہ پانچویں شخص کو (اصحابِ صفہ میں سے) لے جائے یا چھٹے شخص کو بھی لے جائے۔" (یہ سن کر) حضرت ابوبکر تین (۳) آدمیوں کو لے گئے، اور نبی کریم ﷺ دس (۱۰) آدمیوں کو لے گئے، اور ابوبکر نے شام کا کھانا نبی کریم ﷺ کے یہاں کھایا، اور وہیں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ جب عشاء کی نماز ہوگئی تو وہ آنحضرت ﷺ کے گھر چلے آئے، اور خدمت اقدس میں حاضر رہے یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے بھی کھانا کھالیا، اور حضرت ابوبکر جب اپنے گھر پہنچے تو رات کا اتنا حصہ جو اللہ نے چاہا، گزر چکا تھا، گھر میں داخل ہوتے ہی ان کی بیوی نے کہا: کس چیز نے آپ کو اپنے مہمانوں سے روک رکھا تھا؟ (یعنی آپ نے گھر آنے میں اتنی تاخیر کیوں کی جب کہ یہاں آپ کے مہمان کھانے کے لیے آپ کے انتظار میں بیٹھے ہیں) حضرت ابوبکر بولے: کیا تم نے اب تک مہمانوں کو کھانا نہیں کھلایا؟ بیوی بولیں: ان مہمانوں نے آپ کے آنے تک کھانا

کھانے سے انکار کردیا تھا، حضرت ابوبکر (یہ سن کر اپنے گھر والوں پر) سخت غضبناک ہوئے، اور کہا: خدا کی قسم! میں یہ کھانا ہرگز نہیں کھاؤں گا۔ پھر ان کی بیوی نے بھی قسم کھالی کہ وہ اس کھانے کو ہرگز نہیں کھائیں گی، اور مہمانوں نے بھی قسم کھائی کہ وہ بھی اس کھانے کونہیں کھائیں گے۔

پھر (چند ہی لمحوں بعد) حضرت ابوبکر کہنے لگے: میرا اس طرح غضبناک ہوجانا، اور قسم کھالینا شیطان کی طرف سے ہے، پھر انہوں نے کھانا منگایا، پھر ابوبکر اور سب لوگوں نے کھانا کھایا (کھانے کے دوران ایک عجیب بات دیکھنے میں آئی کہ) حضرت ابوبکر اور ان کے مہمان جو لقمہ بھی اٹھاتے تھے اس کی جگہ کھانا اور بڑھ جاتا تھا (یعنی جب وہ لوگ لقمہ اٹھاتے تو برتن میں اس لقمہ کی جگہ کھانا کم ہونے کے بجائے پہلے سے بھی زیادہ ہوجاتا تھا) حضرت ابوبکر نے (یہ حیرت انگیز بات دیکھ کر) اپنی بیوی کو مخاطب کر کے کہا ''اے بَنُوْ فِرَاس کی بہن! ذرا دیکھنا یہ کیسا عجیب معاملہ ہے؟!'' بیوی بولیں: اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم (میں خود بھی حیرت سے یہی دیکھے جارہی ہوں) یہ کھانے کا برتن جتنا پہلے بھرا ہوا تھا اس سے تین (۳) گنا زیادہ اب بھرا ہوا ہے۔ بہر حال سب نے (خوب سیر ہوکر) کھانا کھایا، پھر حضرت ابوبکر نے وہ کھانا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھی بھیجا۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بھی اس کھانے میں سے تناول فرمایا۔ (بخاری، مسلم)

(فصل دوم)

نجاشی کی کرامت

(۱۹۸۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نجاشی (شاہِ حبشہ) کے انتقال کے بعد ہمارے درمیان اس بات کا چرچا ہوتا تھا کہ نجاشی کی قبر پر ہمیشہ نور دکھائی دیتا

ہے (ابوداؤد)

ہاتف غیبی کی ہدایت

(۱۹۸۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (وفات کے بعد) جب صحابہ نے نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو یہ سوال اٹھ کھڑا ہوا کہ آیا رسول خدا ﷺ کے کپڑے بھی اسی طرح اتار دیئے جائیں جس طرح ہم (غسل دینے کے لیے) اپنے مُردوں کے کپڑے اتار دیتے ہیں، یا آپ کو کپڑوں سمیت غسل دیا جائے؟ جب لوگوں نے اختلاف کیا تو (اچانک) اللہ تعالیٰ نے ان سب پر نیند کو مسلط کر دیا یہاں تک کہ کوئی شخص ایسا نہیں رہا جس کی ٹھوڑی اس کے سینہ پر نہ آ گئی ہو، پھر ان لوگوں نے گھر کے ایک کونہ سے کسی بولنے والے کی آواز سنی جس سے وہ لوگ بالکل ناواقف تھے، وہ کہہ رہا تھا: نبی کریم ﷺ کو کپڑوں سمیت غسل دو، چنانچہ وہ سب لوگ (یہ آواز سنتے ہی) اُٹھ کھڑے ہوئے، اور آپ کے جسم مبارک کو کپڑوں ہی کے اندر غسل دیا اس طرح کہ آپ کے جسم پر جو کرتا تھا اس پر پانی ڈالتے، اور کرتے کے ساتھ بدن کو ملتے تھے۔ (بیہقی)

حضرت سفینہ کی کرامت

(۱۹۸۲) جلیل القدر تابعی ابن مُنکدِرؒ بیان کرتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول خدا ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت سَفِینہ رضی اللہ عنہ روم کے علاقہ میں لشکر کا راستہ بھول گئے تھے یا دشمن کے ہاتھوں قید کر لیے گئے تھے، پھر وہ دشمن کی قید سے بھاگ کر اسلامی لشکر کو تلاش کر رہے تھے کہ ان کی مڈبھیڑ ایک بڑے شیر سے ہوگئی تو انہوں نے شیر سے کہا: اے ابو حارث! (یہ شیر کی کنیت ہے) میں رسول اللہ ﷺ کا آزاد کردہ غلام ہوں اور میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے (کہ میں اپنے لشکر سے بھٹک گیا ہوں، یا

دشمن کے ہاتھوں قید ہو گیا تھا، اب ان کے قبضہ سے نکل بھاگا ہوں اور اپنے لشکر کی تلاش میں سرگرداں ہوں) شیر (یہ سنتے ہی) دم ہلاتا ہوا ان کے پہلو میں آکر کھڑا ہو گیا، پھر جب بھی کسی طرف سے کوئی آواز سنتا اس کی طرف لپکتا، پھر واپس آکر حضرت سَفِینَہ کے پہلو میں چلتا رہتا یہاں تک کہ حضرت سفینہ اپنے لشکر میں پہنچ گئے اور شیر واپس چلا گیا۔ (بغوی)

قبر مبارک کی برکت

(۱۹۸۳) مشہور تابعی ابوالجوزاء کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) مدینہ والے سخت قحط میں مبتلا ہو گئے تو انہوں نے اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنی مصیبتوں اور پریشانیوں کا شکوہ کیا (تاکہ وہ بارش کی دعا کریں اور کوئی تدبیر بتائیں) حضرت عائشہ نے فرمایا: تم نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کو دیکھو اور حجرہ کی چھت میں کچھ سوراخ آسمان کی طرف اس طرح کھول دو کہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ رہے، چنانچہ لوگوں نے حضرت عائشہ کے کہنے کے مطابق عمل کیا، پھر جو بارش ہوئی تو ہرا چارہ اتنا نکلا کہ (خوب کھا کھا کر) اونٹ فربہ ہو گئے یہاں تک کہ چربی کی زیادتی سے ان کی کوکھیں پھول گئیں، اور اس سال کا نام "فتق (پھلنے پھولنے) کا سال" پڑ گیا۔ (دارمی)

حضرت سعید بن مسیَّب کی کرامت

(۱۹۸۴) حضرت سعید بن عبدالعزیز بیان کرتے ہیں کہ واقعہ حرہ کے دنوں میں تین روز تک مسجد نبوی میں نہ تو اذان دی گئی نہ تکبیر کہی گئی اور نہ حضرت سعید بن میتب مسجد سے باہر نکلنے پائے، حضرت سعید بن میتب (ان پُر آفات دنوں میں) نماز کا وقت صرف گنگناہٹ جیسی آواز سے پہچانتے تھے جس کو آنحضرت ﷺ کی قبر

مبارک کے اندر سے سنتے تھے (دارمی)

حضرت انس کے باغ کی خصوصیت

(۱۹۸۵) حضرت اَبُوْ خَلْدَہ (تابعی) کہتے ہیں کہ میں نے (بزرگ تابعی) حضرت ابوالعالیہ سے پوچھا: کیا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے حدیثیں سنی ہیں؟ حضرت ابو العالیہ نے جواب دیا: حضرت انس کو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں دس (۱۰) سال رہنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ نیز نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے (برکت کی) دعا کی تھی، اوران کا ایک باغ تھا جس میں ہر سال دو دفعہ پھل آتے تھے، اوراس باغ میں جو پھول تھے ان سے مشک کی خوشبو پھوٹتی تھی۔ (ترمذی)

(فصل سوم)

حضرت سعید بن زید کی کرامت

(۱۹۸۶) حضرت عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ (ایک عورت) اَرْوٰی بِنْت اَوْسُ نے حضرت سَعِیْدبن زَیْد بن عَمْرو بن نُفَیْل سے مخاصمت کی، اوران کے خلاف استغاثہ لے کر مروان بن حکم کی عدالت میں گئی (جو حضرت معاویہ کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا) اَرْوٰی نے دعویٰ کیا کہ سعید بن زید نے میرا ایک قطعۂ زمین (زبردستی) دبا لیا ہے۔ حضرت سعید نے (اس کی تردید کرتے ہوئے) کہا: رسول خدا ﷺ کا ارشاد سننے کے بعد بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں اس عورت کی زمین دبا لوں، مروان نے پوچھا: تم نے رسول خدا ﷺ سے کیا سنا ہے؟ حضرت سعید نے بیان کیا: میں نے رسول خدا ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ”اگر کوئی شخص کسی کی بالشت بھر زمین بھی زبردستی ہتھیا لے گا تو (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ اس

زمین کے ساتوں طبقوں کو طوق بنا کر اس شخص کے گلے میں ڈالے گا۔"

مروان نے (یہ سن کر) حضرت سعید سے کہا: میں اس دلیل کے بعد اس کی کوئی ضرورت نہیں سمجھتا کہ تم سے گواہ طلب کروں۔ تاہم حضرت سعید نے (زمین کا وہ قطعہ اس عورت کے حق میں چھوڑ دیا اور) کہا: اے اللہ! یہ عورت اگر جھوٹی ہے تو اس کی بینائی چھین لے اور اس کو اسی زمین میں موت دے۔ حضرت عروہ بیان کرتے ہیں کہ وہ عورت مرنے سے پہلے اندھی ہو گئی تھی اور ایک دن اپنی زمین میں چل رہی تھی کہ اچانک ایک گہرے گڑھے میں گری اور وہیں مر گئی (بخاری، مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں، جو حضرت محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر (تابعی) سے اس روایت کے ہم معنی منقول ہے یوں ہے کہ محمد بن زید نے اس عورت کو اس حال میں دیکھا کہ وہ اندھی ہو چکی تھی، اور دیواروں کو ٹٹولتی تھی (یعنی دیواروں کے سہارے چلتی تھی) اور کہتی تھی: مجھے سعید بن زید کی بددعا کھا گئی، اور (ایک دن) جب وہ اس کنویں (یعنی گہرے گڑھے) کے پاس سے گزر رہی تھی جو اسی مذکورہ زمین میں تھا کہ اچانک اس میں گر کر مر گئی اور وہی کنواں (یعنی گڑھا) اس کی قبر بن گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کرامت

(۱۹۸۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے (نہاوند کی طرف) ایک لشکر بھیجا، اور ایک شخص کو اس لشکر کا امیر بنایا جس کو "سَارِیَہ" کہا جاتا تھا، پھر (ایک دن) فاروقِ اعظم (مسجد نبوی میں) خطبہ دے رہے تھے کہ انہوں نے (دورانِ خطبہ) اچانک چلا چلا کر کہنا شروع کیا "ساریہ! پہاڑ کی طرف جاؤ (یعنی میدانِ جنگ کا موجودہ مورچہ چھوڑ کر پہاڑ کے دامن میں چلے جاؤ اور پہاڑ کو پشت بان کر کے نیا مورچہ بنالو)" لوگوں کو یہ سن کر بڑا تعجب ہوا اور جب (چند دنوں کے بعد) لشکر سے ایک ایلچی آیا، اور اس نے (میدانِ جنگ کے حالات سنا کر) کہا: امیر

المومنین! دشمن نے تو ہمیں گھیر لیا تھا، اور ہم شکست سے دوچار ہوا ہی چاہتے تھے کہ اچانک ہمارے کانوں میں ایک شخص کی آواز آئی جو چلا چلا کر کہہ رہا تھا ''ساریہ! پہاڑ کی طرف جاؤ'' چنانچہ (یہ آواز سن کر) ہم نے (اپنا وہ مورچہ چھوڑ دیا اور پہاڑ کی سمت جا کر) پہاڑ کو اپنا پشت بان بنا لیا، پھر اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کو شکست دی۔ (بیہقی)

کعب احبار کا کشف

(۱۹۸۸) حضرت نُبَیْهَة بن وَهْب (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ (ایک دن) حضرت کعب احبار، اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور جب اس مجلس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض صفات وخصوصیات یا آپ کے وصال کے حالات کا ذکر ہوا تو انہوں نے کہا:

ہر دن فجر طلوع ہوتے ہی ستر (۷۰) ہزار فرشتے آسمان سے اترتے ہیں اور وہ (فرشتے) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو گھیر لیتے ہیں، اور اپنے پروں کو قبر شریف پر مارتے ہیں، اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب شام ہوتی ہے تو وہ فرشتے آسمان پر چلے جاتے ہیں اور اسی طرح ستر (۷۰) ہزار دوسرے فرشتے اترتے ہیں، جو ان (دن والے فرشتوں) کی طرح صبح تک یہی کرتے ہیں (یعنی قبر شریف کو گھیر لیتے ہیں، اور اس پر اپنے پر مارتے ہیں اور درود بھیجتے رہتے ہیں) یہ سلسلہ (یعنی ہر روز صبح شام ستر ہزار فرشتوں کا اترنا) جاری رہے گا یہاں تک کہ (قیامت کے دن صور پھونکا جائے گا اور) قبر شریف شق ہوگی اور آپ قبر سے اٹھیں گے اور ستر ہزار فرشتے محبوب کو حبیب تک پہنچائیں گے۔ (دارمی)

نبی کریم ﷺ کی ہجرت اور وفات کا تذکرہ

(فصل اول)

مدینہ والوں کے لیے انتہائی خوشی کا دن

(۱۹۸۹) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ہجرتِ نبوی سے قبل) رسول خدا ﷺ کے صحابہ میں سے جو حضرات سب سے پہلے ہمارے یہاں (مدینہ) آئے وہ حضرت مُصْعَبْ بن عُمَیْر اور حضرت ابن ام مکتوم تھے، ان دونوں حضرات نے (آتے ہی) ہمیں قرآن کی تعلیم دینا شروع کر دیا تھا پھر حضرت عمّار بن یَاسِر، حضرت بِلالؓ بن رَبَاح اور حضرت سعد بن ابی وقاص آئے، پھر حضرت عمر بن خطاب، نبی کریم ﷺ کے بیس صحابہ کے ساتھ تشریف لائے، ان کے بعد نبی کریم ﷺ (حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھ) تشریف لائے، پس میں نے مدینہ والوں کو آپ کی تشریف آوری پر جتنا فرحاں وشاداں دیکھا تھا اتنا کسی چیز سے خوش ہوتے ہوئے نہیں دیکھا، میں نے یہاں تک دیکھا کہ چھوٹے چھوٹے لڑکے اور لڑکیاں (مارے خوشی کے) یہ نعرے لگا رہے تھے: یہ اللہ کے رسول ہیں جو (ہماری بستی میں) تشریف لائے ہیں، اور میں نے آپ کی تشریف آوری سے پہلے ہی مُفَصَّلْ (یعنی اَوْسَاطِ مُفَصَّلْ) میں سے سورۂ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلیٰ اور اس کی ہم مثل سورتیں سیکھ لی تھیں۔ (بخاری)

حضرت ابوبکر کی فراست

(۱۹۹۰) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ (مرض

وفات کے ایام میں ایک دن) منبر پر تشریف فرما ہوئے، اور (ہمیں خطاب کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے ایک بندہ کو دو چیزوں کے درمیان اختیار دے دیا ہے کہ چاہے تو وہ اس دنیا کی بہار کا جتنی اللہ تعالیٰ چاہے انتخاب کرلے، اور چاہے اس چیز کا انتخاب کرلے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، پس اس بندے نے اللہ تعالیٰ کے پاس جو نعمتیں ہیں اس کا انتخاب کرلیا ہے۔'' حضرت ابوبکر (آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد سن کر) ایک دم رو پڑے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوجائیں۔

راوی کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو حضرت ابوبکر پر سخت حیرت ہوئی، چنانچہ کچھ لوگوں نے کہا: ذرا ان بڑے میاں کو تو دیکھو، رسول خدا ﷺ تو کسی بندے کا حال بیان فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو دو (۲) چیزوں کا اختیار دے دیا ہے کہ چاہے دنیا کی بہار کا انتخاب کرلے اور چاہے اللہ کے یہاں کی نعمتوں کا، اور یہ بڑے میاں کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوجائیں (لیکن بعد میں ہم پر یہ بھید کھلا کہ) جس بندہ کو اختیار دیا گیا تھا وہ رسول خدا ﷺ ہی تھے۔ بلاشبہ حضرت ابوبکر ہم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ دانا تھے (انہوں نے شروع ہی میں اس رمز کو پہچان لیا کہ جس بندہ کو اختیار دیئے جانے کا ذکر کیا جارہا ہے وہ خود آنحضرت ﷺ ہی ہیں۔) (بخاری، مسلم)

حضور ﷺ کا وداعی خطبہ

(۱۹۹۱) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ایک، ایسے شخص کے مانند جو زندوں اور مردوں کو رخصت کررہا ہو، اُحد کے شہیدوں پر (ان کی تدفین کے) آٹھ سال بعد نماز پڑھی، پھر منبر پر جلوہ افروز ہو کر ارشاد فرمایا ''میں تمہارے آگے تمہارا میر منزل ہوں اور میں تمہارا شاہد ہوں، تم سے کیا گیا وعدہ پورا

ہونے کی جگہ حوضِ کوثر ہے اور یقین جانو میں اس وقت اپنے منبر پر بیٹھا ہوا حوضِ کوثر کو دیکھ رہا ہوں، اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے دی گئی ہیں، اور میں اس بات سے تو نہیں ڈرتا کہ تم سب میرے بعد کفر وشرک اختیار کرلو گے البتہ مجھے یہ ڈر ضرور ہے کہ دنیا میں تمہاری دلچسپی زیادہ ہو جائے گی۔" بعض راویوں نے یہاں یہ الفاظ بھی نقل کیے ہیں کہ "اور (دنیا میں تمہاری دلچسپی حد سے زیادہ بڑھ جانے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ) تم (مال و دولت اور حکومت و اقتدار حاصل کرنے کے لیے) ایک دوسرے کو قتل کرو گے، پھر تم لوگ بھی اسی طرح ہلاکت وتباہی کا شکار ہو جاؤ گے جیسے تم سے پہلے لوگ ہلاک وتباہ ہو گئے۔" (بخاری، مسلم)

حیات نبوی کے آخری لمحات

(۱۹۹۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جن انعامات سے مجھے خصوصی طور پر نوازا ہے ان میں سے یہ بھی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں اور میری باری کے دن وفات پائی اور آپ نے میرے سینہ اور ہنسلی کے درمیان اپنی جان، جاں آفریں کے سپرد کی، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی وفات کے وقت میرے اور آپ کے لعاب دہن کو جمع کر دیا (جس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ) آپ کے ان آخری لمحات میں میرے بھائی عبدالرحمٰن بن ابوبکر میرے پاس آئے تو ان کے ہاتھ میں مسواک تھی، اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میرے سینہ سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے، میں نے دیکھا کہ آپ کی نظر (بار بار) ان کی طرف (یعنی عبدالرحمٰن کی طرف یا ان کی مسواک کی طرف) اٹھ رہی ہے۔ اور میں یہ بات جانتی تھی کہ آپ مسواک کو بہت پسند فرماتے ہیں اس لیے میں نے پوچھا: کیا عبدالرحمٰن سے یہ مسواک آپ کے لیے لے لوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کے اشارہ سے بتایا کہ ہاں لے لو۔ میں نے عبدالرحمٰن سے مسواک لے کر آپ کو دی۔ آپ نے (مسواک کرنی چاہی تو سخت ہونے کی وجہ سے) دشواری

محسوس کی، میں نے عرض کیا: میں آپ کی آسانی کے لیے اس مسواک کو (اپنے دانتوں سے) نرم کردوں؟ آپ ﷺ نے پھر سر کے اشارہ سے اجازت دی تو میں نے مسواک کو نرم کر دیا اور آپ نے وہ مسواک اپنے دانتوں پر پھیری، اور آپ کے سامنے پانی کا ایک برتن رکھا ہوا تھا، اس پانی میں آپ اپنے دونوں ہاتھ ڈالتے، اور اپنے چہرۂ مبارک پر پھیرتے، اور کہتے تھے "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ موت کے وقت سختیاں ہیں۔" پھر آپ ﷺ نے (دعا کے لیے) ہاتھ اٹھا کر یہ کہنا شروع کیا "(اے اللہ!) مجھ کو رفیق اعلیٰ میں شامل فرما" یہاں تک کہ روح پرواز کر گئی اور آپ کے دست مبارک نیچے گر پڑے (بخاری)

موت سے پہلے ہر نبی کو اختیار دیا جاتا ہے

(۱۹۹۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا تھا کہ "ہر نبی کو اس کے مرض وفات میں دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دے دیا جاتا ہے، پھر جب آنحضرت ﷺ مرض وفات میں مبتلا ہوئے، اور آواز سخت بھاری ہوگئی تو اس وقت میں نے سنا کہ آپ یہ فرما رہے تھے "(الٰہی) مجھ کو ان لوگوں میں شامل فرما جن پر تو نے اپنا فضل وانعام فرمایا ہے، اور وہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں، پس میں سمجھ گئی کہ آنحضرت ﷺ کو (دنیاوی زندگی اور عالم آخرت میں سے کسی ایک کو چن لینے کا) اختیار دے دیا گیا ہے (اور آپ ﷺ نے دنیاوی زندگی کو چھوڑ کر عالم آخرت کو چن لیا ہے۔) (بخاری، مسلم)

حضرت فاطمہ کا حزن وغم

(۱۹۹۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب (وفات کے دن) نبی

کریم ﷺ کی حالت بہت بگڑ گئی اور مرض کی شدت آپ پر (بار بار) بیہوشی طاری کرنے لگی تو حضرت فاطمہ (بیتاب ہوکر) کہنے لگیں: ہائے میرے ابا کی سختی!! آنحضرت ﷺ نے (یہ سنا تو) ان کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا" آج کے بعد پھر تمہارے ابا کو کوئی سختی نہیں ہوگی" پھر جب آپ کا انتقال ہوگیا تو حضرت فاطمہ نے فرمایا: ہائے میرے ابا! جب رب نے آپ کو بلایا تو آپ نے رب کی بات مان لی، ہائے میرے ابا! آپ کا ٹھکانا جنت الفردوس ہے، ہائے میرے ابا! ہم آپ کی وفات کی خبر جبرئیل علیہ السلام کو پہنچاتے ہیں۔" پھر جب آپ کو دفن کردیا گیا تو حضرت فاطمہ نے کہا:" ارے انس! تم نے رسول خدا ﷺ پر مٹی ڈالنے کو کیسے گوارا کرلیا؟!" (بخاری)

(فصل دوم)

مدینہ والوں کے لیے نہایت روشن اور انتہائی تاریک دن

(۱۹۹۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو (تمام لوگوں نے بے پناہ خوشی و مسرت کا اظہار کیا یہاں تک کہ) حبشیوں نے نیزوں کے کرتب دکھائے، یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے، اور دارمی نے جو روایت نقل کی ہے اس میں یوں ہے کہ حضرت انس نے کہا: میں نے اس دن سے زیادہ حسین اور روشن دن اور کوئی نہیں دیکھا جس دن ہمارے درمیان رسول خدا ﷺ تشریف لائے تھے، اور میں نے اس دن سے زیادہ برا اور تاریک دن اور کوئی نہیں دیکھا جس دن رسول خدا ﷺ کی وفات ہوئی۔

اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ حضرت انس نے فرمایا: جس دن رسول خدا ﷺ مدینہ تشریف لائے اس دن (مدینہ کی) ہر چیز روشن ہوگئی، اور جس دن

آنحضرت ﷺ کی وفات ہوئی اس دن ہر چیز (غم واندوہ کی) تاریکی میں ڈوب گئی اور آپ کی تدفین کے بعد ہم نے ابھی اپنے ہاتھوں کی مٹی جھاڑی بھی نہیں تھی بلکہ آپ کی تدفین میں مشغول تھے کہ اپنے دلوں میں ناآشنائی محسوس کرنے لگے (یعنی ہمارے دلوں کا حال بدل گیا)

جائے تدفین کے بارے میں حضرت ابوبکر کا فیصلہ

(۱۹۹۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول خدا ﷺ کا انتقال ہوگیا اور آپ کی تدفین کے بارے میں صحابہ کے درمیان اختلاف رائے پیدا ہوا تو حضرت ابوبکر نے کہا ''میں نے (اس سلسلہ میں) خود رسول خدا ﷺ سے ایک بات سنی ہے، آپ نے ارشاد فرمایا تھا: اللہ تعالیٰ ہر نبی کی روح اس جگہ قبض کرتا ہے جہاں وہ نبی دفن ہونا پسند کرتا ہے (یا جہاں اللہ تعالیٰ اس نبی کا دفن کیا جانا پسند کرتا ہے) لہٰذا آنحضرت ﷺ کو آپ کے بستر مرگ کی جگہ دفن کرو۔ (ترمذی)

(فصل سوم)

زبان مبارک سے صادر ہونے والے آخری کلمات

(۱۹۹۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ (مرض وفات میں مبتلا ہونے سے قبل) اپنی تندرستی کے زمانہ میں ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ''کسی نبی کی روح اس وقت تک قبض نہیں کی جاتی جب تک جنت میں اس کا ٹھکانا اس کو دکھا کر اس کو اختیار نہیں دے دیا جاتا'' اس کے بعد حضرت عائشہ نے بیان فرمایا: جب (مرضِ وفات میں) آنحضرت ﷺ کی موت کا وقت قریب آیا، اور آپ کا سر مبارک میری ران پر تھا اور (شدت مرض سے) آپ بار بار بیہوش

ہو رہے تھے (ایک بار) جو ہوش آیا تو آپ ﷺ نے چھت کی طرف نگاہ اٹھائی، اور کہا "الٰہی میں رفیق اعلیٰ کو پسند کرتا ہوں (مجھے رفیق اعلیٰ میں شامل فرما)" میں نے (آپ کے یہ الفاظ سن کر) کہا: اب آنحضرت ﷺ ہمیں (یعنی دنیا کی زندگی کو) اختیار نہیں فرمائیں گے، اور میں سمجھ گئی کہ یہ وہی بات ہے جو آپ نے تندرستی کے زمانہ میں ہم سے بیان فرمائی تھی کہ کسی نبی کی روح اس وقت تک قبض نہیں کی جاتی جب تک جنت میں اس کا ٹھکانا اس کو دکھا کر اس کو اختیار نہیں دے دیا جاتا، حضرت عائشہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کی زبانِ مبارک سے جو آخری الفاظ نکلے وہ یہی "اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الاَعْلٰی" (اے اللہ! مجھے رفیق اعلیٰ میں شامل فرما!) تھے۔ (بخاری، مسلم)

زہر آلود کھانا کھانے کے اثرات

(۱۹۹۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ اپنے مرضِ وفات میں ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ "عائشہ! میں نے خیبر میں جو (زہر آلود) کھانا کھا لیا تھا اس کے تکلیف دہ اثرات تو برابر محسوس کرتا تھا لیکن (اب اس مرض میں) تو ایسا لگتا ہے کہ اسی زہر کے اثر سے میری رگِ جان کٹ جائے گی۔" (بخاری)

تحریری وصیت کے بجائے زبانی وصیت

(۱۹۹۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول خدا ﷺ پر مرض کا شدید غلبہ تھا، اور گھر میں آپ کے بستر مرض کے قریب حضرت عمر بن خطاب سمیت بہت سے لوگ موجود تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "لاؤ میں تمہارے لیے ایک نوشتہ لکھ دوں تا کہ اس کے بعد تمہاری گمراہی کا کوئی سوال پیدا نہ ہو" حضرت عمر نے (یہ سن کر وہاں موجود لوگوں سے) کہا (اس وقت) آنحضرت ﷺ پر بیماری کا شدید غلبہ ہے، اور تم لوگوں کے پاس قرآن کریم موجود ہے، تمہیں (راہِ مستقیم پر گامزن رکھنے

کے لیے) یہ اللہ کی کتاب کافی ہے، لیکن وہ لوگ جو گھر میں موجود تھے انہوں نے اختلاف کیا، اورآپس میں بحث ومباحثہ کرنے لگے۔ ان میں سے کچھ لوگ تو یہ کہہ رہے تھے کہ (لکھنے کا سامان) لاکر سامنے رکھ دینا چاہیے تاکہ رسول خدا ﷺ تمہارے لیے کوئی نوشتہ لکھ دیں، اور کچھ لوگ وہی بات کہہ رہے تھے جو حضرت عمر نے کہی تھی، پھر جب ان لوگوں کا اختلاف بڑھتا ہی رہا اور کافی شوروشغب ہونے لگا تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اچھا اب تم سب لوگ میرے پاس سے اُٹھ کر چلے جاؤ۔

حضرت عبیداللہ (جوحضرت ابن عباس سے اس حدیث کوروایت کرتے ہیں) کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس (یہ واقعہ بیان کرکے) کہا کرتے تھے مصیبت ہے پوری مصیبت جوان لوگوں کے اختلاف اورشوروغل کی صورت میں رسول خدا ﷺ اور آپ کے وصیت نامہ لکھنے کے درمیان حائل ہوگئی (کاش وہ لوگ اس طرح اختلاف کا اظہار اورشوروشغب نہ کرتے تو آنحضرت ﷺ کوئی ایسا وصیت نامہ ضرور مرتب رمادیتے جو ہرمرحلہ پرہم سب کی رہنمائی کرتا رہتا)

اور سُلَیمَان بِن اَبُوْمُسْلِم اَحْوَلُ کی روایت میں یوں ہے کہ حضرت ابن عباس نے کہا'' (آہ) جمعرات کا دن! وہ جمعرات کا دن کیا عجیب تھا؟!'' اور یہ کہہ کر وہ رونے لگے اوراتنا روئے کہ (وہاں پڑے ہوئے) سنگریزے ان کے آنسوؤں سے تر ہوگئے۔ میں نے عرض کیا: ابن عباس! جمعرات کے دن کیا ہوا تھا (کہ آپ اتنے تاسف بھرے انداز میں اس کو بیان کررہے ہیں؟) حضرت ابن عباس نے فرمایا'' (یہ اس جمعرات کا ذکر ہے) جب رسول خدا ﷺ کی بیماری بہت نازک صورتِ حال اختیار کرگئی تھی اورآپ نے ارشاد فرمایا تھا مجھے شانہ کی ہڈی لاکردو تاکہ میں تمہارے لیے ایک ایسا نوشتہ لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہوسکو (اس وقت آنحضرت ﷺ کے پاس موجود) لوگوں نے (یہ بات سن کر) باہم جھگڑنا شروع

کر دیا حالانکہ نبی کے سامنے جھگڑنا مناسب نہیں ہے، ان میں سے کچھ لوگوں نے کہا: آنحضرت ﷺ کا حال کیسا ہے؟ کیا آنحضرت ﷺ (دنیا کو) چھوڑ رہے ہیں؟ آنحضرت ﷺ سے معلوم کرنا چاہیے (کہ آپ کیا فرما رہے ہیں، اور آپ کا کیا منشاء ہے؟) پھر ان (میں سے بعض) لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے تکرار کرنا شروع کر دیا آخر کار آپ نے ارشاد فرمایا "مجھ کو چھوڑ دو، مجھے اپنی حالت پر رہنے دو کیوں کہ اس وقت میں جس حالت میں ہوں وہ اُس حالت سے بہتر وافضل ہے جس کی طرف تم مجھے متوجہ کر رہے ہو۔"

اس کے بعد آپ ﷺ نے ان کو تین (۳) باتوں کا حکم دیا" چنانچہ آپ نے فرمایا: (۱) مشرکوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دو (۲) اور جو ایلچی اور قاصد آئیں ان کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرو جیسا میں کرتا تھا، اور تیسری بات ابن عباس نے بیان نہیں کی، یا ابن عباس نے بیان کی تھی لیکن میں اس کو بھول گیا —— سفیان بن عیینہ کہتے ہیں یہ کلام (کہ ابن عباس نے بیان نہیں کی، یا ابن عباس نے بیان کی تھی لیکن میں اس کو بھول گیا) سُلَیْمَان اَحْوَلُ کا ہے۔ (بخاری، مسلم)

ام ایمن کے رونے کا سبب

(۲۰۰۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ کی وفات کے بعد ایک دن حضرت ابوبکر نے حضرت عمر فاروق سے کہا: آؤ! اُمِ ایمن کے پاس چلیں، اور ان کی زیارت کریں۔ جس طرح رسول خدا ﷺ ان کی ملاقات کو تشریف لے جایا کرتے تھے چنانچہ جب ہم تینوں (یعنی میں اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر) اُمِ ایمن کے پاس پہنچے تو وہ (ہمیں دیکھ کر) رونے لگیں، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے کہا: کاہے کو روتی ہو؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول خدا ﷺ کے لیے اللہ کے یہاں (درجات و مراتب اور اعزاز و انعام کی صورت میں) جو کچھ ہے وہ بہتر ہے۔ اُمِ ایمن

بولیں: میرے رونے کا سبب یہ نہیں ہے کہ میں اس بات کو نہیں جانتی ہوں کہ اللہ کے یہاں رسول اللہ ﷺ کے لیے جو کچھ ہے بہتر ہے، بلکہ میں اس لیے رو رہی ہوں کہ آسمان سے وحی آنے کا سلسلہ ختم ہو گیا (اور ہم دنیا والے اس کی برکتوں سے محروم ہو گئے) اُمِ ایمن (کے ان الفاظ) نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر پر رقت طاری کر دی، اور وہ دونوں حضرات بھی رونے لگے۔ (مسلم)

حضور ﷺ کا آخری خطبہ

(۲۰۰۱) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ اپنے مرضِ وفات میں (ایک دن) اپنے حجرہ سے نکل کر مسجد نبوی میں تشریف لائے جہاں ہم (پہلے سے) بیٹھے ہوئے تھے، اس وقت آپ نے اپنے سر کو کپڑے سے باندھ رکھا تھا (جیسا کہ دردِ سر کا مریض اپنے سر کو باندھتا ہے) پھر آپ منبر کی طرف چلے اور اس پر چڑھے، آپ کے ساتھ ہم بھی آگے بڑھ کر آپ کے سامنے بیٹھ گئے۔ اس وقت آپ ﷺ نے (حمد و ثنا کے بعد) ارشاد فرمایا:

''قسم ہے اس ذاتِ پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! میں اس وقت اپنی اس جگہ (یعنی اس منبر) پر کھڑا ہوا حوضِ کوثر کو دیکھ رہا ہوں۔'' پھر ارشاد فرمایا ''ایک بندہ ہے جس کے سامنے دنیا اور دنیا کی بہاریں پیش کی گئیں، لیکن اس نے آخرت کو ترجیح دے دی ہے۔''

حضرت ابو سعید فرماتے ہیں کہ اس ارشادِ گرامی کے رمز کو سوائے ابو بکر کے کوئی نہ سمجھ سکا، چنانچہ (زبانِ رسالت سے یہ الفاظ سن کر) ابو بکر کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور وہ رونے لگے پھر بولے: بلکہ ہم اپنے باپوں کو، اپنی ماؤں کو، اپنی جانوں کو اور اپنے مالوں کو آپ پر قربان کرتے ہیں، حضرت ابو سعید فرماتے ہیں کہ اس کے بعد آنحضرت ﷺ منبر پر سے اتر کر تشریف لے گئے اور اب تک اس منبر پر کھڑے نہ

ہوئے۔ (یعنی اس دن آپ کا منبر پر کھڑا ہونا آخری تھا) (دارمی)

حضرت فاطمہ کے رونے پھر ہنسنے کا سبب

(۲۰۰۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سورۃ ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ نازل ہوئی تو رسول خدا ﷺ نے حضرت فاطمہ کو بلایا اور ان سے ارشاد فرمایا: مجھ کو میری موت کی خبر دے دی گئی ہے۔ حضرت فاطمہ (یہ سنتے ہی) رونے لگیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا'' (میری بیٹی!) روؤ نہیں، میرے اہل بیت میں سے تم ہی سب سے پہلے مجھ سے ملوگی۔'' (یہ سن کر) حضرت فاطمہ ہنسنے لگیں۔ (وہاں موجود) بعض ازواجِ مطہرات نے حضرت فاطمہ کو اس طرح (پہلے روتے، پھر ہنستے) دیکھا تو پوچھا: فاطمہ! کیا بات ہے کہ ہم نے پہلے تمہیں روتے دیکھا، پھر ہنستے دیکھا؟ حضرت فاطمہ بولیں: آنحضرت ﷺ نے پہلے مجھے یہ بتایا کہ آپ کو آپ کی موت کی خبر دے دی گئی ہے، یہ سن کر میں رونے لگی، پھر جب آپ نے ارشاد فرمایا کہ روؤ نہیں، میرے اہل بیت میں سے تم ہی سب سے پہلے مجھ سے ملوگی تو میں ہنسنے لگی۔ اور رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا'' جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور (مکہ کی) فتح حاصل ہوگئی، اور یمن کے لوگ آئے جو دل کے نرم ہیں۔ ایمان یمنی ہے اور حکمت بھی یمنی ہے۔''

(دارمی)

حضرت ابوبکر کی خلافت کے برحق ہونے کا واضح ثبوت

(۲۰۰۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے (ایک دن رسول خدا ﷺ کے سامنے اپنے دردِ سر کی شدت کا اظہار کرتے ہوئے) کہا: ہائے میرا سر (پھٹا جا رہا ہے) رسول خدا ﷺ نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا (عائشہ!) وہ (یعنی تمہاری موت) اگر ایسی صورت میں آئی کہ میں زندہ رہا تو تمہارے لیے مغفرت د

بخشش کی دعا مانگوں گا، اور تمہارے (درجات و مراتب کی بلندی کے) لیے بھی دعا کروں گا، حضرت عائشہ بولیں ہائے مصیبت! خدا کی قسم! بے شک میں گمان کرتی ہوں کہ آپ میری موت کو پسند فرماتے ہیں، اگر ایسا ہوا (کہ میں مرگئی) تو آپ اس دن کے آخری حصہ میں اپنی کسی بیوی کے ساتھ شب باشی فرمائیں گے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''(عائشہ!) بلکہ میں کہتا ہوں ہائے میرا دردسر! (یعنی اپنے دردسر کا ذکر چھوڑو اور میرے دردسر کو دیکھو) پھر آپ نے فرمایا: ''میرا قصد تھا'' یا آپ نے یہ ارشاد فرمایا: ''میرا ارادہ تھا کہ میں (تمہارے والد) ابوبکر اور ان کے بیٹے (یعنی تمہارے عزیز بھائی عبدالرحمٰن) کو بلا بھیجوں اور ان کے حق میں وصیت کردوں تاکہ پھر کہنے والے کچھ نہ کہیں۔'' یا آپ نے یہ ارشاد فرمایا: ''تاکہ متمنی لوگ (ابوبکر کے بجائے خود اپنے لیے یا کسی اور کے لیے خلافت کی) تمنا نہ کریں۔ پھر میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ خود اللہ تعالیٰ (ابوبکر کے علاوہ کسی دوسرے کی خلافت کو) منظور نہیں کرے گا اور مسلمان بھی مدافعت کریں گے۔'' یا آپ ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا: ''خود اللہ تعالیٰ مدافعت کرے گا اور مسلمان بھی نہیں مانیں گے'' (بخاری)

مرض وفات کی ابتداء

(۲۰۰۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول خدا ﷺ (مدینہ کے قبرستان) بقیع میں ایک جنازہ کو دفن کرکے میرے پاس تشریف لائے تو مجھ کو اس حال میں پایا کہ میں سر کے درد میں مبتلا تھی اور کہہ رہی تھی: ہائے میرا سر (پھٹا جارہا ہے) آپ ﷺ نے (مجھے اس حال میں دیکھ کر اور میرے یہ الفاظ سن کر) ارشاد فرمایا ''عائشہ! بلکہ میں کہتا ہوں: ہائے میرا دردسر! (پھر بڑے پیار سے ازراہ مذاق) آپ نے ارشاد فرمایا ''اس میں تمہارا نقصان کیا ہے؟ اگر تم مجھ سے پہلے مرجاؤ گی تو میں تمہیں غسل دوں گا، میں تمہیں کفن پہناؤں گا، میں تمہاری نمازِ جنازہ پڑھوں گا اور

میں تمہیں دفناؤں گا۔" (یہ سن کر) میں نے کہا "خدا کی قسم! یہ تو مجھے آپ کے بارے میں ابھی سے نظر آرہا ہے کہ اگر آپ نے ایسا کیا (یعنی آپ نے میری تجہیز و تکفین اور تدفین وغیرہ کی) تو آپ میرے گھر واپس آتے ہی اپنی کسی بیوی کے ساتھ شب باشی فرمائیں گے۔" آنحضرت ﷺ (میرے ان الفاظ کو سن کر جو میری غیرت وحمیت پر دلالت کرتے تھے) مسکرائے، پھر (اسی دن سے) آپ کی بیماری کا سلسلہ شروع ہوا جس میں آپ ﷺ نے وفات پائی۔ (دارمی)

حضور ﷺ کی رحلت اور حضرت خضر کی تعزیت

(۲۰۰۵) حضرت جعفر صادق بن محمد اپنے والد (حضرت محمد باقر) سے روایت کرتے ہیں کہ قریش میں سے ایک شخص ان کے والد حضرت امام علی زین العابدین بن حسین کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت علی زین العابدین نے اس سے کہا: کیا میں تمہارے سامنے رسول خدا ﷺ کی بات بیان کروں، اس شخص نے کہا: ہاں ہمارے سامنے حضرت ابوالقاسم (محمد ﷺ) کی بات ضرور بیان کیجیے۔

چنانچہ علی زین العابدین نے بیان کیا کہ جب رسول خدا ﷺ بیمار ہوئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام (عیادت کرنے اور پیغامِ خداوندی پہنچانے کے لیے) آپ کے پاس آئے اور عرض کیا: اے محمد! اللہ تعالیٰ نے آپ کی تکریم کے لیے اور آپ کی تعظیم کے لیے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے، اور یہ تعظیم و تکریم آپ کے لیے مخصوص ہے (اور وہ بات یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ آپ سے وہ چیز دریافت کرتا ہے جس کو وہ آپ سے زیادہ جانتا ہے، تاہم وہ دریافت کرتا ہے کہ آپ اپنے کو کیسا پاتے ہیں؟ یعنی آپ کا کیا حال ہے؟ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا "جبرئیل! میں اپنے آپ کو مغموم پاتا ہوں اور اے جبرئیل! میں اپنے آپ کو مضطرب و پریشان پاتا ہوں۔"

حضرت جبرئیل علیہ السلام (یہ جواب لے کر چلے گئے اور) پھر دوسرے دن آپ کی

خدمت میں حاضر ہوئے، اور وہی سوال کیا جو پہلے دن کیا تھا، نبی کریم ﷺ نے بھی وہی جواب دیا جو پہلے دن دیا تھا، تیسرے دن حضرت جبرئیل علیہ السلام پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہی سوال کیا جو پہلے دن کیا تھا، نبی کریم ﷺ نے بھی وہی جواب دیا جو پہلے دن دیا تھا، اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ ایک اور فرشتہ بھی تھا جس کو اسماعیل کہا جاتا ہے، اور جو ایسے ایک لاکھ فرشتوں کا سردار ہے جن میں ایک ایک فرشتہ ایک ایک لاکھ فرشتوں کا افسر ہے۔ اس اسماعیل فرشتے نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی، آنحضرت ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے اس فرشتہ کے بارے میں پوچھا (جب جبرئیل علیہ السلام نے اس کا پورا تعارف کرایا کہ یہ اسماعیل فرشتہ ہے، اور اس کی یہ حیثیت ہے تو) آنحضرت ﷺ نے اسمٰعیل فرشتہ کو حاضر ہونے کی اجازت دی۔

پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے (کچھ لمحے توقف کے بعد) کہا: یہ موت کا فرشتہ (عزرائیل) بھی حاضر ہے، اور باریابی کی اجازت چاہتا ہے، جب کہ موت کے فرشتے نے نہ تو کبھی آپ سے پہلے کسی شخص سے اجازت مانگی ہے، اور نہ کبھی آپ کے بعد کسی شخص سے اجازت مانگے گا، آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کو اجازت دے دو، چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے موت کے فرشتے کو اجازت سے آگاہ کیا، اور اس نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کیا (اور آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا)

اس کے بعد موت کے فرشتے نے عرض کیا: اے محمد! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اگر آپ اپنی روح قبض کرنے کا حکم دیں تو قبض کرلوں اور اگر آپ یہ حکم دیں کہ میں آپ کو چھوڑ دوں تو میں چھوڑ دوں گا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اے موت کے فرشتے! کیا تم (وہی) کروگے (جو میں تمہیں حکم دوں گا)" اس نے جواب دیا بیشک! مجھے یہی حکم دیا گیا ہے (کہ آپ کو اختیار دے دوں) اور آپ جو

کچھ فرمائیں اس کی اطاعت کروں۔

حضرت علی زین العابدین کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے (موت کے فرشتے کی یہ بات سن کر) حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف دیکھا (گویا ان سے مشورہ چاہا کہ بتاؤ مجھے کیا کرنا چاہیے) حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: اے محمد! اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے۔ آنحضرت ﷺ نے (یہ سنا تو بلا تامل) موت کے فرشتے سے ارشاد فرمایا: جس بات کا تم کو حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کرو۔ چنانچہ موت کے فرشتے نے آپ کی پاک روح قبض کر لی۔

جب رسول خدا ﷺ کا وصال ہو گیا اور ایک تعزیت کرنے والا (اہل بیت کو تسلی دینے) آیا تو لوگوں نے گھر کے ایک گوشہ سے آواز سنی کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے "اے اہل بیت! تم پر سلامتی ہو، اللہ کی مہربانی اور اس کی برکتیں نازل ہوں، اللہ تعالیٰ ہر مصیبت کے وقت صبر عطا کرنے والا، اور تسلی دینے والا ہے، اور ہر ہلاک ہونے والی چیز کا بدلہ عطا کرنے والا، اور ہر فوت ہونے والی چیز کی تلافی کرنے والا ہے، لہذا اللہ کی مدد سے تقویٰ اختیار کرو اور اس سے امید رکھو، مصیبت زدہ حقیقت میں وہ شخص ہے جو ثواب سے محروم کر دیا گیا۔" حضرت علی نے کہا تم جانتے ہو (تعزیت کرنے والا) یہ شخص کون ہے؟ یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔ (بیہقی)

پہلے باب کا تتمہ

(فصل اول)

حضور ﷺ نے نہ دولت چھوڑی نہ کسی چیز کی وصیت کی

(۲۰۰۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے اپنی وفات کے بعد نہ کوئی دینار چھوڑا نہ کوئی درہم اور نہ کوئی بکری چھوڑی، نہ کوئی اونٹ چھوڑا، اور نہ آپ نے کسی چیز کی وصیت کی۔ (مسلم)

(۲۰۰۷) حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ اُم المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے بھائی فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے اپنی وفات کے وقت نہ کوئی دینار چھوڑا، نہ درہم چھوڑا، نہ غلام چھوڑا، نہ لونڈی چھوڑی اور نہ کوئی اور چیز چھوڑی، البتہ آپ کا ایک سفید خچر تھا (جس کو دُلدُل کہا جاتا تھا اور جو مُقوقِسُ حاکم سکندریہ نے تحفہ کے طور پر آپ کی خدمت میں بھیجا تھا) آپ کے کچھ ہتھیار تھے، اور آپ کی کچھ زمین تھی جس کو آپ ﷺ نے صدقہ (یعنی وقف) کر دیا تھا۔ (بخاری)

حضور ﷺ کے ترکہ کا حکم

(۲۰۰۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "میری وفات کے بعد میرے وارث دینار نہیں بانٹیں گے، میرا جو بھی ترکہ ہوگا وہ ازواج مطہرات کے خرچ اور عامل کی اجرت کے بعد باقی سب صدقہ ہے۔"
(بخاری، مسلم)

نبی کے ترکہ میں میراث جاری نہیں ہوتی

(۲۰۰۹) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ہم (انبیاء) جو کچھ (زمین جائداد یا مال) چھوڑتے ہیں اس میں میراث جاری نہیں ہوتی بلکہ وہ صدقہ ہے۔'' (بخاری، مسلم)

نبی کی رحلت امت کے لیے رحمت ہوتی ہے

(۲۰۱۰) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی کریم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس امت کو اپنی رحمت و مہربانی سے نوازنا چاہتا ہے اس امت کے نبی کو امت سے پہلے اٹھالیتا ہے، اس طرح اللہ تعالیٰ اس نبی کو اس امت کا میر منزل اور پیش رو بنادیتا ہے، اور جب اللہ تعالیٰ کسی امت کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اس امت پر نبی کی زندگی میں عذاب مسلط کردیتا ہے، چنانچہ امت ہلاکت و تباہی کا شکار ہو جاتی ہے اور وہ نبی اپنی امت کی ہلاکت و تباہی کو اپنی نظروں سے دیکھتا ہے اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے (یعنی خوش ہوتا ہے) جب امت کے لوگ اپنے نبی کو جھٹلاتے ہیں، اور اس کے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں'' (مسلم)

قدرِ نعمت بعد زوالِ نعمت

(۲۰۱۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے! ایک دن تم لوگوں پر ایسا آئے گا کہ جو شخص مجھ کو نہیں دیکھے گا، اس کو میرا دیکھنا اپنے اہل و عیال اور اہل و عیال کے ساتھ اپنے مال و متاع سے زیادہ محبوب ہوگا۔'' (مسلم)

قریش کے مناقب وفضائل کا بیان اور دیگر قبائل کا تذکرہ

(فصل اول)

قریش کے فضائل

(۲۰۱۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اس بات میں (یعنی سیادت و قیادت میں) لوگ قریش کے تابع ہیں، قریش کے مسلمان (تمام غیر قریشی) مسلمانوں کے اور قریش کے کافر (تمام غیر قریشی) کافروں کے سردار ہیں'' (بخاری، مسلم)

(۲۰۱۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''لوگ اچھی اور بری (دونوں حالتوں) میں قریش کے تابع ہیں۔'' (بخاری، مسلم)

(۲۰۱۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''یہ امر (یعنی منصب خلافت) ہمیشہ قریش میں رہے گا جب تک ان میں سے دو آدمی باقی رہیں گے'' (بخاری، مسلم)

(۲۰۱۵) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ''بلاشبہ یہ امر (یعنی منصب خلافت) قریش میں رہے گا جب تک وہ دین کو قائم رکھیں گے، جو بھی شخص ان (قریش) سے دشمنی وعداوت رکھے گا اس کو اللہ تعالیٰ منہ کے بل گرائے گا (یعنی ذلت وخواری کا طوق اس کے گلے میں ڈال دے گا) جب تک قریش دین کو قائم رکھیں گے'' (بخاری)

(۲۰۱۶) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ''اسلام کو بارہ (۱۲) خلفاء تک قوت وغلبہ حاصل رہے گا وہ

سب قریش میں سے ہوں گے۔''

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ لوگوں کا (ملی اور ملکی) نظامِ کار اس وقت تک برابر قائم رہے گا جب تک ان کے والی اور حاکم بارہ (۱۲) آدمی ہوں گے، اور سب قریش میں سے ہوں گے'' اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ''دین برابر قائم رہے گا یہاں تک کہ قیامت آئے یا لوگوں پر بارہ (۱۲) خلیفوں کی حکومت قائم ہو جو قریش میں سے ہوں گے۔'' (بخاری، مسلم)

دو قبیلوں کی فضیلت اور ایک قبیلہ کی مذمت

(۲۰۱۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''(قبیلہ) غِفَار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے (قبیلہ) اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور (قبیلہ) عُصَیَّہ نے اللہ اور اس کے رسول کی معصیت و نافرمانی کی'' (بخاری، مسلم)

سات قبیلوں کی فضیلت

(۲۰۱۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''قریش (کے مسلمان)، انصار (یعنی اہل مدینہ)، قبیلہ جُھَینَہ (کے مسلمان)، قبیلہ مُزَینَہ (کے مسلمان)، قبیلہ اسلم (کے مسلمان)، قبیلہ غِفَار (کے مسلمان) اور قبیلہ اَشجَعْ (کے مسلمان) میرے دوست اور مددگار ہیں، ان کا مددگار اور دوست اللہ اور اس کے رسول کے سوا کوئی نہیں ہے۔'' (بخاری، مسلم)

آٹھ قبیلوں کا تذکرہ

(۲۰۱۹) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اسلم، غفار، مُزَینَہ اور جُھَینَہ یہ چاروں قبیلے بنو تمیم اور بنو عامر سے، اور دونوں حلیف

قبیلوں یعنی بنواسد اور غطفان سے بہتر ہیں۔" (بخاری، مسلم)

بنوتمیم کی تین خوبیاں

(۲۰۲۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بنوتمیم کو اس وقت سے ہمیشہ عزیز اور دوست رکھتا ہوں جب سے میں نے ان کی تین خاص خوبیوں کا ذکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے

(چنانچہ ان کی پہلی خوبی کے بارے میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ "میری امت میں بنوتمیم ہی وہ لوگ ہوں گے جو دجال کے مقابلہ پر سب سے زیادہ سخت اور بھاری ثابت ہوں گے۔"

حضرت ابوہریرہ نے (ان کی دوسری خوبی کے بارے میں یہ) بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) بنوتمیم کے صدقات (یعنی زکوٰۃ کے اموال و مویشی وغیرہ) آئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "یہ ہماری قوم کے صدقات ہیں۔"

اور (ان کی تیسری خوبی اس طرح ظاہر ہوئی کہ) بنوتمیم سے تعلق رکھنے والی ایک لونڈی حضرت عائشہ کے پاس تھی، اس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے فرمایا: "اس لونڈی کو آزاد کردو کیوں کہ یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے" (بخاری، مسلم)

(فصل دوم)

قریش کی اہانت کا انجام

(۲۰۲۱) حضرت سعد رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس شخص نے قریش کی ذلت وخواری چاہی، اس کو اللہ

تعالیٰ ذلیل وخوار کرے گا‘‘ (ترمذی)

قریش کے حق میں حضور ﷺ کی دعا

(۲۰۲۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے دعا کی ’’اے اللہ! تو نے قریش کو ابتداء میں (غزوۂ بدر کے موقع پر تباہی کا) عذاب چکھایا (جب کہ انہوں نے دین حق کی مخالفت اور تیرے رسول کی عداوت کا راستہ اختیار کر رکھا تھا) پس اب (جب کہ انہوں نے اسلام قبول کر کے اور تیرے رسول کی اطاعت اختیار کر کے دین اور مسلمانوں کو تقویت و مدد پہنچائی ہے تو) آخر میں ان کو عطاء و بخشش سے نواز دے۔‘‘ (ترمذی)

دو یمنی قبیلوں کی خوبیاں

(۲۰۲۳) حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ (جو حضرت ابو موسیٰ اشعری کے چچا ہیں) بیان فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ’’اسد اور اشعری بہت اچھے قبیلے ہیں، یہ دونوں قبیلے نہ کفار کے مقابلہ پر جنگ سے بھاگتے ہیں اور نہ مالِ غنیمت میں خیانت کرتے ہیں، وہ مجھ سے ہیں، اور میں ان سے ہوں۔‘‘ (ترمذی)

قبیلہ ازد کی فضیلت

(۲۰۲۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ’’قبیلہ ازد کے لوگ، روئے زمین پر اللہ کے لشکر (اور اس کے دین کے معاون و مددگار) ہیں، لوگ اس قبیلہ کو ذلیل وخوار کرنا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کے برخلاف اس قبیلہ کے لوگوں کو عزت و بلندی عطا کرنا چاہتا ہے، یقیناً لوگوں پر وہ زمانہ آنے والا ہے جب آدمی یہ کہے گا: کاش میرا باپ اَزدی ہوتا! اور کاش میری ماں اَزدِیَہ ہوتی!‘‘ (ترمذی)

حضور ﷺ تین قبیلوں سے ناخوش تھے

(۲۰۲۵) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ کی اس حال میں وفات ہوئی کہ آپ تین (۳) قبیلوں یعنی ثقیف، بنو حنیفہ اور بنو امیہ سے ناخوش تھے۔ (ترمذی)

قبیلہ ثقیف کا ایک جھوٹا اور ایک ہلاکو

(۲۰۲۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''قبیلہ ثقیف میں ایک انتہا درجہ کا جھوٹا شخص پیدا ہوگا، اور ایک انتہا درجہ کا مفسد و ہلاکو'' حضرت عَبْدُاللہ بِن عَصْمَہ تَابِعی نے فرمایا: کہ علماء کہتے ہیں ''جھوٹے شخص'' سے مراد ''مختار بن ابی عبید'' اور مفسد و ہلاکو سے مراد ''حجاج بن یوسف'' (مشہور ظالم) ہے۔ اور ہشام بن حسان کا بیان ہے کہ حجاج بن یوسف نے جس قدر لوگوں کو پکڑ پکڑ کر اور قید خانہ میں ڈال کر قتل کیا ہے ان کی تعداد لوگوں نے شمار کی ہے جو ایک لاکھ بیس ہزار ہے۔ (ترمذی)

اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حجاج بن یوسف نے حضرت عبداللہ بن زبیر کو شہید کر دیا تو حضرت اسماء نے (جو حضرت عبداللہ بن زبیر کی والدہ اور حضرت ابوبکر صدیق کی بیٹی ہیں) کہا: ہم سے رسول خدا ﷺ نے بیان کر دیا تھا کہ قبیلہ ثقیف میں ایک انتہا درجہ کا جھوٹا شخص پیدا ہوگا اور ایک بڑا مفسد و ہلاکو، پس جہاں تک جھوٹے شخص کا تعلق ہے تو اس کو ہم دیکھ چکے، رہا مفسد و ہلاکو، تو میرا خیال ہے کہ اے حجاج! مفسد و ہلاکو تو ہی ہے۔

قبیلہ ثقیف کے حق میں حضور ﷺ کی دعا

(۲۰۲۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) کچھ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! قبیلہ ثقیف کے تیروں نے ہم کو بھون ڈالا۔ ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے بددعا کیجیے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اے اللہ! قبیلہ ثقیف کو (قبولِ اسلام اور اطاعت احکام کی) ہدایت و توفیق عطا فرما۔'' (ترمذی)

قبیلہ حِمیَرُ کی خوبیاں

(۲۰۲۸) حضرت عبدالرزاق بن ہمام (جو جلیل القدر عالم و فقیہ اور کَثِیرُ التَّصَانِیف بزرگ ہیں) اپنے والد سے اور وہ حضرت میناء سے اور وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے (یعنی حضرت ابوہریرہ نے) بیان فرمایا: (ایک دن) ہم لوگ نبی کریم ﷺ کی مجلس مبارک میں حاضر تھے کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا۔ جس کے بارے میں میرا گمان ہے کہ وہ قبیلہ قیس سے تعلق رکھتا تھا، اس نے کہا: یا رسول اللہ! قبیلہ حِمیَرُ پر لعنت فرمایئے، آنحضرت ﷺ نے (یہ سنا تو) اس شخص کی طرف سے اپنا منہ پھیر لیا، وہ شخص پھر دوسری طرف سے آپ کے سامنے آ گیا، آپ نے ادھر سے بھی منہ پھیر لیا، پھر وہ شخص دوسری طرف سے آپ کے سامنے آیا تو آپ نے اس طرف سے بھی منہ پھیر لیا (یعنی آپ کسی طرح بھی اس کی طرف متوجہ ہونے اور اس کی بات ماننے پر تیار نہیں ہوئے) پھر آپ نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ حِمیَرُ پر اپنی رحمت نازل فرمائے، ان کے منہ سلام ہیں، ان کے ہاتھ طعام ہیں، اور وہ اہل امن بھی ہیں اور اہل ایمان بھی۔'' (ترمذی)

قبیلہ دوس کا تذکرہ

(۲۰۲۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: تم کس قبیلہ سے ہو؟ میں نے عرض کیا (یمن کے مشہور قبیلہ اَزد کی ایک شاخ) دَوس سے تعلق رکھتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حیرت ظاہر کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا ''مجھے گمان نہیں تھا کہ قبیلہ دَوس میں کوئی ایسا شخص بھی ہوسکتا ہے جس میں نیکی و بھلائی ہو'' (ترمذی)

عربوں سے عداوت نہ رکھنے کی تاکید

(۲۰۳۰) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرمانے لگے ''مجھ سے دشمنی نہ رکھنا ورنہ تم اپنے دین سے جدا ہو جاؤ گے۔'' میں نے (یہ سنا تو حیرت سے) عرض کیا: بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں آپ سے دشمنی رکھوں؟ جب کہ آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں (اسلام کا) سیدھا راستہ دکھایا، آپ نے ارشاد فرمایا ''اگر تم عرب سے دشمنی رکھو گے تو گویا مجھ سے دشمنی رکھو گے۔'' (ترمذی)

اہل عرب سے دغابازی کرنے کا انجام

(۲۰۳۱) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جو شخص اہل عرب سے فریب و دغابازی کرے گا وہ میری شفاعت میں داخل نہیں ہوگا اور نہ اس کو میری دوستی کی سعادت حاصل ہوگی۔'' (ترمذی)

قرب قیامت کی ایک نشانی

(۲۰۳۲) حضرت اُم حریر جو ایک صحابی حضرت طلحہ بن مالک کی آزاد کردہ باندی

ہیں، کہتی ہیں کہ میں نے اپنے آقا (حضرت طلحہ) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے "قرب قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت اہل عرب کا ہلاک ہو جانا ہے۔" (ترمذی)

چار قبیلوں کی خصوصیات

(۲۰۳۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "خلافت و بادشاہی قریش میں ہے، قضاء انصار میں ہے، اذان حبشیوں میں ہے، اور امانت اَزْد میں ہے، اور اَزْد سے مراد تمام اہل یمن ہیں" (ترمذی)

(فصل سوم)

قریش کے بارے میں حضور ﷺ کی پیشین گوئی

(۲۰۳۴) حضرت عبداللہ بن مطیع تابعی (جو ساداتِ قریش میں سے ہیں) اپنے والد (حضرت مطیع رضی اللہ عنہ) سے (جن کا اصل نام عاصی یا عاص تھا، اور آنحضرت ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر کے مُطِیع رکھ دیا تھا) روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ کے دن یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ "آج کے بعد قیامت کے دن تک کسی قریشی کو حبس و قید کر کے نہیں مارا جائے گا۔" (یہ اور بات ہے کہ دشمن سے مقابلہ پر جنگ میں مارے جائیں) (مسلم)

حجاج کی بدسلوکی اور حضرت اسماء کی حق گوئی

(۲۰۳۵) حضرت ابونوفل معاویہ بن مسلم تابعی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر (کی نعش) کو مدینہ (کے راستہ پر واقع مکہ) کی گھاٹی میں (ایک سولی پر

لٹکے ہوئے) دیکھا۔ابونوفل کہتے ہیں کہ قریش کے لوگوں نے اس نعش کے پاس آنا جانا شروع کیا اور دوسرے لوگ بھی آتے جاتے رہے، یہاں تک کہ حضرت عبداللہ بن عمر بھی وہاں آئے اور نعش کے سامنے کھڑے ہوکر یوں کہا: اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ اے اَبُو خُبَیْب! اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ اے اَبُو خُبَیْب! اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ اے اَبُو خُبَیْب! آگاہ ہو، خدا کی قسم! میں تم کو اس کام سے منع کرتا تھا، آگاہ ہو، خدا کی قسم! میں تم کو اس کام سے منع کرتا تھا، آگاہ ہو، خدا کی قسم! میں تم کو اس کام سے منع کرتا تھا۔ (تین مرتبہ یہ الفاظ کہنے کے بعد پھر انہوں نے کہا) آگاہ ہو، خدا کی قسم! میں جانتا ہوں کہ تم بہت زیادہ روزے رکھنے والے، بہت زیادہ شب بیدار اور اہل قرابت سے بہت زیادہ احسان وسلوک کرنے والے تھے، آگاہ ہو! خدا کی قسم! وہ گروہ جس کی نظر میں تم برے ہو، یقیناً وہ برا، اور بدتر گروہ ہے (اور ایک روایت میں لَاُمَّةُ سُوْءٍ کے بجائے لَاُمَّةُ خَیْرٍ کے الفاظ ہیں) اس کے بعد حضرت ابن عمر وہاں سے چلے گئے۔

پھر جب یہ خبر حجاج کے پاس پہنچی کہ عبداللہ بن عمر نے (عبداللہ بن زبیر کی نعش کے پاس) کھڑے ہوکر ایسا ایسا کہا ہے تو اس نے (فوراً) ایک آدمی بھیجا اور نعش کو اس لکڑی (یعنی سولی) پر سے اتروا کر یہودیوں کے قبرستان میں ڈلوا دیا، پھر حجاج نے ابن زبیر کی والدہ حضرت اسماء کے پاس ایک آدمی بھیجا (اور ان کو طلب کیا) حضرت اسماء نے اس کے پاس جانے سے انکار کردیا۔ حجاج نے دوبارہ آدمی بھیجا اور کہلایا کہ یا تو فوراً چلی آؤ، ورنہ میں ایک ایسے آدمی کو بھیجوں گا جو تمہاری چوٹی پکڑ کر کھینچتا ہوا یہاں لائے گا، ابونوفل کہتے ہیں کہ حضرت اسماء نے پھر انکار کردیا اور حجاج کو کہلا بھیجا کہ خدا کی قسم! میں تیرے پاس ہرگز نہیں آؤں گی، یہاں تک کہ تو میرے پاس ایسے آدمی کو بھیجے جو میری چوٹیاں پکڑ کر مجھے کھینچتا ہوا لے جائے۔

راوی کہتے ہیں کہ حجاج (نے یہ سنا تو آگ بگولا ہوگیا اور بڑے غضبناک انداز میں) بولا لاؤ میری جوتیاں میرے سامنے رکھو۔ پھر اس نے اپنی جوتیاں پیروں میں

ڈالیں اور اکڑتا اتراتا ہوا تیز تیز چل کر حضرت اسماء کے پاس پہنچا، اور ان سے کہا: تم نے اس دشمن خدا (یعنی اپنے بیٹے ابن زبیر) کے ساتھ سلوک کرنے میں مجھے کیسا پایا؟ حضرت اسماء بولیں: میں نے تجھے ایسا پایا کہ تو نے اس کی دنیا تباہ کردی اور اس نے تیری عاقبت کو برباد کردیا، اور ہاں مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو میرے بیٹے ابن زبیر کو "دو کمر بند والی عورت" کا بیٹا کہا کرتا تھا (تو سن لے) خدا کی قسم! میں بلاشبہ دو کمر بند والی عورت ہوں، ان میں سے ایک کمر بند تو وہ تھا جس کے ذریعہ میں آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر کا کھانا جانوروں سے محفوظ رکھتی تھی، اور دوسرا کمر بند عورت کا وہ کمر بند تھا جس سے کوئی عورت بے پروا نہیں ہوسکتی، اور یاد رکھ ہم سے رسول خدا ﷺ نے یہ بات بیان فرمائی تھی کہ قبیلہ ثقیف میں ایک نہایت درجہ کا جھوٹا شخص پیدا ہوگا اور ایک نہایت درجہ کا مفسد وہلاکو، پس بڑے جھوٹے کو ہم نے دیکھ لیا، اور رہا بڑا مفسد وہلاکو تو میں سمجھتی ہوں وہ تو ہی ہے۔ راوی ابونوفل کا بیان ہے کہ (یہ الفاظ سن کر) حجاج، حضرت اسماء کے پاس سے اُٹھ کھڑا ہوا اور ان کو کوئی جواب نہیں دیا۔ (مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا خروج سے انکار

(۲۰۳۶) حضرت نافع (جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں) روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر سے ہنگامہ آرائی کے زمانہ میں (ان کی شہادت سے پہلے) دو شخص حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ لوگوں نے (خلافت وامارت کے بارے میں اختلاف ونزاع اور ہنگامہ آرائی کی صورت میں) جو کچھ کیا اس کو آپ دیکھ رہے ہیں، اور آپ حضرت عمر فاروق کے بیٹے ہیں (جو خلیفہ تھے) نیز آپ، رسول خدا ﷺ کے صحابی بھی ہیں، پھر آخر کیا چیز مانع ہے کہ آپ (خلافت وامارت حاصل کرنے کے لیے) خروج نہیں کررہے ہیں؟ حضرت عبداللہ بن [illegible] ن کر) فرمایا "جو چیز میرے لیے مانع ہے، وہ میرا یہ علم ہے کہ

مسلمان بھائی کا خون بہانا اللہ تعالیٰ نے میرے لیے حرام کر دیا ہے۔" ان دونوں نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ہے ﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ﴾ (یعنی لڑو تم لوگوں سے یہاں تک کہ فتنہ ختم ہو جائے) حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا "ہم (آنحضرت ﷺ اور خلفاء راشدین کے ساتھ) ان لوگوں سے یقیناً لڑے یہاں تک کہ فتنہ یعنی کفر و شرک کا خاتمہ ہو گیا اور صرف اللہ کا دین اسلام رہ گیا، اور (اب) تم یہ چاہتے ہو کہ جنگ و جدال کرو تا کہ ان (مسلمانوں) میں فتنہ پھیل جائے، اور غیر اللہ کا دین قائم ہو جائے۔" (بخاری)

قبیلہ دوس کے حق میں حضور ﷺ کی دعا

(۲۰۳۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ طُفَیل بن عَمْرو دَوْسِیُ رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! قبیلہ دَوس ہلاک ہو گیا (یعنی اس قبیلہ کے لوگوں نے قبولِ اسلام اور اطاعت دین سے انکار کر کے خود کو ہلاکت و تباہی کا حقدار بنا لیا ہے) لہٰذا آپ اس قبیلہ کے لیے بد دعا کیجیے (کہ اللہ تعالیٰ اس پر عذاب مسلط کرے) لوگوں نے خیال کیا کہ آنحضرت ﷺ اس قبیلہ کے لیے بد دعا کریں گے، لیکن آپ نے دعا فرمائی "الٰہی! قبیلہ دَوس کو راہِ راست دکھا اور ان (کے دلوں) کو دین کی طرف مائل فرما دے!" (بخاری، مسلم)

عربوں سے محبت رکھنے کی تاکید

(۲۰۳۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "تین (۳) باتوں کی بناء پر تمہیں عرب سے محبت رکھنی چاہیے، ایک اس وجہ سے کہ میں عربی ہوں، دوسری اس وجہ سے کہ قرآن پاک عربی ہے، اور تیسری اس وجہ سے کہ جنتیوں کی زبان عربی ہے۔" (بیہقی)

صحابہ کرام کے مناقب وفضائل کا بیان

(فصل اول)

صحابہ کرام کی مذمت نہ کرو

(۲۰۳۹) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تم میرے صحابہ کو برا نہ کہو، اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو اس کا ثواب میرے صحابہ کے ایک مُد یا آدھے مُد کے ثواب کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔'' (بخاری، مسلم)

امن وسلامتی کے محافظ

(۲۰۴۰) حضرت ابوبُردہ اپنے والد (حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ (ایک دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف اپنا سر مبارک اٹھایا، اور آپ اکثر (وحی کے انتظار میں) آسمان کی طرف دیکھا کرتے تھے، پھر ارشاد فرمایا:

''ستارے آسمان کے لیے امن وسلامتی کا باعث ہیں، جس وقت یہ ستارے جاتے رہیں گے تو آسمان کے لیے وہ چیز آجائے گی جو موعود ومقدر ہے، اور میں اپنے صحابہ کے لیے امن وسلامتی کا باعث ہوں، جب میں (اس دنیا سے) چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ پر وہ چیز آپڑے گی جو موعود ومقدر ہے۔ اور میرے صحابہ میری امت کے لیے امن وسلامتی کا باعث ہیں، جب میرے صحابہ (اس دنیا سے) رخصت ہو جائیں گے تو میری امت پر وہ چیز آپڑے گی جو موعود ومقدر ہے۔'' (مسلم)

صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے ادوار

(۲۰۴۱) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرنے کے لیے نکلے گی، پھر وہ لوگ (آپس میں) ایک دوسرے سے پوچھیں گے: کیا تمہارے درمیان کوئی ایسا شخص بھی ہے جس کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل ہوا ہے؟ وہ جواب میں کہیں گے: ہاں (ہمارے درمیان صحابی رسول موجود ہیں) پس ان لوگوں کو فتح و کامیابی سے نوازا جائے گا (یعنی صحابی کی برکت وشوکت سے دشمنوں کے مقابلہ پر ان کو فتح حاصل ہوگی)

پھر لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ ایک جماعت جہاد کے لیے نکلے گی، پھر وہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھیں گے: کیا تمہارے درمیان کوئی ایسا شخص بھی موجود ہے جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہے؟ (جس کو تابعی کہتے ہیں) وہ جواب میں کہیں گے: ہاں (ہمارے درمیان تابعی موجود ہیں) پس (تابعی کی برکت سے) ان کو فتح و کامیابی سے نوازا جائے گا۔

پھر لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کے لیے نکلے گی، پھر وہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھیں گے: کیا تمہارے درمیان کوئی ایسا شخص بھی ہے جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے صحبت یافتہ حضرات کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہے؟ (جس کو تبع تابعی کہتے ہیں) وہ جواب میں کہیں گے: ہاں (ہمارے درمیان تبع تابعی موجود ہیں) پس (تبع تابعی کی برکت سے) ان لوگوں کو فتح و کامیابی سے نوازا جائے گا'' (بخاری، مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگوں میں سے ایک لشکر (دشمنوں کے مقابلہ پر لڑنے کے لیے)

بھیجا جائے گا، پھر وہ اہل لشکر آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے کہ ذرا دیکھو! تمہارے درمیان رسول خدا ﷺ کے صحابہ میں سے کوئی موجود ہے؟ پھر (تلاش کرنے کے بعد) پتہ چلے گا کہ (لشکر میں) ایک صحابی موجود ہیں۔ پس (ان صحابی کی برکت سے) اس لشکر کو فتح حاصل ہوگی۔

اس کے بعد (اگلے زمانہ) میں دوسرا لشکر (کسی دوسرے علاقہ کی طرف دشمنوں کے مقابلہ پر) روانہ کیا جائے گا، پھر وہ اہل لشکر آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے کہ ذرا دیکھو! تمہارے درمیان کوئی ایسا شخص موجود ہے جس نے رسول خدا ﷺ کے صحابہ کو دیکھا ہو؟ پھر (تلاش کرنے پر) پتہ چلے گا کہ (لشکر میں) ایک ایسے شخص یعنی تابعی موجود ہیں۔ پس (ان تابعی کی برکت سے) اس لشکر کو فتح حاصل ہوگی۔

پھر اس کے بعد (اگلے زمانہ میں) تیسرا لشکر روانہ کیا جائے گا، پھر وہ اہل لشکر آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے کہ ذرا دیکھو! تمہارے درمیان کوئی ایسا شخص موجود ہے جس نے کسی ایسے شخص کو دیکھا ہو جس نے رسول خدا ﷺ کے صحابہ کو دیکھا ہے؟ (تلاش کرنے پر) پتہ چلے گا کہ (لشکر میں) ایک ایسے شخص موجود ہیں، پس (ان تبع تابعی کی برکت سے) اس لشکر کو فتح حاصل ہوگی۔

پھر اس کے بعد (اگلے زمانہ میں) چوتھا لشکر روانہ کیا جائے گا، پھر وہ اہل لشکر آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے کہ ذرا دیکھو! تمہارے درمیان کوئی ایسا شخص موجود ہے جس نے تبع تابعین میں سے کسی شخص کو دیکھا ہو؟ (تلاش کرنے پر) پتہ چلے گا کہ (لشکر میں) ایک ایسے شخص موجود ہیں۔ پس (ان کی برکت سے) اس لشکر کو فتح حاصل ہوگی۔

امت کے بہترین لوگ

(۲۰۴۲) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے

ارشاد فرمایا ''میری امت کے بہترین لوگ میرے قرن کے لوگ (یعنی صحابہ) ہیں۔ پھر وہ لوگ جو ان سے متصل ہیں (یعنی تابعین) پھر وہ لوگ جو ان سے متصل ہیں (یعنی تبع تابعین) پھر ان قرنوں کے بعد کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو خود بخود گواہی دیں گے اور ان سے کوئی گواہی کی درخواست نہیں کرے گا، نیز وہ لوگ خیانت کریں گے، اور ان کی دیانت و امانت پر اعتماد نہیں کیا جائے گا، اور نذر مانیں گے، اور اپنی نذر کو پورا نہیں کریں گے، اور ان میں موٹاپا اور فربہی پیدا ہوگی۔'' اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ''وہ لوگ (بلاضرورت و بلاوجہ) قسمیں کھائیں گے حالانکہ ان کو قسم نہیں دلائی جائے گی۔'' (بخاری، مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں جس کو ابوہریرہ روایت کرتے ہیں یوں ہے: پھر ان کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو فربہی کو پسند کریں گے۔

(فصل دوم)

برگزیدہ اور بزرگ ترین لوگ

(۲۰۴۳) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میرے اصحاب کی تعظیم کرو کیوں کہ وہ تمہارے برگزیدہ اور بزرگ ترین لوگ ہیں، پھر وہ لوگ جو ان سے قریب ہیں (یعنی تابعین) پھر وہ لوگ جو ان سے قریب ہیں (یعنی تبع تابعین) اور اس کے بعد جھوٹ ظاہر ہو جائے گا یہاں تک کہ ایک شخص قسم کھائے گا، جب کہ اس سے قسم کھانے کا مطالبہ نہ ہوگا، اور گواہی دے گا حالانکہ اس سے گواہی دینے کو نہ کہا جائے گا۔

یاد رکھو! جو شخص جنت کے بالکل درمیان رہنا چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ جماعت کو لازم پکڑے کیوں کہ شیطان اس شخص کا ساتھی بن جاتا ہے جو تنہا ہوتا ہے، اور شیطان

دو شخصوں سے دور بھاگتا ہے، اور کوئی مرد کسی اجنبی یعنی غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی میں ہرگز نہ رہے کیوں کہ ان کا تیسرا ساتھی شیطان ہوتا ہے (جوان دونوں کو بہکانے سے ہرگز نہیں چوکے گا) اور جس شخص کو اس کی نیکی خوش کرے، اور اس کی بدی اس کو غمگین و پریشان کردے وہ مومن ہے۔'' (نسائی)

صحابہ اور تابعین کی فضیلت

(۲۰۴۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''اس مسلمان کو (دوزخ کی) آگ نہ چھوئے گی جس نے مجھ کو دیکھا ہے، یا اس شخص کو دیکھا ہے جس نے مجھ کو دیکھا ہو۔'' (ترمذی)

صحابہ کو برا نہ کہو

(۲۰۴۵) حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (پوری امت کو خطاب کرکے) ارشاد فرمایا ''اللہ سے ڈرو۔ پھر اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے حق میں، (پھر دوبارہ آپ نے فرمایا:) اللہ سے ڈرو، پھر اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے حق میں، میرے بعد تم ان (صحابہ) کو ملامت کا نشانہ نہ بنانا (یاد رکھو) جو شخص ان کو دوست رکھتا ہے وہ مجھ سے دوستی رکھنے کی وجہ سے ان کو دوست رکھتا ہے، اور جو شخص ان سے دشمنی رکھتا ہے وہ مجھ سے دشمنی رکھنے کی وجہ سے ان سے دشمنی رکھتا ہے، اور جس شخص نے ان کو اذیت پہنچائی اس نے گویا مجھ کو اذیت پہنچائی، اور جس شخص نے مجھ کو اذیت پہنچائی، اس نے گویا خدا کو اذیت پہنچائی اور جس شخص نے خدا کو اذیت پہنچائی تو وہ دن دور نہیں جب خدا اس کو پکڑے گا۔'' (ترمذی)

امت میں صحابہ کی مثال

(۲۰۴۶)حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میری امت کے درمیان میرے صحابہ کی مثال کھانے میں نمک کی سی ہے، کھانا اس وقت تک اچھا یعنی خوش ذائقہ نہیں ہوتا جب تک اس میں نمک نہ ہو۔''

حضرت حسن بصری نے (اس حدیث کو سن کر) فرمایا: ہمارا نمک جاتا رہا پھر ہم اچھے کیسے ہوں؟ (بغوی، اَبُوْ یَعْلٰی)

صحابہ کی عظیم فضیلت

(۲۰۴۷)حضرت عبداللہ بن بُریدہ اپنے والد (حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ) سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میرے صحابہ میں سے جو شخص جس زمین میں مرے گا وہاں اپنی قبر سے قیامت کے دن اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ اس زمین کے لوگوں کو جنت کی طرف کھینچ کر لے جانے والا، اور ان کے لیے نور (یعنی جنت کا راستہ دکھانے والا) ہوگا۔'' (ترمذی)

(فصل سوم)

ایک قابل لعنت حرکت

(۲۰۴۸)حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا کہتے ہیں تو تم کہو: اللہ کی لعنت ہو تمہاری بری حرکت پر۔'' (ترمذی)

صحابہ ستاروں کے مانند ہیں

(۲۰۴۹) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ”میں نے اپنے پروردگار سے اپنے صحابہ کے درمیان اختلاف کے بارے میں پوچھا جو (شریعت کے فروعی مسائل میں) میرے بعد واقع ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ مجھ کو آگاہ کیا کہ اے محمد! تمہارے صحابہ میرے نزدیک ایسے ہیں جیسے آسمان میں ستارے (جس طرح) ان ستاروں میں سے بعض زیادہ روشن ہیں، لیکن روشنی ان میں سے ہر ایک میں ہے (اسی طرح آپ کے صحابہ میں سے ہر ایک اپنی اپنی استعداد کے مطابق نور ہدایت رکھتا ہے) پس جس شخص نے (فقہی مسائل میں) ان کے اختلافوں میں سے کسی چیز کو اختیار کرلیا میرے نزدیک وہ ہدایت پر ہے۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں، پس ان میں سے تم جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے“ (رزین)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مناقب وفضائل کا بیان

(فصل اول)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فیاضی

(۲۰۵۰) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ”انسانوں میں سب سے زیادہ مجھ پر اپنا وقت اور اپنا مال خرچ

کرنے والے ابوبکر ہیں، اگر میں کسی شخص کو اپنا خلیل یعنی سچا جانی دوست بناتا تو یقیناً ابوبکر کو ایسا دوست بناتا، تاہم اسلامی اخوت و محبت باقی ہے۔ مسجد نبوی میں ابوبکر کے گھر کی کھڑکی کے علاوہ اور کوئی کھڑکی باقی نہ رکھی جائے۔''

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ (آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا) ''اگر میں اللہ کے سوا کسی کو اپنا خلیل بناتا تو یقیناً ابوبکر ہی کو خلیل بناتا۔'' (بخاری، مسلم)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ: حضور ﷺ کے رفیق وساتھی

(۲۰۵۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''اگر میں کسی کو ''خلیل'' بناتا تو ابوبکر کو ''خلیل'' بناتا، تاہم ابوبکر میرے بھائی ہیں اور میرے رفیق وساتھی ہیں۔ اور تمہارے صاحب کو (یعنی مجھ کو) اللہ نے اپنا خلیل بنالیا ہے۔'' (مسلم)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت کی وصیت

(۲۰۵۲) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے اپنے مرضِ وفات میں (ایک دن) مجھ سے ارشاد فرمایا: ''اپنے باپ ابوبکر اور اپنے بھائی (عبدالرحمٰن) کو میرے پاس بلوالو، تاکہ میں ایک تحریر لکھ دوں، کیونکہ مجھ کو اندیشہ ہے کہ خلافت کا کوئی آرزومند، آرزو کرے۔ اور کوئی کہنے والا یہ کہے کہ (خلافت کا مستحق) میں ہوں حالانکہ ابوبکر کی موجودگی میں کوئی شخص خلافت کا مستحق نہیں ہوسکتا ، اور ابوبکر کے علاوہ کسی کی خلافت کو نہ اللہ چاہے گا اور نہ اہل ایمان تسلیم کریں گے۔'' (مسلم)

(۲۰۵۳) حضرت جُبَیْر بن مُطْعِمْ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور کسی حاجت کے بارے

میں آپ سے گفتگو کی تو آپ نے اس کو حکم دیا کہ وہ کسی اور وقت آپ کے پاس آئے (تا کہ اس کی حاجت پوری کی جائے) اس عورت نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر میں آئی اور آپ کو نہ پایا (تو پھر کیا کروں؟) راوی کہتے ہیں کہ آپ کو نہ پانے سے وہ عورت آپ کی وفات مراد لے رہی تھی، آنحضرت ﷺ نے اس سے ارشاد فرمایا ''اگر تم مجھ کو نہ پاؤ تو ابوبکر کے پاس چلی جانا'' (بخاری، مسلم)

ابوبکر رضی اللہ عنہ: محبوب ترین صحابی

(۲۰۵۴) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ان کو ایک لشکر کا امیر (کمانڈر) بنا کر ذاتِ سَلاسِلْ بھیجا (جو ایک جگہ کا نام ہے) وہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے پوچھا: آپ کو سب سے زیادہ کس سے محبت ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا ''عائشہ سے'' میں نے عرض کیا: میرا سوال مردوں کے بارے میں ہے (کہ مردوں میں سب سے زیادہ عزیز اور محبوب آپ کے نزدیک کون ہے؟) آپ نے ارشاد فرمایا ''عائشہ کے باپ یعنی ابوبکر'' میں نے پوچھا: ان کے بعد پھر کون (آپ کو زیادہ عزیز و محبوب ہے؟) ارشاد فرمایا :عمر، اس کے بعد (میرے پوچھنے پر) آپ نے متعدد لوگوں کا ذکر کیا، پھر میں اس خوف سے خاموش ہوگیا کہ کہیں میرا نام سب سے آخر میں نہ آئے (یعنی جب آپ میرے پوچھنے پر دوسرے لوگوں کے نام لیتے رہے تو پھر میں نے آگے نہ پوچھنا ہی بہتر جانا کہ میرا نام کہیں سب سے آخر میں نہ آئے) (بخاری، مسلم)

صحابہ میں سب سے بہتر اور افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں

(۲۰۵۵) حضرت مُحَمَّدْ بن حَنَفِیَّہْ رضی اللہ عنہ (جو حضرت فاطمہ زہرا کے علاوہ دوسری بیوی کے بطن سے حضرت علی کے فرزند ہیں) فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے

والد ماجد (حضرت علی) سے پوچھا: نبی کریم ﷺ کے بعد کون شخص سب سے بہتر و افضل ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: حضرت ابوبکر، پھر میں نے پوچھا: حضرت ابوبکر کے بعد کون شخص سب سے بہتر و افضل ہے؟ انہوں نے فرمایا: حضرت عمر (مُحَمَّد بِن حَنَفِیَّہ کہتے ہیں کہ) مجھے یہ خدشہ ہوا کہ (اگر میں نے پوچھ لیا کہ حضرت عمر کے بعد کون شخص سب سے بہتر و افضل ہے تو) کہیں وہ یہ نہ کہہ دیں کہ حضرت عثمان، اس لیے میں نے (سوال کا عنوان بدل کریوں) کہا: پھر (حضرت عمر کے بعد) سب سے بہتر و افضل آپ ہے؟ انہوں نے (یہ سن کر) فرمایا ''میں تو بس ایک مسلمان مرد ہوں۔''
(بخاری)

(۲۰۵۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم یعنی صحابہ، نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں (صحابہ میں سے) کسی کو بھی حضرت ابوبکر کے برابر نہیں سمجھتے تھے، ان کے بعد حضرت عمر کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے، اوران کے بعد حضرت عثمان کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے، پھر حضرت عثمان کے بعد نبی کریم ﷺ کے صحابہ کو ان کے حال پر چھوڑ دیتے تھے۔ کہ ان کے درمیان کسی کو کسی پر فضیلت نہیں دیتے تھے۔

اور ابوداؤد کی روایت میں یوں ہے کہ حضرت ابن عمر نے فرمایا: ہم رسول خدا ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں کہا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کی امت میں آپ کے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر ہیں، پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہم۔

(فصل دوم)

حضور ﷺ پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا احسان

(۲۰۵۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ایسا کوئی شخص نہیں ہے جس نے ہم پر کوئی احسان کیا ہو، اور ہم نے اس کا بدلہ اس کو نہ

چکا دیا ہو علاوہ ابوبکر کے، کیوں کہ ابوبکر نے ہمارے ساتھ جو عظیم سلوک کیا ہے اس کا کامل بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہی ان کو عطا کرے گا، اور کسی شخص کے مال نے مجھ کو اتنا فائدہ نہیں پہنچایا جتنا ابوبکر کے مال نے پہنچایا ہے۔ اگر میں کسی کو اپنا خلیل یعنی جانی دوست بناتا تو یقیناً ابوبکر کو اپنا خلیل بناتا، یاد رکھو! تمہارے صاحب (یعنی رسول اللہ ﷺ) اللہ کے خلیل ہیں" (ترمذی)

ابوبکر رضی اللہ عنہ: سب سے افضل اور چہیتے صحابی

(۲۰۵۸) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا "حضرت ابوبکر (حسب ونسب کے اعتبار سے) ہمارے سردار ہیں، (علم وعمل اور کارِ خیر کے اعتبار سے) ہم میں سب سے افضل ہیں، اور رسول خدا ﷺ کے سب سے زیادہ چہیتے ہیں۔" (ترمذی)

ابوبکر رضی اللہ عنہ: غار و کوثر کے ساتھی

(۲۰۵۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے حضرت ابوبکر سے (ایک دن) یوں ارشاد فرمایا "تم غار میں میرے ساتھی تھے، اور حوض کوثر پر بھی میرے ساتھی رہو گے" (ترمذی)

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت وقیادت

(۲۰۶۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "جس قوم و جماعت میں ابوبکر موجود ہوں اس کے لیے موزوں نہیں ہے کہ اس کی امامت (وقیادت) ابوبکر کے علاوہ کوئی اور شخص کرے۔" (ترمذی)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایثار

(۲۰۶۱) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ (ایک موقع پر) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کا حکم دیا، اور حسن اتفاق سے اس وقت میرے پاس بہت مال تھا، لہٰذا میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر میں کسی دن ابوبکر سے بازی لے جا سکتا ہوں تو وہ آج کا دن ہے، حضرت عمر فرماتے ہیں: پھر میں نے اپنا آدھا مال لا کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (اتنا زیادہ مال و اسباب دیکھ کر) مجھ سے پوچھا ''گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟'' میں نے عرض کیا: جتنا لایا ہوں اتنا ہی گھر والوں کے لیے چھوڑ آیا ہوں۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر آئے، اور ان کے پاس جو کچھ تھا سب لا کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا ''گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟ حضرت ابوبکر نے جواب دیا'' ان کے لیے اللہ اور اللہ کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔ (حضرت عمر فرماتے ہیں کہ) میں نے اپنے دل میں کہا: ابوبکر پر میں کبھی بھی سبقت نہیں لے جا سکتا۔ (ترمذی، ابوداؤد)

عتیق نام کی وجہ تسمیہ

(۲۰۶۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (ایک دن) حضرت ابوبکر، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے فرمایا ''تم دوزخ کی آگ سے اللہ کے آزاد کردہ ہو۔'' اسی دن سے ان کا نام ''عتیق'' (آزاد کردہ) پڑ گیا۔ (ترمذی)

قبر سے سب سے پہلے اُٹھنے والے حضرات

(۲۰۶۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جو لوگ زمین سے برآمد ہوں گے ان میں سب سے پہلا شخص میں ہوں گا (یعنی قیامت کے دن سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی اور اپنی قبر سے اُٹھنے والا سب سے پہلا شخص میں ہوں گا) میرے بعد ابوبکر اور ان کے بعد عمر (اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے) پھر میں بقیع قبرستان کے مدفونوں کے پاس آؤں گا اور ان کو ان کی قبروں سے اٹھا کر میرے ساتھ جمع کیا جائے گا، پھر میں اہل مکہ کا انتظار کروں گا یہاں تک کہ (ان کو میرے ساتھ جمع کیا جائے گا، پھر) مجھے حرمین یعنی اہل مکہ اور اہل مدینہ کے درمیان میدانِ حشر میں پہنچایا جائے گا'' (ترمذی)

جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے صحابی

(۲۰۶۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے، اور انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا، پھر انہوں نے مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھلایا جس سے میری امت کے لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔'' حضرت ابوبکر نے (یہ ارشاد سن کر) عرض کیا: یا رسول اللہ! میں بھی چاہتا ہوں کہ کاش اس وقت آپ کے ساتھ ہوتا تو مجھے بھی جنت کا وہ دروازہ دیکھنا نصیب ہو جاتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ابوبکر! آگاہ رہو! میری امت میں سے جو لوگ جنت میں داخل ہوں گے ان میں سب سے پہلے شخص تم ہی ہو گے۔''

(ابوداؤد)

(فصل سوم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آرزو

(۲۰۶۵) سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) ان کے سامنے حضرت ابوبکر صدیق کا ذکر چھڑ گیا تو وہ (ان کی پاکیزہ و بلند قدر زندگی کو یاد کر کے) رونے لگے، پھر بولے ''میں آرزو رکھتا ہوں کہ کاش میری پوری زندگی کے اعمال حضرت ابوبکر کے دنوں میں سے ایک دن کے عمل کے برابر، اور ان کی راتوں میں سے ایک رات کے عمل کے برابر ہو جاتے!!

اور ابوبکر کی رات سے وہ رات مراد ہے جس میں وہ رسول خدا ﷺ کے ساتھ غار ثور کی طرف روانہ ہوئے، جب آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر اس غار پر پہنچے (اور آنحضرت ﷺ نے غار میں داخل ہونا چاہا) تو حضرت ابوبکر نے کہا: خدا کے واسطے آپ س غار میں ابھی داخل نہ ہوں، پہلے میں اندر جاتا ہوں تاکہ اگر اس میں کوئی موذی چیز (جیسے سانپ بچھو وغیرہ) ہو تو وہ آپ کے بجائے مجھ کو ضرر پہنچائے۔ اور (یہ کہہ کر) حضرت ابوبکر (آنحضرت ﷺ سے پہلے) غار میں داخل ہوئے، اور اس کو جھاڑ جھنک کر صاف کیا، پھر انہوں نے غار کے ایک کونے میں کئی سوراخ دیکھے تو ان میں سے بیشتر سوراخوں کو انہوں نے اپنے تہبند میں سے چیتھڑے پھاڑ کر بند کر دیا، اور دو سوراخ باقی رہ گئے، ان کے منہ پر وہ اپنے دونوں پاؤں (کی ایڑیاں) اڑا کر بیٹھ گئے (تا کہ کسی زہریلے اور موذی جانور کے نکلنے کی کوئی راہ باقی نہ رہے) پھر انہوں نے رسول خدا ﷺ سے عرض کیا: اب اندر تشریف لے آیئے! چنانچہ رسول خدا ﷺ غار میں داخل ہوئے، اور اپنا سر مبارک حضرت ابوبکر کی گود میں رکھ کر سو گئے۔ اسی دوران ایک سوراخ کے اندر سے سانپ نے حضرت ابوبکر کے پاؤں میں

کاٹ لیا لیکن (وہ اسی طرح بیٹھے رہے، اور) اس ڈر سے اپنی جگہ سے حرکت بھی نہیں کی کہ کہیں رسول خدا ﷺ جاگ نہ جائیں۔ آخر کار (شدتِ تکلیف سے) ان کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل پڑے، اور رسول خدا ﷺ کے چہرۂ مبارک پر گرے (جس سے آپ کی آنکھ کھل گئی) آپ نے (ان کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو) پوچھا "ابوبکر! تمہیں کیا ہوا؟" انہوں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے (کسی زہریلے جانور یعنی سانپ نے) کاٹ لیا ہے، آنحضرت ﷺ نے (یہ سن کر) اپنا مبارک لعابِ دہن (ان کے پاؤں میں کاٹی ہوئی جگہ پر) ٹپکا دیا اور (تکلیف واذیت کی) جو کیفیت ان کو محسوس ہو رہی تھی وہ فوراً جاتی رہی۔ اسی سانپ کا وہ زہر تھا جو حضرت ابوبکر پر دوبارہ اثر انداز ہوا۔ اور اسی کے سبب ان کی موت واقع ہوئی۔

اور ابوبکر کے دن سے وہ دن مراد ہے جب رسول خدا ﷺ نے اس دنیا سے رخصت فرمائی تھی۔ اور بعض عرب قبائل مرتد ہو گئے تھے، ان (قبائل کے) لوگوں نے کہا تھا کہ ہم زکوٰۃ ادا نہیں کریں گے۔ اس موقع پر حضرت ابوبکر کا کہنا تھا کہ اگر یہ لوگ (زکوٰۃ میں اونٹ کے پاؤں باندھنے کی) رسی بھی دینے سے انکار کریں گے تو یقیناً میں ان سے جہاد کروں گا۔ میں نے (ان کا یہ فیصلہ سن کر) عرض کیا تھا: اے رسول اللہ کے خلیفہ! (یہ بڑا نازک موقع ہے) آپ کو لوگوں سے الفت و خیر سگالی کا برتاؤ اور نرمی کا سلوک کرنا چاہیے (یہ سن کر) حضرت ابوبکر نے (بڑے تیکھے لہجہ میں) مجھے کہا تھا "کیا تم زمانۂ جاہلیت میں غیور و بہادر، اور قوی و غصہ ور تھے؟ اور اب زمانۂ اسلام میں بزدل و پست ہمت ہو گئے ہو؟ اس حقیقت کو نہ بھولو کہ وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے اور دین کامل ہو چکا ہے، کیا میرے ہوتے ہوئے دین ناقص اور کمزور ہو جائے گا؟ ہرگز نہیں ہونے دوں گا۔" (رزین)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مناقب وفضائل کا بیان

(فصل اول)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ مُحَدَّث تھے

(۲۰۶۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تم سے پہلی امتوں میں مُحَدَّث (اور مُلْهَمْ) ہوا کرتے تھے۔ اگر میری امت میں کوئی شخص مُحَدَّث (اور مُلْهَمْ) ہے تو بلا شبہ وہ عمر ہیں۔'' (بخاری، مسلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شیطان بھی ڈرتا تھا

(۲۰۶۷) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) حضرت عمر بن خطاب نے دروازے پر کھڑے ہو کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ اس وقت آپ کے پاس قریش کی چند خواتین یعنی ازواجِ مطہرات بیٹھی ہوئی باتیں کر رہی تھیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باآواز بلند نان ونفقہ میں اضافہ کا مطالبہ کر رہی تھیں، جب حضرت عمر اجازت طلب کر کے اندر داخل ہونے لگے تو وہ خواتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھ کر پردہ کے پیچھے چلی گئیں۔ حضرت عمر اندر داخل ہوئے تو (دیکھا کہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے ہیں۔ حضرت عمر نے (آپ کی مسکراہٹ دیکھ کر) کہا: اللہ آپ کے دانتوں کو ہمیشہ خنداں رکھے (لیکن آخر وہ کون سی بات ہے جس نے اس وقت آپ کو خنداں کر دیا ہے؟) آپ نے ارشاد فرمایا ''مجھے اس بات پر ہنسی آ گئی کہ یہ عورتیں میرے پاس بیٹھی ہوئی تھیں ہاور تمہاری آواز سنتے ہی (مارے ڈر کے) پردے کے پیچھے بھاگ گئیں۔''

حضرت عمر (نے یہ سنا تو ان خواتین کو مخاطب کر کے) بولے: اری اپنی جان کی دشمن عورتو! (یہ کیسی الٹی بات ہے کہ) مجھ سے تو ڈرتی ہو، اور رسول خدا ﷺ سے تم نہیں ڈرتی ہو، ان خواتین نے جواب دیا: ہاں (تم سے تو ڈرنا ہی چاہیے) کیوں کہ تم نہایت سخت خو اور سخت گو ہو (جب کہ رسول خدا ﷺ نہایت خوش مزاج اور خوش خلق ہیں) رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ابن خطاب! ان کو مزید نصیحت کرو (اور ان کے جواب کی طرف التفات نہ کرو) قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! (تم وہ شخص ہو کہ) اگر شیطان تمہیں کسی راستہ میں چلتا ہوا دیکھ لیتا ہے تو اس راستہ سے کترا کر دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے'' (بخاری، مسلم)

جنت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا محل

(۲۰۶۸) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا (معراج کی رات میں) جب میں جنت میں داخل ہوا تو اچانک دیکھا کہ میرے سامنے رُمَیصَاء ابوطلحہ کی بیوی موجود ہیں۔ پھر میں نے قدموں کی چاپ سنی تو پوچھا: یہ کون شخص ہے؟ (جس کے چلنے پھرنے کی آواز آرہی ہے) مجھے کسی نے بتایا کہ یہ بلال ہیں، اس کے بعد میں نے ایک عالیشان محل دیکھا جس کے ایک گوشہ میں (یا صحن میں) ایک نوجوان عورت (یعنی جنت کی حور) بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے پوچھا: یہ محل کس کا ہے؟ مجھ کو جنتیوں نے (یا اس محل پر متعین فرشتوں نے) بتایا کہ یہ محل عمر بن خطاب کا ہے (یہ سن کر) میں نے چاہا کہ محل میں جاؤں اور اس کو اندر سے بھی دیکھوں، لیکن پھر (اے عمر) مجھے تمہاری غیرت کا خیال آ گیا (کہ تمہارے محل کے اندر داخل ہونا تمہاری غیرت وحمیت کے منافی ہوگا اس لیے میں نے اندر جانے سے اجتناب کیا) حضرت عمر نے (یہ سنا تو) عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا میں آپ (کے داخل ہونے) سے غیرت کروں گا۔ (بخاری، مسلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دین داری

(۲۰۶۹) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''(ایک دن) جب کہ میں سو رہا تھا (خواب میں) دیکھا کہ (میری امت کے) کچھ لوگوں کو میرے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔ وہ سب کرتا پہنے ہوئے تھے جن میں سے بعض کے کرتے ان کے سینے تک تھے۔ اور بعض کرتے اس سے چھوٹے یا نیچے تھے، پھر جب عمر بن خطاب میرے سامنے پیش ہوئے تو ان کا کرتا اتنا لمبا تھا کہ زمین سے گھسٹ رہا تھا۔'' بعض صحابہ نے (یہ سن کر) پوچھا: یا رسول اللہ! (عمر کے اس لمبے کرتے کی) تعبیر آپ کیا بیان فرماتے ہیں۔ ارشاد فرمایا ''دینداری۔'' (بخاری، مسلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی علمی بزرگی

(۲۰۷۰) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ''میں سو رہا تھا کہ (خواب میں) دودھ سے بھرا ہوا پیالہ لا کر مجھے دیا گیا، میں نے اس دودھ کو پیا، پھر میں نے دیکھا کہ (اس دودھ کی) تری اور تازگی میرے ناخنوں سے پھوٹ رہی ہے، پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب کو (پینے کے لیے) دے دیا۔'' بعض صحابہ نے (یہ سن کر) عرض کیا: یا رسول اللہ! اس دودھ کی تعبیر میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ ارشاد فرمایا ''علم۔'' (بخاری، مسلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عظیم فضیلت

(۲۰۷۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ''میں سو رہا تھا کہ (خواب میں) دیکھا کہ میں ایک بغیر من کے کنویں پر ہوں جہاں ایک ڈول بھی رکھا ہوا ہے، میں نے (ڈول کے ذریعہ) اس

کنویں سے جتنا اللہ نے چاہا پانی کھینچا، میرے بعد ابوقحافہ کے بیٹے یعنی ابوبکر نے ڈول سنبھالا اور کنویں سے پانی کھینچنے لگے، لیکن وہ ایک یا دو ڈول سے زائد پانی نہیں کھینچ سکے۔ اور ان کے کھینچنے میں سستی اور کمزوری تھی، اور ان کی سستی و کمزوری کو اللہ تعالیٰ بخش دے گا، پھر وہ ڈول ایک چرس (یعنی بڑے ڈول) میں تبدیل ہوگیا، اور عمر بن خطاب نے اس کو لے لیا، پھر میں نے کسی جوان اور قوی تر شخص کو ایسا نہیں پایا جو عمر کی طرح اس چرس کے ذریعہ پانی کھینچتا ہو۔ چنانچہ (انہوں نے اتنا پانی کھینچا کہ نہ صرف تمام لوگ سیراب ہوئے اور انہوں نے اپنے اونٹوں کو سیراب کیا بلکہ) لوگوں نے (پانی کی فراوانی کے سبب) اس جگہ کو اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ بنالیا۔"

اور ابن عمر کی روایت میں یوں ہے کہ "پھر ابوبکر کے ہاتھ سے اس ڈول کو عمر بن خطاب نے لے لیا۔ جوان کے ہاتھ میں پہنچ کر چرس بن گیا، پھر میں نے کسی جوان اور قوی تر شخص کو ایسا نہیں پایا جو پانی کھینچنے میں عمر کی طرح چاق و چوبند اور طاقت ور ہو، چنانچہ انہوں نے (اتنا پانی کھینچا کہ) لوگوں کو سیراب کرڈالا اور (پانی کی فراوانی کے سبب) لوگوں نے اس جگہ کو اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ بنالیا۔" (بخاری، مسلم)

(فصل دوم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حق گوئی

(۲۰۷۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان پر اور ان کے قلب میں حق وصداقت کو جاری فرمادیا ہے۔" (ترمذی)

اور ابوداؤد کی روایت میں جو حضرت ابوذر سے مروی ہے یوں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان پر حق رکھ دیا ہے اس لیے وہ حق بات

کہتے ہیں (حق کے علاوہ کوئی بات ان کے منہ سے نہیں نکلتی)''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سنجیدگی

(۲۰۷۳) حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ہم (اہل بیت یا جماعت صحابہ) اس بات کو بعید نہیں جانتے تھے کہ حضرت عمر کی زبان پر سَکِیْنَت و طُمَانِیْنَت جاری ہوتی ہے۔ (یعنی حضرت عمر ایسی بات کہتے ہیں جس میں لوگوں کے لیے سکون اور اطمینان ہوتا ہے) (بیہقی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

(۲۰۷۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ (ایک رات) آپ نے دعا فرمائی ''الٰہی! ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ذریعے اسلام کو سربلند و غالب کردے (یعنی ان دونوں میں سے کسی ایک کو مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمادے تا کہ ان کے سبب دین اسلام کو طاقت نصیب ہو)'' چنانچہ اگلے ہی دن جب صبح ہوئی تو عمر بن خطاب، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر مسلمان ہوگئے، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد حرام میں علانیہ نماز پڑھی (احمد، ترمذی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بزرگی و برتری

(۲۰۷۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) سیدنا عمر فاروق نے سیدنا ابوبکر صدیق کو ان الفاظ میں مخاطب کیا'' اے وہ ذاتِ گرامی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب انسانوں سے بہتر ہے۔'' سیدنا ابوبکر صدیق نے (یہ سن کر) فرمایا'' (عمر!) اگر تم میرے بارے میں یہ کہتے ہو تو تم (خود اپنے بارے میں بھی) جان لو کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آفتاب کسی ایسے شخص پر طلوع نہیں ہوا جو عمر

سے بہتر ہو۔" (ترمذی)

(۲۰۷۶) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے۔" (ترمذی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خوف ورعب

(۲۰۷۷) حضرت بُرَیْدَہ اَسْلَمِی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ (ایک مرتبہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جہاد میں تشریف لے گئے، جب آپ واپس تشریف لائے تو ایک سیاہ فام چھوکری خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی: یا رسول اللہ! میں نے منت مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو (اس سفر جہاد سے) فتح وسلامتی کے ساتھ واپس لائے گا تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی اور (فتح وسلامتی کی شادمانی کے گیت) گاؤں گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ارشاد فرمایا "اگر تم نے واقعی منت مان رکھی ہے تو دَف بجالو ورنہ ایسا مت کرو۔" اس چھوکری نے دَف بجانا شروع کر دیا۔ اتنے میں ابوبکر (مسجد نبوی میں) داخل ہوئے، اور وہ چھوکری دَف بجاتی رہی، پھر علی آئے اور وہ اس وقت بھی دَف بجاتی رہی، پھر عثمان آئے تب بھی اس نے اپنا دَف بجانا جاری رکھا، پھر جب عمر آئے تو اس نے دَف کو اپنی سرین کے نیچے سرکا دیا، اور سرین کے بل بیٹھ گئی، اس پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "عمر! تم سے تو شیطان بھی خوف زدہ رہتا ہے۔ یہ چھوکری میری موجودگی میں دَف بجاتی رہی، پھر ابوبکر آئے تو اس وقت بھی بجاتی رہی، پھر علی آئے تو اس وقت بھی دَف بجاتی رہی پھر عثمان آئے تو اس وقت بھی بجاتی رہی، مگر اے عمر! جب تم آئے تو اس چھوکری نے دَف سرین کے نیچے چھپا دیا۔" (ترمذی)

(۲۰۷۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (میرے پاس) بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک پرشور آواز ہمارے کانوں میں

آئی، پھر ہم نے بچوں کا شور وغل سنا، رسول خدا ﷺ (یہ جاننے کے لیے کہ کیسا شور و غل ہے) کھڑے ہوئے، تو آپ نے دیکھا کہ (باہر) ایک حبشی عورت اچھل کود رہی ہے اور اس کے چاروں طرف بچے کھڑے ہوئے (تماشہ دیکھ رہے) ہیں۔ آپ نے (مجھ کو مخاطب کر کے) ارشاد فرمایا ''عائشہ! آؤ یہ تماشہ تم بھی دیکھو۔'' چنانچہ میں اُٹھ کر آنحضرت ﷺ کے پاس کھڑی ہوگئی، اور اپنی ٹھوڑی رسول خدا ﷺ کے کاندھے پر رکھ کر آپ کے کندھے اور سر کے درمیان سے اس عورت کا تماشہ دیکھنے لگی۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد آنحضرت ﷺ مجھ سے پوچھتے ''کیا تمہارا جی نہیں بھرا؟ کیا ابھی تمہارا جی نہیں بھرا؟'' میں جواب دیتی: نہیں ابھی میرا جی نہیں بھرا۔ کیونکہ میں یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ آنحضرت ﷺ کے دل میں میرا کیا مقام ہے؟ اور آپ مجھ سے کتنی زیادہ محبت کرتے ہیں؟ پھر اچانک عمر نمودار ہوئے، اور وہ لوگ جو اس عورت کا تماشہ دیکھ رہے تھے اِدھر اُدھر منتشر ہوگئے۔ یہ دیکھ کر رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میں دیکھ رہا ہوں کہ انسانوں اور جنوں کے شیطان عمر کے خوف سے بھاگ رہے ہیں۔'' حضرت عائشہ فرماتی ہیں: اس کے بعد میں بھی وہاں سے ہٹ گئی۔ (ترمذی)

(فصل سوم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تین باتوں میں تائید ربانی

(۲۰۷۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''تین باتوں میں میرے پروردگار کا حکم میری رائے کے مطابق نازل ہوا۔

پہلی بات تو یہ کہ میں نے عرض کیا تھا: یا رسول اللہ! اگر مقامِ ابراہیم کو ہم نماز پڑھنے کی جگہ بنائیں تو بہتر ہو (یعنی طواف کعبہ کے بعد کی جو دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں

اگر وہ مقامِ ابراہیم کے پاس پڑھی جائیں تو زیادہ بہتر رہے گا) پس یہ آیت نازل ہوئی ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى﴾ (اور بناؤ مقامِ ابراہیم کو نماز کی جگہ)

اور (دوسری بات یہ کہ) میں نے عرض کیا تھا: یا رسول اللہ! آپ کی ازواجِ مطہرات کے سامنے نیک و بد ہر قسم کے لوگ آتے ہیں (اور یہ بات میں آپ کی شانِ عظمت کے مناسب نہیں سمجھتا) اگر آپ ان ازواج مطہرات کو پردہ میں رہنے کا حکم فرما دیں تو بہتر ہو، پس (میرے اس عرض کرنے پر) پردہ کی آیت نازل ہوئی۔

اور (تیسری بات یہ کہ) جب نبی کریم ﷺ کی بیبیوں نے رشک و غیرت والے معاملہ پر اتفاق کرلیا تھا تو میں نے (ان سب کو مخاطب کرکے) کہا تھا: اگر آنحضرت ﷺ تمہیں طلاق دے دیں تو ان کا پروردگار بہت جلد تمہارے بدلے ان کو تم سے اچھی بیبیاں دے دے گا۔ پس اسی طرح آیت نازل ہوئی۔''

حضرت ابن عمر کی ایک اور روایت میں یوں ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عمر نے فرمایا ''تین باتوں میں میرے پروردگار کا حکم میری رائے کے مطابق نازل ہوا، ایک تو مقامِ ابراہیم (کو نماز ادا کرنے کی جگہ قرار دینے) کے بارے میں، دوسرے (آنحضرت ﷺ کی بیبیوں کے) پردے کے بارے میں، اور تیسرے بدر کے قیدیوں کے بارے میں۔'' (بخاری، مسلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی چار خوبیاں

(۲۰۸۰) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب کو چار باتوں کی وجہ سے لوگوں پر فضیلت دی گئی ہے۔

(۱) جنگ بدر کے قیدیوں کے بارے میں اپنی رائے کی وجہ سے کہ انہوں نے ان قیدیوں کو قتل کرنے کا مشورہ دیا تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے (ان کی تائید میں) یہ آیت نازل فرمائی ﴿لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَا اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ (اگر اللہ

تعالیٰ کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہو چکا ہوتا تو جو امر تم نے اختیار کیا ہے، اس کے بارے میں تم پر کوئی بڑی سزا واقع ہوتی)

(۲) پردہ کے بارے میں اپنی رائے کی وجہ سے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی بیویوں کو پردہ کرنے کا حکم دیا تھا، اس پر حضرت زَیْنَب بِنْت جَحْش نے حضرت عمر سے کہا تھا: اے خطاب کے بیٹے! تم ہمیں پردہ کرنے کا حکم دے رہے ہو جب کہ وحی ہمارے گھروں میں اترتی ہے! پھر اللہ تعالیٰ نے (حضرت عمر کی تائید میں) یہ آیت نازل فرمائی ﴿وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ (اور جب تم ان (ازواج مطہرات) سے کوئی چیز مانگا کرو تو پردہ کے باہر سے مانگا کرو)

(۳) اور نبی کریم ﷺ کی اس دعا کی وجہ سے کہ الٰہی! عمر بن خطاب کے ذریعہ اسلام کو تقویت عطا فرما۔

(۴) اور حضرت ابوبکر کے بارے میں اپنی رائے کی وجہ سے کہ لوگوں میں سب سے پہلے حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے بیعت کی تھی (احمد)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ

(۲۰۸۱) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "وہ شخص میری امت میں جنت کا بلند ترین مقام و مرتبہ رکھنے والا ہے۔" ابوسعید کا بیان ہے کہ بخدا! ہمارا خیال اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا کہ اس شخص سے (جس کا اس حدیث میں ذکر ہے) حضرت عمر بن خطاب کی ذات مراد ہے، اور حضرت عمر جب تک اس دنیا میں رہے ہم اپنے اسی خیال پر قائم رہے۔ (ابن ماجہ)

اچھے کاموں میں سب سے زیادہ سرگرم صحابی

(۲۰۸۲) حضرت اسلم (جو حضرت عمر فاروق کے آزاد کردہ غلام اور تابعی ہیں)

کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے (ایک دن) مجھ سے حضرت عمر فاروق کے کچھ احوال وخصائل جاننے چاہے تو میں نے ان کو حالات سے باخبر کرتے ہوئے کہا کہ ''رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (کی رحلت) کے بعد میں نے حضرت عمر سے بڑھ کر کسی شخص کو نہیں دیکھا جو اپنی زندگی کے آخری لمحوں تک اچھے کاموں میں سب سے زیادہ سرگرم اور سب سے زیادہ نیک رہا ہو'' (بخاری)

امت کے حق میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غم خواری

(۲۰۸۳) حضرت مِسْوَر بن مَخْرَمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق کو زخمی کیا گیا تو کرب و بے چینی کا اظہار کرنے لگے، چنانچہ عبداللہ بن عباس نے گویا حضرت عمر کو جزع فزع کرنے والا گردانتے ہوئے کہا: امیر المومنین! یہ سب (یعنی جزع فزع اور بے قراری و بے صبری کا اظہار) آپ کی شان کے لائق نہیں ہے، آپ تو وہ ہستی ہیں جس کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و رفاقت کا شرف حاصل ہوا، اور بہت اچھی صحبت حاصل ہوئی، اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں آپ سے جدا ہوئے کہ آپ سے راضی وخوش تھے، پھر ابوبکر صدیق کی رفاقت ومجالست آپ کو نصیب ہوئی اور ان کے ساتھ بھی آپ کی رفاقت بہت اچھی رہی یہاں تک کہ جب وہ آپ سے جدا ہوئے تو آپ سے خوش تھے، پھر (اپنی خلافت کے زمانہ میں) آپ کو مسلمانوں کی خدمت ورفاقت کا موقع ملا، اور ان کی خدمت ورفاقت کا فریضہ بھی آپ نے بڑی اچھی طرح نبھایا، اب اگر آپ مسلمانوں سے جدا ہوں گے تو اس حال میں جدا ہوں گے کہ تمام مسلمان آپ سے راضی وخوش ہیں۔ فاروقِ اعظم نے (یہ سن کر) فرمایا ''(اے ابن عباس!) تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور آپ کی رضا و خوشنودی کا جو ذکر کیا ہے تو بلا شبہ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک بڑا احسان ہے جو اس نے محض اپنے فضل وکرم سے مجھ پر کیا ہے، اسی طرح تم نے حضرت ابوبکر کی صحبت ورفاقت اور

ان کی خوشنودی کا جوز کر کیا ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کا ایک بڑا احسان ہے جو اس نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھ پر کیا۔ رہی میری بے صبری و بے قراری جو تم دیکھ رہے ہو، تو یہ تمہارے اور تمہارے دوستوں اور ساتھیوں کے سبب ہے۔ خدا کی قسم! اگر میرے پاس تمام زمین کے برابر سونا ہو تو میں اس کو اللہ کے عذاب کے بدلے میں قربان کردوں اس سے پہلے کہ میں اللہ کو (یا اللہ کے عذاب کو) دیکھوں۔'' (بخاری)

ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے مناقب و فضائل کا بیان

(فصل اول)

ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا ایمان و یقین

(۲۰۸۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ایک شخص ایک بیل کو ہانکتا ہوا لے جا رہا تھا، جب وہ (چلتے چلتے) تھک گیا تو بیل پر سوار ہو گیا، بیل بولا: ہم اس کام (یعنی سواری) کے لیے پیدا نہیں کیے گئے ہیں، ہم تو زراعت و کاشتکاری کے کام میں آنے کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔'' لوگوں نے (یہ سن کر اظہارِ تعجب کے طور پر) کہا: سبحان اللہ! بیل بھی بات کرتا ہے؟! اس پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں اور ابوبکر و عمر بھی ایمان لاتے ہیں۔'' اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اس مجلس میں موجود نہیں تھے۔

نیز حضرت ابوہریرہ نے بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ایک شخص اپنی بکریوں کے ریوڑ کے درمیان تھا کہ ناگہاں ایک بھیڑیا آیا اور ریوڑ میں سے ایک بکری اٹھا لے گیا، بکری کے مالک نے بھیڑیے کا تعاقب کر کے اپنی بکری اس سے چھڑا لی، بھیڑیا اس سے بولا (اب تو تم نے اپنی بکری مجھ سے چھڑا لی ہے لیکن یہ بتاؤ)

سبع کے دن بکریوں کا رکھوالا کون ہوگا؟ جب میرے سوا بکریوں کو چرانے والا کوئی نہ ہوگا۔" لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! بھیڑیا بھی بولتا ہے؟! آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا "میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور ابوبکر و عمر بھی ایمان لاتے ہیں۔" اور اس وقت حضرت ابوبکر اور حضرت عمر میں سے کوئی بھی وہاں موجود نہیں تھا۔ (بخاری، مسلم)

دنیا اور آخرت کے ساتھی

(۲۰۸۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (حضرت عمر فاروق کی وفات کے دن) جب حضرت عمر کا جسد خاکی (نہلانے کے لیے) تختۂ مرگ پر رکھا ہوا تھا، میں لوگوں کے درمیان کھڑا تھا، اور لوگ اللہ سے دعائیں مانگ رہے تھے، اسی دوران اچانک میرے پیچھے کھڑے ہوئے کسی شخص نے اپنی ٹھوڑی میرے مونڈھے پر رکھی، پھر اس شخص نے (حضرت عمر کو مخاطب کر کے) کہنا شروع کیا "اللہ تعالیٰ کی رحمت آپ پر نازل ہو۔ بیشک میں پوری امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں دوستوں (یعنی آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر) کے ساتھ ہی رکھے گا، کیوں کہ میں رسول خدا ﷺ کی زبان سے اکثر یہی سنتا تھا کہ میں (فلاں جگہ) تھا اور ابوبکر و عمر بھی (میرے ساتھ) تھے۔ میں نے فلاں کام کیا، اور ابوبکر و عمر بھی (میرے شریک کار) تھے، میں (فلاں مقام پر) گیا اور ابوبکر و عمر بھی (میرے ساتھ تھے) میں (فلاں مسجد یا فلاں مکان میں) داخل ہوا، اور ابوبکر و عمر بھی (میرے ساتھ تھے) میں (فلاں مکان یا فلاں جگہ سے) باہر آیا اور ابوبکر و عمر بھی (میرے ساتھ تھے)" میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو یہ الفاظ کہنے والے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ (بخاری، مسلم)

(فصل دوم)

جنت میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا درجہ

(۲۰۸۶) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جنتی لوگ بلند درجہ والوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم کنارۂ آسمان میں بہت روشن ستارہ کو دیکھتے ہو، اور ابوبکر و عمر بلند درجہ والوں میں سے ہیں، بلکہ ان سے بڑھے ہوئے ہیں۔'' (بغوی، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما: ادھیڑ عمر والے جنتیوں کے سردار

(۲۰۸۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جنت میں اگلوں اور پچھلوں میں سے جتنے بھی ادھیڑ عمر والے ہوں گے، ان سب کے سردار ابوبکر و عمر ہوں گے۔ سوائے نبیوں اور رسولوں کے۔'' (ترمذی)

ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی پیروی کرنے کی تاکید

(۲۰۸۸) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (ایک دن) فرمانے لگے ''مجھے نہیں معلوم کہ تمہارے درمیان میری زندگی اب کتنی باقی رہ گئی ہے، لہٰذا تم لوگ میرے بعد ان دو (۲) شخصوں کی پیروی کرنا (جو یکے بعد دیگرے میرے جانشین اور خلیفہ ہوں گے) اور وہ ابوبکر و عمر ہیں۔'' (ترمذی)

ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی ایک خصوصیت

(۲۰۸۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں

داخل ہوتے تو کوئی اپنا سر اوپر نہیں اٹھاتا تھا، سوائے ابوبکر و عمر کے، یہ دونوں آپ کو دیکھ کر مسکراتے تھے، اور آنحضرت ﷺ ان دونوں کو دیکھ کر مسکراتے تھے۔ (ترمذی)

ابوبکر و عمر کو قیامت کے دن کس طرح اٹھایا جائے گا؟

(۲۰۹۰) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ حجرۂ شریف سے نکل کر مسجد میں اس طرح داخل ہوئے کہ ابوبکر و عمر میں سے ایک آپ کی دائیں طرف تھے، اور ایک بائیں طرف، اور آپ دونوں کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے تھے، اس وقت آپ نے ارشاد فرمایا ''قیامت کے دن ہمیں اسی طرح اُٹھایا جائے گا'' (ترمذی)

امت مسلمہ کے کان اور آنکھ

(۲۰۹۱) حضرت عَبْدُاللہ بِن حَنْطَبْ (تابعی) سے روایت ہے کہ (ایک دن) نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو دیکھ کر ارشاد فرمایا ''یہ دونوں کان اور آنکھ کے مانند ہیں۔'' (یعنی مسلمانوں کے درمیان ان کا مقام اور مرتبہ ایسا ہے جیسا جسم میں کان اور آنکھ کا ہے) (ترمذی)

حضور ﷺ کے وزراء

(۲۰۹۲) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس کے دو (۲) وزیر آسمان والوں میں سے اور دو (۲) وزیر زمین والوں میں سے نہ ہوں۔ پس آسمان والوں میں سے میرے دو وزیر ''جبرئیل علیہ السلام'' اور ''میکائیل علیہ السلام'' ہیں۔ اور زمین والوں میں سے میرے دو (۲) وزیر ابوبکر اور عمر ہیں'' (ترمذی)

ایک خواب اور اس کی تعبیر

(۲۰۹۳) حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک شخص نے عرض کیا: میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک ترازو آسمان سے اتری اور (اس ترازو میں) آپ کو اور ابو بکر کو تولا گیا تو آپ کا وزن زیادہ رہا، پھر ابو بکر اور عمر کو تولا گیا تو ابو بکر کا وزن زیادہ رہا، پھر عمر اور عثمان کو تولا گیا تو عمر کا وزن زیادہ رہا۔ اس کے بعد ترازو کو اٹھا لیا گیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس خواب سے غمگین ہوئے، یعنی اس خواب نے آپ کو رنجیدہ بنا دیا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا "یہ خلافتِ نبوت ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا ملک عطا فرمائے گا۔" (ترمذی)

(فصل سوم)

ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے جنتی ہونے کی شہادت

(۲۰۹۴) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (ایک دن) فرمانے لگے "(ابھی) تمہارے سامنے ایک ایسا شخص آئے گا جو جنتیوں میں سے ہے۔" پس حضرت ابو بکر سامنے سے آتے نظر آئے۔ آپ نے پھر ارشاد فرمایا "(ابھی) تمہارے سامنے ایک ایسا شخص آئے گا جو جنتیوں میں سے ہے۔" پس حضرت عمر سامنے سے آتے نظر آئے۔ (ترمذی)

ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی نیکیاں

(۲۰۹۵) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک چاندنی رات میں جب کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میری گود میں تھا میں نے عرض کیا: یا

رسول اللہ! کیا کسی کی اتنی نیکیاں ہیں جتنے آسمان پر ستارے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”ہاں وہ عمر ہیں (جن کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں)“ میں نے عرض کیا: اور ابوبکر کی نیکیوں کا کیا حال ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا ”عمر کی تمام نیکیاں ابوبکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کے برابر ہیں۔“ (رزین)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب وفضائل کا بیان

(فصل اول)

فرشتے جس سے حیا کرتے ہیں

(۲۰۹۶) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا ﷺ اپنے گھر میں اپنی رانیں یا پنڈلیاں کھولے ہوئے لیٹے تھے (یعنی تہ بند بندھا ہوا تھا، اور قمیص کا دامن اس پر نہ تھا، سمٹا ہوا تھا) کہ حضرت ابوبکر نے حاضری کی اجازت چاہی، آپ نے ان کو اندر بلالیا اور اسی طرح لیٹے رہے۔ حضرت ابوبکر (کچھ دیر تک بیٹھے) آپ سے باتیں کرتے رہے، پھر حضرت عمر نے حاضری کی اجازت چاہی، آپ نے ان کو اندر بلالیا اور اسی طرح لیٹے رہے، حضرت عمر (بھی کچھ دیر تک بیٹھے) آپ سے باتیں کرتے رہے، پھر جب حضرت عثمان نے حاضری کی اجازت چاہی تو رسول خدا ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے، اور کپڑوں کو درست کرلیا، جب حضرت عثمان (اور دوسرے لوگ) چلے گئے تو حضرت عائشہ نے عرض کیا: حضرت ابوبکر اندر آئے تو آپ نے جنبش نہ کی اور نہ ان کی پروا کی (بلکہ اسی طرح لیٹے رہے، اور اپنے کپڑے درست نہیں کیے) اسی طرح حضرت عمر اندر آئے تو آپ نے اس وقت بھی نہ حرکت کی اور نہ ان کی پروا کی، مگر جب حضرت عثمان اندر داخل ہوئے تو

آپ فوراً اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لیے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔''

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''بلاشبہ عثمان بہت حیا دار آدمی ہیں، مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر میں نے عثمان کو اسی حالت میں بلا لیا تو وہ اپنے مقصد تک نہیں پہنچ پائیں گے (یعنی شرم وحیا کی وجہ سے واپس چلے جائیں گے، اور میرے پاس نہیں آئیں گے)۔'' (مسلم)

(فصل دوم)

حضور ﷺ کے رفیق جنت

(۲۰۹۷) حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ہر نبی کا ایک رفیق (یعنی مہربان ساتھی) ہوتا ہے اور میرے رفیق، یعنی جنت میں عثمان ہیں۔'' (ترمذی، ابن ماجہ)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عظیم ایثار

(۲۰۸۹) حضرت عَبْدُالرَّحمٰن بِن خَبَّابْ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اس وقت میں بھی نبی کریم ﷺ کی مجلس مبارک میں حاضر تھا جب آپ لشکر تبوک کی مالی امداد کے لیے لوگوں کو اُبھار رہے تھے۔ حضرت عثمان (آپ کی پر جوش تلقین سن کر) کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! راہ خدا میں سو (۱۰۰) اونٹ مع ان کی جھولوں اور پالانوں کے میں اپنے ذمہ لیتا ہوں (یعنی اس جنگ کے لیے میں اللہ کی راہ میں سو (۱۰۰) اونٹ مع ان کے ساز وسامان کے پیش کرتا ہوں) اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے پھر لوگوں کو لشکر کی مالی مدد کرنے پر ابھارا تو حضرت عثمان کھڑے ہوئے، اور عرض

کیا: (پہلے سو اونٹوں کے علاوہ مزید) دوسو (۲۰۰) اونٹ مع ان کی جھولوں اور پالانوں کے اللہ کی راہ میں اپنے ذمہ لیتا ہوں (حضرت عبدالرحمٰن بن خباب کہتے ہیں کہ) میں نے دیکھا کہ رسول خدا ﷺ منبر سے اترتے جاتے، اور فرماتے جاتے تھے کہ "اس عمل کے بعد اب عثمان جو بھی کریں ان کو کوئی نقصان نہیں ہوگا، اس عمل کے بعد اب عثمان جو بھی کریں ان کو کوئی نقصان نہیں ہوگا" (ترمذی)

(۲۰۹۹) حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب لشکر تبوک کا سامانِ جہاد تیار اور فراہم کیا جارہا تھا۔ حضرت عثمان ایک ہزار دینار اپنے کرتہ کی آستین میں بھر کر نبی کریم ﷺ کے پاس لائے اور ان کو آپ کی گود میں بکھیر دیا۔ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ ان دیناروں کو اپنی گود میں الٹ پلٹ کر کے دیکھتے جاتے، اور فرماتے جاتے تھے "آج کے اس مالی ایثار کے بعد عثمان جو بھی کریں ان کو کوئی ضرر نہیں ہوگا۔" یہ الفاظ آپ نے دو مرتبہ ارشاد فرمائے۔ (احمد)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک عظیم فضیلت

(۲۱۰۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول خدا ﷺ نے صحابہ کو بیعت رضوان کا حکم دیا اس وقت حضرت عثمان رسول خدا ﷺ کے نمائندہ کی حیثیت سے مکہ گئے ہوئے تھے۔ چنانچہ آپ نے لوگوں سے (جاں نثاری کی) بیعت لی، اور ارشاد فرمایا "عثمان اللہ اور اس کے رسول کے کام پر گئے ہوئے ہیں" اور (یہ کہہ کر) آپ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا۔ پس رسول خدا ﷺ کا وہ ہاتھ جو حضرت عثمان کی طرف سے تھا باقی تمام صحابہ کے اپنی ہاتھوں سے افضل و بہتر تھا (ترمذی)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی چند عظیم قربانیاں

(۲۱۰۱) حضرت ثُمَامَه بن حَزْن قُشَیْرِی بیان کرتے ہیں کہ میں اس وقت

حضرت عثمان کے مکان پر موجود تھا جب (اس کو مفسدوں اور باغیوں کی ایک بڑی جماعت نے محاصرہ میں لے رکھا تھا اور اندر گھس کر حضرت عثمان کو قتل کرنا چاہتے تھے اس لیے) حضرت عثمان نے اوپر سے جھانک کر ان باغیوں کو مخاطب کیا اور فرمایا "میں اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر تم لوگوں سے پوچھتا ہوں، کیا تمہیں معلوم ہے کہ جب رسول خدا ﷺ (مکہ سے ہجرت فرما کر) مدینہ تشریف لائے تو اس وقت مدینہ میں رُومہ کے کنویں کے علاوہ میٹھے پانی کا کوئی کنواں نہ تھا، پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ کون شخص ہے جو رُومہ کے کنویں کو خریدے اور اپنے ڈول کو مسلمانوں کے ڈولوں کے ساتھ رکھے (یعنی اس کو وقف کر دے) اس نیکی اور بہتر اجر کے بدلہ میں جو اس کو اس کنویں کے سبب جنت میں ملے گا۔ پس میں نے اپنے اصل اور خالص مال سے اس کنویں کو خریدا اور آج تم مجھ کو اس کنویں کا پانی پینے سے روک رہے ہو یہاں تک کہ میں سمندر کا (یعنی سمندر جیسا کھارا) پانی پینے پر مجبور ہو رہا ہوں۔" لوگوں نے (یہ سن کر) کہا "ہاں، اے اللہ! ہمیں اس کا علم ہے (کہ عثمان ہی نے اس کنویں کو خرید کر وقف کیا تھا)

پھر حضرت عثمان نے فرمایا "میں اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر تم سے پوچھتا ہوں، کیا تمہیں معلوم ہے کہ جب مسجد نبوی نمازیوں کی زیادتی کے سبب تنگ پڑنے لگی تو رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: کون شخص ہے جو آلِ فلاں کی زمین خریدے، اور اس کے ذریعہ مسجد کی توسیع کر دے، اس نیکی اور بہتر اجر کے بدلہ میں جو اس کو اس زمین کے سبب جنت میں ملے گا۔ پس میں نے اس زمین کو اپنے اصل اور خالص مال سے خریدا، اور آج تم مجھ کو اسی زمین میں دو رکعت نماز پڑھنے سے روکتے ہو۔" لوگوں نے (یہ سن کر) کہا "ہاں، اے اللہ! ہمیں اس کا علم ہے۔

پھر حضرت عثمان نے فرمایا "میں اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر تم سے پوچھتا ہوں: کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے جیش عسرۃ (یعنی غزوۂ تبوک میں جانے والے

لشکر) کی تیاری اپنے مال سے کرائی تھی، لوگوں نے (یہ سن کر) کہا: ہاں! اے اللہ! ہمیں معلوم ہے۔

پھر حضرت عثمان نے فرمایا "میں اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر تم سے پوچھتا ہوں، کیا تمہیں معلوم ہے کہ (ایک دن) رسول خدا ﷺ مکہ کے ثَبِیر پہاڑ پر کھڑے تھے، اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور میں بھی تھا، اور جب وہ پہاڑ ہلنے لگا، اور اس کے ہلنے سے پتھر دامنِ کوہ میں گرنے لگے تو آنحضرت ﷺ نے پہاڑ پر ٹھوکر ماری، اور ارشاد فرمایا: اے ثَبِیر! ٹھہر جا حرکت نہ کر، اس وقت تیرے اوپر ایک نبی ہے، ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔" لوگوں نے (یہ سن کر) کہا: ہاں، اے اللہ! ہمیں اس کا علم ہے۔

پھر حضرت عثمان نے بلند آواز سے اللہ اکبر کہا، اور فرمایا: "ربِ کعبہ کی قسم! میں یقیناً شہید ہوں۔" یہ الفاظ انہوں نے تین بار کہے۔ (ترمذی، نسائی، دارقطنی)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی راست روی

(۲۱۰۲) حضرت مُرَّہ بن کَعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کا وہ ارشاد سنا ہے جس میں آپ نے فتنوں کا تذکرہ فرمایا تھا، اور ان فتنوں (کے وقوع پذیر ہونے) کو قریب بتایا تھا، اسی دوران ایک شخص کپڑا اوڑھے ہوئے سامنے سے گذرا تو آنحضرت ﷺ نے (اس کی طرف اشارہ کرکے) ارشاد فرمایا "یہ شخص ان (پرفتن و پرآشوب) ایام میں راہِ راست پر ہوگا۔" حضرت مُرَّہ فرماتے ہیں کہ (آنحضرت ﷺ کے یہ الفاظ سن کر) میں اپنی جگہ سے اٹھا اور اس شخص کی طرف بڑھا (کہ دیکھوں یہ کون شخص ہے) تو دیکھا کہ وہ حضرت عثمان بن عفان ہیں۔ حضرت مُرَّہ کا بیان ہے کہ میں نے پھر حضرت عثمان کا چہرہ گھما کر آنحضرت ﷺ کو دکھلایا اور پوچھا: کیا یہی ہے (وہ شخص جس کے بارے میں آپ نے فرمایا ہے کہ

پرفتن ایام میں راہ راست پر ہوگا؟) آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ہاں۔''
(ترمذی، ابن ماجہ)

خلافت سے دستبردار نہ ہونے کی وصیت

(۲۱۰۳) ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا ﷺ نے (حضرت عثمان سے) فرمایا: ''اے عثمان! شاید اللہ تعالیٰ تمہیں ایک کرتہ (یعنی خلعتِ خلافت) پہناوے، پس اگر لوگ تمہارے اس کرتہ کو اتارنا چاہیں تو ان کی وجہ سے اس کرتہ کو (ہرگز) نہ اُتارنا۔'' (یعنی لوگ تمہیں خلافت سے معزول کرنا چاہیں تو تم اپنے آپ کو معزول نہ کرنا) (ترمذی، ابن ماجہ)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں پیشین گوئی

(۲۱۰۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا ﷺ نے (مستقبل قریب میں وقوع پذیر ہونے والے) فتنہ کا ذکر کیا، اور حضرت عثمان کے حق میں ارشاد فرمایا: ''یہ شخص اس فتنہ میں مظلوم مارا جائے گا۔'' (ترمذی)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ثابت قدمی

(۲۱۰۵) (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام) حضرت اَبُوسَھْلَۃ بیان کرتے ہیں کہ دار کے دن (یعنی جب مخالفین نے حضرت عثمان کے مکان کا محاصرہ کرکے ان کو شہید کیا اس دن) حضرت عثمان نے مجھ سے فرمایا ''رسول خدا ﷺ نے مجھے ایک وصیت کی تھی (کہ مفسدین و مخالفین کے مطالبہ پر منصب خلافت سے دستبردار نہ ہونا) پس میں اسی وصیت کے مطابق صبر و تحمل اختیار کرنے والا ہوں۔ (ترمذی)

(فصل سوم)

مخالفین کے اعتراضوں کا مسکت جواب

(۲۱۰۶) حضرت عُثمان بِن عَبْدُاللہ بِن مَوْھَبُ (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ ایک مصری شخص حج بیت اللہ کے ارادہ سے (مکہ) آیا۔ اس نے (ایک جگہ) کچھ لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ اس کو بتایا گیا کہ یہ قریش ہیں۔ پھر اس نے پوچھا: ان کا شیخ کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: عبداللہ بن عمر! تب اس مصری شخص نے (حضرت عبداللہ بن عمر کی طرف متوجہ ہوکر) کہا: اے ابن عمر! میں آپ سے کچھ پوچھتا ہوں آپ اس کا جواب دیجئے۔

کیا تم کو معلوم ہے کہ عثمان جنگ اُحد کے دن بھاگ کھڑے ہوئے تھے؟ حضرت ابن عمر نے جواب دیا: ہاں ایسا ہی ہوا تھا، پھر اس شخص نے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ عثمان جنگ بدر میں غائب رہے، اور معرکہ میں شریک نہیں ہوئے؟ حضرت ابن عمر نے جواب دیا: ہاں! پھر وہ شخص بولا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ عثمان (حدیبیہ میں) بیعت رضوان کے موقع پر غائب تھے اور اس بیعت میں شریک نہیں ہوئے؟ حضرت ابن عمر نے کہا: ہاں! اس شخص نے کہا: اللہ اکبر۔

حضرت ابن عمر نے اس سے کہا: آ، میں تجھے وضاحت کے ساتھ بتاتا ہوں، جنگ اُحد کے دن عثمان کے بھاگنے کے بارے میں تو میں گواہی دیتا ہوں کہ ان کی اس بات کو اللہ تعالیٰ معاف کر چکا ہے، اور جنگ بدر میں عثمان جو شریک نہیں ہوئے تھے تو اس کی یہ وجہ پیش آئی تھی کہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ ان کے نکاح میں تھیں اور ان دنوں وہ سخت بیمار تھیں پس رسول اللہ ﷺ نے عثمان (کو جنگ بدر میں جانے سے روک دیا تھا اور ان) سے فرمایا تھا کہ تمہیں بھی وہی ثواب اور حصہ ملے گا جو اس جنگ

میں شریک ہونے والوں میں سے کسی شخص کو ملے گا۔ اب رہا بیعت رضوان میں عثمان کا شریک نہ ہونا تو (پہلے اس حقیقت کو مدنظر رکھ کہ) اگر (صحابہ میں) کوئی اور شخص (خاندانی طاقت اور وجاہت کے اعتبار سے) مکہ میں عثمان سے زیادہ عزت و اثر رکھنے والا ہوتا تو آنحضرت ﷺ یقیناً اسی کو (اپنا نمائندہ بنا کر اہل مکہ کے پاس) بھیجتے (لیکن خاندانی عزت و اثرات کے اعتبار سے چونکہ کوئی اور شخص مکہ والوں کی نظر میں حضرت عثمان سے زیادہ بھاری بھر کم نہیں تھا) اس لیے رسول خدا ﷺ نے عثمان کو مکہ روانہ کیا، اور عثمان کے مکہ جانے کے بعد بیعت رضوان کا واقعہ پیش آیا۔ پھر (بیعت رضوان کے وقت) رسول خدا ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے ارشاد فرمایا تھا کہ یہ میرا ہاتھ عثمان کے ہاتھ کے قائم مقام ہے، پھر آپ نے اپنا وہ (دایاں) ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر مار کر ارشاد فرمایا: یہ بیعت عثمان کی طرف سے ہے۔"

اس کے بعد حضرت ابن عمر نے اس مصری شخص سے کہا "(تمہارے سوالات کے جواب میں) اب میں نے جو کچھ کہا ہے اس کو اپنے ساتھ لے جا۔" (بخاری)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا صبر و تحمل

(۲۱۰۷) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت اَبُوْ سَہْلَۃ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) نبی کریم ﷺ حضرت عثمان سے چپکے چپکے کچھ باتیں کر رہے تھے اور (ان باتوں کو سن سن کر) حضرت عثمان کے چہرے کا رنگ متغیر ہوتا جا رہا تھا، پھر جب دار کا دن آیا (یعنی جب مخالفین نے ان کے مکان کا محاصرہ کر لیا) تو ہم نے (حضرت عثمان سے) عرض کیا: کیا ہم ان لوگوں سے نہ لڑیں؟ حضرت عثمان نے جواب دیا "نہیں (میں لڑائی ہرگز نہیں چاہتا) کیوں کہ رسول خدا ﷺ نے مجھے ایک بات کی وصیت کی تھی، اور میں اپنے آپ کو اس وصیت پر روکنے والا اور صبر کرنے والا ہوں۔" (بیہقی)

اطاعت عثمان رضی اللہ عنہ کی تاکید

(۲۱۰۸) حضرت ابو حبیبہ (تابعی) سے روایت ہے کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر اس وقت گئے جب حضرت عثمان گھر میں محصور کر دیئے گئے تھے، اور انہوں نے سنا کہ حضرت ابو ہریرہ، حضرت عثمان سے کچھ باتیں کہنے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ حضرت عثمان نے ان کو اجازت دی (کہ کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟) تب حضرت ابو ہریرہ کھڑے ہوئے، اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، پھر کہا "(ایک دن) میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ"

میرے بعد تم لوگ ایک عظیم فتنے اور اختلاف سے دوچار ہو گے" (یہ ارشاد گرامی سن کر) وہاں موجود لوگوں میں سے کسی نے پوچھا: یا رسول اللہ! پھر (اس فتنے اور اختلاف کے زمانہ میں) ہمارا کون ہوگا؟ (یعنی ہم کس کی حمایت اور اتباع کریں) یا یہ پوچھا کہ آپ ہمیں کس بات کا حکم دیتے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "امیر اور اس کے ساتھیوں کی اطاعت و پیروی تم پر لازم ہے۔" اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "امیر" کے لفظ پر زور دیتے ہوئے حضرت عثمان کی طرف اشارہ کیا۔ (بیہقی)

ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے مناقب وفضائل کا بیان

(فصل اول)

ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید

(۲۱۰۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ (ایک دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان (مدینہ کے مشہور پہاڑ) اُحد پر چڑھے تو وہ

(خوشی کے مارے) ہلنے لگا۔ آنحضرت ﷺ نے اپنا پیر اس پر مارا، اور فرمایا ''اے اُحد! تھم جا، تیرے اوپر ایک نبی ہے، ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔'' (بخاری)

تینوں خلفاء کو جنت کی بشارت

(۲۱۱۰) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ کے ایک باغ میں تھا کہ اچانک ایک شخص (باہر پھاٹک پر) آیا، پھر اس نے پھاٹک کھولنے کے لیے کہا۔ نبی کریم ﷺ نے (مجھ سے) ارشاد فرمایا: ''جاؤ پھاٹک کھول دو اور آنے والے شخص کو جنت کی بشارت دے دو۔'' میں نے جا کر پھاٹک کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ابوبکر ہیں۔ میں نے رسول خدا ﷺ کے کہنے کے مطابق ان کو جنت کی بشارت سنائی، اور انہوں نے (اس نعمت عظمیٰ کی بشارت سن کر) اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

(کچھ دیر بعد) پھر ایک شخص نے آ کر پھاٹک کھولنے کے لیے کہا: تو رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جاؤ پھاٹک کھول دو، اور آنے والے شخص کو جنت کی بشارت دے دو'' میں نے جا کر پھاٹک کھولا تو دیکھا کہ وہ عمر تھے۔ چنانچہ میں نے نبی کریم ﷺ کے کہنے کے مطابق ان کو جنت کی بشارت سنائی اور انہوں نے بھی (یہ بشارت سن کر) اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

پھر (کچھ دیر بعد) ایک اور شخص نے آ کر پھاٹک کھولنے کے لیے کہا: تو رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جاؤ پھاٹک کھول دو اور آنے والے شخص کو ان عظیم آفات و مصائب کے ساتھ جن میں وہ مبتلا ہو گا جنت کی بشارت دے دو، میں نے جا کر پھاٹک کھولا تو دیکھا کہ وہ حضرت عثمان تھے، چنانچہ میں نے ان کو وہ بات بتائی جو نبی کریم ﷺ نے فرمائی تھی۔ حضرت عثمان نے (اس بات کو سن کر پہلے تو) اللہ کا شکر ادا کیا، پھر کہا ''اللہ ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے (یعنی میں اللہ سے مدد طلب کرتا ہوں

کہ ان آفات و مصائب کے وقت مجھے صبر و استقامت عطا فرمائے)"۔ (بخاری، مسلم)

(فصل دوم)

زبان خلق نقارۂ خدا

(۲۱۱۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ حیات میں ہم یوں کہا کرتے تھے: ابوبکر اور عمر اور عثمان، ان سے اللہ راضی ہوا۔ (ترمذی)

(فصل سوم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب اور اس کی تعبیر

(۲۱۱۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کہ "آج کی رات ایک نیک شخص کو خواب میں دکھلایا گیا کہ گویا ابوبکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں، اور عمر، ابوبکر کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں اور عثمان، عمر کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔"

حضرت جابر فرماتے ہیں جب ہم لوگ (یہ سن کر) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک سے اٹھے تو (اپنے اجتہاد اور ظن غالب کے مطابق) ہم نے (آپس میں) کہا کہ "نیک شخص" سے مراد خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور رہا "بعض کا بعض کے ساتھ جڑنا" تو یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ تینوں حضرات (یعنی ابوبکر، عمر اور عثمان مذکورہ ترتیب کے مطابق یکے بعد دیگرے) اس کام کے ذمہ دار ہوں گے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس دنیا میں بھیجا ہے۔ (ابوداؤد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب وفضائل کا بیان

(فصل اول)

علی رضی اللہ عنہ میں ہارون علیہ السلام کی مشابہت

(۲۱۱۳) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا ''تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون علیہ السلام تھے، بس فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔'' (بخاری، مسلم)

ایمان اور نفاق کی علامت

(۲۱۱۴) حضرت زِرّ بن حُبَیش (تابعی) کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو پھاڑا (یعنی اُگایا) اور ذی روح کو پیدا کیا! نبی اُمی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی تھی کہ جو مومن ہوگا وہ مجھ سے محبت رکھے گا، اور جو منافق ہوگا وہ مجھ سے عداوت رکھے گا۔'' (مسلم)

اللہ اور اس کے رسول کا محبوب

(۲۱۱۵) حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے دن ارشاد فرمایا ''کل میں یہ جھنڈا ایک ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا، اور وہ شخص اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے، اور اللہ اور اس کا رسول اس کو دوست رکھتے ہیں۔'' چنانچہ لوگوں نے جب صبح کی تو ہر شخص اس آرزو کے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کہ جھنڈا اسی کو

ملے۔ آنحضرت ﷺ نے (تمام صحابہ پر نظر ڈال کر) ارشاد فرمایا: "علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟" صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ آشوب چشم میں مبتلا ہیں (اس لیے یہاں حاضر نہیں ہوئے) آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی کو بھیج کر ان کو بلوالو، چنانچہ حضرت علی کو بلا کر لایا گیا۔ پھر رسول خدا ﷺ نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں ڈالا تو وہ ٹھیک ہو گئے گویا ان کو کوئی تکلیف اور درد تھا ہی نہیں، اس کے بعد آپ نے ان کو جھنڈا عطا فرمایا۔ حضرت علی نے پوچھا: یا رسول اللہ! میں ان لوگوں (یعنی دشمنوں) سے اس وقت تک لڑتا رہوں جب تک وہ ہماری طرح (مسلمان) نہ ہو جائیں؟ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا "جاؤ اور نرمی اور بردباری کے ساتھ چل کر ان (دشمنوں) کے علاقہ میں پہنچو، پھر (سب سے پہلے) ان کو اسلام کی دعوت دو اور ان کو اللہ کے وہ حقوق بتاؤ جو اسلام میں ان پر عائد ہوتے ہیں، پس خدا کی قسم! تمہارے ذریعہ اللہ تعالیٰ کسی ایک شخص کو بھی ہدایت دیدے تو تمہارے لیے تمہیں ملنے والے سرخ اونٹوں سے بہت بہتر ہے۔" (بخاری، مسلم)

(فصل دوم)

کمال قرب وتعلق کا اظہار

(۲۱۱۶) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں۔ نیز وہ (علی) ہر مؤمن کے دوست ومددگار ہیں" (ترمذی)

(۲۱۱۷) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "میں جس کا دوست ہوں علی بھی اس کے دوست ہیں۔" (احمد، ترمذی)

(۲۱۱۸) حضرت حُبْشِی بن جُنَادَہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے

ارشاد فرمایا ''علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں، میری طرف سے (نقض عہد کی ذمہ داری) میرے اور علی کے علاوہ کوئی ادا نہ کرے'' (ترمذی)

(۲۱۱۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے درمیان بھائی چارہ کردیا تو حضرت علی اس حال میں (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس) آئے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، اور عرض کیا: آپ نے اپنے صحابہ کے درمیان بھائی چارہ فرما دیا لیکن میرا کسی سے بھائی چارہ نہیں کیا (یہ سن کر) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تم میرے بھائی ہو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی'' (ترمذی)

خدا کا محبوب ترین بندہ

(۲۱۲۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ (ایک دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے (بھنا یا پکا ہوا) پرندہ رکھا ہوا تھا۔ آپ نے دعا مانگی ''اے اللہ! تیری مخلوق میں جو بہت زیادہ تجھ کو محبوب ہے اس کو میرے پاس بھیج دے تاکہ وہ میرے ساتھ اس پرندہ کا گوشت کھائے۔'' پس حضرت علی آئے، اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھایا۔ (ترمذی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا برتاؤ

(۲۱۲۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جب بھی کچھ مانگتا تو آپ عطا فرما دیتے، اور جب میں خاموش رہتا (یعنی مانگنے سے حجاب برتتا) تو آپ ازخود دیدیتے تھے۔ (ترمذی)

علم و حکمت کا گھر اور اس کا دروازہ

(۲۱۲۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''میں

حکمت ودانائی کا گھر ہوں اور علی اس گھر کا دروازہ ہیں۔'' (ترمذی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کی سرگوشی

(۲۱۲۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ غزوۂ طائف کے دن رسول خدا ﷺ نے حضرت علی کو بلایا، اور ان سے سرگوشی کرنے لگے (اور جب باتوں کا سلسلہ کچھ دراز ہوگیا) تو (منافقین نے یا صحابہ میں سے عام) لوگوں نے کہا: اپنے چچا کے بیٹے کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے بڑی دیر تک کانا پھوسی کی! رسول اللہ ﷺ نے (یہ سنا تو) ارشاد فرمایا ''علی کے ساتھ میں نے سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ نے ان سے سرگوشی کی ہے۔'' (یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے خفیہ طریقہ پر جو باتیں پہنچانے کا حکم دیا تھا، میں نے وہی باتیں خفیہ طریقہ پر ان کو پہنچائی ہیں) (ترمذی)

حضور ﷺ کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خصوصیت

(۲۱۲۴) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا ''اے علی! میرے اور تمہارے سوا کسی کو جائز نہیں کہ وہ جنابت یعنی ناپاکی کی حالت میں مسجد میں آئے۔'' علی بن منذر کا بیان ہے کہ میں نے ضِرَار بِن صُرَدْ سے پوچھا: اس حدیث کا کیا مطلب ہے؟ تو انہوں نے بتایا (اس کے معنی یہ ہیں کہ) میرے اور تمہارے سوا کسی شخص کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ جنابت یعنی ناپاکی کی حالت میں مسجد کو گزرگاہ بنائے اور اس کے اندر سے آوے جاوے۔ (ترمذی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کی محبت

(۲۱۲۵) حضرت اُمِ عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول خدا ﷺ

نے (کسی جنگی مہم پر) ایک لشکر روانہ فرمایا اس میں حضرت علی بھی شامل تھے۔ اُمِ عطیہ کا بیان ہے کہ اس موقع پر میں نے رسول خدا ﷺ کو ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگتے سنا "الٰہی! مجھ کو اس وقت تک موت نہ دینا جب تک تو مجھے، علی کو (عافیت وسلامتی کے ساتھ واپس لاکر) نہ دکھادے۔" (ترمذی)

(فصل سوم)

منافق اور مومن کی نشانی

(۲۱۲۶) حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "منافق علی سے محبت نہیں رکھتا، اور مومن علی سے بغض اور دشمنی نہیں رکھتا۔" (احمد، ترمذی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا کہنا کتنا برا ہے؟

(۲۱۲۷) حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "جس شخص نے علی کو برا کہا اس نے گویا مجھ کو برا کہا۔" (احمد)

علی رضی اللہ عنہ میں عیسیٰ علیہ السلام کی مشابہت

(۲۱۲۸) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا "تم میں عیسیٰ علیہ السلام کی ایک مشابہت ہے، یہودیوں نے ان (عیسیٰ علیہ السلام) سے اتنا زیادہ بغض وعناد رکھا کہ ان کی ماں (مریم) پر (زنا کا) بہتان باندھا، اور عیسائیوں نے ان سے اتنی زیادہ محبت کی کہ ان کو اس مرتبہ ومقام پر پہنچا دیا جو ان کے لیے ثابت نہیں ہے (یعنی ان کو "خدا" یا "خدا کا بیٹا" قرار دے ڈالا)"

یہ حدیث بیان کرنے کے بعد حضرت علی نے فرمایا (مجھے یقین ہے کہ ارشادِ نبوی کے مطابق حضرت عیسیٰ کی طرح) میرے بارے میں بھی دو شخص یعنی دو گروہ ہلاک (یعنی گمراہ) ہوں گے، ایک حد سے زیادہ محبت کرنے والا جو مجھ کو ان خوبیوں اور بڑائیوں کا حامل قرار دے گا جو مجھ میں نہیں ہیں، اور دوسرا مجھ سے بغض وعناد رکھنے والا جو میری دشمنی سے مغلوب ہو کر مجھ پر بہتان باندھے گا۔ (احمد)

غَدِیرِ خُمُ کا واقعہ

(۲۱۲۹) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب "غَدِیرِ خُمُ" پر اترے تو آپ نے (صحابہ کو جمع کیا، پھر) حضرت علی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا "(اے میرے اصحاب!) کیا تم نہیں جانتے کہ میں مؤمنین سے ان کی جانوں سے زیادہ قریب وعزیز ہوں؟" سب نے عرض کیا: بے شک جانتے ہیں، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تم نہیں جانتے کہ میں ہر مؤمن سے اس کی جان سے زیادہ قریب وعزیز ہوں؟" صحابہ نے عرض کیا: بے شک جانتے ہیں۔ تب آپ نے ارشاد فرمایا "اے اللہ! جس شخص کا میں دوست ہوں علی اس کا دوست ہے۔ الٰہی تو اس شخص کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے اور تو اس شخص کو اپنا دشمن قرار دے جو علی سے دشمنی رکھے۔"

اس واقعہ کے بعد حضرت عمر جب حضرت علی سے ملے تو ان سے کہا: اے ابن ابی طالب! مبارک ہو تم تو صبح کے وقت بھی اور شام کے وقت بھی (یعنی ہر آن ہر لمحہ) ہر مسلمان مرد وعورت کے دوست ہو۔ (احمد)

حضرت علی سے حضرت فاطمہ کا نکاح

فاطمہ سے نکاح کا پیغام دیا تو رسول خدا ﷺ نے کہہ دیا کہ وہ کم سن ہے، پھر جب حضرت علی نے فاطمہ سے اپنے نکاح کا پیغام دیا تو آپ نے ان سے فاطمہ کا نکاح کر دیا۔ (نسائی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک خصوصیت

(۲۱۳۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (مسجد نبوی کی طرف کھلنے والے دروازوں میں سے) حضرت علی کے دروازہ کے علاوہ اور سب دروازوں کو بند کرنے کا حکم فرمایا۔ (ترمذی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قدر و منزلت

(۲۱۳۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک مجھ کو ایسی قدر و منزلت حاصل تھی جو خلقت میں سے کسی کو حاصل نہیں تھی، میں آپ کے پاس اخیر رات میں پہنچ جاتا (اور دروازہ پر کھڑے ہو کر طلب اجازت کے لیے) کہتا السلام علیک یا نبی اللہ! اگر آنحضرت ﷺ (میرا سلام سن کر) کھنکار دیتے تو میں اپنے گھر واپس چلا آتا، اور اگر آپ نہ کھنکارتے تو میں (بے تکلف) آنحضرت ﷺ کے پاس چلا جاتا۔ (نسائی)

حضور ﷺ کی مقبول دعا

(۲۱۳۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) میں سخت بیمار تھا، اور رسول خدا ﷺ میرے پاس سے گذرے، جب کہ میں (مرض کی شدت سے بیتاب ہو کر) یہ دعا مانگ رہا تھا ''الٰہی! اگر میری موت کا وقت آپہنچا ہے تو مجھ کو (موت دے کر مرض کی اذیت سے نجات اور ابدی) سکون عطا فرما، اور اگر ابھی وقت نہیں آیا

ہے تو (صحت بحال کر کے) مجھ کو راحت و کشادگی (یعنی صحت وتندرستی کی خوشی) عطا فرما، اور اگر یہ بیماری امتحان و آزمائش ہے تو مجھے صبر و برداشت کی قوت عطا فرما! (تا کہ میں بے تابی و بے قراری کا اظہار نہ کروں)'' رسول خدا ﷺ نے (مجھے یوں دعا مانگتے سنا تو) ارشاد فرمایا: ''تم کس طرح دعا مانگ رہے تھے؟'' میں نے دعا کے الفاظ آپ کے سامنے دہرائے۔ آپ نے (دعا کے الفاظ سننے کے بعد) اپنے پاؤں سے مجھ کو ٹھوکا دیا، پھر یوں دعا فرمائی ''الٰہی! اس (علی) کو عافیت عطا فرما'' یا یہ فرمایا: ''اس کو شفا عطا فرما'' (یہ راوی کا اظہار شک ہے) حضرت علی کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی اس دعا کے بعد پھر مجھ کو وہ بیماری کبھی لاحق نہیں ہوئی (ترمذی)

عشرۂ مبشرہ کے مناقب وفضائل کا بیان

فائدہ: عَشَرَہ مُبَشَّرَہ ان دس (۱۰) صحابہ کرام کو کہتے ہیں جن کے جنتی ہونے کی رسول اللہ ﷺ نے ایک ساتھ بشارت دی ہے، اور وہ یہ ہیں (۱) حضرت ابوبکر صدیق (۲) حضرت عمر فاروق (۳) حضرت عثمان غنی (۴) حضرت علی مرتضیٰ (۵) حضرت طلحہ بن عبید اللہ (۶) حضرت زُبَیْر بن عوّام (۷) حضرت عبد الرحمان بن عوف (۸) حضرت سَعْد بن اَبِی وَقَّاص (۹) حضرت سعید بن زید (۱۰) اور حضرت اَبُوعُبَیْدَہ بن جرّاح رضی اللہ عنہم۔

(فصل اول)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وصیت

کے وقت) فرمایا: ''اس امر یعنی منصب خلافت کا ان لوگوں سے زیادہ کوئی مستحق نہیں جن سے رسول اللہ ﷺ راضی اور خوشی اس دنیا سے تشریف لے گئے'' پھر حضرت عمر نے ''علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد اور عبدالرحمٰن کے نام لیے'' (بخاری)

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی جاں نثاری

(۲۱۳۵) حضرت قیس بن ابی حازم (تابعی) کہتے ہیں کہ میں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا وہ ہاتھ دیکھا ہے جو بالکل بیکار اور شل تھا، انہوں نے اس ہاتھ سے غزوۂ احد کے دن نبی کریم ﷺ کو (کفار کے حملوں سے) بچایا تھا۔ (بخاری)

حضور ﷺ کے حواری

(۲۱۳۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احزاب (یعنی غزوۂ خندق) کے موقع پر ایک دن نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کون شخص ہے جو (دشمن کے) لوگوں کی خبر میرے پاس لائے؟'' زبیر بولے ''میں لاؤں گا۔'' تب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ہر نبی کے حواری (یعنی خاص دوست اور مددگار) ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر ہیں'' (بخاری، مسلم)

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی قدر و منزلت

(۲۱۳۷) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کون ہے جو بنو قُرَیظہ (کے یہودیوں) میں جائے اور ان کے بارے میں ضروری معلومات لاکر مجھے دے۔'' چنانچہ (آپ کا یہ ارشاد سن کر) میں روانہ ہو گیا، اور جب ان کے بارے میں معلومات حاصل کر کے واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے میرے

لیے اپنے ماں باپ کو جمع کر کے فرمایا: "میرے ماں باپ تم پر قربان (بخاری، مسلم)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۲۱۳۸) حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو کسی کے لیے اپنے ماں باپ کو جمع کرتے نہیں سنا علاوہ سعد بن مالک کے، چنانچہ جنگ احد کے دن (جب حضرت سعد دشمن کافروں کو تیر مار مار کر پیچھے ہٹا رہے تھے) میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا "سعد! تیر چلاؤ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں" (بخاری، مسلم)

(۲۱۳۹) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں پہلا عرب مسلمان ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر پھینکا۔ (بخاری، مسلم)

(۲۱۴۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ (ایک مرتبہ کسی غزوہ سے) مدینہ (واپس) آکر (دشمنانِ دین سے خطرہ کے سبب) رات میں سوئے نہیں، پھر آپ فرمانے لگے: "کاش کوئی نیک بخت مرد (آج کی رات) میری نگہبانی کرتا!!" آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہی تھا کہ اچانک ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی، آپ نے (یہ آواز سن کر) پوچھا: کون ہے؟ جواب ملا "میں سعد ہوں!" آنحضرت ﷺ نے پوچھا: "(اتنی رات گئے) یہاں تم کیسے آگئے؟" سعد بولے "میرے دل میں رسول اللہ ﷺ کی نسبت خوف پیدا ہوا (کہ کہیں دشمنانِ دین آپ کو ضرر نہ پہنچائیں) لہٰذا میں یہاں حاضر ہو گیا ہوں تاکہ آپ کی نگہبانی کروں۔" (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے سعد کو دعائیں دیں اور (اطمینان سے) سو گئے (بخاری، مسلم)

اس امت کا امین

(۲۱۴۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "ہر

امت کے لیے ایک ''امین'' ہوتا ہے (کہ وہ اللہ اور اللہ کے بندوں کے حقوق میں اور اپنے نفس کے بارے میں خیانت نہیں کرتا) اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح ہیں'' (بخاری، مسلم)

خلافت کے حقدار

(۲۱۴۲) حضرت اِبْنِ اَبِی مُلَیْکَۃَ (تابعی) کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس وقت سنا جب ان سے پوچھا گیا تھا (فرض کیجیے) اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خلافت کے لیے (صراحۃً) کسی کو نامزد فرماتے تو آپ کی نگاہِ انتخاب کس پر جاتی؟ حضرت عائشہ نے جواب دیا ''حضرت ابوبکر پر۔'' پھر ان سے پوچھا گیا: حضرت ابوبکر کے بعد کس کو نامزد فرماتے؟ حضرت عائشہ نے جواب دیا ''عمر کو۔'' پھر ان سے پوچھا گیا: حضرت عمر کے بعد کس کو نامزد فرماتے؟ حضرت عائشہ نے جواب دیا: ''ابوعبیدہ بن جراح کو۔'' (مسلم)

ایک نبی، ایک صدیق اور پانچ شہداء

(۲۱۴۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہم حراء پہاڑ پر کھڑے تھے کہ (ان کے پیروں کے نیچے کا) پتھر حرکت کرنے لگا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس پتھر کو مخاطب کر کے) ارشاد فرمایا ''ٹھہر جا، تیرے اوپر نہیں کھڑا ہے۔ مگر نبی یا صدیق یا شہید، اور بعض راویوں نے ''سعد بن ابی وقاص'' کا اضافہ کیا ہے اور علی کو ذکر نہیں کیا۔ (مسلم)

(فصل دوم)

عشرۂ مبشرہ

(۲۱۴۴) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''(۱) ابوبکر جنت میں ہیں (۲) عمر جنت میں ہیں (۳) عثمان جنت میں ہیں (۴) علی جنت میں ہیں (۵) طلحہ جنت میں ہیں (۶) زبیر جنت میں ہیں (۷) عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں ہیں (۸) سعد بن ابی وقاص جنت میں ہیں (۹) سعید بن زید جنت میں ہیں (۱۰) اور ابوعبیدہ بن جراح جنت میں ہیں۔'' (یہ ہیں عشرۂ مبشرہ جن کے جنتی ہونے کی آپ نے ایک ساتھ بشارت دی ہے) (ترمذی)

چند صحابہ کے خاص کمالات

(۲۱۴۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''میری امت میں میری امت کے لوگوں کے حق میں سب سے زیادہ مہربان ابوبکر ہیں، اور میری امت کے لوگوں میں اللہ کے دین کے معاملات میں سب سے زیادہ سخت عمر ہیں، اور میری امت کے لوگوں میں سب سے سچے حیادار عثمان ہیں، اور میری امت کے لوگوں میں سب سے بڑے فرائض داں زید بن ثابت ہیں، اور میری امت کے لوگوں میں سب سے اچھا قرآن پڑھنے والے ابی بن کعب ہیں، اور میری امت میں حلال وحرام کو سب سے زیادہ جاننے والے معاذ بن جبل ہیں، اور ہر امت میں ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح ہیں۔'' (احمد، ترمذی)

اور ایک مرسل روایت میں جس کو معمر حضرت قتادہ سے روایت کرتے ہیں یہ ہے

ک: میری امت کے لوگوں میں سب سے زیادہ صحیح فیصلہ کرنے والے علی ہیں۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے لیے جنت کی بشارت

(۲۱۴۶) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ اُحد کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر دو (۲) زرہیں تھیں (دورانِ جنگ ایک موقع پر) آپ نے ایک چٹان پر چڑھنا چاہا (تاکہ دشمن کے لشکر کا جائزہ لیں اور مجاہدین اسلام کو بلندی پر سے دکھائی دیں) لیکن (دو (۲) زرہوں کے بوجھ کی وجہ سے) اوپر چڑھنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ پس حضرت طلحہ آپ کے نیچے بیٹھ گئے، تا آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اوپر چڑھ کر چٹان پر پہنچ گئے، پھر میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا "طلحہ نے جنت کو واجب کر لیا۔" (ترمذی)

چلتا پھرتا شہید

(۲۱۴۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہ بن عبید اللہ کی طرف دیکھا، اور ارشاد فرمایا "جس شخص کی خواہش ہو کہ اس انسان کو دیکھے جو زمین پر چلتا پھرتا ہے جب کہ وہ مردہ ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ اس انسان (یعنی طلحہ) کو دیکھے۔"

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو شخص ایسے شہید کا دیدار کرنا چاہے جو زمین پر چلتا پھرتا ہے تو وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھے۔" (ترمذی)

جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوسی

(۲۱۴۸) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے کانوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا ہے "طلحہ اور زبیر جنت میں میرے پڑوسی ہیں۔" (ترمذی)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے کمالات

(۲۱۴۹) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کے حق میں) اس دن یعنی غزوۂ اُحد کے دن یوں دعا فرمائی: ''الٰہی! اس (سعد) کی تیراندازی میں شدت وقوت عطا فرما، اور اس کی دعا قبول فرما۔'' (بغوی)

(۲۱۵۰) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (میرے لیے یہ) دعا فرمائی تھی ''الٰہی! سعد جب تجھ سے دعا مانگے تو اس کو قبول فرما'' (ترمذی)

(۲۱۵۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماں باپ کو سعد کے علاوہ کسی کے لیے جمع نہیں کیا، چنانچہ غزوۂ اُحد کے دن ان کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا ''تیر چلائے جا، تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، نیز (اس دن) آپ نے سعد کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا تھا ''تیر پھینکتا رہ، اے جواں مرد!'' (ترمذی)

(۲۱۵۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) سعد بن ابی وقاص (مجلس مبارک میں) آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کی طرف اشارہ کر کے) ارشاد فرمایا ''یہ میرے ماموں ہیں، اگر کوئی شخص ایسا ماموں رکھتا ہو تو وہ مجھ کو دکھائے''

اس روایت کو ترمذی نے نقل کر کے کہا کہ حضرت سعد بنو زُہرہ میں سے تھے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ بھی بنو زُہرہ میں سے تھیں اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ (سعد) میرے ماموں ہیں۔

(فصل سوم)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی خوبیاں

(۲۱۵۳) حضرت قیس بن ابی حازم (تابعی) کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعد بن

ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا ”یقیناً میں پہلا عرب شخص ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا، نیز ہم نے وہ (زمانہ) دیکھا ہے جب ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مصروفِ جہاد رہا کرتے تھے اور ہمارے پاس کھانے کے لیے کوئی چیز نہیں ہوتی تھی، ہاں کیکر کی پھلیاں (جو لوبیہ کے مشابہ ہوتی ہیں) اور کیکر کی پتیاں ضرور مل جاتی تھیں (جنہیں ہم کھا کر بھوک کی آگ کچھ ٹھنڈی کر لیتے تھے) اور (کیکر کی پھلیاں اور پتیاں کھانے کی وجہ سے) ہم لوگ بکری کی مینگنیوں کے مانند خشک پاخانہ پھرتے تھے جو رلا ملانہ ہوتا تھا، پھر بنو اسد مجھے اسلام (یعنی نماز) کے آداب واحکام سکھا رہے ہیں (بخدا! اگر اب بھی میں بنو اسد کی تعلیم کا محتاج اور نماز کے آداب واحکام سے ناواقف ہوں) تو پھر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ میں نامراد رہا، اور میرا کیا دھرا اکارت ہوا، اور (حضرت سعد نے یہ اس وجہ سے کہا تھا کہ) بنو اسد نے حضرت عمر فاروق سے حضرت سعد کی چغل خوری اور شکایت کی تھی، اور کہا تھا کہ سعد اچھی طرح نماز نہیں پڑھتے۔
(بخاری، مسلم)

(۲۱۵۴) حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”میں اپنے بارہ میں خوب جانتا ہوں کہ میں تیسرا مسلمان ہوں، اور (مجھ سے پہلے جو لوگ اسلام لائے) وہ اسی دن دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تھے جس دن میں نے اسلام قبول کیا، پھر سات دن تک میں اسلام کا تہائی حصہ رہا۔“ (بخاری)

حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کا مالی ایثار

(۲۱۵۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے ارشاد فرمایا ”تمہارا معاملہ کچھ اس نوعیت کا ہے کہ مجھ کو میرے بعد فکر میں ڈالتا ہے، اور تمہاری خبر گیری پر وہی لوگ ڈٹے رہیں گے جو صابر اور صدیق ہیں۔“ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ صابر وصدیق سے مراد وہ لوگ ہیں جو صدقہ دینے

والے، اور کارِ خیر کرنے والے ہیں۔

پھر حضرت عائشہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے بیٹے ابوسلمہ کے سامنے (ان کے والد کے مالی ایثار پر اظہارِ تشکر کرتے ہوئے) کہا: ''اللہ تعالیٰ تمہارے باپ کو جنت کی سَلْسَبِیْل سے سیراب فرمائے'' اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے آنحضرت ﷺ کی ازواجِ مطہرات کو ایک باغ دیا تھا جو چالیس (۴۰) ہزار دینار کے عوض فروخت کیا گیا تھا۔ (ترمذی)

(۲۱۵۶) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو اپنی بیویوں سے ارشاد فرماتے سنا ''کہ میری وفات کے بعد جو شخص مٹھیاں بھر بھر کر تم پر خرچ کرے گا (یعنی پوری فراخ دلی اور کامل سخاوت کے ساتھ تمہارے مصارف میں اپنا مال خرچ کرے گا) وہ صادق الایمان صاحب احسان ہے۔ الٰہی! عبدالرحمٰن بن عوف کو جنت کی سلسبیل سے سیراب فرما۔'' (احمد)

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی امانت داری

(۲۱۵۷) حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نَجرَان کے لوگوں نے رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے پاس (حاکم وقاضی بنا کر) ایسے شخص کو بھیجئے جو امانت دار ہو (یعنی ایسا امانت دار ہو جو ہمارے حقوق میں کوئی خیانت نہ کرے) آپ نے ارشاد فرمایا ''یقیناً میں ایک ایسے شخص کو (حاکم وقاضی بنا کر) تمہارے یہاں بھیجوں گا جو پکا امانت دار ہے'' (یہ سن کر) لوگ اس شرف کے حصول کی تمنا اور انتظار کرنے لگے، حضرت حذیفہ فرماتے ہیں پھر آنحضرت ﷺ نے ابوعبیدہ بن جراح کو بھیجا۔ (بخاری، مسلم)

ابوبکر و عمر اور علی رضی اللہ عنہم کے فضائل

(۲۱۵۸) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی نے سوال کیا: یا رسول اللہ! آپ
کے بعد ہم کس کو اپنا امیر و سربراہ بنائیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اگر تم ابوبکر
کو اپنا امیر و سربراہ بناؤ گے تو ان کو امانت دار، دنیا سے بے پروا، اور آخرت کی
طرف راغب پاؤ گے۔ اگر عمر کو اپنا امیر و سردار بناؤ گے تو ان کو (بارِ امانت اٹھانے
میں) بہت مضبوط، امین اور ملامت کرنے والے کی ملامت سے بے خوف پاؤ گے، اور
اگر علی کو اپنا امیر و سربراہ بناؤ گے، جب کہ میرے خیال میں تم ان کو (اختلاف و نزاع
کے بغیر) اپنا امیر و سربراہ بنانے والے نہیں ہو تو ان کو راہِ راست دکھانے والا،
اور ہدایت یافتہ پاؤ گے جو تمہیں صراطِ مستقیم پر چلائے گا۔'' (احمد)

چاروں خلفاء راشدین کے فضائل

(۲۱۵۹) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا
''اللہ تعالیٰ ابوبکر پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ انہوں نے اپنی بیٹی (عائشہ) کا نکاح
مجھ سے کر دیا اور اپنی اونٹنی پر سوار کر کے مجھ کو دارِ ہجرت (یعنی مدینہ) لے آئے، (سفر
ہجرت کے دوران) غارِ ثور میں میرے ساتھ رہے، اور اپنے مال سے بلال کو (خرید
کر) آزاد کیا (اور میرا خادم بنا دیا) اللہ تعالیٰ عمر پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے، وہ حق
بات کہتے ہیں خواہ کسی کو تلخ کیوں نہ لگے، اور حق گوئی نے ان کو بے یار بنا کر چھوڑا ہے
اللہ تعالیٰ عثمان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے، ان سے تو فرشتے بھی حیا کرتے ہیں، اور
اللہ تعالیٰ علی پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے، اے اللہ! حق کو علی کے ساتھ گھما جدھر وہ
گھومے۔ (ترمذی)

نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کے مناقب وفضائل کا بیان

(فصل اول)

چار حضرات بھی اہل بیت میں شامل ہیں

(۲۱۶۰) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت ﴿قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَاءَ كُمْ﴾ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین کو بلایا اور کہا ''خداوند! یہ میرے اہل بیت ہیں''۔ (مسلم)

(۲۱۶۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک دن صبح کو نبی کریم ﷺ باہر نکلے، اس وقت آپ کے بدنِ مبارک پر ایک سیاہ بالوں کی کملی تھی جس پر اونٹ کے کجاووں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ اتنے میں حضرت حسن بن علی آگئے، اور آپ نے ان کو اپنی کملی کے اندر لے لیا، پھر حضرت حسین آئے، اور آپ نے ان کو بھی حضرت حسن کے ساتھ کملی کے اندر لے لیا، پھر حضرت فاطمہ آئیں، اور آپ نے ان کو بھی کملی کے اندر لے لیا، پھر حضرت علی آئے، اور آپ نے ان کو بھی کملی کے اندر لے لیا، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَكُمْ تَطْھِیْرًا﴾ یعنی اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم کو (گناہوں اور برائیوں کی) پلیدی سے بچائے، اور تم کو پاک صاف رکھے۔ (مسلم)

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(۲۱۶۲) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب (حضرت ماریہ

قِبْطِیَّۃ کے بطن سے آنحضرت کے فرزند) ابراہیم کا (شیر خوارگی کی عمر میں) انتقال ہوا تو رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ابراہیم کے لیے جنت میں ایک دودھ پلانے والی ہے (جو اس کے دودھ پلانے کے زمانہ کو پورا کرے گی۔)'' (بخاری)

حضور ﷺ کی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سرگوشی

(۲۱۶۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کی بیویاں آپ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں کہ حضرت فاطمہ آئیں۔ ان کی چال رسول خدا ﷺ کی چال سے (ذرا بھی) مختلف نہیں تھی (یعنی آنحضرت اور حضرت فاطمہ دونوں ایک ہی طرح چلتے تھے) بہر حال آنحضرت ﷺ نے جب حضرت فاطمہ کو (آتے) دیکھا تو ارشاد فرمایا ''میری بیٹی مَرْحَبًا'' پھر آپ نے ان کو (اپنے پاس) بٹھا لیا، اور چپکے چپکے ان سے باتیں کیں تو حضرت فاطمہ زور زور سے رونے لگیں۔ آپ نے دیکھا کہ فاطمہ بہت رنجیدہ ہوگئی ہیں تو پھر ان سے سرگوشی کرنے لگے اور حضرت فاطمہ ہنسنے لگیں۔

پھر جب رسول اللہ ﷺ اُٹھ کر چلے گئے تو میں نے حضرت فاطمہ سے پوچھا: تم سے آنحضرت ﷺ چپکے چپکے کیا باتیں کر رہے تھے؟ حضرت فاطمہ نے جواب دیا: رسول اللہ ﷺ کا راز میں افشاء کرنے والی نہیں ہوں۔ اس وقت میں خاموش ہوگئی لیکن جب آنحضرت ﷺ کی وفات ہوئی تو میں نے حضرت فاطمہ سے کہا: (ماں ہونے کی حیثیت سے) تم پر میرا جو حق ہے اس کا واسطہ اور قسم دے کر کہتی ہوں کہ مجھ کو اس سرگوشی کے بارے میں بتا دو جو (اس دن) آنحضرت ﷺ نے تم سے کی تھی۔ فاطمہ بولیں ''ہاں اب (جب کہ آنحضرت ﷺ اس دنیا سے تشریف لے جا چکے ہیں اس راز کو ظاہر کرنے میں کوئی مضائقہ نہ سمجھتے ہوئے) میں بتاتی ہوں کہ آنحضرت ﷺ نے جو پہلی بار مجھ سے سرگوشی کی تھی تو اس میں مجھ سے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ

جبرئیل مجھ سے سال بھر میں ایک مرتبہ (یعنی رمضان میں) قرآن کا دور کیا کرتے تھے لیکن اس سال (رمضان میں) انہوں نے مجھ سے دوبار دور کیا، اس کا مطلب میں نے یہ نکالا ہے کہ میری موت کا وقت قریب آ گیا ہے، پس (اے فاطمہ!) میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتی رہنا، اور صبر کرنا، بلا شبہ میں تمہارے لیے بہترین پیش رو ہوں۔ (یہ وہ بات تھی جس کو سن کر) میں رونے لگی، پھر جب آپ نے میری بے صبری کو دیکھا تو دوبارہ مجھ سے سرگوشی کی، اور فرمایا: اے فاطمہ! کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تم اہلِ جنت کی عورتوں ——— یا یہ فرمایا کہ مؤمنین کی عورتوں کی سردار بنائی جاؤ۔ (یہ سن کر میں ہنسنے لگی تھی)۔"

اور ایک روایت میں حضرت فاطمہ کے یہ الفاظ منقول ہیں کہ جب آپ نے (پہلی مرتبہ) مجھ سے سرگوشی کی تو یہ فرمایا تھا کہ آپ اس بیماری میں وفات پا جائیں گے تو میں رونے لگی تھی، پھر (دوسری مرتبہ) آپ نے مجھ سے سرگوشی کی اور مجھ کو یہ بتایا کہ آپ کے اہل بیت میں سب سے پہلے میں ہی آپ سے جا کر ملوں گی تو میں ہنسنے لگی تھی۔ (بخاری، مسلم)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت

(۲۱۶۴) حضرت مِسْوَرْ بن مَخْرَمَہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جس نے فاطمہ کو خفا کیا اس نے مجھ کو خفا کیا۔"

اور ایک روایت میں یہ الفاظ (بھی) ہیں "جو چیز فاطمہ کو تشویش میں ڈالتی ہے وہ مجھ کو تشویش میں مبتلا کر دیتی ہے، اور جو چیز فاطمہ کو دکھ دیتی ہے وہ چیز مجھ کو بھی دکھ دیتی ہے۔" (بخاری، مسلم)

حضور ﷺ کی نہایت اہم وصیت

(۲۱۶۵) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ ایک دن مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک پانی کے مقام پر جس کو "خُم" کہا جاتا ہے خطابِ عام کے لیے ہمارے سامنے کھڑے ہوئے، پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان کی، پھر لوگوں کو (اچھی باتوں اور اچھے اعمال کی) نصیحت فرمائی، اور ان کو اللہ کا ثواب وعذاب یاد دلایا، اور غفلت وکوتاہی سے خبردار کیا، پھر ارشاد فرمایا:

''بعد ازاں، اے لوگو! آگاہ ہو، میں ایک انسان ہوں، وہ وقت قریب ہے جب میرے پروردگار کا قاصد (یعنی ملک الموت) آئے، اور میں اپنے پروردگار کا حکم قبول کروں، اور میں تمہارے درمیان دو بھاری اور عظیم چیزیں چھوڑ جاتا ہوں جن میں سے ایک کتاب اللہ ہے جس میں ہدایت، اور نور ہے، پس تم کتاب اللہ کو پکڑو اور مضبوط تھامو'' غرض کہ آپ ﷺ نے لوگوں کو کتاب اللہ کے تئیں خوب جوش دلایا اور اس کی طرف راغب کیا پھر ارشاد فرمایا'' اور (ان دو عظیم چیزوں میں سے دوسری چیز) میرے اہل بیت ہیں، میں تمہیں اللہ کا وہ عذاب یاد دلاتا ہوں جو میرے اہل بیت کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کے سبب ہوگا۔ میں (دوبارہ) تمہیں اللہ کا وہ عذاب یاد دلاتا ہوں جو میرے اہل بیت کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کے سبب ہوگا۔''

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں'' کتاب اللہ، اللہ کی رسی ہے، جو شخص کتاب اللہ کی اتباع کرے گا (یعنی اس پر ایمان لائے گا، اس کو یاد کرے گا، اخلاص کے ساتھ اس کا علم حاصل کرے گا، اور اس پر عمل پیرا رہے گا) وہ راہِ راست پر رہے گا، اور جو شخص اس کو چھوڑ دے گا وہ گمراہ ہوگا۔'' (مسلم)

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا لقب

(۲۱۶۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (یعنی ابن عمر) جب حضرت جعفر بن ابی طالب کے صاحبزادے عبداللہ کو سلام کرتے تو یوں کہتے "اے دو بازو والے کے بیٹے! تجھ پر سلامتی ہو۔" (بخاری)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

(۲۱۶۷) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے (ایک دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ حضرت حسن بن علی آپ کے کاندھے پر سوار تھے اور آپ فرمارہے تھے "اے اللہ! میں اس سے (بہت) محبت رکھتا ہوں، تو بھی اس سے محبت رکھ۔" (بخاری، مسلم)

(۲۱۶۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دن کے ایک حصہ میں باہر نکلا، جب آپ حضرت فاطمہ کے گھر پہنچے تو پوچھا "کیا یہاں مُنّا ہے؟ کیا یہاں مُنّا ہے؟" یعنی حسن ہے؟ ابھی آپ نے چند ہی لمحے گزارے تھے کہ حضرت حسن دوڑتے ہوئے آئے، پھر حضرت حسن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن کے گلے سے لپٹ گئے، پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "خدایا! میں اس سے بہت محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ اور اس شخص سے بھی محبت رکھ جو اس سے محبت رکھے۔" (بخاری، مسلم)

(۲۱۶۹) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ (ایک دن) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں منبر پر (خطبہ دیتے ہوئے) دیکھا کہ حضرت حسن بن علی آپ کے پہلو میں تھے، کبھی آپ (وعظ ونصیحت کے لیے) لوگوں کی طرف دیکھتے، اور کبھی (پیار ومحبت بھری نظروں سے) حضرت حسن بن علی کی طرف دیکھتے، اور فرماتے

''یہ میرا بیٹا ''سید'' ہے، اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا'' (بخاری)

حضور ﷺ کے دو پھول

(۲۱۷۰) حضرت عبدالرحمن بن ابی نُعم کہتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے سنا جب کہ اہل عراق یعنی اہل کوفہ میں سے کسی شخص نے ان سے مُحرِم کے بارے میں پوچھا تھا (اس روایت کو حضرت عبدالرحمٰن سے روایت کرنے والے راوی) حضرت شعبہ کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ پوچھنے والے نے یہ دریافت کیا تھا کہ مُحرِم مکھی کو مار ڈالے تو اس کا کیا بدلہ دے؟ اس پر حضرت ابن عمر نے فرمایا ''عراق یعنی کوفہ کے لوگ مجھ سے مکھی مار ڈالنے کے بارے میں شرعی حکم دریافت کرتے ہیں! حالانکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کے بیٹے کو مار ڈالا جن کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ یہ دونوں (یعنی حسن اور حسین) میری دنیا کے دو پھول ہیں۔'' (بخاری)

حضور ﷺ سے حسنین کی جسمانی مشابہت

(۲۱۷۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہت رکھنے والے حضرت حسن بن علی کے علاوہ کوئی نہیں تھا، نیز حضرت انس نے حضرت حسین کے بارے میں بھی کہا کہ وہ بھی رسول اللہ ﷺ سے بہت زیادہ مشابہ تھے۔ (بخاری)

ابن عباس رضی اللہ عنہ کے لیے حضور ﷺ کی دعا

اپنے سینۂ مبارک سے لگا کر یوں دعا فرمائی ''خداوند! اس کو حکمت عطا فرما'' اور ایک روایت میں (دعا کے) یہ الفاظ ہیں'' خداوند! اس کو کتاب اللہ کا علم عطا فرما'' (بخاری)

(۲۱۷۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء میں داخل ہوئے تو میں نے آپ کے لیے وضو کا پانی رکھ دیا۔ پھر جب آپ بیت الخلاء سے نکلے تو فرمایا یہ (پانی) کس نے رکھا ہے؟ آپ کو بتایا گیا (کہ ابن عباس نے رکھا ہے) تو آپ نے فرمایا'' اے اللہ! اس کو دین کی سمجھ عطا فرما۔'' (بخاری، مسلم)

اسامہ اور حسن رضی اللہ عنہما کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

(۲۱۷۴) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہ کو اور حضرت حسن کو پکڑ کر فرماتے'' اے اللہ! ان دونوں سے محبت فرما کہ میں بھی ان دونوں سے محبت کرتا ہوں'' اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت اسامہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پکڑ کر اپنی ران پر بٹھاتے، اور حضرت حسن بن علی کو دوسری ران پر بٹھاتے، پھر دونوں کو ملا کر فرمایا کرتے تھے'' اے اللہ! ان دونوں پر رحم فرما اس لیے کہ میں بھی ان پر مہربان ہوں۔'' (بخاری)

اسامہ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کے فضائل

(۲۱۷۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوج روانہ کی اور اس کا امیر اسامہ بن زید کو بنایا تو کچھ لوگوں نے ان کی امارت پر طعنہ زنی کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' اگر تم لوگ اس (اسامہ) کی امارت پر اعتراض کرتے ہو تو اس سے پہلے تم اس کے باپ (زید) کی امارت پر بھی طعنہ زنی اور اعتراض کر چکے ہو، اور اللہ کی قسم! وہ (زید) امارت کے قابل بھی تھا اور تمام لوگوں سے مجھے محبوب وعزیز تر بھی تھا، اور اس کے بعد یہ (اسامہ) بھی مجھے تمام لوگوں سے زیادہ

محبوب وعزیز تر ہے۔'' (بخاری، مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں اسی طرح ہے اور اس کے آخر میں اتنا اضافہ بھی ہے کہ ''میں تمہیں وصیت کرتا ہوں (کہ اسامہ کے ساتھ اچھا سلوک کرو) کیونکہ یہ تمہارے نیک لوگوں میں سے ہے۔''

(۲۱۷۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا ہم لوگ زید بن حارثہ کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں صرف زید بن محمد ہی کہہ کر بلایا کرتے تھے یہاں تک کہ قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی ﴿ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ ﴾ تم ان کو ان کے باپوں کے ناموں کے ساتھ پکارا اور بلایا کرو۔ (بخاری، مسلم)

(فصل دوم)

کتاب اللہ اور اہل بیت کو مضبوطی سے تھامنے کی وصیت

(۲۱۷۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنے حج کے موقع پر عرفہ کے دن اپنی قَصْوَاء نامی اونٹنی پر خطبہ دے رہے ہیں، پس میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ''لوگو! میں تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ تم نے اگر اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھا تو تم کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب، اور میری اولاد یعنی میرے اہل بیت۔'' (ترمذی)

(۲۱۷۸) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں میرے بعد جب تک تم انہیں پکڑے رہو گے کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ ان میں سے ایک دوسرے سے عظیم تر ہے۔ وہ ایک (جو عظیم تر ہے) اللہ کی کتاب ہے، اور آسمان سے زمین کی طرف پھیلی ہوئی رسی

ہے، اور دوسری میری اولاد یعنی میرے گھر والے ہیں، اور وہ دونوں الگ نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر وہ دونوں میرے پاس آ پہنچیں گے، پس تم لوگ سوچ لو کہ تم میرے بعد ان کے ساتھ کیسا معاملہ کرتے ہو؟۔ (ترمذی)

اہل بیت سے عداوت رکھنے کا انجام

(۲۱۷۹) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین کے حق میں ارشاد فرمایا "جو کوئی ان سے لڑے گا میں اس سے لڑوں گا اور جو کوئی ان سے مصالحت رکھے گا میں اس سے مصالحت رکھوں گا۔" (ترمذی)

حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی فضیلت

(۲۱۸۰) حضرت جُمَیع بن عُمَیر (تابعی) کہتے ہیں کہ (ایک دن) میں اپنی پھوپھی کے ساتھ اُم المومنین حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے پوچھا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبت کس سے تھی؟ حضرت عائشہ نے جواب دیا "فاطمہ سے" پھر میں نے پوچھا: اور مردوں میں سب سے زیادہ محبت کس سے تھی؟ حضرت عائشہ نے فرمایا "فاطمہ کے شوہر (علی مرتضیٰ) سے۔" (ترمذی)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کے فضائل

(۲۱۸۱) حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ (ایک دن) میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ غصہ میں بھرے ہوئے آئے (یعنی کسی نے کوئی ایسی بات کہہ دی تھی جس سے حضرت عباس کو سخت غصہ آیا، اور اسی غصہ کی حالت میں وہ آنحضرت کے پاس آئے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

پوچھا: ''ایسی کیا بات پیش آگئی جس سے تمہیں اتنا غصہ آرہا ہے؟'' حضرت عباس نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! ہمارے (یعنی بنو ہاشم) اور (باقی) قریش کے درمیان کیا (بیگانگی) ہے کہ جب وہ (قریش) آپس میں ملتے ہیں تو کشادہ روئی سے ملتے ہیں، اور جب ہم سے ملتے ہیں تو اس طرح نہیں ملتے۔ رسول خدا ﷺ (نے حضرت عباس سے یہ بات سنی تو قریش کے اس برے رویہ پر) سخت غصہ ہوئے یہاں تک کہ غصہ کی شدت سے آپ کا چہرۂ مبارک سرخ ہوگیا پھر حضرت عباس سے مخاطب ہوکر فرمایا ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کسی شخص کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوگا جب تک وہ تم (اہل بیت) سے اللہ اور اس کے رسول کی محبت و خوشنودی حاصل کرنے کے لیے محبت نہیں رکھے گا۔'' پھر فرمایا ''لوگو! جان لو جس شخص نے میرے چچا کو ستایا، اس نے (گویا) مجھ کو ستایا ہے، کیوں کہ کسی شخص کا چچا اس کے باپ کے مانند ہوتا ہے۔'' (ترمذی)

(۲۱۸۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''عباس مجھ سے ہیں اور میں عباس سے ہوں۔'' (ترمذی)

(۲۱۸۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا ﷺ نے (میرے والد) حضرت عباس سے فرمایا کہ ''پیر کے دن صبح کے وقت تم اپنی اولاد کو لے کر میرے پاس آنا تاکہ میں تمہارے لیے دعا کروں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہیں اور تمہاری اولاد کو نفع پہنچائے۔''

چنانچہ (جب پیر کا دن آیا تو) صبح کے وقت حضرت عباس اور ان کے ساتھ ہم سب آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی چادر مبارک ہم سب کو اڑھائی، پھر یوں دعا فرمائی ''خداوند! عباس کی اور ان کی اولاد کی ایسی ظاہری اور پوشیدہ بخشش فرما جو کوئی گناہ باقی نہ چھوڑے۔ الٰہی! عباس کی اور ان کی اولاد کی (آفات و بلیات سے) حفاظت فرما!'' ــــ اس روایت کو ترمذی نے نقل

کیا ہے، اور رزین نے یہ اضافہ کیا ہے: اور خلافت کو ان کی اولاد میں باقی رکھ!

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۲۱۸۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے دو بار حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا، اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دو مرتبہ دعا فرمائی۔ (ترمذی)

(۲۱۸۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے دو مرتبہ یہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو حکمت عطا فرمائے۔ (ترمذی)

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۲۱۸۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت جعفر بن ابی طالب مسکینوں سے بہت محبت رکھتے تھے، وہ ان کے پاس بیٹھتے، اور ان سے (دلجوئی و غم خواری کی) باتیں کرتے اور مساکین ان سے (اپنے دکھ درد کی) باتیں کیا کرتے تھے، اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (اسی بناء پر) ان کو 'ابو المساکین'' کہا کرتے تھے (ترمذی)

(۲۱۸۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میں نے جعفر کو جنت میں فرشتوں کے ساتھ اُڑتے ہوئے دیکھا ہے۔'' (ترمذی)

حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے فضائل

(۲۱۸۸) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حسن اور حسین دونوں جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔'' (ترمذی)

(۲۱۸۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا ''حسن اور حسین دونوں میری دنیا کے دو پھول ہیں۔'' (ترمذی)

(۲۱۹۰) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن رات میں اپنی کسی ضرورت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ (اپنے گھر سے) اس حال میں باہر تشریف لائے کہ کسی چیز کو لپیٹے ہوئے تھے، اور میں نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا چیز ہے؟ پھر جب میں اپنی ضرورت کو عرض کر چکا تو پوچھا: یہ کیا چیز ہے جو آپ نے لپیٹ رکھی ہے؟ آپ نے اس چیز کو کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حسن اور حسین آپ کی دونوں کوکھوں پر تھے (یعنی آپ نے ان دونوں کو گود میں لے کر چادر سے لپیٹ رکھا تھا) پھر آپ نے ارشاد فرمایا ''یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں، خداوند! میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی ان کو محبوب رکھ اور ہر اس شخص کو محبوب رکھ جو ان دونوں کو محبوب رکھے۔'' (ترمذی)

(۲۱۹۱) حضرت سلمٰی (جو حضرت ابورافع کی بیوی ہیں) بیان فرماتی ہیں کہ (ایک دن) میں ام المومنین حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ وہ رو رہی ہیں۔ میں نے پوچھا: کیوں رو رہی ہو؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو (خواب میں) اس حالت میں دیکھا کہ آپ کا سر اور ڈاڑھی گرد آلود ہے۔ پھر میں نے دریافت کیا: یارسول اللہ! آپ گرد آلود کیوں ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: میں ابھی حسین کی قتل گاہ میں حاضر ہوا تھا (اس لیے گرد آلود ہوں) (ترمذی)

(۲۱۹۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ کے اہل بیت میں سے کون شخص آپ کو سب سے زیادہ عزیز و محبوب ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ''حسن اور حسین۔''

اور (حضرت انس نے یہ بھی بیان فرمایا کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (کسی وقت حسن و حسین کو گھر میں نہ دیکھتے تو) حضرت فاطمہ سے ارشاد فرماتے: میرے دونوں بیٹوں کو

بلاؤ۔ پھر (جب حسن و حسین آجاتے تو) آپ ان دونوں کو سونگھتے (اس لیے کہ وہ آپ کے پھول تھے) اور ان کو اپنے گلے سے لگاتے۔ (ترمذی)

(۲۱۹۳) حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اچانک حضرت حسن اور حضرت حسین آگئے۔ وہ دونوں سرخ کرتے پہنے ہوئے تھے اور (کم سنی اور کمزوری کی وجہ سے) وہ دونوں چلتے چلتے زمین پر گر پڑتے تھے۔ چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (ان کو دیکھ کر) منبر سے اترے اور ان کو اپنی گود میں اُٹھالیا، پھر ان کو اپنے پاس بٹھا کر ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے ﴿اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ میں نے ان دونوں بچوں کو دیکھا (کہ ان سے چلا نہیں جارہا ہے اور) گرتے پڑتے چلے آرہے ہیں تو (ان کی محبت میں) مجھ سے صبر نہ ہوسکا، اور میں نے اپنی بات (یعنی وعظ و نصیحت) کو موقوف کیا، اور منبر سے اتر کر ان کو گود میں اٹھالیا۔'' (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

(۲۱۹۴) حضرت یَعْلٰی بن مُرَّہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''حسین مجھ سے ہیں، اور میں حسین سے ہوں، اور جس شخص نے حسین سے محبت رکھی، اس نے اللہ تعالیٰ سے محبت رکھی۔ حسین نواسوں میں سے ایک نواسا ہے۔'' (ترمذی)

(۲۱۹۵) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا ''حضرت حسن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ ہیں سینہ سے لے کر سر تک، اور حضرت حسین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ ہیں ان اعضاء میں جو سینہ سے نیچے ہیں۔'' (ترمذی)

(۲۱۹۶) حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ (ایک روز) میں نے اپنی والدہ سے کہا: آپ مجھے اجازت دیجیے کہ آج مغرب کی نماز جا کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھوں، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کروں کہ وہ میرے اور آپ

کے لیے بخشش و مغفرت کی دعا فرمائیں۔ چنانچہ (میری والدہ نے مجھے اجازت دیدی اور) میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی۔ آپ (مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد) نوافل پڑھتے رہے یہاں تک کہ عشاء کی نماز پڑھی، اور جب آپ نماز سے فارغ ہو کر گھر کی طرف چلے تو میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلا، آپ نے میری آواز (یعنی میرے قدموں یا جوتوں کی آواز) سن لی، چنانچہ آپ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ حذیفہ ہے؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں! (میں حذیفہ ہوں) آپ نے پھر پوچھا: کیا چاہتے ہو، اللہ تعالیٰ تمہاری اور تمہاری ماں کی مغفرت فرمائے! (دیکھو) یہ ایک فرشتہ ہے جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا، اس (فرشتہ) نے اپنے پروردگار سے اس بات کی اجازت لی ہے کہ (زمین پر) آکر مجھ کو سلام کرے اور مجھ کو یہ خوشخبری سنائے کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں، اور حسن و حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔'' (ترمذی)

(۲۱۹۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ (ایک روز) رسول خدا ﷺ حضرت حسن بن علی کو اپنے کندھے پر بٹھائے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے کہا: اے (خوش نصیب) مُنے! کیسی اچھی سواری پر تم سوار ہو، نبی کریم ﷺ نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا ''اور وہ سوار بھی اچھا ہے۔'' (ترمذی)

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(۲۱۹۸) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے (اپنے زمانۂ خلافت میں) اسامہ بن زید کا سالانہ وظیفہ تین ہزار (۳۰۰۰) پانچ سو (۵۰۰) درہم مقرر کیا، اور اپنے فرزند عبداللہ کا وظیفہ تین ہزار (۳۰۰۰) درہم مقرر کیا۔ اس پر عبداللہ نے اپنے باپ سے عرض کیا: آپ نے اُسامہ کو مجھ پر کس وجہ سے ترجیح دی؛ (کہ میرا وظیفہ ان سے پانچ (۵۰۰) سو درہم کم رکھا) حالانکہ بخدا! اسامہ نے کسی اچھے موقع کی طرف

مجھ سے سبقت نہیں کی (یعنی اسامہ کسی کارِ خیر کی بنا پر مجھ سے بڑھے ہوئے نہیں ہیں)
حضرت عمر نے فرمایا ''اس کی وجہ یہ ہے کہ اسامہ کے باپ (زید) رسول خدا ﷺ کو تمہارے باپ (یعنی مجھ) سے زیادہ عزیز و محبوب تھے، اور خود اسامہ رسول خدا ﷺ کو تم سے زیادہ محبوب تھے۔ لہٰذا میں نے رسول خدا ﷺ کے محبوب (یعنی اسامہ) کو اپنے محبوب (یعنی تم) پر ترجیح دی۔'' (ترمذی)

حضرت زید رضی اللہ عنہ کا فیصلہ

(۲۱۹۹) حضرت جَبَلَہ بن حَارِثَہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے بھائی زید کو میرے ساتھ بھیج دیجیے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''یہ زید موجود ہے، اگر یہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو میں اس کو منع نہیں کرتا۔'' زید نے (یہ سن کر) کہا: یا رسول اللہ! خدا کی قسم! میں آپ پر کسی کو ترجیح نہیں دیتا (خواہ وہ بھائی یا والدین ہی کیوں نہ ہوں) جبلہ فرماتے ہیں کہ میں نے (زید کا یہ مضبوط فیصلہ سنا تو) مان لیا کہ میرے بھائی کی رائے میری رائے سے بہتر ہے۔ (ترمذی)

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے حق میں حضور ﷺ کی دعا

(۲۲۰۰) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب رسول خدا ﷺ (مرضِ وفات میں) بہت زیادہ کمزور و نحیف ہو گئے تو میں اور دوسرے لوگ مدینہ واپس آئے، اور میں رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت آپ پر خاموشی طاری تھی (یعنی شدتِ مرض و ضعف کے سبب قوت گویائی ختم ہو چکی تھی) چنانچہ (مجھ کو دیکھ کر) آپ زبان سے کچھ نہیں بولے البتہ آپ اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر مجھ پر رکھتے تھے پھر اٹھاتے تھے، پس میں سمجھ گیا کہ آنحضرت ﷺ میرے حق میں

دعا فرما رہے ہیں۔(ترمذی)

حضور ﷺ کی حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے محبت

(۲۲۰۱)ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ (ایک دن) نبی کریم ﷺ نے اسامہ (کے بچپن میں ان) کی رینٹ کو صاف کرنا چاہا تو میں نے (اس بات کو خلافِ ادب جان کر) عرض کیا: آپ رہنے دیجیے یہ کام میں کرتی ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا ''عائشہ! تم اسامہ سے محبت رکھو کیوں کہ میں اس کو عزیز و محبوب رکھتا ہوں''(ترمذی)

(۲۲۰۲)حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ (ایک دن) میں (آنحضرت کے دروازہ پر) بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت علی اور حضرت عباس آئے، اور وہ دونوں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت لینا چاہتے تھے، چنانچہ ان دونوں نے اسامہ سے کہا: تم رسول خدا ﷺ سے ہمارے لیے حاضری کی اجازت طلب کرو۔ میں نے (گھر میں جاکر) عرض کیا: یارسول اللہ! حضرت علی اور حضرت عباس حاضری کی اجازت مانگتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے (یہ سن کر) مجھ سے پوچھا: تم جانتے ہو یہ دونوں کس مقصد سے آئے ہیں؟ میں نے عرض کیا: مجھ کو نہیں معلوم۔ آپ نے ارشاد فرمایا: لیکن میں جانتا ہوں، جاؤ ان دونوں کو اندر بلا لاؤ۔

چنانچہ دونوں حضرات اندر آئے، اور بولے: یارسول اللہ! ہم آپ کی خدمت میں یہ بات دریافت کرنے کے لیے آئے ہیں کہ آپ کے اہل بیت میں سے کون شخص آپ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا ''میری بیٹی فاطمہ بنت محمد مجھ کو زیادہ عزیز و محبوب ہے۔'' ان دونوں حضرات نے عرض کیا: ہمارے سوال کا تعلق آپ کے گھر والوں یعنی آپ کی اولاد و ازواج سے نہیں ہے (بلکہ آپ کے دوسرے اقارب و متعلقین سے ہے) آپ نے ارشاد فرمایا ''میرے گھر والوں میں سے وہ شخص میرے

نزدیک زیادہ عزیز ومحبوب ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنا انعام وفضل کیا، اور میں نے بھی اس کو انعام واحسان سے نوازا، اور وہ اسامہ بن زید ہے۔'' حضرت علی اور حضرت عباس نے پوچھا: پھر اسامہ کے بعد کون شخص (آپ کو زیادہ محبوب وعزیز ہے؟) آپ نے ارشاد فرمایا ''پھر علی بن ابی طالب'' (یہ سن کر) حضرت عباس بولے: یارسول اللہ! آپ نے اپنے چچا (یعنی مجھ) کو اپنے گھر والوں میں آخر میں رکھا؟ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''علی نے ہجرت میں تم پر سبقت کی ہے'' (ترمذی)

(فصل سوم)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خوش طبعی

(۲۲۰۳) حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق (ایک دن) عصر کی نماز پڑھ کر باہر نکلے اور (کہیں جانے کے لیے) چلنے لگے، اس وقت ان کے ساتھ حضرت علی بھی تھے (راستے میں) حضرت ابوبکر نے جب حضرت حسن کو دیکھا جو بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے تو ان کو اٹھا کر اپنے کندھے پر بٹھا لیا اور (ازراہِ خوش طبعی) بولے ''میرا باپ قربان ہو! یہ (حسن) نبی کریم ﷺ سے مشابہت رکھتے ہیں، اور علی سے مشابہت نہیں رکھتے'' (یہ سن کر) حضرت علی ہنسنے لگے۔ (بخاری)

ابن زیاد کی گستاخی

(۲۲۰۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب حضرت حسین کا سر مبارک (تن پاک سے جدا کر کے) عبید اللہ بن زیاد کے سامنے لا کر ایک طشت میں رکھا گیا تو وہ بدبخت اپنی چھڑی سے اس سر مبارک کو چھیڑنے لگا، پھر اس نے ان کے حُسن کے

بارے میں کچھ کہا، حضرت انس فرماتے ہیں میں نے کہا: خدا کی قسم! یہ وہ مقدس انسان ہے جو لوگوں میں سب سے زیادہ رسول خدا ﷺ سے مشابہ تھا۔ اس وقت حضرت حسین کا سر مبارک وَسْمَہ سے رنگا ہوا تھا۔ (بخاری)

اور ترمذی کی روایت میں یوں ہے کہ حضرت انس نے بیان فرمایا: میں ابن زیاد کے پاس تھا جب حضرت حسین کا سر مبارک اس کے سامنے لایا گیا، ابن زیاد ان کی ناک پر چھڑی مارتا جاتا تھا، اور (طنز آمیز لہجے میں) کہتا جاتا تھا: ایسا حسین شخص میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ میں نے کہا تجھے معلوم بھی ہے، یہ وہ شخص ہے جو رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہ تھا۔

ایک خواب اور ایک پیشین گوئی

(۲۲۰۵) حضرت اُم فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے جو حضرت عباس کی زوجہ اور آنحضرت کی چچی ہیں، روایت ہے کہ وہ (ایک روز) رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگیں: یا رسول اللہ! آج رات میں نے ایک برا خواب دیکھا ہے، آنحضرت ﷺ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ ام فضل نے عرض کیا: وہ خواب بہت برا ہے، آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھ کو بتاؤ تو سہی آخر وہ کیا ہے؟ ام فضل نے کہا "میں نے (خواب میں) دیکھا کہ گویا آپ کے جسم مبارک سے ایک ٹکڑا کاٹا گیا اور میری گود میں رکھ دیا گیا ہے۔" (یہ سن کر) رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "تم نے تو بہت اچھا اور مبارک خواب دیکھا ہے (اس کی تعبیر یہ ہے کہ) ان شاء اللہ فاطمہ کے یہاں لڑکا ہوگا، اور اس لڑکے کو تمہاری گود میں رکھا جائے گا۔"

چنانچہ فاطمہ کے یہاں لڑکا (حسین) پیدا ہوا اور جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا اس لڑکے کو میری گود میں دیا گیا۔ پھر ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی، اور حسین کو آپ کی گود میں رکھ کر ذرا دوسری طرف متوجہ ہوئی، پھر (مڑ کر میں

نے جو آپ کی طرف نظر اٹھائی) تو کیا دیکھتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، ام فضل کہتی ہیں کہ میں نے (گھبرا کر) پوچھا: اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کو کیا ہوا؟ آپ نے ارشاد فرمایا ''(ابھی) میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے تھے انہوں نے مجھے بتایا کہ میری امت میرے اس بیٹے کو عنقریب قتل کردے گی۔'' میں نے پوچھا: کیا اس بیٹے کو؟ آپ نے ارشاد فرمایا ''ہاں (اسی بیٹے کو) اور جبرئیل میرے پاس اس زمین کی کچھ سرخ مٹی بھی لے کر آئے (جہاں میرے اس جگر پارے کا خون بہایا جائے گا)'' (بیہقی)

شہادتِ حسین اور ابن عباس کا خواب

(۲۲۰۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا: ایک دن دوپہر کے وقت میں نے نبی کریم ﷺ کو اس طرح دیکھا جیسے کوئی سونے والا کسی کو دیکھتا ہے (یعنی خواب میں دیکھا) کہ آپ کے بال بکھرے ہوئے اور گرد آلود ہیں، اور آپ کے ہاتھ میں ایک بوتل ہے جو خون سے بھری ہوئی ہے۔ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا ''یہ حسین اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے جس کو میں آج صبح سے اب تک اس بوتل میں اکٹھا کرتا رہا۔''

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں پھر میں نے اس وقت کو یاد رکھا، چنانچہ (جب حضرت حسین کے قتل کی خبر آئی) تو میں نے پایا کہ حضرت حسین کو اسی دن اور اسی وقت قتل کیا گیا تھا (جب میں نے مذکورہ خواب دیکھا تھا)۔ (بیہقی)

اہل بیت سے محبت رکھنے کی تاکید

(۲۲۰۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تم اللہ سے محبت رکھو ان نعمتوں کی وجہ سے جو تم کو کھانے کے لیے دیتا ہے، اور

اللہ سے محبت رکھنے کی وجہ سے مجھ سے محبت رکھو، اور مجھ سے محبت رکھنے کی وجہ سے میرے اہل بیت سے محبت رکھو" (ترمذی)

اہل بیت کا حال

(۲۲۰۸) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) انہوں نے کعبہ کا دروازہ پکڑ کر فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے "یاد رکھو! تمہارے حق میں میرے اہل بیت کا حال نوح علیہ السلام کی کشتی جیسا ہے جو نوح کی کشتی میں سوار ہو گیا اس نے نجات پائی، اور جو شخص اس کشتی میں سوار ہونے سے رہ گیا وہ ہلاک ہوا۔" (احمد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے مناقب وفضائل کا بیان

(فصل اول)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے فضائل

(۲۲۰۹) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا "مریم بنت عمران جس امت میں تھیں اس امت کی عورتوں میں سب سے بہتر عورت ہیں، اور خدیجہ بنت خویلد اس امت کی عورتوں میں سب سے بہتر عورت ہیں۔" (بخاری، مسلم)

(۲۲۱۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اور فرمایا: یا رسول اللہ! یہ خدیجہ آرہی ہیں، ان کے ساتھ ایک برتن ہے جس میں سالن (اور روٹی) ہے یا (یہ فرمایا) کھانا ہے، جب وہ آپ کے پاس

پہنچ جائیں تو آپ ان کے پروردگار کی طرف سے اور میری طرف سے ان کو سلام کہہ دیجیے، اور ان کو جنت میں ایک محل کی خوش خبری سنا دیجیے جو کھوکھلے موتی کا ہے، اور اس محل میں نہ شور وغل ہے نہ تکلیف وتکان ہے۔ (بخاری، مسلم)

(۲۲۱۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی بیویوں میں جتنی غیرت اور جتنا رشک میں حضرت خدیجہ سے کرتی تھی اتنا رشک کسی بیوی سے نہیں کرتی تھی، حالانکہ میں نے حضرت خدیجہ کو دیکھا بھی نہیں تھا۔ لیکن آنحضرت ﷺ ان کو بہت یاد کیا کرتے تھے۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ آپ بکری ذبح کرتے اور اس کا ایک ایک عضو کاٹ کر بہت سے ٹکڑے کرتے، پھر اس کو حضرت خدیجہ کی سہیلیوں میں بانٹتے، پس بسا اوقات میں آپ سے کہہ دیا کرتی تھی: گویا دنیا میں خدیجہ کے علاوہ اتنی خوبیوں والی اور کوئی عورت ہے ہی نہیں۔ آپ (میری اس بات کے جواب میں) ارشاد فرماتے "وہ (خدیجہ) ایسی تھیں، اور ایسی تھیں (یعنی بہت خوبیوں والی تھیں) اور میری اولاد بھی انہیں کے بطن سے ہے" (بخاری، مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل

(۲۲۱۲) حضرت ابوسلمہ (تابعی) سے روایت ہے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ (ایک روز مجھ سے) رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "عائشہ! یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں جو تم کو سلام کہتے ہیں۔" عائشہ نے (اس سلام کے جواب میں) کہا: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ (اور جبرئیل علیہ السلام پر بھی اللہ کی سلامتی اور رحمت نازل ہو) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ ان (جبرئیل علیہ السلام) کو دیکھ رہے تھے اور میں ان کو نہیں دیکھ رہی تھی۔ (بخاری، مسلم)

(۲۲۱۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک روز) مجھ سے ارشاد فرمایا: "میں نے تم کو تین (۳) رات مسلسل خواب میں دیکھا کہ

ایک فرشتہ نہایت شاندار ریشمی کپڑے پر تمہاری تصویر میرے سامنے لاتا، اور مجھ سے کہتا: یہ (تصویر) تمہاری بیوی کی ہے۔ پھر (نکاح کے بعد) جب میں نے تمہارے چہرہ سے کپڑا اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ (بیوی جس کی تصویر مجھے خواب میں دکھائی گئی تھی) تم ہی ہو، اور میں (فرشتہ کے جواب میں) کہہ دیا کرتا تھا کہ اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو وہ خود ہی اس کو پورا کرے گا (یعنی اس معاملہ کو تکمیل تک وہی پہنچائے گا، اور اس عورت سے میرے نکاح کے اسباب پیدا فرمادے گا)'' (بخاری، مسلم)

(۲۲۱۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ لوگ اپنے ہدیے اور تحائف پیش کرنے میں عائشہ کی باری کا قصد کرتے تھے (یعنی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ہدیے اور تحائف پیش کرنے والے اس دن کا انتظار کرتے تھے جس دن آپ میرے یہاں ہوتے تھے) اور اس سے ان کا مقصد صرف رسول اللہ ﷺ کی (زیادہ سے زیادہ) رضا و خوشنودی حاصل کرنا ہوتا تھا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ کی بیویاں دو ٹولیوں میں منقسم تھیں ایک ٹولی میں عائشہ، حفصہ، صفیہ اور سودہ تھیں، اور دوسری ٹولی میں اُمِ سلمہ اور رسول اللہ ﷺ کی باقی تمام بیویاں تھیں۔ پس (ایک روز) اُمِ سلمہ کی پارٹی نے ام سلمہ سے بات چیت کی، اور ان سے کہا: تم رسول اللہ ﷺ سے عرض کرو کہ آپ لوگوں سے یہ فرمادیں کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کو کوئی ہدیہ و تحفہ پیش کرنا چاہے وہ (عائشہ کی باری کا انتظار کئے بغیر) پیش کردے چاہے آپ کسی جگہ ہوں۔

چنانچہ اُم سلمہ نے اس بارے میں آنحضرت ﷺ سے گفتگو کی اور آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم مجھ کو عائشہ کے معاملہ میں تکلیف نہ پہنچاؤ، کیونکہ میرے پاس وحی نہیں آتی جب میں کسی بیوی کے لحاف یا چادر میں ہوتا ہوں سوائے عائشہ کے۔'' ام سلمہ (یہ سن کر) بولیں: یا رسول اللہ! میں اللہ کے حضور اس بات سے توبہ کرتی ہوں کہ آپ کو تکلیف پہنچاؤں، پھر اُم سلمہ کی پارٹی نے حضرت فاطمہ کو بلایا، اور ان کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا (تاکہ اس بارے میں وہ آنحضرت ﷺ سے

بات کریں) چنانچہ حضرت فاطمہ نے اس بارے میں آپ سے گفتگو کی تو آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا: ''میری بیٹی! کیا تو اس سے محبت نہیں رکھتی جس سے میں محبت رکھتا ہوں؟'' فاطمہ بولیں: کیوں نہیں، آپ نے فرمایا ''تو پھر تم عائشہ سے محبت رکھو (اور کسی ایسی بات کا ذکر نہ کرو جس سے عائشہ کو ناگواری ہو)'' (بخاری، مسلم)

(فصل دوم)

چار عورتوں کے فضائل

(۲۲۱۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تمام جہانوں کی عورتوں میں سے چار عورتوں کے مناقب و فضائل کا جان لینا تمہارے لیے کافی ہے، اور وہ چار عورتیں یہ ہیں (۱) مریم بنت عمران (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ) (۲) خدیجہ بنت خویلد (۳) فاطمہ بنت محمد (۴) اور فرعون کی بیوی آسیہ۔'' (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جنتی ہونے کی شہادت

(۲۲۱۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سبز ریشمی کپڑے میں ان کی (یعنی عائشہ کی) تصویر (خواب میں) رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اور کہا: یہ آپ کی بیوی ہے دنیا میں بھی، اور آخرت میں بھی۔ (ترمذی)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے فضائل

(۲۲۱۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا کہ ام المومنین حضرت حفصہ نے ان کو ''یہودی کی بیٹی'' کہا ہے تو وہ

رونے لگیں، پھر نبی کریم ﷺ ان کے پاس آئے، اور وہ رو رہی تھیں، آپ نے ان سے پوچھا: کیوں رو رہی ہو؟ انہوں نے کہا: میرے بارے میں حفصہ نے کہا ہے کہ میں یہودی کی بیٹی ہوں۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا (تم ان کے کہنے کا غم نہ کرو) بلاشبہ تم پیغمبر کی بیٹی ہو، تمہارے چچا بھی پیغمبر ہیں، اور اب تم ایک پیغمبر کی (یعنی میری) بیوی ہو، پس حفصہ کون سی فضیلت کی وجہ سے تم پر فخر کرتی ہے؟ پھر آپ نے فرمایا: اے حفصہ! تمہیں اللہ سے ڈرنا چاہیے۔ (ترمذی، نسائی)

حضرت فاطمہ: حضرت مریم کے سوا جنت کی ساری عورتوں کی سردار

(۲۲۱۸) حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ فتح مکہ کے سال رسولِ خدا ﷺ نے حضرت فاطمہ کو بلایا، اور ان سے چپکے چپکے کچھ باتیں کیں تو حضرت فاطمہ رونے لگیں، پھر آنحضرت ﷺ نے دوبارہ ان سے (چپکے چپکے) باتیں کیں تو وہ ہنسنے لگیں پھر جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو میں نے حضرت فاطمہ سے ان کے رونے، پھر ہنسنے کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ (پہلے) رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی موت سے باخبر کیا تو میں رونے لگی تھی، پھر آپ نے بتایا کہ میں مریم بنت عمران کے سوا جنت کی ساری عورتوں کی سردار ہوں تو میں ہنسنے لگی تھی۔ (ترمذی)

(فصل سوم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم اور ان کی فصاحت

(۲۲۱۹) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اصحابِ رسول اللہ ﷺ پر جب بھی کوئی بات مشتبہ ہو جاتی، اور اس کے بارے میں حضرت عائشہ سے دریافت کرتے تو ہم حضرت عائشہ کے پاس اس کا علم اور حل پاتے۔'' (ترمذی)

(۲۲۲۰) حضرت موسیٰ بن طلحہ (تابعی) کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ فصیح کسی کو نہیں پایا۔ (ترمذی)

بعض مشہور صحابہ کرام کے مناقب وفضائل کا بیان

(فصل اول)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(۲۲۲۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے (ایک روز) خواب میں دیکھا کہ گویا میرے ہاتھ میں ریشم کے کپڑے کا ایک ٹکڑا ہے، اور میں اس ریشمی ٹکڑے کے ذریعہ جنت کے جس محل کی طرف بھی جانا چاہتا ہوں وہ ٹکڑا مجھ کو اُڑا کر وہاں تک پہنچا دیتا ہے، پھر میں نے یہ خواب (اپنی بہن) ام المومنین حفصہ سے بیان کیا، اور انہوں نے اس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا "تمہارا بھائی نیک مرد ہے۔" یا یہ فرمایا: "عبداللہ نیک مرد ہے۔" (بخاری، مسلم)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۲۲۲۲) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وقار، میانہ روی اور راست روی میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہت رکھنے والے صحابی اُمِ عبد کے بیٹے (عبداللہ بن مسعود) ہیں، اس وقت سے کہ اپنے گھر سے نکلتے ہیں اس وقت تک کہ اپنے گھر کی طرف لوٹتے ہیں، اور ہم نہیں جانتے کہ اپنے گھر میں جب وہ تنہا ہوتے ہیں تو کیا کرتے ہیں۔ (بخاری)

(۲۲۲۳) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی یمن

سے (مدینہ منورہ) آئے تو مدینہ میں ایک عرصہ تک مقیم رہے، اس دوران ہم نے ہمیشہ یہی خیال کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نبی کریم ﷺ کے گھر والوں میں سے ایک آدمی ہیں، کیوں کہ ہم ان کو اور ان کی والدہ کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں وقت بے وقت آتے جاتے دیکھا کرتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

چار صحابہ سے قرآن سیکھنے کی تاکید

(۲۲۲۴) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "قرآن کریم چار (۴) آدمیوں سے سیکھو اور پڑھو (۱) عبداللہ بن مسعود سے (۲) ابو حذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم سے (۳) اُبی بن کعب سے (۴) اور معاذ بن جبل سے" (بخاری، مسلم)

ابن مسعود، عمار اور حذیفہ رضی اللہ عنہم کے فضائل

(۲۲۲۵) حضرت عَلْقَمَہ (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ میں ملک شام پہنچا، اور دمشق کی مسجد میں دو (۲) رکعت نماز پڑھی، پھر میں نے دعا مانگی: اے اللہ! مجھ کو نیک ہم نشیں میسر فرما۔ پھر میں ایک جماعت میں جا کر بیٹھا ہی تھا کہ اچانک ایک بزرگ آئے، اور میرے پہلو میں بیٹھ گئے۔ میں نے (لوگوں سے) پوچھا: یہ بزرگ کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا: یہ (مشہور صحابی) حضرت ابو درداء ہیں۔ میں نے (حضرت ابو درداء سے) کہا: میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی کہ مجھ کو نیک ہم نشیں میسر فرما، اور اللہ تعالیٰ نے آپ جیسا نیک ہم نشیں مجھ کو میسر فرما دیا۔ (یہ سن کر) حضرت ابو درداء نے (مجھ سے) پوچھا: تم کون ہو (اور کہاں سے آئے ہو؟) میں نے جواب دیا: میں کوفہ کا رہنے والا ہوں (اور وہیں سے آیا ہوں) حضرت ابو درداء بولے "کیا تمہارے یہاں (کوفہ میں) ابن ام عبد یعنی عبداللہ بن مسعود نہیں ہیں جن کو (رسول اللہ ﷺ کی) جوتیاں،

تکیہ اور چھاگل رکھنے کا شرف حاصل ہے؟ کیا تمہارے یہاں وہ صاحب نہیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی لسانِ مبارک کے ذریعہ شیطان سے پناہ اور امان عطا کی ہے یعنی عمار (بن یاسر نہیں ہیں؟) اور کیا تمہارے یہاں وہ صاحب نہیں ہیں جن کو (رسول اللہ ﷺ کے) اس راز کے جاننے کا شرف حاصل ہے، جس راز کو ان کے سوا کوئی دوسرا نہیں جانتا یعنی حذیفہ (نہیں ہیں؟)'' (بخاری)

ام سلیم اور بلال رضی اللہ عنہما کی فضیلت

(۲۲۲۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''مجھ کو جنت دکھائی گئی تو میں نے اس میں ابوطلحہ کی بیوی کو دیکھا، پھر میں نے اپنے آگے قدموں کی آہٹ سنی تو کیا دیکھتا ہوں کہ بلال ہیں (جو آگے آگے جنت میں چلے جا رہے ہیں)'' (مسلم)

چھ صحابہ کی عظیم فضیلت

(۲۲۲۷) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (جو عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں) بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہم چھ (۶) آدمی تھے، اور (مکہ کے) مشرکین (میں سے بعض سرداروں) نے نبی کریم ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ (اگر یہ چاہتے ہیں کہ ہم لوگ آپ کے پاس آئیں، اور آپ کی باتیں سنیں تو) ان لوگوں کو دور رکھو تاکہ یہ لوگ ہم پر جری اور دلیر نہ ہو جائیں، حضرت سعد فرماتے ہیں کہ ان چھ آدمیوں میں ایک تو میں تھا، ایک عبداللہ بن مسعود تھے، ایک شخص قبیلہ ہذیل کا تھا اور دو آدمی اور تھے جن کے نام میں نہیں لیتا۔

بہرحال (ان سرداروں کا مطالبہ سن کر) رسول خدا ﷺ کے دل میں وہ خیال آیا جو اللہ نے چاہا، پھر آپ نے اس بارے میں سوچا ہی تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی ﴿وَلَا

تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾ یعنی ان لوگوں کو نہ ہٹایئے جو صبح و شام اپنے رب کو یاد کرتے اور پکارتے ہیں اور اس (عبادت و ذکر) سے ان کا مقصد اپنے رب کی خوشنودی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ (مسلم)

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی خوش آوازی

(۲۲۲۸) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا "اے ابو موسیٰ! تمہیں ایسی خوش آوازی عطا کی گئی ہے جو داؤد علیہ السلام کی خوش آوازی کا ایک حصہ ہے۔" (بخاری، مسلم)

چار حافظ قرآن صحابی

(۲۲۲۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چار (۴) صحابہ نے پورا قرآن کریم یاد کیا تھا (۱) اُبی بن کعب نے (۲) معاذ بن جبل نے (۳) زید بن ثابت نے (۴) اور ابو زید نے، حضرت انس سے پوچھا گیا: ابو زید کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا: میرے ایک چچا ہیں۔ (بخاری، مسلم)

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(۲۲۳۰) حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی، چنانچہ ہمارے اس عمل کا اجر و ثواب اللہ کے نزدیک ثابت و قائم ہوا۔ پھر ہم میں سے بعض لوگ (دنیا کا) کوئی بھی اجر و انعام پائے بغیر اس دنیا سے رخصت ہو گئے، جن میں سے ایک مُصْعَب بن عُمَیْر ہیں وہ اُحد کے دن شہید ہوئے اور ان کے لیے کوئی ایسا کپڑا میسر نہ ہوا جس سے ان کو (پوری طرح) کفنایا جاتا، صرف چیتے کی کھال جیسی سفید و سیاہ

دھاریوں والی ایک کملی تھی (اور وہ بھی اتنی چھوٹی تھی کہ) جب ہم مُصعَب کے سر کو ڈھانکتے تو ان کے پاؤں کھل جاتے تھے، اور جب ان کے پاؤں ڈھانکتے تو ان کا سر کھل جاتا تھا۔ چنانچہ (ان کے کفن کے سلسلہ میں ہماری اس پریشانی کو دیکھ کر) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کملی سے ان کا سر ڈھانک دو، اور ان کے پاؤں پر اِذْخِرْ (گھاس) ڈال دو، اور ہم میں سے بعض لوگ وہ ہیں جن کا پھل پختہ ہو گیا اور وہ اس پھل کو چن رہے ہیں (یعنی مال غنیمت سے لطف اندوز ہو رہے ہیں) (بخاری، مسلم)

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۲۲۳۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ''سعد بن معاذ کے مرنے پر عرش الٰہی ہل گیا۔'' اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ''سعد بن معاذ کے مرنے پر رحمٰن کا عرش ہل گیا۔'' (بخاری، مسلم)

(۲۲۳۲) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک ریشم کا جوڑا ہدیہ میں پیش کیا گیا تو آپ کے صحابہ اس ریشم کے جوڑے پر ہاتھ پھیرتے تھے، اور اس کی نرمی پر تعجب کرتے تھے، اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس کی نرمی پر تعجب کرتے ہو جب کہ جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس جوڑے سے بہتر اور زیادہ نرم ہیں (بخاری، مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حق میں حضور ﷺ کی دعا

(۲۲۳۳) حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا سے (جو حضرت انس کی والدہ ہیں) روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ انس آپ کا خادم ہے آپ اللہ سے اس کے لیے دعا فرما دیجیے۔ آپ نے یہ دعا فرمائی ''خدایا اس (انس) کے مال کو زیادہ کر، اس کی اولاد کو بڑھا اور جو نعمتیں تو نے عطا کی ہیں ان میں برکت عطا فرما!'' حضرت انس

فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! (آنحضرت ﷺ کی دعا کی برکت سے) میرا مال بہت زیادہ ہے، اور میری اولاد اور میری اولاد کی اولاد آج شمار میں سو(۱۰۰) سے زیادہ ہے۔ (بخاری، مسلم)

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۲۲۳۴) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن سلام کے علاوہ کسی اور شخص کے بارے میں جو زمین پر چلتا ہو، نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے نہیں سنا کہ وہ جنتی ہے۔ (بخاری، مسلم)

(۲۲۳۵) حضرت قَیس بن عُباد (جو ایک ثقہ تابعی ہیں) بیان کرتے ہیں کہ میں (ایک روز) مدینہ کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک صاحب (مسجد میں) آئے جن کے چہرہ پر خشوع کا اثر (یعنی وقار و سکون) تھا، پھر بعض لوگوں نے کہا: یہ صاحب جنتی ہیں۔ پھر ان صاحب نے دو(۲) رکعت نماز پڑھی، اور دونوں رکعتیں ہلکی اور مختصر پڑھیں، پھر مسجد سے باہر نکلے تو میں بھی ان کے پیچھے ہولیا، اور (ایک جگہ پہنچ کر) ان سے دریافت کیا کہ جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تو بعض لوگوں نے کہا تھا: ''یہ صاحب جنتی ہیں'' ان صاحب نے کہا: ''بخدا! کسی شخص کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ ایسی بات کہے جس کو وہ نہیں جانتا، اور (لوگ مجھے جنتی کیوں کہتے ہیں؟) میں تم کو اس کی وجہ بتاتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں (ایک روز) میں نے خواب دیکھا تھا اور وہ خواب میں نے آنحضرت ﷺ کو بتایا تھا کہ میں نے (خواب میں) دیکھا گویا میں ایک باغ میں ہوں۔'' پھر ان صاحب نے اس باغ کی وسعت و کشادگی اور تروتازگی بیان کی، اور (کہا: پھر میں نے دیکھا کہ) ''اس باغ کے بیچوں بیچ لوہے کا ایک ستون ہے جس کے نیچے کا سرا زمین کے اندر ہے اور اوپر کا سرا آسمان میں ہے اور اس ستون کے اوپر ایک حلقہ ہے، پھر مجھ سے کہا گیا کہ اوپر چڑھو! میں نے کہا: میں

چڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا، تب ایک خادم میرے پاس آیا جس نے پیچھے سے میرے کپڑے اٹھائے اور میں اوپر چڑھنے لگا، یہاں تک کہ میں اس ستون کی آخری بلندی تک پہنچ گیا اور اس حلقہ کو پکڑ لیا۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ اس حلقہ کو مضبوط پکڑے رہنا۔ پھر میری آنکھ کھل گئی اور وہ حلقہ میرے ہاتھ میں تھا۔ جب نبی کریم ﷺ کے سامنے میں نے یہ خواب بیان کیا تو آپ نے (اس خواب کی تعبیر میں) ارشاد فرمایا ''وہ باغ دین اسلام ہے، اور وہ ستون اسلام کا ستون ہے، اور وہ حلقہ (جس کو تم نے دیکھا اور پکڑا) عُرْوَۃ وُثْقٰی (مضبوط حلقہ) ہے، پس (اس خواب میں اس طرف اشارہ ہے کہ) تم اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک اسلام پر ثابت قدم رہو گے۔'' اور (قیس بن عباد کہتے ہیں کہ) وہ صاحب حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تھے۔ (بخاری، مسلم)

ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(۲۲۳۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ثابت بن قیس بن شماس انصار کے خطیب تھے، جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ الآیة﴾ (یعنی: اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند نہ کرو الخ) تو ثابت اپنے گھر میں بیٹھ گئے، اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آنا جانا بند کر دیا۔ پس نبی کریم ﷺ نے (ایک دن) سعد بن معاذ سے (جو انصار کے سردار تھے) پوچھا: ثابت کو کیا ہوا؟ (کہ انہوں نے آنا جانا بند کر رکھا ہے، اور کہیں دکھائی نہیں دیتے) کیا وہ بیمار ہیں؟ سعد (چپ رہے، اور کوئی جواب نہیں دیا: کیوں کہ خود ان کو ثابت کے بارے میں معلوم نہیں تھا، پھر وہ تحقیق حال کے لیے) ثابت کے پاس پہنچے، اور ان کے سامنے رسول خدا ﷺ کی بات ذکر کی تو ثابت نے کہا: یہ آیت ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ الآیة﴾ نازل ہوئی ہے (جو آنحضرت ﷺ کے سامنے بلند آواز میں بات چیت کرنے سے منع کرتی ہے) اور تم

جانتے ہو کہ تم میں سب سے زیادہ میری ہی آواز رسول خدا ﷺ کی آواز سے بلند ہے، لہٰذا میں تو دوزخی ہوں" پھر سعد نے آکر نبی کریم ﷺ کے سامنے ثابت کی بات ذکر کی تو رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ایسا نہیں ہے بلکہ ثابت جنتی ہے۔" (مسلم)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(۲۲۳۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ سورۂ جمعہ نازل ہوئی اور جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ (اوران میں کچھ دوسرے لوگ ہیں جو ابھی ان سے آکر نہیں ملے ہیں) تو صحابہ نے پوچھا: یارسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں (جو ابھی آکر نہیں ملے ہیں؟) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ اس وقت ہمارے درمیان سلمان فارسی بھی تھے۔ نبی کریم ﷺ نے (صحابہ کا یہ سوال سن کر) اپنا ہاتھ سلمان پر رکھا اور ارشاد فرمایا "اگر ایمان ثُریّا ستارے پر بھی ہوتا تو بلاشبہ ان لوگوں میں سے کتنے ہی اس کو پالیتے اور حاصل کرلیتے" (بخاری، مسلم)

ابوہریرہ اوران کی ماں کے حق میں حضور ﷺ کی دعا

(۲۲۳۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے دعا فرمائی "اے اللہ! اپنے اس چھوٹے سے بندے یعنی ابوہریرہ کو اوران کی ماں کو اپنے مومن بندوں کا محبوب بنا اور اہل ایمان کو ان کا محبوب بنا۔" (مسلم)

سلمان، صہیب اور بلال رضی اللہ عنہم کی فضیلت

(۲۲۳۹) حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (امیر معاویہ کے والد ابوسفیان (جب مدینہ آئے، اور) سلمان فارسی، صُہَیب رومی اور بلال حبشی کے

سامنے سے گذرے تو ان تینوں حضرات نے (ابوسفیان کو دیکھ کر) کہا ''کیا اللہ (کے اُن بندوں) کی تلواروں نے (جو اللہ کے حکم کی تعمیل میں سرگرم رہتے ہیں) اس دشمن خدا کی گردن ابھی نہیں اُڑائی ؟!'' حضرت ابوبکر (نے یہ سنا تو ان تینوں حضرات کو مخاطب کر کے) کہا: ''تم قریش کے اس بڑے آدمی کے بارے میں ایسی بات کہہ رہے ہو جو اپنی قوم کا سردار بھی ہے؟!''

پھر حضرت ابوبکر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ آنحضرت ﷺ نے (ساری تفصیل سن کر) ارشاد فرمایا ''ابوبکر! تم نے شاید ان تینوں کو ناراض کر دیا، اور اگر تم نے ان کو ناراض کیا ہے تو خدا کی قسم! تم نے اپنے پروردگار کو ناراض کر دیا'' حضرت ابوبکر (یہ سنتے ہی) ان تینوں کے پاس آئے اور بولے ''اے میرے بھائیو! کیا تم مجھ سے ناراض ہو گئے ہو؟'' ان تینوں نے جواب دیا ''نہیں، اے ہمارے بھائی! اللہ آپ کو معاف کرے۔ (مسلم)

انصار کے فضائل

(۲۲۴۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''کمالِ ایمان کی نشانی (تمام) انصار سے محبت رکھنا ہے اور نفاق کی نشانی، انصار سے بغض و دشمنی رکھنا ہے۔'' (بخاری، مسلم)

(۲۲۴۱) حضرت براء بن عازب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ''انصار سے وہی محبت رکھتا ہے جو (کامل) مومن ہے، اور انصار سے وہی شخص عداوت و دشمنی رکھتا ہے جو منافق ہے، پس جو شخص انصار کو محبوب رکھے گا اللہ اس کو محبوب رکھے گا، اور جو شخص انصار سے دشمنی رکھے گا اللہ اس سے دشمنی رکھے گا'' (بخاری، مسلم)

(۲۲۴۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو قبیلہ

ہوازن کے اموال میں سے جو دینا تھا دیا، اور آنحضرت ﷺ نے قریش کے کئی لوگوں کو سو (۱۰۰) سو (۱۰۰) اونٹ دینا شروع کیے تو انصار میں سے کچھ لوگوں نے کہا: اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی بخشش فرمائے! آپ قریش کو تو (اتنا زیادہ) دے رہے ہیں، اور ہم کو (زیادہ) نہیں دے رہے ہیں۔ حالانکہ ہماری تلواروں سے قریش کا خون ٹپک رہا ہے۔ جب رسول خدا ﷺ کو ان انصار کی گفتگو سے باخبر کیا گیا تو آپ نے تمام انصار کو بلا بھیجا، اور ان کو ایک چمڑے کے خیمہ میں جمع کیا۔ اور ان کے ساتھ کسی دوسرے کو نہیں بلایا گیا۔

جب سب انصار جمع ہو گئے تو رسول خدا ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا "وہ کیا بات ہے جو تمہاری طرف سے مجھ کو پہنچائی گئی ہے؟" ان (انصار) میں جو عقل مند و دانا لوگ تھے وہ بولے: یا رسول اللہ! ہم میں سے عقل مند اور ذی رائے لوگوں نے کچھ نہیں کہا ہے۔ البتہ ہم میں سے کچھ نو عمر اور نوجوان لوگوں نے (ناسمجھی سے) یہ بات ضرور کہی ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو بخشے۔ آپ قریش کو تو (اتنا زیاد) دے رہے ہیں اور ہم انصار کو (زیادہ) نہیں دے رہے ہیں۔ حالانکہ ہماری تلواروں سے قریش کا خون ٹپک رہا ہے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "میں ان ہی لوگوں کو دے رہا ہوں جو نو مسلم ہیں اور (اس طرح دے کر) ان کی دل جوئی کر رہا ہوں (تاکہ وہ اسلام پر قائم رہیں) اور اے انصار! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ لوگ مال و اسباب لے کر یہاں سے لوٹیں، اور تم رسول اللہ ﷺ کو لے کر اپنے مکانوں کو واپس جاؤ۔" انصار (آپ کا یہ پُر اثر ارشاد سن کر) بول اٹھے: ہاں! یا رسول اللہ! ہم اس پر راضی ہیں۔ (بخاری، مسلم)

(۲۲۴۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ایک آدمی ہوتا۔ اگر لوگ ایک راستہ پر چلیں، اور انصار کسی دوسرے راستہ پر چلیں تو میں اسی راستہ پر چلوں جو جماعت انصار کا راستہ

ہے۔ انصار شعار (اَستر) کے مانند ہیں، اور دوسرے لوگ دِثار (اَبرہ) کے مانند ہیں (اے انصار!) تم میرے بعد دیکھو گے کہ دوسرے لوگوں کو تم پر ترجیح دی جائے گی تو تم صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے حوضِ کوثر پر آ کر ملو۔" (بخاری)

(۲۲۴۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن ہم لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ آپ نے فرمایا: مشرکین میں سے جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے وہ امن میں ہے، اور (مشرکین میں سے) جو شخص ہتھیار ڈال دے وہ امن میں ہے۔ (بعض) انصار (یہ اعلان سن کر آپس میں) کہنے لگے کہ اس شخص (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) پر اپنی قوم کے ساتھ مہربانی، اور اپنی بستی (یعنی مکہ) میں ٹھہرنے کی رغبت و چاہت کا جذبہ (طبعی طور پر) غالب آ گیا ہے۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی (جس کے ذریعہ آپ کو مطلع کیا گیا کہ انصار اس طرح کہہ رہے ہیں اس پر آپ نے انصار کو بلایا) اور (ان سے) ارشاد فرمایا "تم نے یہ کہا ہے کہ اس شخص پر اپنی قوم کے ساتھ مہربانی اور اپنی بستی میں ٹھہرنے کی رغبت و چاہت کا جذبہ غالب آ گیا ہے۔ نہیں، ایسا نہیں ہے۔ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اللہ کا رسول ہوں میں نے اللہ کی طرف (یعنی اللہ کے حکم سے اور اللہ کا اجر و انعام حاصل کرنے کے لیے) اور تمہاری طرف (یعنی تمہارے دیار کی طرف) ہجرت کی ہے، اب تو زندگی بھی تمہاری زندگی کے ساتھ ہے، اور مرنا بھی تمہارے مرنے کے ساتھ ہے۔" (یہ سن کر) ان انصار نے (معذرت کرتے ہوئے) عرض کیا: بخدا! ہم نے یہ بات صرف اس لیے کہی تھی کہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ہم کو بخل تھا (یعنی ہم یہ نہیں چاہتے کہ آپ یہاں مکہ میں ٹھہر جائیں، اور ہم آپ کی صحبت بابرکت سے محروم رہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ اور اس کا رسول تمہاری تصدیق کرتے ہیں اور تمہیں راست گو مانتے ہیں اور تمہاری یہ معذرت قبول کرتے ہیں۔" (مسلم)

(۲۲۴۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

(انصار کے) بچوں اور عورتوں کو کسی شادی وغیرہ سے واپس آتے دیکھا تو نبی کریم ﷺ کھڑے ہو گئے، اور (ان کو مخاطب کر کے) ارشاد فرمایا "خداوند! (میں تجھ کو گواہ کر کے انصار کی ان عورتوں اور بچوں سے کہتا ہوں کہ اے انصار!) تم تمام لوگوں میں میرے نزدیک محبوب تر ہو۔ خداوند! (میں تجھ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ اے انصار!) تم تمام لوگوں میں میرے نزدیک محبوب تر ہو۔" (بخاری، مسلم)

(۲۲۴۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ (آنحضرت ﷺ کے مرضِ وفات کے دوران ایک دن) حضرت ابوبکر اور حضرت عباس انصار کی ایک مجلس کے پاس سے گزرے تو (دیکھا کہ) وہ اہل مجلس بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں۔ ان دونوں حضرات نے ان سے پوچھا: کیوں رو رہے ہو؟ انہوں نے کہا: ہمارے درمیان نبی کریم ﷺ کا بیٹھنا ہمیں یاد آ گیا تھا۔ (یہ سن کر) ان دونوں حضرات میں سے ایک نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور آپ کو اس بات سے آگاہ کیا (کہ انصار کی جماعت آپ کی مجلس مبارک کو یاد کر کے رو رہی ہے)

چنانچہ نبی کریم ﷺ اس حالت میں حجرہ سے باہر تشریف لائے کہ چادر کا ایک کونہ پٹی کے مانند سر مبارک پر باندھ رکھا تھا۔ پھر آپ (خطبہ دینے کے لیے) منبر پر چڑھے، اور اس دن کے بعد پھر آپ کو منبر پر چڑھنا نصیب نہیں ہوا، پہلے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کی ثنا بیان کی، پھر ارشاد فرمایا "(اے مہاجرین!) میں تم کو انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں (کہ ان کے ساتھ رعایت اور حسن سلوک کرتے رہنا) کیوں کہ انصار میرا معدہ اور میری گٹھری ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان پر جو حق تھا اس کو انہوں نے ادا کر دیا اور جو (اجر و ثواب) ان کے لیے ہے وہ اللہ کے یہاں باقی ہے۔ پس ان کے نیک لوگوں کا عذر قبول کرو اور ان کے برے لوگوں کے برے کاموں سے (جن کا عذر پیش کرنے سے وہ عاجز ہوں) درگزر کرو" (بخاری)

(۲۲۴۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنی اس

بیماری کے دوران جس میں آپ نے وفات پائی (ایک دن) حجرہ سے باہر آئے، اور منبر پر تشریف فرما ہوئے، پہلے آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کی ثنا بیان کی۔ پھر ارشاد فرمایا "لوگوں یعنی مسلمانوں کی تعداد (روز بروز) بڑھے گی، اور انصار کی تعداد کم ہو جائے گی یہاں تک کہ دوسرے لوگوں میں ان (انصار) کا تناسب کھانے میں نمک کے برابر رہ جائے گا، پس (اے مہاجرین) تم میں سے جو شخص کسی بھی طرح کے اقتدار کا مالک بنے اور اس کے سبب وہ کچھ لوگوں (یعنی نیکوکاروں) کو فائدہ پہنچانے اور کچھ لوگوں (یعنی بدکاروں) کو نقصان پہنچانے کا اختیار رکھتا ہو تو اس شخص کو چاہیے کہ انصار کے نیکوکاروں (کی نیکی) کو قبول کرے اور ان کے بدکاروں (کی برائی) سے درگذر کرے۔" (بخاری)

(۲۲۴۸) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی "اے اللہ! انصار کو، انصار کے بیٹوں کو اور انصار کے پوتوں کو بخش دے۔" (مسلم)

(۲۲۴۹) حضرت اَبُوْ اُسَیْد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "انصار کے بہترین خاندان "بنو نجار" ہیں، پھر "بنو عبدالاشہل" پھر "بنو حارث بن خزرج" پھر "بنو ساعدہ" ہیں، اور انصار کے تمام خاندانوں میں بھلائی اور نیکی ہے۔" (بخاری، مسلم)

حَاطِب بن اَبِیْ بَلْتَعَہ کا واقعہ

(۲۲۵۰) حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیان فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو، زبیر کو اور مقداد کو ــــــ اور ایک روایت میں مقداد کے بجائے ابو مرثد کا ذکر ہے ــــــ روانگی کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا: تم لوگ (تیز رفتاری سے) سفر کر کے "روضۂ خاخ" پہنچو، وہاں ایک عورت ملے گی جو اونٹ پر کجاوہ میں بیٹھی ہوگی، اس کے پاس

ایک خط ہوگا، تم لوگ وہ خط اس سے حاصل کر کے لے آو۔

چنانچہ ہم (فوراً) روانہ ہوگئے اور اپنے گھوڑوں کو تیزی سے دوڑاتے ہوئے "روضۂ خاخ" پہنچے، وہاں ہمیں اونٹ پر سوار کجاوہ میں بیٹھی ہوئی ایک عورت ملی، ہم نے (اس عورت سے) کہا لاؤ، خط نکال کر ہمارے حوالہ کرو! وہ عورت بولی: میرے پاس کوئی خط نہیں ہے، ہم نے کہا: تو خط نکالتی ہے یا ہم تیرے کپڑے اتاریں؟ تب اس عورت نے وہ خط اپنی چوٹی سے نکال کر ہمارے حوالہ کیا، اور ہم اس خط کو لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئے (جب وہ خط کھول کر دیکھا گیا تو) اس میں لکھا تھا: یہ خط حَاطِب بن اَبِی بَلْتَعَۃ کی طرف سے اہل مکہ میں سے مشرکین کے نام ہے، پھر آگے حاطب نے مشرکین مکہ کو رسولِ خدا ﷺ کے بعض اہم اقدامات اور منصوبوں کے بارے میں معلومات فراہم کی تھیں۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے (حاطب کو طلب کیا اور ان سے) فرمایا "اے حاطب! یہ کیا ہے؟ حاطب نے کہا: یارسول اللہ! میرے بارے میں عجلت نہ کیجیے (یعنی میری پوری بات سنے بغیر اس حرکت کی پاداش میں میرے متعلق کوئی فیصلہ نہ کیجیے) دراصل میں ایک ایسا شخص ہوں جو قریش کے لوگوں میں باہر سے آکر مل گیا ہوں (یعنی قریش سے میرا کوئی نسبی اور قرابتی تعلق نہیں ہے، بلکہ باہر سے آکر ان میں شریک ہوگیا ہوں اور محض ان کا حلیف ہوں) جب کہ آپ کے ساتھ جو (دوسرے) مہاجرین ہیں وہ مکہ والوں سے قرابت رکھتے ہیں، اور مشرکین مکہ اس قرابت کا لحاظ کر کے مکہ میں ان مہاجرین کے مال و جائداد اور ان کے اہل و عیال کی دیکھ بھال رکھتے ہیں، پس اسی بناء پر کہ میرے اور مشرکین مکہ کے درمیان نسبی و قرابتی تعلق معدوم ہے میں نے چاہا کہ ان کے لیے کوئی ایسا کارنامہ انجام دوں جس کے بدلے میں وہ مکہ میں میرے قرابتداروں کی حفاظت کریں (آپ کو صدق دل سے یقین دلاتا ہوں کہ) میں نے یہ حرکت اس وجہ سے نہیں کی کہ میں کافر ہوں، نہ اس وجہ سے کہ میں مرتد ہوگیا ہوں، اور

نہ اس وجہ سے کہ میں اسلام لانے کے بعد کفر سے خوش ہوں

(حاطب کا یہ پورا بیان سن کر) رسول اللہ ﷺ نے (صحابہ سے) ارشاد فرمایا ''اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حاطب نے تمہارے سامنے بالکل سچا بیان دیا ہے'' پھر عمر فاروق نے کہا: ''یا رسول اللہ! مجھ کو اجازت دیجیے کہ اس منافق کی گردن اُڑا دوں۔'' رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''بلاشبہ حاطب غزوۂ بدر میں شریک ہوئے ہیں۔'' اور تمہیں معلوم نہیں شاید اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو اپنی نظر کرم اور مغفرت سے نواز رکھا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: تم جو چاہو کرو، بلاشبہ جنت تمہارے لیے واجب ہو چکی ہے۔'' اور ایک روایت میں ''تمہارے لیے جنت واجب ہو چکی ہے'' کے بجائے یہ ہے کہ ''میں تم کو بخش چکا ہوں۔''

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ﴾ ''اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو اپنا دوست نہ بناؤ۔'' (بخاری، مسلم)

اصحاب بدر و حُدَیْبِیَّہ کے فضائل

(۲۲۵۱) حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا: آپ حضرات غزوۂ بدر میں شریک ہونے والوں کو اپنوں میں کیسا شمار کرتے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ہم ان کو سب سے اعلیٰ اور سب سے بہتر مسلمان شمار کرتے ہیں۔'' حضرت جبریل علیہ السلام (یہ سن کر) بولے ''ایسا ہی ہم ان فرشتوں کو شمار کرتے ہیں جو غزوۂ بدر میں (اہل اسلام کی مدد کے لیے) شریک ہوئے تھے'' (بخاری)

(۲۲۵۲) ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میں امید رکھتا ہوں کہ جو شخص بدر اور حدیبیہ میں شریک ہوا ہے

وہ ان شاء اللہ دوزخ کی آگ میں داخل نہ ہوگا۔'' میں نے (یہ سن کر) عرض کیا: ''یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو دوزخ پر وارد نہ ہو؟'' آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کیا تم نے یہ نہیں سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (اس کے بعد) یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ پھر ہم ان لوگوں کو (دوزخ میں گرنے سے) بچائیں گے جنھوں نے تقویٰ اختیار کیا۔''

اور ایک روایت میں یوں ہے ''اصحابِ شجرہ جنھوں نے (حُدَیْبِیَۃ کے مقام پر) درخت کے نیچے بیعت کی تھی ان میں سے کوئی بھی شخص ان شاء اللہ دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔ (بخاری، مسلم)

(۲۲۵۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم حُدَیْبِیَۃ کے دن ایک ہزار چار سو (۱۴۰۰) تھے، اور نبی کریم ﷺ نے ہمارے حق میں فرمایا تھا کہ آج تم زمین والوں میں سب سے بہتر ہو'' (بخاری، مسلم)

اصحاب حُدَیْبِیَۃ کی بخشش

(۲۲۵۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ (حدیبیہ کے سفر کے دوران) رسول خدا ﷺ نے جب یہ ارشاد فرمایا: ثَنِیَّۃُ الْمُرَارُ پر جو چڑھے گا، اس کے گناہ اسی طرح معاف کر دیئے جائیں گے جیسے بنی اسرائیل کے گناہ معاف کر دیئے گئے تھے۔'' تو سب سے پہلے جو لوگ اس (ثَنِیَّۃُ الْمُرَارُ) پر چڑھے وہ ہمارے یعنی قبیلہ خزرج کے گھوڑ سوار تھے۔ اس کے بعد آگے پیچھے سب لوگ چڑھے۔

پھر رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تم سب کو بخش دیا گیا علاوہ اس شخص کے جو سرخ اونٹ والا ہے، آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد سن کر ہم اس (سرخ اونٹ والے شخص یعنی عبداللہ بن ابی) کے پاس آئے، اور اس سے کہا: آ! تیرے لیے رسول خدا ﷺ مغفرت و بخشش کی دعا مانگیں، مگر وہ (بدبخت) بولا: میں اپنی گمشدہ چیز

پا جاؤں، یہ میرے نزدیک اس بات سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ تمہارے صاحب میرے لیے بخشش و مغفرت کی دعا مانگیں۔ (مسلم)

(فصل دوم)

چار صحابہ کے اتباع کی تاکید

(۲۲۵۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''تم میرے بعد میرے اصحاب میں سے ان دونوں کی یعنی ابوبکر و عمر کی پیروی کرو، اور عمار بن یاسر کی سیرت اور ان کی راہ وروش پر چلو، اور ام عبد کے بیٹے (عبداللہ بن مسعود) کے عہد (یعنی قول و وصیت) کو مضبوط پکڑو۔''

اور ایک روایت میں، جو حضرت حذیفہ سے مروی ہے ''اُم عبد کے بیٹے کے عہد کو پکڑو'' کے بجائے یہ الفاظ ہیں کہ ''ابن مسعود تم سے جو بات بتائیں اس میں ان کو راست گو جانو'' (ترمذی)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(۲۲۵۶) حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اگر میں مشورہ کے بغیر کسی کو امیر و حاکم بناتا تو لوگوں کا امیر و حاکم اُم عبد کے بیٹے (عبداللہ بن مسعود) کو بناتا۔'' (ترمذی، ابن ماجہ)

چار مشہور صحابہ کے فضائل

(۲۲۵۷) حضرت خَیْثَمَہ بن ابی سَبْرَہ (جو کبار تابعین میں سے ہیں) بیان کرتے ہیں کہ میں جب مدینہ آیا تو میں نے اللہ سے دعا مانگی کہ مجھ کو نیک ہم نشیں میسر

فرما! چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوہریرہ جیسی ہستی مجھ کو میسر فرمائی، پس میں ان کے پاس بیٹھا، اور عرض کیا: میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی کہ مجھ کو نیک ہم نشیں میسر فرما! پس اللہ تعالیٰ نے آپ جیسا ہم نشیں مجھ کو میسر فرمایا۔ حضرت ابوہریرہ نے پوچھا: تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ میں نے عرض کیا: میں کوفہ کا رہنے والا ہوں، اور علم و عمل کی تلاش وطلب میں یہاں آیا ہوں (یہ سن کر) حضرت ابوہریرہ نے فرمایا:

''کیا تمہارے درمیان (یعنی تمہارے شہر میں) سعد بن مالک نہیں ہیں جو مستجاب الدعوات ہیں؟ کیا تمہارے یہاں عبداللہ بن مسعود نہیں ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی، اور آپ کی جوتیاں اپنے پاس رکھا کرتے تھے؟ کیا تمہارے یہاں حذیفہ نہیں ہیں (جو منافقین وغیرہ سے متعلق) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز داں ہیں؟ کیا تمہارے یہاں عمار جیسی ہستی نہیں ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبانِ مبارک کے ذریعہ شیطان سے امن وتحفظ عطا فرمایا ہے؟ اور کیا تمہارے یہاں سلمان نہیں ہیں جو دو کتابوں یعنی انجیل اور قرآن کے ماننے والے ہیں؟'' (ترمذی)

چند اچھے صحابہ

(۲۲۵۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ابوبکر اچھے آدمی ہیں، عمر بھی اچھے آدمی ہیں، ابوعبیدہ بن جراح بھی اچھے آدمی ہیں، اُسَید بن حُضَیر بھی اچھے آدمی ہیں، ثابِت بن قَیس بن شَمَّاس بھی اچھے آدمی ہیں، معاذ بن جبل بھی اچھے آدمی ہیں، معاذ بن عمرو بن جموح بھی اچھے آدمی ہیں۔'' (ترمذی)

علی، عمار اور سلمان رضی اللہ عنہم کی عظیم فضیلت

(۲۲۵۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

''بلاشبہ جنت تین آدمیوں کی (بہت) مشتاق ہے، اور وہ علی، عمار اور سلمان ہیں''
(ترمذی)

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی خوبیاں

(۲۲۶۰) حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیان فرماتے ہیں کہ (ایک دن) عمار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کی اجازت طلب کی تو آپ نے ارشاد فرمایا ''ان کو اجازت دے دو (اور جب وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا:) پاک و پاکیزہ شخص کو خوش آمدید۔'' (ترمذی)

(۲۲۶۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''عمار کو جب کبھی دو کاموں میں سے کسی ایک کام کا اختیار دیا گیا تو انہوں نے ہمیشہ سخت ترین اور مشکل کام کو اختیار کیا۔'' (ترمذی)

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(۲۲۶۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب سعد بن معاذ کا جنازہ اُٹھا کر لوگ چلے (اور ان کا وہ جنازہ ہلکا لگا) تو منافقین نے کہا: اس کا جنازہ کتنا ہلکا ہے؟! اور اتنا ہلکا اس فیصلہ کی وجہ سے ہے جو اس نے بَنُوْ قُرَیْظَہ کے بارے میں کیا ہے، منافقین کی یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے ارشاد فرمایا ''ان کے جنازے کو فرشتے اُٹھائے لیے جارہے تھے'' (اس لیے ہلکا تھا) (ترمذی)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۲۲۶۳) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ''ابوذر سے بڑھ کر سچے آدمی پر نہ سبز آسمان نے سایہ کیا،

اور نہ غبار آلود زمین نے ان سے بڑھ کر سچے آدمی کو اُٹھایا۔" (ترمذی)

(۲۲۶۴) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "کسی بولنے والے پر نہ نیل گوں آسمان نے سایہ کیا ہے، نہ غبار آلود زمین نے اس کو اٹھایا ہے جو ابوذر سے زیادہ راست گو ہو، اور اللہ اور اللہ کے رسول کا حق ابوذر سے زیادہ ادا کرنے والا ہو۔ جو زہد میں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے مشابہ ہیں" (ترمذی)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی وصیت

(۲۲۶۵) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ان کی موت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے وصیت کی کہ علم چار آدمیوں سے حاصل کرو (۱) عُوَیمِرْ سے جن کی کنیت ابودرداء ہے (۲) سلمان فارسی سے (۳) عبداللہ بن مسعود سے (۴) اور عبداللہ بن سلام سے جو یہودی تھے، پھر مسلمان ہوئے کیونکہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ (عبداللہ بن سلام) دس (۱۰) جنتی شخصوں میں سے دسواں شخص ہے۔ (ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت

(۲۲۶۶) حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ (ایک دن) صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر آپ اپنے سامنے کسی کو اپنا خلیفہ مقرر فرما دیتے تو اچھا ہوتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اگر میں کسی کو تمہارے اوپر خلیفہ مقرر کردوں، پھر تم اس کی نافرمانی کرو تو تم عذاب میں پکڑے جاؤ گے، تاہم (میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ) حذیفہ تم سے جو کچھ کہیں یا حدیث بیان کریں اس کو سچ جانو، اور عبداللہ بن مسعود تم کو جو کچھ پڑھائیں اس کو پڑھو۔" (ترمذی)

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(۲۲۶۷) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب لوگوں کو فتنہ پہنچے گا تو مجھ کو خوف ہے کہ کوئی شخص اس کے اثر سے محفوظ نہ رہے گا علاوہ مُحَمَّد بن مَسْلَمَۃُ کے، کیونکہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو (مُحَمَّد بن مَسْلَمَۃُ سے) یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''فتنہ تم کو ضرر نہ پہنچائے گا۔'' (ابوداؤد)

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی تَحْنِیک

(۲۲۶۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ (ایک رات خلافِ معمول) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر کے گھر میں چراغ جلتے دیکھا تو ارشاد فرمایا: ''عائشہ! میرے خیال میں اسماء نے بچہ جنا ہے، اور تم لوگ اس بچہ کا نام نہ رکھنا جب تک میں نام نہ رکھوں۔'' چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچہ کا نام ''عبداللہ'' رکھا اور کھجور کے ذریعہ اپنے دست مبارک سے اس بچہ کی تَحْنِیک فرمائی (یعنی کھجور کو چبا کر بچہ کے تالو میں لگایا) (ترمذی)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

(۲۲۶۹) حضرت عَبْدُالرَّحمٰن بن اَبِی عَمِیْرَہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت معاویہ کے حق میں یوں دعا فرمائی ''اے اللہ! اس کو راہِ راست دکھانے والا اور راہِ راست پر چلنے والا بنا، اور اس کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت عطا فرما۔'' (ترمذی)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(۲۲۷۰) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''لوگوں نے (فتح مکہ کے موقع پر ڈر کر) اسلام قبول کیا، اور عمرو بن عاص (خوشی سے) ایمان لائے۔'' (ترمذی)

حضرت جابر اور ان کے والد کے فضائل

(۲۲۷۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے میری ملاقات ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا ''جابر! کیا بات ہے میں تم کو افسردہ او رغمگین دیکھ رہا ہوں؟'' میں نے عرض کیا ''یارسول اللہ! میرے والد (حضرت عبداللہ) کو غزوۂ احد میں شہید کر دیا گیا اور وہ (ایک بڑا) کنبہ اور قرضہ چھوڑ گئے ہیں (گویا میری پریشانی اور افسردگی کے کئی سبب جمع ہو گئے ہیں)'' آپ نے فرمایا ''کیا میں تمہیں اس معاملہ کی خوش خبری نہ سناؤں جو اللہ نے تمہارے والد کے ساتھ کیا ہے؟'' میں نے عرض کیا ''ہاں، یارسول اللہ! (مجھ کو خوشخبری سے ضرور نوازیئے)'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے جب بھی کسی سے کلام کیا ہے، حجاب کے پیچھے سے کیا ہے، مگر تمہارے والد کو اللہ تعالیٰ نے زندہ کیا، پھر ان سے رودررو کلام فرمایا اور ارشاد فرمایا: اے میرے بندے! میرے فضل وکرم کے سہارے آرزو کر (یعنی جس چیز کی خواہش ہو مجھ سے مانگ) میں تجھ کو عطا کروں گا۔ (یہ سن کر) تمہارے والد نے کہا: میرے پروردگار! (میں تو بس یہ چاہتا ہوں کہ) مجھ کو زندہ کر کے دنیا میں پھر بھیج دے تاکہ تیری راہ میں لڑتا ہوا ایک بار پھر مارا جاؤں، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میرا یہ حکم پہلے سے نافذ ہے کہ جو مر چکے ہیں وہ دنیا میں لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا الآية﴾ (اور جولوگ

اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ہیں ان کو مردہ مت خیال کرو الخ)'' (ترمذی)

(۲۲۷۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے پچیس (۲۵) مرتبہ مغفرت کی دعا مانگی ہے۔ (ترمذی)

حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(۲۲۷۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''کتنے ہی لوگ ہیں جو (بظاہر) پراگندہ بال، خاک آلودہ اور دو پرانے کپڑے پہنے ہوئے ہوتے ہیں (اور اپنی اس ظاہری حالت کے سبب) ان کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی لیکن (ان کے باطن کا یہ حال ہوتا ہے کہ) اگر وہ اللہ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ان کو اس قسم میں سچا کر دیتا ہے (یعنی اگر وہ قسم کھا کر کہہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کی لاج رکھتا ہے، اور ویسا ہی کرتا ہے) اور ایسے ہی لوگوں میں سے ایک براء بن مالک (حضرت انس کے بھائی) بھی ہیں'' (ترمذی، بیہقی)

اہل بیت اور انصار کے فضائل

(۲۲۷۴) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جان لو! میرے خاص لوگ جن کے پاس پہنچ کر میں ٹھکانا حاصل کرتا ہوں میرے اہل بیت ہیں، اور میرے ولی اور دوست انصار ہیں۔ پس تم ان (انصار) کے خطا کاروں کی خطاؤں کو معاف کرو، اور ان کے نیکو کاروں کے عذر کو قبول کرو۔'' (ترمذی)

(۲۲۷۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جو شخص اللہ پر اور آخری دن (یعنی قیامت) پر ایمان رکھتا ہے وہ انصار سے بغض و عداوت نہیں رکھتا۔'' (ترمذی)

(۲۲۷۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ (اپنے سوتیلے باپ) حضرت ابوطلحہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: ''تم اپنی قوم کو میرا اسلام پہنچا دو، کیوں کہ جہاں تک میں جانتا ہوں وہ پاکباز اور صابر لوگ ہیں۔'' (ترمذی)

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(۲۲۷۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) حَاطِب بن اَبِی بَلْتَعَہ کا غلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپ سے حاطب کی شکایت کی، اور بولا: یا رسول اللہ! حاطب دوزخ میں جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا ''تو جھوٹا ہے، حاطب دوزخ میں نہیں جائیں گے کیوں کہ وہ بدر اور حدیبیہ میں شریک رہے ہیں۔'' (مسلم)

اہل فارس اور اہل عجم کی فضیلت

(۲۲۷۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَالَكُمْ﴾ (اور اگر تم روگردانی کرو گے تو خدا تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کر دے گا، پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے) بعض صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر ہم روگردانی کریں گے تو ان کو ہماری جگہ کھڑا کر دیا جائے گا، اور وہ ہماری طرح نہیں ہوں گے؟ (یہ سن کر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی کی ران پر اپنا ہاتھ مارا اور ارشاد فرمایا ''وہ لوگ، یہ سلمان اور اس کی قوم والے (یعنی اہل عجم اور اہل فارس) ہیں اگر دین ثُرَیّا کے پاس ہوتا تب بھی اہل فارس میں سے کتنے لوگ اس کو ضرور حاصل کرتے'' (ترمذی)

(۲۲۷۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ (ایک موقع پر) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عجمی لوگوں کا تذکرہ کیا گیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”میں (دین کی محافظت اور دیانتداری کے معاملہ میں) ان عجمی لوگوں پر، یا (یہ فرمایا کہ) ان میں سے بعض لوگوں پر تم (اہل عرب) سے، یا (یہ فرمایا کہ) تمہارے بعض لوگوں سے زیادہ اعتماد وبھروسہ رکھتا ہوں“ (ترمذی)

(فصل سوم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چودہ نجباء اور رقباء

(۲۲۸۰) حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”ہر نبی کے لیے سات (۷) بزرگ و برگزیدہ اور اس کی ہر حالت میں نگہبانی و حفاظت کرنے والے ساتھی ہوتے تھے، لیکن مجھ کو ایسے چودہ (۱۴) ساتھی عطا کیے گئے ہیں۔“

(راوی کہتے ہیں کہ حضرت علی نے ہمارے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا تو) ہم نے ان سے پوچھا: وہ چودہ کون کون ہیں؟ حضرت علی نے جواب دیا ”ایک تو میں ہوں اور میرے دونوں بیٹے (حسن وحسین) ہیں، جعفر بن ابی طالب ہیں، حمزہ بن عبدالمطلب ہیں، ابوبکر ہیں، عمر ہیں، مُصعَب بن عُمَیر ہیں، بلال ہیں، سلمان ہیں، عمار ہیں، عبداللہ بن مسعود ہیں، ابوذر ہیں اور مقداد ہیں۔“ (ترمذی)

حضرت خالد اور حضرت عمار رضی اللہ عنہما کا قصہ

(۲۲۸۱) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک موقع پر کسی معاملہ میں) میرے اور عمار بن یاسر کے درمیان گفتگو چل رہی تھی کہ میں نے ان سے بات

کرنے میں سختی کی، چنانچہ عمار میری شکایت لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچے، اور وہ نبی کریم ﷺ سے شکایت کر رہے تھے کہ ادھر سے خالد بھی آگئے۔ راوی کا بیان ہے کہ (دربارِ رسالت میں اپنی شکایت سن کر) خالد (کو غصہ آگیا اور وہ عمار کو سخت سست کہنے لگے اور ان کی سخت کلامی میں اضافہ ہوتا ہی رہا۔ اور نبی کریم ﷺ چپ چاپ بیٹھے سن رہے تھے، اور کچھ گفتگو نہیں فرما رہے تھے۔

(یہ صورتِ حال دیکھ کر) عمار رونے لگے، اور بولے "یا رسول اللہ! کیا آپ دیکھ نہیں رہے ہیں (کہ خالد کیا کر رہے ہیں اور آپ کے سامنے مجھ کو کیا کیا کہہ رہے ہیں؟)" نبی کریم ﷺ نے (یہ سن کر) اپنا سر مبارک اُٹھایا اور ارشاد فرمایا "جو شخص عمار سے دشمنی رکھے گا اللہ اس کو دشمن رکھے گا، اور جو شخص عمار سے بغض رکھے گا اللہ اس سے بغض رکھے گا۔"

حضرت خالد فرماتے ہیں (کہ آپ کا یہ ارشاد سن کر جب آپ کی مجلس سے) میں باہر آیا تو کوئی چیز میری نظر میں عمار کے راضی وخوش ہو جانے سے زیادہ پسندیدہ اور بہتر نہیں تھی، پھر میں نے عمار کو راضی وخوش کرنے کے لیے ان کے ساتھ ایسا سلوک اور ایسا رویہ اختیار کیا کہ وہ مجھ سے راضی وخوش ہو گئے۔ (احمد)

اللہ کی تلوار

(۲۲۸۲) حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا "خالد، اللہ بزرگ و برتر کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں، وہ اپنے قبیلہ (بنی مخزوم) کے (جو قریش کی ایک شاخ ہے) بہترین جوان ہیں" (احمد)

چار صحابہ سے محبت رکھنے کی تاکید

(۲۲۸۳) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا

''اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھ کو چار آدمیوں سے (خاص طور پر) محبت رکھنے کا حکم دیا ہے، اور یہ بتایا ہے کہ وہ (اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ) بھی ان چاروں سے محبت رکھتا ہے۔'' (یہ ارشاد سن کر) صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں بھی ان چاروں کے نام بتا دیجیے (تا کہ ہم بھی ان سے محبت رکھیں) آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ان میں سے ایک علی ہیں۔'' یہ الفاظ آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائے (تا کہ لوگ جان لیں کہ ان چاروں میں سب سے افضل حضرت علی ہیں) ''ایک ابوذر ہیں، ایک مقداد ہیں اور ایک سلمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں ان چاروں سے محبت رکھوں اور یہ بتایا ہے کہ وہ بھی ان چاروں سے محبت رکھتا ہے۔'' (ترمذی)

ہمارے دو سردار

(۲۲۸۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق فرمایا کرتے تھے ''ابوبکر ہمارے سردار ہیں، اور انہوں نے ہمارے سردار یعنی بلال کو آزاد کیا ہے'' (بخاری)

حضرت ابوبکر کی فرمائش اور حضرت بلال کا جواب

(۲۲۸۵) حضرت قیس بن ابی حازم (تابعی) سے روایت ہے کہ (آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر نے حضرت بلال سے فرمایا کہ میرے پاس رہو اور آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں جس طرح اذان دیتے تھے دیتے رہو تو) حضرت بلال نے حضرت ابوبکر صدیق سے کہا: ''اگر آپ نے اپنی ذاتی خوشی کے لیے مجھ کو خریدا ہے تو مجھ کو اپنے پاس رکھ لیجیے (اور جس خدمت پر چاہیں مامور کر دیجیے) لیکن اگر آپ نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے لیے مجھ کو خریدا ہے تو پھر مجھ کو اللہ کے کام کے لیے آزاد چھوڑ دیجیے'' (بخاری)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی کا ایثار

(۲۲۸۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور کہا: میں نہایت پریشان حال اور تکلیف و مصیبت میں گرفتار ہوں (یہ سن کر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آدمی کو اپنی ایک بیوی کے پاس بھیجا (اور کہلایا کہ اگر گھر میں کچھ موجود ہے تو اس مصیبت زدہ شخص کے لیے بھیج دیں) انہوں نے جواب دیا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! میرے پاس پانی کے سوا (کھانے پینے کی) اور کوئی چیز موجود نہیں ہے، پھر آپ نے ایک دوسری بیوی کے پاس آدمی بھیجا، اور انہوں نے بھی وہی جواب دیا جو پہلی بیوی نے دیا تھا، اور اس طرح (آپ نے ایک ایک کر کے اپنی تمام بیویوں کے پاس آدمی بھیجے اور) سب بیویوں کے یہاں سے ایسا ہی جواب آیا۔ تب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (حاضرین مجلس کو مخاطب کر کے) ارشاد فرمایا: ”جو شخص اس آدمی کو مہمان بنائے گا اس پر اللہ تعالیٰ اپنی (خاص) رحمت نازل فرمائے گا۔“

(یہ سنتے ہی) انصار میں سے ایک شخص جن کو ابوطلحہ کہا جاتا تھا، کھڑے ہوئے اور بولے: یا رسول اللہ! اس آدمی کو میں اپنا مہمان بناتا ہوں، پھر ابوطلحہ اس شخص کو ساتھ لے کر اپنے گھر گئے۔ (گھر پہنچ کر) انہوں نے اپنی بیوی (اُم سلیم) سے دریافت کیا ”تمہارے پاس کچھ کھانا ہے؟“ ان کی بیوی بولیں ”بس اتنا ہے جو بچوں کی ضرورت کو ایک حد تک پورا کر دے۔“ ابوطلحہ نے کہا ”بچوں کو کسی طرح بہلا پھسلا کر سلا دو، اور جب ہمارا مہمان کھانے کے لیے گھر میں آئے (اور دستر خوان پر بیٹھے) تو ایسا ظاہر کرنا گویا ہم بھی اس کے ساتھ کھا رہے ہیں، اور جوں ہی ہمارا مہمان لقمہ اٹھانے کے لیے اپنا ہاتھ آگے بڑھائے تو تم چراغ کی بتی کو ٹھیک کرنے کے لیے چراغ کی طرف جانا، اور چراغ گل کر دینا (تاکہ مہمان پر یہ ظاہر نہ ہو کہ ہم کھانا نہیں کھا رہے ہیں)“

چنانچہ ان کی بیوی نے ایسا ہی کیا پس کھانے کے لیے سب بیٹھے لیکن کھانا صرف مہمان نے کھایا، اور ان دونوں میاں بیوی نے بھوکے رات گزاری۔

پھر جب صبح ہوئی اور ابوطلحہ رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا "فلاں مرد (یعنی ابوطلحہ) اور فلاں عورت (یعنی ابو طلحہ کی بیوی اُم سلیم) کا کام اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آیا" یا یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں سے بہت خوش ہوا، اس واقعہ کے بعد یہ آیت نازل ہوئی ﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ (اور وہ لوگ اپنے آپ پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود حاجتمند اور بھوکے ہوں۔ (بخاری، مسلم)

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(۲۲۸۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ (ایک سفر کے دوران) ہم لوگ رسول خدا ﷺ کے ساتھ ایک مقام پر اترے تو لوگ (آنحضرت ﷺ کے خیمہ کے سامنے سے) اِدھر اُدھر آنے جانے لگے، چنانچہ (جب خیمہ کے سامنے سے کوئی شخص گذرتا تو) رسول خدا ﷺ دریافت فرماتے: ابو ہریرہ! یہ شخص کون ہے؟ میں بتاتا فلاں شخص ہے، تو آپ فرماتے: یہ اللہ کا اچھا بندہ ہے، پھر (جب کوئی اور شخص گذرتا تو) آپ پوچھتے: ابو ہریرہ! یہ شخص کون ہے؟ میں بتاتا فلاں شخص ہے، تو آپ فرماتے: یہ اللہ کا برا بندہ ہے، (یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا) یہاں تک کہ خالد بن ولید گذرے تو آپ نے پوچھا: یہ شخص کون ہے؟ میں نے بتایا خالد بن ولید ہیں، تو آپ نے فرمایا: خالد بن ولید اللہ کا اچھا بندہ ہے، اور اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔ (ترمذی)

انصار کی نیازمندی

(۲۲۸۸) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک موقع پر) انصار نے

عرض کیا: یا رسول اللہ! ہر نبی کے تابعدار ہوتے ہیں، اور بلاشبہ ہم نے آپ کی تابعداری کی ہے، پس آپ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے تابعداروں کو بھی ہم میں سے کردے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے یہی دعا فرمائی۔ (بخاری)

انصار کی جانی قربانیاں

(۲۲۸۹) حضرت قتادہ (تابعی) سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا "قبائل عرب میں سے کسی قبیلہ اور قوم کے بارے میں ہم نہیں جانتے کہ اس کے شہیدوں کی تعداد انصار کے شہیدوں سے زیادہ ہو، اور قیامت کے دن انصار سے زیادہ عزیز ہوں۔

حضرت انس کا بیان ہے کہ احد کی جنگ میں ستر انصار شہید ہوئے، بیر معونہ میں ستر (۷۰) انصار (جو قرآء تھے) شہید ہوئے، اور یمامہ کی جنگ میں جو حضرت ابوبکر کے عہد خلافت میں (مسیلمہ کذاب کے خلاف) لڑی گئی ستر (۷۰) انصار شہید ہوئے۔ (بخاری)

اصحاب بدر کا مرتبہ

(۲۲۹۰) حضرت قیس بن ابی حازم (تابعی) کہتے ہیں کہ جو لوگ جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے ان میں سے ہر ہر شخص کا وظیفہ پانچ پانچ ہزار درہم تھا (جو بیت المال سے ادا کیا جاتا تھا) اور حضرت عمر نے فرمایا "میں جنگ بدر میں شریک ہونے والوں کو (مرتبہ میں) دوسرے تمام لوگوں پر ترجیح دیتا ہوں۔" (بخاری)

جامع بخاری میں مذکور اصحاب بدر کے نام

(۲۲۹۱) (۱) نبی کریم محمد بن عبداللہ ہاشمی ﷺ (۲) عبداللہ بن عثمان ابوبکر صدیق قریشی (۳) عُمر بن خطّاب عَدوِی (۴) عثمان بن عفان قریشی جن کو نبی کریم

ﷺ اپنی بیمار بیٹی حضرت رقیہ کی تیمارداری کے لیے مدینہ چھوڑ گئے تھے، اور جنگ بدر کے مالِ غنیمت میں ان کا حصہ رکھا تھا (۵) علی بن ابی طالب ہاشمی (۶) اِیَاس بن بُکَیر (۷) بلال بن رَباح جو ابوبکر صدیق کے آزاد کردہ غلام ہیں (۸) حمزہ بن عبدالمطلب ہاشمی (۹) حَاطِب بن اَبِی بَلْتَعَه، قریش کے حلیف (۱۰) اَبُو حُذَیْفَه بن عُتْبَه بن رَبِیْعَه قُرَیْشِی (۱۱) حَارِثَه بن رُبَیِّعْ اَنْصَارِی جو جنگ بدر میں شہید ہوئے، اور یہی حارثہ بن سُراقہ ہیں جو دشمنوں پر نظر رکھنے، اور ان کی خبر دینے پر مامور تھے (۱۲) خُبَیْب بن عَدِی اَنْصَارِی (۱۳) خُنَیْس بن حُذَافَه سَهْمِی (۱۴) رفاعہ بن رافع انصاری (۱۵) رِفَاعَه بن عَبْدُالْمُنْذِر اَبُو لُبَابَه اَنْصَارِی (۱۶) زبیر بن عوام قریشی (۱۷) زید بن سہل ابوطلحہ انصاری (۱۸) ابوزید انصاری (۱۹) سعد بن مالک زُہری (۲۰) سعد بن خولہ قریشی (۲۱) سَعِیْد بن زَیْد بن عَمرو بن نُفَیْل قُرَیْشِی (۲۲) سَهْل بن حُنَیْف اَنْصَارِی (۲۳) ظُهَیْر بن رَافِع اَنْصَارِی (۲۴) ظُهَیْر بن رَافِع کے بھائی (۲۵) عَبْدُاللّٰه بن مَسْعُوْد هُذَلِی (۲۶) عبدالرحمٰن بن عوف زُہری (۲۷) عبیدہ بن حارث قریشی (۲۸) عبادہ بن صامت انصاری (۲۹) عمرو بن عوف، بنو عامر بن لُوَی کے حلیف (۳۰) عُقْبَه بن عَمرو اَنْصَارِی (۳۱) عامر بن ربیعہ عَنَزِی (۳۲) عاصم بن ثابت انصاری (۳۳) عُوَیْم بن سَاعِدَه اَنْصَارِی (۳۴) عِتْبَان بن مَالِک اَنْصَارِی (۳۵) قُدَامَه بن مَظْعُون (۳۶) قتادہ بن نعمان انصاری (۳۷) معاذ بن عمرو بن جَمُوْح (۳۸) مُعَوِّذ بن عَفْرَاء (۳۹) مُعَوِّذ بن عَفْرَاء کے بھائی (۴۰) مَالِک بن رَبِیْعَه اَبُو اُسَیْد اَنْصَارِی (۴۱) مِسْطَح بن اُثَاثَه بن عَبَّاد بن مُطَّلِب بن عَبْد مَنَاف (۴۲) مُرَارَه بن رَبِیْع اَنْصَارِی (۴۳) مَعْن بن عَدِی اَنْصَارِی۔ (۴۴) مِقْدَاد بن عَمرو کِنْدِی، بَنُو زُهْرَه کے حلیف (۴۵) هِلَال بن اُمَیَّه اَنْصَارِی، اللہ ان سب سے راضی اور خوش ہوا۔

یمن وشام اور اویس قرنی کا تذکرہ

(فصل اول)

اویس قرنی کی فضیلت

(۲۲۹۲) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ایک شخص یمن سے تمہارے پاس آئے گا جس کا نام اویس ہوگا۔ وہ یمن میں اپنی ماں کے سوا کسی کو نہیں چھوڑے گا۔ اس کے بدن میں سفیدی (یعنی برص کی بیماری) تھی۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، اور اللہ تعالیٰ نے اس کے بدن سے سفیدی کو ختم کر دیا، ہاں صرف ایک درہم یا ایک دینار کے بقدر سفیدی باقی رہ گئی ہے۔ پس تم میں سے جو شخص اس (اویس) سے ملے اس کو چاہیے کہ اس سے اپنے لیے مغفرت کی دعا کرائے۔"

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ (حضرت عمر نے بیان کیا:) میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا "تابعین میں بہتر شخص وہ ہے جس کا نام اویس ہے، اس کی ایک ماں ہے، اور اس کے بدن پر برص کا نشان ہے، پس تم اس سے درخواست کرنا کہ وہ تمہارے لیے دعائے مغفرت کرے۔" (مسلم)

اہل یمن کے فضائل، اونٹ اور بکری والوں کے خواص

(۲۲۹۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ (جب یمن سے ابو موسیٰ اشعری اور ان کی قوم کے لوگ مدینہ آئے تو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "تمہارے پاس یمن کے لوگ آئے ہیں جو

(تمہارے پاس آنے والے اور لوگوں کی بہ نسبت) زیادہ رقیق القلب اور زیادہ نرم دل ہیں، ایمان یمنی ہے اور حکمت بھی یمنی ہے، اور فخر اور تکبر اونٹ والوں میں ہے، اور اطمینان وسکون اور وقار بکری والوں میں ہے۔'' (بخاری، مسلم)

کفر کا سر مشرق کی طرف ہے

(۲۲۹۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''کفر کا سر (یعنی بڑا کفر) مشرق کی طرف ہے۔ فخر اور تکبر گھوڑے والوں، اونٹ والوں اور چلانے والوں میں ہے جو اونٹوں کے بالوں کے خیموں میں رہتے ہیں (یعنی وہ لوگ جو آبادیوں سے دور جنگلات اور صحراؤں میں رہتے ہیں اور اس طرح کے لوگ اس زمانہ میں زیادہ تر اونٹ کے بالوں سے بنے ہوئے خیموں میں رہتے تھے) اور نرمی وسکون بکری والوں میں ہے۔'' (بخاری، مسلم)

فتنوں کی جگہ

(۲۲۹۵) حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ (ایک دن) آپ نے مشرق کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے ارشاد فرمایا: ''فتنے ادھر سے آئے ہیں، اور بدزبانی وسنگدلی چلانے والوں اور خیمہ نشینوں میں ہے جو (اپنے مویشیوں کو چرانے کے لیے) اونٹوں اور گایوں کی دموں کے پیچھے لگے رہتے ہیں، یہ لوگ ربیعہ اور مضر قبائل میں سے ہیں۔'' (بخاری، مسلم)

اہل مشرق کی مذمت اور اہل حجاز کی فضیلت

(۲۲۹۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''سنگدلی اور سخت گوئی مشرق میں ہے، اور ایمان حجاز والوں میں ہے۔'' (مسلم)

شام و یمن کی برکت اور نجد کی نحوست

(۲۲۹۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) نبی کریم ﷺ نے یوں دعا فرمائی "خدایا! ہمیں ہمارے (ملک) شام میں برکت عطا فرما اور خدایا! ہمیں ہمارے (ملک) یمن میں برکت عطا فرما" (یہ سن کر) صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! نجد کے بارے میں بھی دعا فرمایئے (تاکہ ہمیں اس علاقہ کی طرف سے بھی برکت حاصل ہو) لیکن آنحضرت ﷺ نے پھر یہی دعا فرمائی "خدایا! ہمیں ہمارے شام میں برکت عطا فرما اور خدایا! ہمیں ہمارے یمن میں برکت عطا فرما" صحابہ نے (دوبارہ) عرض کیا: "یا رسول اللہ! اور ہمارے نجد کے بارے میں بھی (یہی دعا فرمایئے۔) ابن عمر کہتے ہیں: میرا گمان یہ ہے کہ تیسری بار آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا "وہاں زلزلے ہوں گے فتنے ہوں گے اور وہیں سے شیطان کا سینگ (یعنی بڑا فتنہ) ظاہر ہوگا۔" (بخاری)

(فصل دوم)

اہل یمن کے حق میں حضور ﷺ کی دعا

(۲۲۹۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت زید بن ثابت سے روایت کرتے ہیں کہ (ایک دن) نبی کریم ﷺ نے یمن کی جانب نظر اٹھائی، اور پھر یوں دعا فرمائی "خدایا! اہل یمن کے دلوں کو (ہماری طرف) متوجہ فرما اور ہمارے صاع اور ہمارے مُدّ میں ہمارے لیے برکت عطا فرما۔" (ترمذی)

اہل شام کی خوش بختی

(۲۲۹۹) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد

فرمایا: ''خوش بختی ہے اہل شام کے لیے۔'' ہم نے پوچھا: کس وجہ سے یارسول اللہ!؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اس لیے کہ رحمٰن کے فرشتے شام کی سرزمین پر اپنے بازو پھیلائے ہوئے ہیں۔'' (احمد، ترمذی)

حضرموت سے نمودار ہونے والی آگ

(۲۳۰۰) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''عنقریب حضرموت کی طرف سے یا (یہ ارشاد فرمایا کہ) حضرموت سے ایک آگ نمودار ہوگی اور وہ آگ لوگوں کو جمع کرے گی اور ہانک کرلے جائے گی۔'' (یہ سن کر) صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! پس آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ (یعنی اس وقت ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ اور کہاں چلے جانا چاہیے؟) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تمہیں شام میں چلے جانا چاہیے۔'' (ترمذی)

شام کی طرف ہجرت کرنے کی تاکید

(۲۳۰۱) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ''ہجرت کے بعد ہجرت ہوگی۔ پس بہترین شخص وہ ہوگا جو اس جگہ ہجرت کرکے جائے گا جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام ہجرت کرکے گئے تھے۔''

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ''روئے زمین کے بہترین لوگ وہ ہوں گے جو اس جگہ کو خوب لازم پکڑیں گے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام ہجرت کرکے گئے تھے (یعنی ملک شام) اور (اس وقت) روئے زمین پر بدترین لوگ یعنی کفار و فجار رہ جائیں گے، اور ان کی زمینیں ان سے بیزار ہوں گی، اور اللہ تعالیٰ ان سے نفرت کرے گا، اور آگ ان کو سوروں اور بندروں کے ساتھ اکٹھا کرکے ہانکے گی، اور وہ آگ

انہیں کے ساتھ رات گزارے گی، جہاں وہ رات گذاریں گے، اور ان کے ساتھ قیلولہ کرے گی جہاں وہ قیلولہ کریں گے'' (ابوداؤد)

شام کو اختیار کرنے کی ترغیب

(۲۳۰۲) حضرت ابن حوالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''وہ زمانہ قریب ہے جب (دین کا کام اس طرح پر ہوگا) کہ تم مسلمانوں کے جدا جدا کئی لشکر ہو جائیں گے۔ ایک لشکر شام میں ہوگا، ایک لشکر یمن میں اور ایک لشکر عراق میں۔'' (یہ سن کر) ابن حوالہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر میں وہ زمانہ پاؤں تو فرمایئے کون سا لشکر اختیار کروں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تم شام کو اختیار کرنا کیوں کہ شام کی سرزمین خدا کی زمینوں میں سے برگزیدہ سرزمین ہے، اور اللہ تعالیٰ اس سرزمین میں اپنے برگزیدہ بندوں کو جمع کرے گا، پھر اگر تم شام کو اختیار کرنا قبول نہ کرو تو اپنے یمن کو اختیار کرنا، اور تم (جب شام میں جاؤ تو اپنے آپ کو بھی اور اپنے جانوروں کو بھی) اپنے ہی حوضوں سے پانی پلانا۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے میری امت کے حق میں یہ ذمہ لیا ہے کہ وہ (کفار کے فتنہ وفساد اور ان کے غلبہ سے) شام اور اہل شام کو مامون و محفوظ رکھے گا'' (احمد، ابوداؤد)

(فصل سوم)

ابدال کی رہائش گاہ اور ان کی برکت

(۲۳۰۳) حضرت شُرَیح بن عُبَید تابعی روایت کرتے ہیں کہ (ایک موقع پر) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے اہل شام کا ذکر کیا گیا، اور ان سے کہا گیا: اے امیر المومنین! شام والوں پر لعنت کیجیے تو حضرت علی نے فرمایا ''نہیں (میں اہل شام پر

لعنت نہیں کرسکتا) کیوں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے، اَبدال شام میں ہوتے ہیں، اور وہ چالیس (۴۰) مرد ہیں، جب ان میں سے کوئی شخص مرجاتا ہے تو اللہ اس کی جگہ کسی اور شخص کو مقرر کردیتا ہے۔ ان (ابدال) کے وجود و برکت سے بارش ہوتی ہے۔ ان کی مدد سے دشمنانِ دین سے بدلہ لیا جاتا ہے۔ اور انہیں کی برکت سے اہل شام سے (سخت) عذاب کو دفع کیا جاتا ہے۔'' (احمد)

دمشق کو اختیار کرنے کی ہدایت

.(۲۳۰۴) ایک صحابی سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''وہ زمانہ قریب ہے جب ملک شام کے شہر اور علاقے (اسلامی لشکر کے ذریعہ) فتح کیے جائیں گے، پس جب تمہیں ان شہروں اور علاقوں میں رہائش پذیر ہونے کا اختیار دیا جائے تو تم اس شہر میں رہنا جس کو ''دمشق'' کہا جاتا ہے۔ کیوں کہ وہ (دمشق شہر) مسلمانوں کے لیے لڑائیوں سے پناہ کی جگہ ہے، اور دمشق ملک شام کا بڑا شہر ہے، اور دمشق کے علاقوں میں سے ایک علاقہ ہے جس کو ''غُوطَه'' کہا جاتا ہے۔'' (احمد)

خلافت اور بادشاہت کی جگہ

(۲۳۰۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''خلافت مدینہ میں ہے، اور بادشاہت شام میں۔'' (بیہقی)

شام کی فضیلت

(۲۳۰۶) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میں نے (خواب میں) دیکھا کہ نور کا ایک ستون میرے سر کے نیچے سے برآمد ہو کر بلند ہوا ، اور پھر ملک شام میں جا کر ٹھہر گیا۔'' (بیہقی)

دمشق کے فضائل

(۲۳۰۷) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "(دجال سے) جنگ و جدال کے دنوں میں مسلمانوں کے جمع ہونے کی جگہ "غوطہ" ہے جو اس شہر کا نواحی علاقہ ہے، جس کو دمشق کہا جاتا ہے، اور دمشق شام کے شہروں میں سب سے بہترین شہر ہے" (ابوداؤد)

(۲۳۰۸) حضرت عبدالرحمٰن بن سلیمان تابعی سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا "وہ زمانہ آنے والا ہے، جب عجم کے حکمرانوں میں سے ایک حکمراں چڑھائی کرے گا، اور تمام شہروں پر غلبہ حاصل کرلے گا سوائے دمشق کے۔" (ابوداؤد)

اس امت مرحومہ کے اجر و ثواب کا بیان

(فصل اول)

امت محمدیہ کا اجر و ثواب دوگنا ہے

(۲۳۰۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے (ہم مسلمانوں کو مخاطب کرکے) ارشاد فرمایا "گذشتہ امتوں کی مدت عمر کے مقابلہ میں تمہاری عمر بس اتنی ہے کہ (سارے دن کے مقابلہ میں) نماز عصر سے غروبِ آفتاب تک کا درمیانی وقت۔ اور تمہارا معاملہ اور یہود و نصاریٰ کا معاملہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص اجرت پر کام کرنے کے لیے کچھ مزدوروں کو طلب کرے اور ان سے کہے: کوئی ہے جو دوپہر تک میرا کام کرے، اور میں (اتنا عرصہ کام کرنے کی اجرت کے طور پر) ہر شخص کو ایک ایک قیراط دوں گا۔ چنانچہ اس اجرت کو منظور کرکے یہود نے

دو پہر تک ایک ایک قیراط پر کام کیا۔ پھر اس شخص نے کہا: کوئی ہے جو دو پہر سے عصر تک میرا کام کرے، اور میں ہر شخص کو ایک ایک قیراط دوں گا۔ چنانچہ نصاریٰ نے دو پہر سے نمازِ عصر تک ایک ایک قیراط پر کام کیا۔

پھر اس شخص نے کہا: کوئی ہے جو نمازِ عصر سے غروبِ آفتاب تک میرا کام کرے، اور میں ہر شخص کو دو دو قیراط دوں گا۔ (اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے ہم مسلمانوں کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا) جان لو (اس مثال میں) تم ہی وہ لوگ ہو جو عصر کی نماز سے غروبِ آفتاب تک کام کرنے والے ہیں، یاد رکھو! تمہارا اجر دو گنا ہے، اور اسی وجہ سے (کہ تمہارے کام کی مدت تو کم لیکن اجر و ثواب دو گنا ہے) یہود و نصاریٰ بھڑک اُٹھے اور بولے: عمل کے اعتبار سے تو ہم بڑھے ہوئے ہیں لیکن اجر و ثواب میں ہمارا حصہ بہت کم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو جواب دیا: کیا میں نے تمہارے ساتھ کچھ ظلم کیا ہے؟ (یعنی میں نے تمہاری جو اجرت مقرر کی تھی اور تمہیں جو کچھ دینے کا وعدہ کیا تھا اس میں کچھ کمی کی ہے؟) یہود و نصاریٰ نے کہا: نہیں (لیکن کام ہم نے زیادہ کیا، اور اجر و ثواب امت محمد یہ کو زیادہ کیوں دیا گیا؟) پروردگار نے ارشاد فرمایا: یہ زیادہ اجر دینا میرا فضل و احسان ہے میں جس کو چاہوں زیادہ دوں" (بخاری)

حضور کی وفات کے بعد پیدا ہونے والے مسلمانوں کی فضیلت

(۲۳۱۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میری امت میں مجھ سے بہت محبت رکھنے والے وہ لوگ ہیں جو میری وفات کے بعد پیدا ہوں گے، ان میں سے کوئی تو یہ آرزو کرے گا کہ اگر وہ مجھ کو دیکھ لے تو اپنے اہل و عیال اور اپنا مال سب کچھ مجھ پر قربان کر دے۔" (مسلم)

اللہ کے حکم پر قائم رہنے والی جماعت کی فضیلت

(۲۳۱۱) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا "میری امت میں ہمیشہ ایک گروہ ایسا رہے گا جو اللہ کے حکم پر قائم ہوگا۔ اس گروہ (کے دینی امور) کو نہ وہ شخص نقصان پہنچا سکے گا جو اس کی تائید واعانت نہیں کرے گا، اور نہ وہ شخص ضرر پہنچائے گا جو اس کی مخالفت پر کمربستہ ہوگیا ہے یہاں تک کہ اللہ کا حکم آن پہنچے گا اور وہ اسی کار خیر پر (یعنی احکامِ خداوندی کی اطاعت اور دین کی خدمت واعانت پر) قائم ہوں گے۔" (بخاری، مسلم)

(فصل دوم)

امت محمدیہ کا حال

(۲۳۱۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میری امت کا حال بارش کے مانند ہے جس کے بارے میں معلوم نہیں ہوتا کہ اس کا اول بہتر ہے یا اس کا آخر بہتر ہے۔" (ترمذی)

(فصل سوم)

امت محمدیہ کے فضائل

(۲۳۱۳) حضرت جعفر صادق اپنے والد (حضرت محمد باقر) سے اور وہ حضرت جعفر کے دادا (یعنی اپنے والد حضرت زین العابدین علی بن حسین بن علی) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "خوش ہو جاؤ اور خوش ہو جاؤ، بلاشبہ

میری امت کا حال بارش کے مانند ہے جس کے بارے میں معلوم نہیں ہوتا کہ اس کا آخیر بہتر ہے یا اس کا اول بہتر ہے، یا میری امت کا حال اس باغ کے مانند ہے جس سے ایک سال ایک جماعت نے کھایا یعنی نفع اٹھایا، اور اس باغ سے دوسرے سال ایک اور جماعت نے کھایا، ممکن ہے وہ جماعت جس نے آخر میں باغ سے کھایا ہے (پہلی جماعت کے مقابلہ میں) چوڑائی اور گہرائی (یعنی کثرت) میں زیادہ ہو اور خوبیوں میں بھی اس سے بہتر ہو، بھلا وہ امت کیوں کر ہلاک ہو جس کے آغاز میں میں ہوں، جس کے وسط میں مہدی ہیں، اور جس کے آخر میں مسیح علیہ السلام ہیں، ہاں ان زمانوں کے درمیان ایک کج رو (یعنی گمراہ) جماعت پیدا ہوگی۔ اس جماعت کے لوگ میرے راستہ اور طریقہ پر چلنے والے نہیں ہوں گے، اور نہ میں ان سے (راضی اور خوش) ہوں۔'' (رزین)

کس کا ایمان زیادہ پسندیدہ ہے؟

(۲۳۱۴) حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک دن صحابہ سے) پوچھا: بتاؤ! تمہارے نزدیک ایمان کے اعتبار سے کونسی مخلوق زیادہ پسندیدہ ہے؟'' صحابہ نے جواب دیا: فرشتے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتوں کے لیے کیا مانع ہے کہ وہ ایمان نہ لائیں جب کہ وہ اپنے رب کے پاس ہیں (یعنی فرشتے مقرب بارگاہ خداوندی ہیں، اور عالم جبروت کے عجائب وغرائب کا ہر وقت مشاہدہ کرتے رہتے ہیں) صحابہ نے عرض کیا: پھر انبیائے کرام ہیں، آپ نے فرمایا: ان کے لیے کیا مانع ہے کہ وہ ایمان نہ لائیں جب کہ وحی ان پر اترتی ہے، صحابہ نے عرض کیا: پھر ہم ہیں، آپ نے فرمایا: تمہارے لیے کیا مانع ہے کہ تم ایمان نہ لاؤ جب کہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں۔

راوی کہتے ہیں کہ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے نزدیک اللہ کی

مخلوق میں ایمان کے اعتبار سے پسندیدہ تر وہ لوگ ہیں جو میری وفات کے بعد پیدا ہوں گے، اور چند صحیفے پائیں گے جن میں اللہ کے احکام لکھے ہوئے ہوں گے، اور ان صحیفوں (یعنی قرآن پاک) میں جو کچھ لکھا ہوا ہے اس پر ایمان لائیں گے۔ (بیہقی)

آخری دور کی ایک جماعت کا اجر وثواب

(۲۳۱۵) حضرت عبدالرحمٰن بن علاء حضرمی کہتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے یہ حدیث بیان کی جس نے نبی کریم ﷺ سے سنا تھا کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''بلاشبہ وہ زمانہ آنے والا ہے جب اس امت کے آخری دور میں ایک جماعت پیدا ہوگی جس کا ثواب اس امت کے ابتدائی دور کے لوگوں (یعنی صحابہ) کے ثواب کے مانند ہوگا۔ اس جماعت کے لوگ مخلوقِ خدا کو دینی باتوں کی تلقین وتبلیغ کریں گے، اور ان باتوں سے باز رکھنے کی کوشش کریں گے جو خلافِ شرع ہیں، نیز وہ لوگ فتنہ پردازوں (یعنی اسلام اور مسلمانوں سے منحرف اور تمام گمراہ لوگوں) سے لڑیں گے (خواہ اسلحہ وطاقت کے ذریعہ لڑیں، خواہ زبان وقلم کے ذریعہ)'' (بیہقی)

آنحضرت کو دیکھے بغیر ایمان لانے والوں کی فضیلت

(۲۳۱۶) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''خوشی ہو اس شخص کو جس نے مجھ کو دیکھا، اور مجھ پر ایمان لایا، اور سات (۷) بار خوشی ہو اس شخص کو جس نے مجھ کو نہیں دیکھا اور پھر مجھ پر ایمان لایا۔'' (احمد)

(۲۳۱۷) حضرت ابن مُحَیرِیز (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو جمعہ رضی اللہ عنہ سے جو صحابہ میں سے ایک شخص ہیں، درخواست کی کہ آپ ہمارے سامنے کوئی ایسی حدیث بیان کیجیے جو آپ نے خود رسول خدا ﷺ کی زبانِ مبارک سے سنی ہو، حضرت ابو جمعہ نے فرمایا ''ہاں میں تمہارے سامنے ایک بڑی عمدہ حدیث بیان

کرتا ہوں کہ ایک دن ہم نے صبح کا کھانا رسول خدا ﷺ کے ساتھ کھایا، اور ہمارے ساتھ حضرت ابوعبیدہ بن جراح بھی تھے، چنانچہ ابوعبیدہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا کوئی شخص ہم سے بھی بہتر ہوسکتا ہے؟ جب کہ ہم نے (آپ کے ہاتھ پر) ایمان و اسلام قبول کیا، اور آپ کے شانہ بہ شانہ دشمنانِ دین کے خلاف جہاد کیا۔ آنحضرت ﷺ نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا "ہاں تم سے بہتر وہ لوگ ہیں جو تمہارے بعد پیدا ہوں گے اور مجھ پر ایمان لائیں گے جب کہ انہوں نے مجھے دیکھا نہیں ہوگا۔"

(احمد، دارمی)

طائفہ منصورہ کی فضیلت

(۲۳۱۸) حضرت مُعَاوِیَہ بن قُرَّہ سے روایت ہے، وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "جب اہل شام تباہ ہو جائیں گے تو پھر تم میں بھلائی نہیں ہوگی، اور میری امت میں ہمیشہ ایک جماعت ایسی رہے گی جس کو اللہ کی نصرت و تائید حاصل ہوگی، اس جماعت کو وہ شخص کچھ نقصان و ضرر نہ پہنچا سکے گا جو اس کی تائید و اعانت نہیں کرے گا، تا آنکہ قیامت قائم ہو۔"

اور ابن مُدِینِی (جو اکابر محدثین میں سے ہیں) کہتے ہیں کہ اس جماعت سے مراد اصحابِ حدیث (یعنی اہل سنت و جماعت) ہیں۔ (ترمذی)

بھول چوک کی معافی

(۲۳۱۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ نے میری امت سے بھول چوک اور اس کام کو معاف کر دیا ہے جس کے کرنے پر لوگوں کو مجبور کیا گیا ہے۔" (ابن ماجہ، بیہقی)

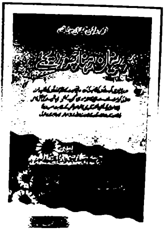
سب سے بہتر امت

(۲۳۲۰) حضرت بَہْز بن حَکِیْم بن مُعَاوِیَہ بن حَیْدَہ قُشَیْرِی بَصْرِی اپنے والد (حضرت حکیم بن معاویہ) سے اور وہ بہز کے دادا (اور اپنے والد حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول خدا ﷺ کو اللہ کے ارشاد ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ کی تفسیر میں یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ”(اے مسلمانو!) تم ستر (۷۰) امتوں کو پورا کرتے ہو، اور اللہ کے نزدیک تم ان امتوں میں سب سے بہتر اور گرامی قدر ہو۔“ (یعنی جیسے رسول اللہ ﷺ تمام انبیاء کے خاتم اور تمام پیغمبروں میں سب سے افضل اور بہتر ہیں اسی طرح تم بھی تمام امتوں کے خاتم اور تمام امتوں میں سب سے بہتر اور افضل ہو) (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

احقر نے اس ترجمہ کو خوب غور سے از اول تا آخر دیکھا ہے، اور اس کی مکمل تصحیح کی ہے، ہر حدیث پر عنوان کا اور جہاں ضرورت پیش آئی فوائد کا اضافہ بھی کیا ہے۔ اس لیے میں پورے وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ احادیث مبارکہ کا یہ ترجمہ نہایت عمدہ، صحیح اور عام فہم ہے۔

مدارس عربیہ کے باتوفیق طلبہ اگر اس ترجمہ کو غور سے بار بار پڑھیں گے، اور اپنی اصلاح کی نیت کریں گے تو ان شاء اللہ احادیث مبارکہ کا یہ ترجمہ ان کے لیے بہترین مُرشد ثابت ہوگا، اللہ تعالیٰ احادیث مبارکہ کے اس ترجمہ کو امت مسلمہ کے لیے صلاح وفلاح کا ذریعہ بنائیں! آمین یارب العالمین!

محمد امین پالن پوری غُفِرَلَهٗ وَ لِوَالِدَيْهِ
خادم حدیث وفقہ دارالعلوم دیوبند



★ پریشانیوں میں گھرے لوگوں کیلئے اُمید کی کرن

★ غم و مصیبت کے ستائے ہوئے لوگوں کیلئے نوید راحت

★ دل کی گھبراہٹ... خوف... اور بے چینی کا علاج

★ ذہنی اُلجھن... ٹینشن، ڈپریشن... اور کشمکش کا حل

اپنے موضوع پر ایک منفرد و مُستند کتاب جس کا مُطالعہ ہر شخص کے لئے بہت مفید ہوگا۔
ایک ایسی کتاب جو تمام لوگوں کے لئے ان شاءاللہ تعالیٰ خوشی کا پیغام ثابت ہوگی۔



ہر گھر کے لئے ایک مفید بہترین کتاب
آئمہ حضرات کے لئے مساجد میں درس و وعظ کے لئے نادر تحفہ
اصلاحِ اخلاق اور اصلاحِ اعمال کی مختلف تدابیر
معاشرے کے بگڑتے ہوئے احوال کی نشاندہی اور اصلاح حال کے طریقے



طلبہ و عُلماء کے لئے یکساں مفید۔ ہر طالب علم کے لئے مخلص مُعلّم اور ہر صاحب ذوق کے لئے مشفق مُربّی۔ عُلوم و فنون کے مختلف موتیوں کا حسین گل دستہ۔ جس میں ''آپ بیتی''، ''اُستاذ بیتی''، ''احباب بیتی'' کا ایک بہترین مجموعہ ملے گا۔

دار الہدیٰ

Desinged by [redacted]